اصول نظائر شرع محمدیؐ

یعنے

کتاب مشعر کلیات و جزئیات مسائل وراثت بنا بر مذہب اہل سنت و تشیع و معاہدات مضامین متفرقہ

مع

انتخابات اُن فتاووں کے جو عدالتہای دیوانی تابع احاطہ ملک بنگالہ درباب مسائل مذکور کے تحریر ہوے

بالحاق

تنبیہات متضمن توضیح و تشریح

مؤلفہ

ولیم ہے میگناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی دام اقبالہ کے

لالہ مکند لال سب اسسٹنٹ سرجن نے

بانتظام محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اُردو مین ترجمہ کیا

واسطے فائدہ عام کے

نسخہ مطبوعہ گورنمنٹ سے بصحت تمام نقل ہو کر

بار چہارم

مقام کانپور

مطبع نامی منشی نول کشور مین مطبوع ہوا

جون سنہ ۱۸۹۲ء

معہ جز
۵ ورق

فہرست مضامین اصول شرع محمدی

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱- وصیت کی مد ۷			
استحقاق			
۱- دختر کا حق بشمول پسر کے	۱	۱	۳
۲- بذریعہ قائم مقامی کے حق وراثت حاصل نہین ہوتا	۱	۱	۹
۳- ذکر اُن وارثون کا جنکو بحالت نہ ہونے ذوی الارحام کے ورثہ پہونچتا ہی	۱	۳	۵۵
۴- قواعد کی مد ۲۴			
۵- وراثت کی مد ۳			
۶- ذکر اُن وارثون کا جو بحالت موجود ہونے اولاد کے مستحق ترکہ ہوتے ہین-	۲	〃	۶
۷- اولاد پسر و دختر	۲	〃	۷
۸- دوسرے درجہ کے وارث	۲	〃	۸
۹- اُنکے جداگانہ استحقاق	۲	〃	۸
۱۰- تفریق وارثان درجۂ دوم	۲	〃	۹
۱۱- تیسرے درجہ کے وارث	۲	〃	۱۰
۱۲- اُنکے استحقاق جداگانہ	۲	〃	۱۰
۱۳- شفع کی مد ۴			
۱۴- استحقاق مشتری اولیٰ	۴	〃	۹
۱۵- ولی کا اختیار	۷	〃	۱۵
۱۶- عورت بالغہ کا اختیار	۷	〃	۱۶
۱۷- واسطہ داران پدری کا استحقاق	۸	〃	۱۰
(ب)			
بھائی			
۱- قواعد کی مد ۱			
۲- عصبہ کی مدات ۸ و ۹			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱- کاغذات پیش کرنے کی مد ۷			
(ت)			
تسلیم کرنا			
۱- تسلیم کرنا صحت اسناد کا	۷	۱	۳۳
۲- قرضہ کی مدات ۳و۶			
ترکہ			
۱- دعوی کی مد ۱			
تاوان			
۱- کس صورت میں تاوان ملتا ہے	۳	۱	۲
۱- قواعد کی مد ۳۴			
تنازع			
۱- قواعد کی مد ۳۴			
تقسیم			
۱- صورتیں جنمیں تقسیم بلا رضامندی کل وارثوں کے نہیں ہونی چاہیے	۱	۱۳	۱۱۳
۲- طریقہ تقسیم	۱	۱۳	۱۱۴
۳- اگر تقسیم جائداد بآسانی ممکن ہو تو تقسیم وارثوں میں حسب درخواست ایک یا دو ورثہ کے ہونی چاہیے	۱	۱۳	۱۱۲
۴- تقسیم نا حاصل جائداد	۱	۱۳	۱۱۵
تقسیم کے قواعد			
۱- قواعد تقسیم	۱	۵	۷۴
۲- قاعدہ اول	۱	۵	۷۵
۳- قاعدہ دوم	۱	۵	۷۶
۴- قاعدہ سوم	۱	۵	۷۷
۵- قاعدہ چہارم	۱	۵	۷۸

دفعہ	فصل	باب	مضمون
			۴- محرومی کی مدات ۲ و ۵
			۵- قواعد کے مدات ۲۲ و ۲۳ و ۲۴
			۶- دعوی کی مد ۲
			۷- تقسیم کی مد ۳
۲	×	۲	۸- وارثان نسبی کے تین درجے ہین اہل تشیع کے بموجب ... ...
۴	×	۲	۹- وارثان درجۂ اول کی تصریح ... ...
۴	×	۲	۱۰- اُنکے استحقاق بہ نسبت ایک دوسرے کے ...
۵	×	۲	۱۱- تفریق وارثان مذکور ....
			۱۲- قرضہ کی مد ۴
			۱۳- ذمہ داری کی مد ۳
			وراثت
			۱- محرومی کی مد ۱
۳۰	۲	۱	۲- برادران و ہمشیرگان اخیافی کو حصہ ملیگا لیکن قاعدۂ کلیہ یہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے اُنکی اولاد سے متعلق ہوگا۔ ... ...
۱	×	۲	۳- حق وراثت تین ذریعون سے حاصل ہوتا ہے ...
۲	×	۲	۴- ذریعون کی تصریح ... ...
			۵- جائداد کی مد ۳ ... ...
			۶- وصیت کی مد ۵
			وصیت
۴	۱	۱	۱- وصیت بحق وارثون کے ... ...
			۲- قرضہ کی مدات ۱ و ۳
۲	×	۶	۳- وصیت ترکہ کی نسبت ... ...
۳	×	۶	۴- وصیت وارث کی نسبت ... ...

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۵— وصیت کو دعوی وراثت پر تقدم ہے	۶	×	۵
۶— جائداد موصی بہ	۶	×	۸
۷— مفہوم ہونا استرداد وصیت کا	۶	×	۱۲
۸— قواعد کی مدات ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵			
۹— وصیت زبانی مثل وصیت تحریری کے جائز ہے	۶	×	
واسطہ دار			
۱— قواعد کی مدات ۳۳ و ۳۴ و ۳۶			
۲— تصریح اُن واسطہ داروں جنسے نکاح ممنوع ہے..	۷	×	۹
۳— امتناع مزید	۷	×	۱۰
۴— ولایت کی مد ۱			
۵— استحقاق کی مد ۱۷			
۶— رعیت کی مد ۳			
واپسی			
۱— ذکر اُن صورتوں کا جن میں اشیاء معینہ کی قیمت واپس طلب ہوسکتی ہے	۴۷	×	۳۰
۲— قواعد کی مد ۳			
۳— شے موہوبہ کا واپس لینا جائز ہے	۵	×	۱۱
۴— مستثنیات	۵	×	۱۲
(ہ)			
ہمو ارث			
۱— مفقود الخبر شخص کی مد ۲			
۲— استحقاق کی مد ۶			
ہبہ			
۱— ہبہ کی تعریف	۵	×	۱

باب اور فصل کی فہرست

اصول شرع

فہرست مضامین نظائر مسائل شرع

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ
۵۱ - استحقاق پسر کا بحالت موجود ہونے دو دختر کے	۱۹۵
۵۲ - استحقاق دو بہنوں کا . . .	ایضاً
۵۳ - استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے دو بیٹیوں اور ایک بہن کے . . .	ایضاً
۵۴ - استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے ہمشیر کے دو بیٹیوں کے	۱۹۶
۵۵ - استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے	ایضاً
۵۶ - استحقاق بیٹے کا بحالت موجود ہونے تین زوجہ اور تین دختروں کے . . .	۱۹۷
۵۷ - استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے	۱۹۸
۵۸ - استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے ماں اور باپ اور شوہر کے	۱۹۹
۵۹ - استحقاق دختر کا اور اُسکی ماں کا جو مالک متوفی کی جاریہ تھین . .	ایضاً
۶۰ - استحقاق بھتیجوں اور بھتیجیوں اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجود ہونے شوہر اور بہن کے	۲۰۱
۶۱ - استحقاق ہمشیر کا اُس صورت مین جب وہی صرف وارث ہو	۲۰۱
۶۲ - علاتی بہن کا استحقاق بحالت موجود ہونے ہمشیر حقیقی کے	۲۰۲
۶۳ - زوجہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے دو دختر کے	۲۰۳
۶۴ - استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی ماں کے	۲۰۴
۶۵ - بھائی کے بیٹوں کا حق بحالت موجود ہونے زوجہ اور ماں کے	ایضاً
۶۶ - استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی دختر کے	۲۰۵
۶۷ - استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے شوہر کے	۲۰۷
۶۸ - استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے پسر اور چچا کے اُس صورت مین جب چچا قبل تقسیم مرگیا ہو	۲۱۱
۶۹ - ہمشیر کا حق بمقابلہ زوجہ کے	۲۱۲
۷۰ - دختر کا استحقاق بحالت موجودگی پسر کی زوجہ کے اُس صورت مین جب کہ پسر بعد وفات اپنے باپ کے مرگیا ہو . . .	۲۱۲
۷۱ - دختر کا استحقاق بمقابلہ پسر کی زوجہ اُس صورت مین جب کہ بیٹا	

(خ)

خریداری

خریدار

(د)

دستاویزات

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ

(س)

سمعی شہادت

سوتیلا بیٹا

سجادہ نشین

(ش)

شرائط

شرائط ضروری ہبہ

شہادت

(ص)

صحت

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ
(و)	
وصیت	

مضمون	صفحہ

ہبہ بشرط العوض

ہبہ بالعوض

اُصُولِ شرعِ محمّدی

 وراثت ومعاہدات اور امور متفرقہ کے بیان مین

پہلا باب

اصول وراثت

فصل پہلی

کلّیات

ہر قسم کی جائداد پر بلا تخصیص ورثہ پہونچتا ہے۔

۱- ازروے شرع محمدی کے ہر قسم کی جائداد پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ ورثہ پہونچتا ہے۔

خلف اکبر۔

۲- خلفِ اکبر ہونے کی وجہ سے زیادہ نہین ہو سکتا بلکہ جتنے بیٹے ہون سب کو ورثہ برابر پہونچتا ہے۔

دختر کا حق بشمول پسر کے — ۳ - اگر ورثہ دختر اور پسر کو بشمول پہونچے تو دختر کا حصہ پسر کے حصہ سے نصف ہوگا۔

وصیت بحق وارثون کے — ۴ - اگر ایک پسر یا کسی وارث کے حق مین بمضرت دیگر وارثون کے وصیت کیجاوے تو ایسی وصیت بلا رضامندی اور منظوری یا وارثون کے نافذ نہین ہوسکتی۔

ذکر قرضہ و جائداد — ۵ - مطالبہ دیون کا وصیت پر مقدم ہی اور قبل تقسیم ورثہ کے وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے مگر شرط یہ ہی کہ جائداد موصی بہ ترکہ وصی کے ایک ثلث سے زائد نہو۔

ذکر قرضہ و جائداد موصی بہ —

محجوب الارث ہونے کے سبب — ۶ - غلامی اور قتل انسان اور اختلاف دین اور اختلاف متابعت حاکم کے سبب سے ارث کا استحقاق زائل ہوجاتا ہی۔

استثنا — ۷ - لیکن جو شخص دین محمدی کے پیرو نہون وے اپنے اہل مذہب کے وارث ہوسکتے ہین اور جو شخص دین اسلامی کے پیرو ہین اُنکے نسبت اختلاف دار مانع ارث نہین ہی۔

وارث ہونا متعدد شخصون کا زمانہ واحد مین — ۸ - شخص متوفی کا ترکہ اُسکے مختلف قرابت دارون کو بقدر سہام معینہ کے زمانہ واحد مین ملسکتا ہی اور یہ جائز ہی کہ بزمانہ واحد کچھ ترکہ وارثان اعلی کو پہونچے اور کچھ اسفل کو۔

بذریعہ قائم مقامی کے حق وراثت حاصل نہین ہوتا — ۹ - جو شخص اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اُسکا بیٹا قائم مقام اُسکا نہین ہوسکتا ہی یعنے جسطرح کہ خود پسر متوفی بحالت زندگی کے حقدار ہوتا اسطرح بیٹا اُسکا حقدار نہوگا بلکہ اگر پسر متوفی کا کوئی بھائی موجود ہو تو وہ بیٹا محروم الارث ہوگا مثلاً زید دادا اور بکر باپ اور عمرو بیٹا ہو اور بکر اپنے باپ زید کے سامنے مرجاوے تو عمرو کو اپنے پدر بکر کی

قائم مقامی کا استحقاق حاصل نہ ہیگا بلکہ ستوفی کا ترکہ زید کے دیگر پسران کو پہونچیگا۔

بیٹے اور پوتے کے واسطے حصۂ خاص معین نہین ہی بلکہ حصۂ انکا بلحاظ تعداد دیگر وارثون کے قرار پاتا ہی۔

۱۰۔ بیٹے اور پوتے اور انکی اولاد نسبی کے واسطے گو اُس اولاد کا واسطہ مورث سے کتنا ہی بعید ہو کوئی حصہ خاص معین نہین ہی قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جو کچھ جائداد بعد دینے حصون دیگر مستحقین کے بچے وہ بیٹے اور پوتے اور اولاد ذکور کا حق ہی لیکن درصورت ہونے دخترون کے ہر دختر کو بہ نسبت پسر کے حصہ کے نصف حصہ ملتا ہی مثلاً اگر باپ اور مان اور شوہر یا زوجہ یا بیٹیان وارث ہون تو پسران کو قلیل حصہ ملتا ہی لیکن اگر بیٹیان اور دیگر حصہ دار جائز نہون تو کل جائداد پسران کو پہونچتی ہی۔

تفصیل اُن وارثون کی جو ورثہ پانے سے محروم نہین رہ سکتے

۱۱۔ والدین اور اولاد اور شوہر اور زوجہ قطع نظر تعداد اور بُعد یا قرب دیگر وارثون کے ہر حال مین حصہ پانے کے مستحق ہین۔

قواعد عام در باب حصہ بھائیون اور بہنون کے۔

۱۲۔ قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ بھائی کو بہن سے دوچند حصہ ملے مگر یہ قاعدہ برادران اور ہمشیرگان اخیافی کی نسبت صادق نہین آتا۔

حصص ذوی الفروض

ذکر حصص عصبات۔

۱۳۔ جو شخص صرف ذوی الفروض ہین نہ عصبہ اُنکے حصون کا تعین ہو سکتا ہی لیکن جو لوگ کہ علاوہ پانے سہام معینہ کے بھی عصبہ ہو سکتے ہین اُنکے حصہ کے باب مین کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہین پا سکتا بلکہ ایسے حصہ کا تعین ہر صورت خاص پر موقوف ہی۔ مثلاً چونکہ زوجہ و شوہر صرف سہام معین کے مستحق ہین لہذا کل صورتون مین حصہ اُنکا مقرر ہی مگر بیٹیان اور بہنین بعض صورتون مین سہام معین کی مستحق ہین اور بعض صورتون مین عصبہ ہین

اور باپ اور دادا بھی بعض صورتون مین عصبہ ہوتے ہین لہذا اُسکے حصص کا تعین دیگر وارثون کی تعداد اور اُسکے بعد اور قرب پر منحصر ہی۔ ۱

۱۔ اگر بیٹے موجود نہون تو بیٹیان ذوی الفروض ہین اور علےٰ ہذ االقیاس در صورت موجود نہونے بھائیون کے بہنین بھی ذوی الفروض ہین مگر بحالت ہونے بیٹے یا بھائی کے بیٹیان اور بہنین صرف عصبہ ہوتی ہین اور اگر بیٹے یا پوتے موجود ہون تو دادا اور باپ ذوی الفروض ہوتے ہین اور جب صرف بیٹیان ہون تو وہ عصبہ اور نیز ذوی الفروض ہونگی۔

فصل دوسری

ذوی الفروض اور عصبات کے بیان مین

بیوہ کا حصہ — ۱۴ — اگر متوفی یا اُسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو بیوہ کو ترکہ شوہر سے آٹھوان حصہ ملتا ہی اور اگر کچھ اولاد نہ ہو تو ایک ربع۔

شوہر کا حصہ — ۱۵ — اگر شوہر یا اُسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو شوہر کو زوجہ کے ترکہ سے چوتھائی حصہ پہونچتا ہی اور نہ اگر کچھ اولاد نہو تو نصف۔

دختر کا حصہ — ۱۶ — اگر بیٹا نہو اور صرف ایک ہی دختر ہو تو دختر کو ترکے سے شرعًا نصف حصہ پہونچتا ہی۔

دو یا زیادہ دختروں کا حصہ — ۱۷ — اگر بیٹا نہو اور دو یا زیادہ بیٹیان ہون تو حصہ اُنکا ترکے سے شرعًا دو ثلث ہوگا۔

پسر کی دختر کا حصہ — ۱۸ — اگر پسر موجود نہو اور نہ دختر اور نہ پوتا تو پوتیان مثل دخترون کے حصہ پائینگی یعنی ایک پوتی ہو تو اسکو نصف حصہ ملیگا اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو دو ثلث ملینگے۔

ایضًا — ۱۹ — اگر صرف ایک بیٹی ہو تو پوتیون کو چھٹا حصہ پہونچتا ہی اور اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیان ہون تو پوتیون کو کچھ نہیں ملیگا۔

پسر کی دختر کا حصہ — ۲۰ — اگر پوتا یا پرپوتا موجود ہو تو پوتیون کو بمقدار نصف اُس حصہ کے ملتا ہی جو پوتے یا پرپوتے کو ملے —

بھائی اور بہن کا حصہ — ۲۱ — اگر بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو یا باپ یا دادا موجود ہون تو بلالحاظ بعید ہونے اولاد مذکور کے بھائیون اور بہنون کو متوفی کی جائداد سے کچھ حصہ نہین پہونچتا ہی —[۱]

ایضاً — ۲۲ — برادران حقیقی کے موجود ہونے کی حالت مین ہر بہن کو بمقدار حصہ بھائی کے نصف حصہ ملیگا اور چونکہ بھائی ایسی صورت مین عصبہ ہوتے ہین لہذا تعین اُنکے حصہ کا حسب حال صورت خاص کے ہوگا —

ایضاً — ۲۳ — اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیان اور پوتیان موجود نہون اور حقیقی بھائی بھی نہو لیکن صرف ایک بہن ہو تو اُسکو جائداد سے نصف حصہ ملیگا —

ایضاً — ۲۴ — اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیان اور پوتیان نہون اور حقیقی بھائی بھی نہو لیکن دو یا دو سے زیادہ بہنین موجود ہون تو اُنکو جائداد سے دو ثلث ملینگے —

ایضاً — ۲۵ — اگر بیٹیان یا پوتیان موجود ہون لیکن بھائی نہون تو بہنون کو بعد ملنے حصہ بیٹیون اور پوتیون کے باقی جائداد ملیگی یعنی اگر صرف ایک بیٹی

[۱] اگر متوفی کا دادا موجود ہو تو حسب طریق اہل سنت اسکے برادران حقیقی اور علاتی محجوب الارث ہونگے اور اہل تشیع جو مطابق رائے دو خلفا کے عمل کرتے ہین اُنکی رائے اس باب مین مختلف ہی دادا اور دادی کا لفظ اُن کل مورثان اصول پر حاوی ہی جنکو متوفی کے ساتھ بغیر واسطے کسی عورت کے قرابت حاصل ہو —

یا پوتی ہو تو جائداد سے نصف اور در صورتیکہ دو یا دو سے زیادہ ہون تو ایک ثلث ملیگا۔

برادران ہمشیرگان اخیافی و علاتی۔

۲۶— برادران اور ہمشیرگان اخیافی اور علاتی مین یہ فرق ہو کہ برادران اور ہمشیرگان علاتی کو بحالت موجود ہونے حقیقی بھائی اور بہنون کے جائداد سے ترکہ نہین پہونچ سکتا لیکن برادران اور ہمشیرگان اخیافی بشمول برادران حقیقی کے مستحق ارث ہوتے ہین۔

ہمشیرگان علاتی۔

۲۷— اگر متوفی کی صرف ایک ہی حقیقی بہن ہو تو ہمشیرگان علاتی در صورت نہونے برادر حقیقی کے مستحق چھٹے حصے کی ہونگی۔

ایضاً

۲۸— اگر متوفی کی دو یا دو سے زیادہ ہمشیر ہون تو خواہران علاتی در صورت نہونے برادران حقیقی کے کچھ حصہ نہ پائینگی۔

ایضاً

۲۹— لیکن اگر علاوہ خواہران علاتی کے انکا برادر حقیقی بھی ہو تو ہر ہمشیر کو بقدر نصف حصہ برادر مذکور کے ملیگا۔

برادران ہمشیرگان اخیافی کو مساوی حصہ ملیگا لیکن قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے اخیافی کی اولاد سے متعلق ہوگا۔

۳۰— برادران و خواہران اخیافی کی صورت مین عورت اور مرد کا حصہ مساوی ہوتا ہو مگر برادران اور ہمشیرگان حقیقی اور علاتی کی حالت مین ایسا نہین ہو سکتا اور قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے برادران اور ہمشیرگان اخیافی کی اولاد سے متعلق ہوگا۔

ایک بھائی یا ایک ہمشیر اخیافی اور دو یا دو سے زیادہ بہن یا بھائی اخیافی ہون

۳۱— اگر ایک بھائی یا بہن اخیافی موجود ہو تو اسکو چھٹا حصہ پہونچتا بشرطیکہ متوفی یا اسکے بیٹے کی اولاد یا باپ یا دادا نہون اور

اگر دو یا دو سے زیادہ بھائی یا بہنین ہون تو اس صورت مین انکو ترکہ کا ثلث ملیگا۔

باپ۔ ۳۲ — اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو تو باپ کو چھٹا حصّہ پہونچیگا۔

ماں۔ ۳۳ — اگر متوفی یا اسکے بیٹے کی اولاد یا دو یا دو سے زیادہ بہن اور بھائی موجود ہون تو ماں کو چھٹا حصّہ پہونچیگا۔

ایضاً ۳۴ — اگر شوہر یا زوجہ مرجائے اور اُسکے یا اُسکے بیٹے کے اولاد نہو مگر صرف ایک بھائی یا بہن موجود ہو تو ماں کو درصورت موجود ہونے دادا کے تیسرا حصہ ملیگا اور اگر باپ موجود ہو تو بعد دینے حصص اخذ الزوجین کے باقی جائداد سے ایک ثلث پہونچیگا۔

دادا۔ ۳۵ — اگر باپ موجود ہو تو دادا کو جائداد سے کچھ حصہ نہین پہونچتا ہے۔

دادا کا حصہ ۳۶ — اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اُسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو اور باپ موجود نہو تو دادا کو چھٹا حصہ پہونچیگا۔

نانی اور دادی۔ ۳۷ — اگر ماں موجود ہو تو نانی کا کچھ حق نہین ہے اور بحالت موجود ہونے باپ کے دادی کو کچھ حق نہ ملیگا۔

جدات۔

استثنار۔ ۳۸ — اگر دادا موجود ہو تو جدات کا کچھ حق نہین ہے اِلّا خاص دادی مستحق ترکہ ہوگی کیونکہ اُسکی قرابت دادا کی جہت سے نہین ہے۔

حصّہ جدات صحیحہ اور فاسدہ۔ ۳۹ — نانی کو نواسہ کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر باپ نہو تو دادی بھی چھٹے حصّے کی مستحق ہے۔

دو یا دو سے زیادہ جدات کا حصہ۔

۴۰ - اگر دو یا تین جدات مساوی درجے کی موجود ہون تو ہر ایک ترکہ کے ایک سدس مین حقدار مساوی ہوگی۔

بحالت موجودگی جدۂ قریبہ کے جدہ بعیدہ محروم رہیگی۔

۴۱ - بحالت موجود ہونے جدۂ قریبہ کے جدۂ بعیدہ محروم ہوگی۔

مورثان فاسد۔

۴۲ - نانا اور نانا کی نان مستحق ترکہ نہین ہین کیونکہ وہ نہ ذوی الفروض مین داخل ہین نہ عصبات مین اور اُنکو مورثان فاسد کہتے ہین۔

فصل تیسری

ذوی الارحام کے بیان مین

ذوی الارحام صنف اول

۳۴ — اگر بیٹا یا دختر یا پوتا یا پوتی یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد یا باپ یا دادا یا ذکور سے کوئی اور وارث نسبی یا مان یا نانی یا دادی یا اناث سے کوئی وارثۂ نسبی یا زوجہ یا شوہر بھائی یا برادر علاتی یا اخیافی یا حقیقی یا برادران حقیقی یا علاتی یا اخیافی کے بیٹے یا ہمشیرہ علاتی یا اخیافی یا حقیقی یا چچا یا چچا کا بیٹا اسی سلسلہ مین کوئی اولاد اور موجود نہون تو دختر اور دخترون کی اولاد کو ورثہ پہونچیگا اور واضح ہو کہ منجملہ اشخاص مذکورۃ الصدر کے بیٹیان اور پوتیان ذوی الارحام صنف اول کہلاتی ہین اور مابقی ذوی الفروض یا عصبات ہین — ۱

---

۱ جن وارثون کا ذکر اس جگہ کیا گیا ہی منجملہ اُنکے ذکور سے باپ اور دادا وارث نسبی اور شوہر اور برادر اخیافی اور اناث سے بیٹی اور پوتی اور زوجہ اور مان اور دادی اور ہمشیرہ حقیقی اور علاتی اور اخیافی ذوی الفروض ہین اور حصہ اُنکا باعتبار ہر صورت کے

ذوی الارحام صنف دوم —

۴۴ — درصورت نہونے وارثان مذکورہ الصدر کے اس قسم کے اجداد اور جدات وارث ہوتے ہین جو ذوی الفروض اور عصبات مین داخل نہون اور اُنکو ذوی الارحام صنف دوم کہتے ہین —

ذوی الارحام صنف سوم

۴۵ — اگر اشخاص مذکور الصدر نہون تو ہمشیر کی اولاد اور بھائی کی بیٹیان اور برادران اخیافی کے بیٹے ترکہ پائینگے اور اُنکو ذوی الارحام صنف سوم کہتے ہین —

ذوی الارحام صنف چہارم

۴۶ — اگر وارثان مذکور الصدر بھی نہون تو عمات اور اعمام اخیافی اور ماموں اور خالہ وارث ہونگے اور اُنکو ذوی الارحام صنف چہارم کہتے ہین —

ذوی الارحام کی اولاد —

۴۷ — درصورت موجود نہونے اُن وارثون کے جنکا ذکر اوپر ہوا ہی عمات اور اعمام اخیافی اور ماموں اور خالہ کی اولاد حصہ پائیگی —

استثنا نسبت اُس غلام کے جو آزاد کیا گیا ہو

۴۸ — جو قواعد کلیہ کہ اوپر بیان ہوئے ہین اُنکے مطابق عصبات کے بعد ذوی الارحام وارث ہوتے ہین مگر ان قواعد کی نسبت یہ استثنا ہی کہ اگر ترکہ کسی ایسے غلام کا ہو جو آزاد کیا گیا ہو تو اُسکا مالک اور مالک کے وارث بترجیح ذوی الارحام متوفی کے ورثہ پائینگے —

قواعد وراثت ذوی الارحام صنف اول —

۴۹ — قاعدہ درباب وراثت ذوی الارحام صنف اول کے یہ ہی کہ اُنکو بلحاظ درجہ قرابت کے حصہ پہونچتا ہی اور درصورت مساوی ہونے درجہ کے اُن شخصون کو جو بواسطہ کسی وارث کے دعویدار ہون بمقابلہ

مختلف ہوتا ہی اور بعض خاص صورتون مین جیسا کہ بیان ہو چکا ہی وے ترکہ سے بالکل محروم رہتے ہین اور باقی وارث صرف عصبہ ہین اور اُنکے واسطے کوئی حصہ خاص مقرر نہین ہی

ان شخصون کے ترجیح حاصل ہی جو بذریعہ شخص غیر وارث کے دعویدار ہون
مثلاً پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا مساوی درجے کے قرابت دار ہین مگر
پوتی کی بیٹی کو اسوجہ سے ترجیح ہی کہ پوتی خود بھی وارث ہی اور نواسی
وارث نہین ہی اگر مساوی درجے کے چند وارث ہون اور جن شخصون کے
ذریعہ سے وے دعویدار وراثت ہون وہ باعتبار استحقاق وراثت
یکسان ہون مگر اُنکی کسی پیڑھی مین ذکور اور اناث کا اختلاف ہو
تو ترکہ بلحاظ اس اختلاف کے تقسیم ہوگا اور جس پیڑھی سے یہ اختلاف
شروع ہو اُسکا لحاظ رکھا جائے مثلاً نواسے کی نواسیان بمقابلہ نواسی کے
دو لواسون کے دوچند پائینگی کیونکہ نواسے کی نواسیون کا مورث مرد تھا
اور اُسکا حصہ نسبت عورت کے دوچند ہی — [1]

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف دوم

۵۰ — اگر ذوی الارحام صنف دوم کو ایک ہی جانب سے قرابت
حاصل ہو تو انکو بھی حسب طریقۂ مندرجۂ بالا بلحاظ اُنکے قرب اور اشخاص
درمیانی کے استحقاق اور عدم استحقاق وراثت کے ورثہ پہونچیگا اور
اشخاص مذکورمین مرد اور عورت کا بھی لحاظ کیا جائیگا اور اگر وہ ایک ہی
جانب سے قرابت دار ہون تو واسطہ داران پدری کو دو ثلث اور

[1] ابو یوسف کی یہ راے ہی کہ جب وے شخص جو درمیان مورث اور
دعویدارون کے واسطہ ہین باعتبار وراثت یکسان ہون تو دعویدارون مین مرد
اور عورت کا لحاظ کیا جاویگا نہ اشخاص درمیانی مین اگرچہ قاعدہ بہت صاف ہی
لیکن اکثر تسلیم نہین کیا گیا ہی —

واسطہ داران مادری کو ایک ثلث بالحاظ جنس دعویداروں کے پہونچیگا۔

۵۱ - جو قاعدہ کہ ذوی الارحام صنف اول کے واسطے معین ہی وہی صنف سوم سے بھی متعلق ہی مثلاً برادرزادے کی دختر اور بھانجی کا بیٹا متوفی سے مساوی درجے کی قرابت رکھتے ہیں لیکن برادرزادے کی دختر کو ترجیح ہوگی کیونکہ برادرزادہ وارث عصبہ ہی اور جبکہ دعویداروں کی قرابت مساوی ہو تو ایسی حالت میں وہی قاعدہ جو صنف اول کی نسبت قرار دیا ہی ایسی صورت سے بھی متعلق ہوگا۔[1]

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف سوم۔

۵۲ - ذوی الارحام قسم چہارم کی نسبت اسقدر لکھنا ضرور ہی کہ درصورت مساوی ہونے جہات قرابت کے اعمام اور عمات حقیقی کو سوتیلوں پر ترجیح ہی اور اعمام اور عمات علاتی کو بمقابلہ اخیافی کے ترجیح ہی اور اگر ذریعہ قرابت مساوی مثلاً حقیقی ماموں اور خالہ دعویدار ہوں تو مرد کو بہ نسبت عورت کے از روے قاعدہ دوچند حصہ پہونچیگا لیکن اگر ایک دعویدار صرف باپ کی جانب سے قرابت رکھتا ہو اور دوسرا صرف

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف چہارم

[1] اس قاعدے کی تمثیل اس طور پر ہوسکتی ہی کہ اگر نانا اور نانا کی ماں دعویدار ہوں تو چونکہ نانا کا واسطہ متوفی سے زیادہ قریب ہی لہذا نانا کی ماں ترکہ نہ پائیگی اور اگر نانا کی ماں اور نانا کا باپ دعویدار ہوں تو ایسی حالت میں یہ دونوں باعتبار قرابت اور جہت کے مساوی ہیں اور ایک ہی شخص کے واسطے سے دعویدار ہیں پس اس صورت میں درباب تقسیم ورثہ کے دعویداروں کی جنس پر لحاظ کرکے مرد کو بہ نسبت عورت کے دوچند حصہ دینا چاہیے۔

مان کی طرف سے تو ایسی صورت مین دعویدار آخر الذکر کو بمقابلہ دعویدار مقدم الذکر کے ترکہ نہ پہونچیگا مگر شرط یہ ہی کہ دعویدارون کی جہات قرابت مختلف نہون مثلاً اخیافی خالہ کو بمقابلہ علاتی خالہ کے ترکہ پہونچیگا لیکن اگر دعویدارون کی قرابت کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک دعویدار حقیقی پھوپھی ہوا اور دوسری حقیقی خالہ تو ایسی حالت مین پھوپھی کو ترجیح نہو گی گو اُسکو بسبب واسطہ پدری کے دو حصہ ملینگے۔

قاعدہ وراثت نسبت ذوی الارحام کی اولاد کے۔

دفعہ ۵۔ درباب وراثت اولاد ذوی الارحام یعنی مامون اور خالہ کی اولاد کے قواعد ذیل لکھے جاتے ہین اور واسطہ دار کی قرابت کا لحاظ متوفی کے ساتھ مقدم ہی اگر قرابت مساوی ہو تو اُس شخص کو جو بذریعہ وارث کے دعویدار ہو بہ نسبت اُس شخص کے ترجیح ہو گی جو وارث کے ذریعہ سے دعویدار نہو اور ایسی حالت مین دعویدارون کے مرد اور عورت ہونے کا لحاظ نہو گا مثلاً چچا کی دختر کو بمقابلہ پھوپھی کے پسر کے ترکہ پہونچتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ پھوپھی کو متوفی کی مان اور باپ کی جانب سے واسطہ پہونچتا ہو اور چچا کو صرف مان کی طرف سے لیکن اگر حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور حقیقی یا علاتی خالہ کا بیٹا دعویدار ہو تو خالہ کا بیٹا بمقابلہ پھوپھی کے بیٹے کے ترکے سے محروم نہو گا اور صرف فرق اسقدر ہی کہ واسطہ دار پدری کو دو ثلث اور واسطہ دار مادری کو ایک ثلث پہونچتا ہی اور اگر قرابت کے واسطہ اور جہات یا اُن شخصون کی جنس جنکے ذریعے سے دعوے ہو اختلاف نہو تو ایسی حالت مین خود دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہی۔

قاعدۂ وراثت درباب اولاد ذوی الارحام کی اولاد کے۔

۴۵۔ جو قاعدہ کہ اولاً صنف اول سے متعلق ہو اُسی کے مطابق اولاد ذوی الارحام کے وارثون مین ترکہ تقسیم ہوتا ہو مثلاً برادر زادی کی دو نواسیون کو بمقابلہ دو بیٹیون چچا کی نواسی کے دو چند حصہ پہونچیگا مگر شرط یہ ہو کہ چچا کی قرابت مساوی ہو اور اگر جملہ دیگر امور مساوی ہون تو دعویداروں کی جنس کا لحاظ ضرور ہو۔ ؎

؎ درباب مسئلۂ وراثت ذوی الارحام کے مراتب مندرجۂ ذیل پر لحاظ کرنا ضرور ہو۔ اوّل یہ کہ متوفی سے اُنکے درجۂ قرابت مین کسقدر بُعد ہو۔ دوم تنقیح اس امر کی ضرور ہو کہ دعویدارون مین سے کوئی شخص وارث کی اولاد ہو یا نہین اگر وارث کی اولاد ہو تو وہ قابل ترجیح ہو۔ سوم یہ دیکھنا چاہیے کہ دعویدار حقیقی واسطہ دار ہین یا علاتی یا اخیافی چہارم جہت قرابت کا بھی لحاظ ضرور ہو یعنے یہ کہ واسطہ پدری ہو یا مادری پنجم یہ کہ بواسطۂ جن شخصون کے دعوے کیا جاوے وے مرد ہین یا عورت لیکن اُس پہلے امر کی نسبت اختلاف راے ہو بعض عالمون کا قول ہو کہ اگر دعویدار باعتبار دیگر امور کے مساوی ہون تو صرف اُس شخص کی جنس پر لحاظ کرنا ضرور نہین ہو جسکے واسطے سے دعوے کیا جاوے بلکہ تصفیہ ارث کا بلحاظ جنس خود دعویدارون کے ہونا چاہیے لیکن جو قول برعکس اس راے کے ہو وہ زیادہ تر مسلم ہو یہ بھی لحاظ رہے کہ درصورت مختلف ہونے جہات واسطہ کے اقرباے پدری بہ نسبت رشتہ داران مادری کے مستحق دوچند حصہ کے ہوتے ہین اور ایسی صورت مین دعویدارون کی جنس پر لحاظ نہوگا۔

ذکر اُن وارثونکا جنکو بحالت نہونے ذوی الارحام کے ورثہ پہونچتا ہی

۵۵ — اگر ذوی الارحام نہو تو اُس شخص کو استحقاق ورثہ پہونچتا ہی جسکو مورث متوفی نے بلحاظ کسی شرط کے یا بلا شرط اپنا قرابت دار قرار دیا ہو لیکن یہ ضرور ہی کہ متوفی اپنے اقرار سے کبھی منحرف نہوا ہو اور اور یہ بھی ثابت ہو کہ جس شخص کی نسبت اقرار کیا گیا ہی دوسرے خاندان سے متعلق ہی۔

بیت المال

۵۶ — اگر ان وارثون مین سے کوئی بھی نہو اور وصیت ہوئی ہو تو جائداد داخل بیت المال ہوگی لیکن یہ صرف اُسی صورت مین ہوگا جب کسی شخص کو کچھ بھی دعویٰ نہو۔

فصل چوتھی

مبادی تقسیم کے بیان مین

۵۷- اگر دو شخص دعویدار ہون اور ایک نصف حصے کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا تو جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے مثلاً اگر شوہر اور دختر دعویدار ہون تو ترکے کے چار حصے ہو کر ایک حصہ شوہر کو پہونچیگا اور دو حصے دختر کو ملینگے اور باقی ایک بیٹی کو۔

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب منجملہ دو دعویدارون کے ایک شخص نصف کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا۔

۵۸- اگر دو شخص دعویدار ہون اور ایک کا حصہ نصف ہو اور دوسرے کا آٹھوان حصہ تو جائداد کے آٹھ حصہ کرنے چاہین مثلاً زوجہ اور دختر کے دعویدار ہونے کی صورت مین ترکے کے آٹھ حصے کرکے دختر کو چار حصے دیے جائینگے اور زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور باقی تین حصے بھی دختر کو پہونچینگے۔

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص نصف کا اور دوسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو

۵۹- ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی کہ ایک شخص ترکے سے ربع کا اور دوسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو اور نہ ایسی جسمین تین وارثون مین سے ایک شخص نصف کا اور دوسرا ربع کا اور تیسرا آٹھوین حصے کا حقدار ہو۔

ایسا نہین ہوسکتا کہ تین دعویدارون مین ایک شخص نصف اور دوسرا چہارم اور تیسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو

٦٠ — اگر دو شخص وارث ہون اور ایک چھٹے حصے کا مستحق ہو اور دوسرا ایک ثلث کا مثلاً مان اور باپ تو ترکے کے چھ حصے ہوکر مان کو دو حصے ملینگے اور باپ کو ایک حصہ فرض کے روسے پہونچیگا اور باقی تین حصون کا بھی باپ حقدار رہیگا —

٦١ — اگر دو وارثون مین سے ایک چھٹا حصہ ہو اور دوسرے کا دو ثلث مثلاً باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو ترکہ کے چھ حصے کیے جاوینگے باپ کو ایک حصہ فرض کے روسے ملیگا اور بیٹیون کو چار حصے پہونچینگے اور باقی ایک حصہ بھی باپ کو ملیگا —

٦٢ — اگر دو شخص دعویدار وراثت ہون اور ایک شخص ثلث کا مستحق ہو اور دوسرا دو ثلث کا مثلاً مان اور دو بہنین تو اس صورت مین ترکے کے تین حصے کیے جائینگے ایک حصہ مان کو پہونچیگا اور دو حصے دونون بہنون کو —

٦٣ — ایسا نہین ہوسکتا کہ تین وارثون مین سے ایک شخص چھٹے حصے اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو —

٦٤ — اگر شوہر کو زوجہ لاولد سے ورثہ پہونچے تو وہ مستحق نصف حصے کا ہے اور اگر دیگر وارث حقدار چھٹے حصے یا ثلث یا دو ثلث کے ہون مثلاً باپ یا مان یا دو بہنین تو اُس حالت مین ترکے کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے —

قاعدہ تقسیم اُس صورت مین جب ایک شخص چھٹے حصے کا مستحق ہو اور دوسرا اُسکے تہائی حصہ کا

قاعدہ تقسیم کا اُس حالت مین جب ایک شخص چھٹے اور دوسرا دو ثلث پانے کا مستحق ہو

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص ثلث اور دوسرا دو ثلث کا مستحق ہو

ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی جسمین کہ ایک شخص چھٹے حصے اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص نصف اور دوسرا چھٹے یا ثلث یا دو ثلث کا حقدار ہو

۶۵- اگر زوجہ شوہر اور اولاد چھوڑ کر فوت ہو یا شوہر زوجہ چھوڑ کر لاولد مرجاوے تو ان صورتون مین شوہر اور زوجہ کا حصہ ایک ربع ہی علاوہ ازین اگر اور وارث چھٹے حصے یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہیین۔

۶۶- اگر شوہر زوجہ اور اولاد چھوڑ کر مرجاوے تو زوجہ آٹھوین حصے کی حقدار ہوتی ہی اور اگر اور وارث چھٹے حصے یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جائداد چوبیس حصون مین تقسیم ہونی چاہیے۔

۶۷- اگر ترکے کو چھ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جائداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہونچ سکے تو بجاے چھ حصون کے ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ ہو سکتے ہین۔

۶۸- اگر ترکے کو بارہ ۱۲ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اس طرح تقسیم کرنے سے جائداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہونچ سکے تو بجاے بارہ ۱۲ حصون کے ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتے ہین۔

۶۹- اگر ترکے کو چوبیس حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جائداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہونچ سکے تو بجاے ۲۴ حصون کے ۲۷ تک بڑھا سکتے ہین۔

اگر ایک شخص چہارم اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث اور چوتھا دو ثلث کا مستحق ہو تو تقسیم کسطرح پر ہوگی۔

اگر ایک شخص آٹھوین اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث دو ثلث کا حقدار ہو تو تقسیم کسطور پر ہوگی

کس صورت مین چھ حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہی۔

کس صورت مین بارہ ۱۲ حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہی۔

کس حالت مین چوبیس حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہی۔

فصل پانچوین

قواعد تقسیم وراثت کے بیان مین

اعداد متماثل — ۷۰ — اعداد متماثل اُن عددون سے مراد ہی جو باہم مساوی ہون۔

اعداد متداخل — ۷۱ — اعداد متداخل اُن دو عددون سے مراد ہی کہ اگر ایک عدد دوسرے سے ضرب دیا جاوے تو کسر باقی رہے۔

اعداد متوافق — ۷۲ — اعداد متوافق اُن دو عددون سے مراد ہی جنکی تقسیم عدد ثالث سے ہو سکے۔

اعداد متبائن — ۷۳ — اعداد متبائن اُن عددون سے مراد ہی جنکی تقسیم عدد ثالث سے نہو سکے۔

قواعد تقسیم — ۷۴ — تقسیم کے واسطے سات قاعدے معین ہین اور منجملہ اسکے تین پہلے قاعدون مین یہ لحاظ کیا جاتا ہی کہ وارثون کے عدد کو تعداد حصص سے کیا مناسبت ہی اور باقی چار قاعدون مین اسطور پر عمل کیا جاتا ہی کہ پہلے وارثون کے ہر فریق کی تعداد اور سہام مین مناسبت دیکھی جاتی ہی اور پھر وارثون کی تعداد مین۔

قاعدہ اول

۷۵ - پہلا قاعدہ یہ ہی کہ اگر بعد مقابلہ کے وارثون اور حصص کی تعداد بالکل مساوی معلوم ہو تو ایسی صورت مین کچھ حساب کی ضرورت نہین ہی مثلاً اگر مان اور باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو والدین سے ہر واحد کا حصہ ایک سدس ہی اور دونون بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہی اور اس صورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۱۶ کے ترکہ چھ حصون مین تقسیم ہو کر ایک ایک حصہ مان اور باپ کو ملیگا اور باقی چار حصہ دونون بیٹیون کو پہونچینگے -

قاعدہ دوم

۷۶ - دوسرا قاعدہ یہ ہی کہ تعداد وارثون اور حصص کے مقابلے سے یہ ظاہر ہو کہ ترکہ بغیر کسر کے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتا لیکن ایک عدد ثالث جسکو متوافق کہتے ہین دونون کی تعداد کو تقسیم کر سکتا ہی مثلاً اگر باپ اور مان اور دس بیٹیان ہون تو اُس صورت مین بموجب قاعدہ دفعہ ۱۶ کے ترکہ چھ حصون مین تقسیم ہوگا لیکن باپ اور مان کو ایک ایک سدس ملنے کے بعد صرف چار حصے دس بیٹیون مین تقسیم ہونے کے واسطے باقی رہتے ہین اور یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور بعد مقابلہ باقی چار حصون اور تعداد وارثان اُس فریق کے جنکے حصے مین کسر واقع ہوتے عدد دو متوافق ہوتا ہی پس ایسی حالت مین قاعدہ یہ ہی کہ نصف عدد وارثون کو جو اس صورت خاص مین ۵ - ہی اصل عدد تقسیم یعنے ۶ - کے ساتھ حسب ذیل ضرب دیجاوے یعنے ۵ × ۶ = ۳۰ - اِس حساب سے باپ اور مان کو دس یعنے ہر واحد کو پانچ پانچ اور دخترون کو بیس یعنے ہر واحد کو دو دو حصے دیے جاوینگے -

قاعدۂ سوم

۷۷ - تیسرا قاعدہ یہ ہی کہ تعداد ورثا اور سہام کے مقابلے سے یہ قاعدہ ظاہر ہو کہ وارث ترکہ سے اپنا اپنا حصہ بغیر کسر کے نہین پا سکتے اور اُن کی تعداد اور سہام مین تباین کی نسبت ہی مثلاً اگر مان اور باپ اور پانچ بیٹیان وارث ہون تو اس صورت مین بھی حسب قاعدۂ دفعہ ۶۱ کے ترکہ ۶ - پر تقسیم ہوگا لیکن مان اور باپ کے ایک ایک سُدس ملنے کے بعد صرف چار حصہ پانچ بیٹیون مین تقسیم ہونے کے واسطے باقی رہتے ہین اور یہ تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہین ہی پس اگر بعد مقابلہ بقیہ سہام اور تعداد وارثان اُس فریق کے جنکے حصے مین کسر واقع ہوئے نسبت متبائن پائی جائے تو اس صورت مین یہ قاعدہ کہ عدد فریق مذکور کو جو اس حالت خاص مین ۵ - ہی اصل عدد تقسیم یعنے ۶ - کے ساتھ حسب عمل ذیل یعے ۵ × ۶ = ۳۰ ضرب دین اور اس طرح سے مان اور باپ کو ۵ - یعنے ہر واحد کو پانچ اور دخترون کو بیس یعنے ہر واحد کو چار سہام پہونچینگے -

قاعدۂ چہارم

۷۸ - چوتھا قاعدہ یہ ہی کہ مختلف فریقون کے مقابلے کے بعد جو تماثل ہین یہ ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے سہام مین کسر واقع ہوتی ہی مثلاً چھ بیٹیان اور تین جدات اور تین اعمام ہون تو اس صورت مین ترکے کو حسب قاعدۂ دفعۂ ۶۱ - ۶ - پر تقسیم کرکے پہلے ہر فریق کی تعداد اور عدد سہام مین مناسبت دیکھنی چاہیے بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہی لیکن ۶ - کا دو ثلث ۴ - ہی اور اگر ۴ - کا بیٹیون کے عدد کے ساتھ مقابلہ کرین تو یہ دونون عدد دو پر متوافق ہوتے ہین

علی ہذا القیاس تین جدات کا حصہ ایک سدس ہی مگر ۶ - کا سدس ایک ہی
اور عدد ایک اور عدد جدات مین نسبت متبائن ہی اور باقی ایک حصہ تین
اعمام پر تقسیم نہین ہو سکتا لیکن عدد - ۱ - اور عدد - ۲ - مین بھی نسبت
متبائن ہی پس اس صورت مین یہ قاعدہ ہی کہ ایک فریق کا دوسرے فریق کے
ساتھ مقابلہ کیا جاوے یعنی اگر نسبت متداخل یا متبائن ہو تو کل کے ساتھ اور
متوافق ہو تو وفق کے ساتھ اور اگر ۲ - پر متوافق ہو تو نصف کے ساتھ
پس بیٹیون کی صورت مین اول مقابلہ کرنے سے عدد انکا ۲ - پر متوافق
ہوا تھا لہذا اُنکے نصف عدد کو کُل عدد جدات اور اعمام کے ساتھ جو پہلے
مقابلہ سے متبائن ٹھہرا تھا مقابلہ کرنا چاہیے یعنی ۳ - ۳ - کے اور ۳ = ۳ مین
نسبت متماثل ہی پس قاعدہ ہی کہ ان دونون مین سے ایک عدد کو حاصل
عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے ۳ × ۶ = ۱۸ - ضرب کرین
اس طریقہ کے مطابق بیٹیون کو دو ثلث یا ۱۲ حصے یعنی ہر ایک کو ۲ پہونچینگے
اور جدات کو ایک سدس یا ۳ - یعنی ہر واحد کو ایک اور اعمام کو باقی تین ۳
یعنے ہر واحد کو ایک ایک حصہ دیا جائیگا -

قاعدہ پنجم

۶۷ - پانچوان قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ سے
ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے حصے مین کسر واقع ہی اور سب
فریقون کی تعداد آپس مین متداخل ہی مثلاً اگر چار زوجہ اور تین جدات
اور بارہ اعمام ہون تو اس صورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۵ - کے
ترکہ کو ۱۲ - پر تقسیم کر کے اول ہر فریق کی تعداد اور اُنکے سہام

ین مناسبت دیکھی چاہیے مثلاً چارون زوجگان کا حصہ ایک ربع ہی
مگر ۱۲ کا ربع ۳ ہوتا ہی اور عدد تین اور زوجگان کی تعداد یعنے چار
متبائن ہین اِدھر مین جدات کا حصہ ایک سدس ہی مگر ۱۲ کا سدس ۲ ہی
اور ۲ اور جدات کی تعداد یعنی ۳ بھی متبائن ہین اور ۷ سہام بارہ
اعمام پر تقسیم نہین ہو سکتے لیکن ۱۲ اور ۷ بھی متبائن ہین بس قاعدہ یہ ہی
کہ فریقون کی تعداد مین مناسبت دیکھی جاوے یعنے یہ دیکھنا چاہیے کہ
ایک فریق کی کل تعداد کو دوسرے فریق کی کل تعداد سے کیا نسبت ہی
اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب تعداد ورثہ کا مقابلہ سہام کے ساتھ کیا گیا تھا
تو اِن دونون مین نسبت متبائن پائی گئی تھی یعنے ۴ × ۳ = ۱۲ اور
۳ × ۴ = ۱۲ چونکہ یہ اعداد متداخل ہین لہذا وے ایک دوسرے کو
تقسیم کرتے ہین اِس صورت مین یہ قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے کہ عدد کثیر کو
اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ ضرب
دیجاے اِس طریق کے مطابق زوجگان کو ایک ربع یا ۳۶ حصے یعنی ہر واحد
کو ۹ اور جدات کو ایک سدس یا ۲۴ سہام یعنے ہر واحد کو ۸ اور
اعمام کو باقی ۸۴ یعنے ہر واحد کو ۷ سہام پہونچینگے۔

قاعدہ ششم — ۸۰ چھٹا قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ کرنے سے
ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے حصہ مین کسر واقع ہی اور بعض فریق
آپسمین متوافق ہین مثلاً اگر ۴ زوجگان اور ۱۸ بیٹیان اور
۱۵ جدات اور ۶ اعمام ہون تو اس صورت مین بموجب قاعدہ

General Rule find the L.C.M. of the No. of heirs & the L.C.M. of the denominators of the Shares, multiply these two nos. [illegible]

دفعہ ۶۶ کے اصل عدد تقسیم ۲۴ - ہی پہلے فریقون اور اُنکے سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے یعنے چار زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہی مگر ۲۴ کا ثمن تین ۳ ہوتا ہی اور تین کی نسبت بمقابلہ عدد زوجگان کے متباین ہی اور ۱۸ - بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہی مگر ۲۴ - کا دو ثلث ۱۶ ہوتا ہی اور ۱۶ - بمقابلہ عدد ۱۸ - بیٹیون کے ۲ - پر متوافق ہی اور ۱۱ - جدات کا حصہ ایک سدس ہی اور ۲۴ - کا ایک سدس ۴ - ہوتا ہی اور عدد ۴ - اور ۱۵ یعنے تعداد جدات کے نسبت متباین ہی اور باقی ایک حصہ ۶ - اعمام کو بلحاظ انکے عصبہ ہونے کے پہونچتا ہی مگر ایک اور ۶ - مین نسبت متباین ہی اس صورت مین قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے فریقون کا مقابلہ کیا جائے یعنے درصورت متباین ہونے کے کل تعداد کے ساتھ اور بحالت متوافق ہونے کے وفق کے ساتھ دیکھنی چاہیے مثلاً ۴ × ۲ = ۹ - ۱ - اور چونکہ ان عددون مین نسبت متباین ہی لہذا ایک عدد کو دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دے کے حاصل ضرب کا فریق ثالث کے کل عدد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ عمل سابق کے نتیجہ سے عدد فریق مذکور مین نسبت متباین پائی گئی تھی یعنے ۱۵ × ۲ = ۳۶ - ۶ - اور ۶ = ۱۵ - ۹ - اور ۶ = ۹ - ۳ - چون کہ یہ اعداد تین پر متوافق ہین لہذا ایک عدد کے ثلث کو دوسرے عدد کے کل مین ضرب دے کر حاصل ضرب کا فریق رابع کی کل تعداد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے کسواسطے کہ نتیجہ عمل سابق سے اِس فریق مین نسبت متباین ظاہر ہوئی تھی اور ضرب دینے کا طور یہ ہی ۶ × ۳۰ = ۱۸

اور چونکہ یہ عدد ۶۔ پر متوافق ہی لہذا ایک عدد کے سدس کو دوسرے
عدد کے کُل مین ضرب دینی چاہیے لیکن چونکہ ظاہر ہی کہ اس طریق سے
حاصل ضرب متباین ہوگا اسلیے ضرب کی ضرورت نہین ہی بس اسی
حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور صورت
اسکی یہ ہی کہ ۸۰×۲۴ = ۱۹۲۰ منجملہ ۱۹۲۰ کے چار زوجگان
کو ایک ثمن یا ۲۴۰ حصے یعنے ہر واحد کو ۶۰ - اور اٹھارہ بیٹون کو
دو ثلث یا ۱۲۸۰ یعنی ہر واحد کو ۷۱ - اور جدات کو ایک سدس یا ۳۲۰-
یعنی ہر واحد کو ۴۰ اور اعمام کو بقیہ ۸۰ یعنی ہر واحد کو ۲ حصے دیے جاینگے

قاعدہ ہفتم ۱۸۔ ساتوان یعنی اخیر قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے مختلف فریقون کے
مقابلہ سے معلوم ہو کہ اُنکے کُل عددون مین نسبت متباین ہی مثلاً اگر ۲۔
زوجگان اور ۶۔ جدات اور ۱۰۔ بیٹیان اور ۷۔ اعمام ہون تو اس
صورت مین حسب قاعدۂ دفعہ ۶۶۔ کے ترکہ ۲۴۔ سے تقسیم ہوگا پہلے یہ
ضرور ہی کہ وارثون اور اُنکے سہام کی تعداد مین لحاظ ہر فریق کے مناسبت
دیکھی جائے مثلاً دو زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہی اور ۲۴ کا ثمن تین ہوتا ہی
اور عدد ۳۔ اور تعداد زوجگان مین نسبت متباین ہی اور چھ جدات کا
حصہ ایک سدس ہی اور ۲۴ کا سدس ۴ ہی اور عدد ۴۔ اور جدات
کی تعداد ۲۔ پر متوافق ہی اور دس بیٹون کا حصہ دو ثلث ہی اور ۲۴ کا دو ثلث
۱۶۔ ہوتا ہی اور عدد ۱۶۔ اور بیٹیون کی تعداد بھی ۲۔ پر متوافق ہی اور بقیہ ایک
حصہ ۱۔ اعمام کو پہونچتا ہی لیکن ۱۔ اور ۷۔ مین بھی نسبت متباین ہی

پس قاعدہ یہ ہی کہ اعداد وارثون کا مقابلہ باہم کیا جائے یعنے درصورت
متباین ہونے کے کل کے ساتھ اور بحالت متوافق ہونے کے نصف یا
دوسرے وفق کے ساتھ اور اس قاعدے کے روسے اول فریق کے
کل اعداد کا دوسرے کے نصف سے مقابلہ کرنا چاہیے مثلاً ۲ = ۳ -
آور چونکہ اسمین نسبت متباین ہی لہذا ان عددون کو آپسمین ضرب
دے کر حاصل ضرب کا دوسرے فریق کے نصف عدد سے مقابلہ کرنا چاہیے
کیونکہ نتیجہ عمل سابق سے عدد - ۲ - متوافق معلوم ہوا تھا مثلاً ۵ = ۶ - ۱
آور چونکہ انمین نسبت متباین ہی لہذا انکو آپسمین ضرب دے کر
مقابلہ حاصل ضرب کا دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھ ہونا چاہیے
کیونکہ سابق کے عمل کے نتیجے سے متباین ہونا انکی نسبت کا معلوم ہوا تھا
اور ضرب دینے کا یہ طور ہی کہ ۷ × ۴ = ۳۰ - ۲ - اور ۲ ×
۳ = ۷ - ۱ - چونکہ یہ عدد آپسمین متباین ہین اس جہت سے
انکو باہم ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳۰ × ۷ = ۲۱۰ - پس قاعدہ یہ ہی
کہ اس حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے
۲۱۰ × ۲۴ = ۵۰۴۰ ضرب دینی چاہیے اور منجملہ ۵۰۴۰
دو زوجگان کو ثمن یا ۶۳۰ - سہام یعنی ہر واحد کو ۳۱۵ - اور
جدات کو سدس یا ۸۴۰ - یعنی ہر واحد کو ۱۴۰ - اور بیٹیون کو ایک
ثلث یا ۳۳۶۰ - یعنی ہر واحد کو ۳۳۶ - اور اعمام کو بقیہ ۲۱۰
سہام یعنی ہر واحد کو ۳۰ - حصے پہونچینگے -

قاعدہ دریافت کرنے ورثا کے مختلف فرقون کے حصون کا۔

۶۲ ۔ جب کل تعداد اُن حصون کی جنپر ترکے کو تقسیم کرنا منظور ہو معلوم ہو جائے تو طریقہ دریافت کرنے حصص وارثون کے ہر فریق کا یہ ہی کہ جو حصے اُنکے واسطے ابتداءً اقرار پائے ہون اُنکو اُسی عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جسکے ساتھ اصل حصص کی تعداد مجموعی کو ضرب دیگئی ہو چنانچہ اس قاعدے کی تمثیل کے لیے ایک آسان صورت لکھی جاتی ہی یعنے اگر ایک زوجہ اور آٹھ بیٹیان اور ۴۔ اعمام ہون تو زوجہ اور بیٹیون کا حصہ منجملہ ترکے کے ایک ثمن اور دو ثلث ہوگا اس مقدار کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۶ پہلے ۲۴۔ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے زوجہ کو ۔۳۔ اور بیٹیون کو ۱۶۔ حصے پہونچینگے اور باقی ۵۔ حصے چارون اعمام مین تقسیم ہونے چاہیئن لیکن یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی پس اس صورت مین دریافت کرنا چاہیے کہ سہام اور اُن وارثون کی تعداد مین جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین پہونچ سکتا کیا مناسبت ہی اور چونکہ ۴ ۔ ۵ ۔ ۱ ۔ متبائن ہی لہذا حسب دفعہ ۶۷ ۔ یہ قاعدہ ہی کہ اصل عدد تقسیم کو کل عدد وارثان مذکور کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶ ۔ اب بنظر دریافت کرنے سہام وارثون ہر فریق کے یہ ضرور ہی کہ ہر فریق کے اصل سہام کی تعداد کو اُس عدد کے ساتھ ضرب دیجائے جسکے ساتھ کل سہام کے مجموعہ کو ضرب دیگئی تھی مثلاً ۳ × ۴ = ۱۲ یہی حصہ زوجہ کا ہی اور ۱۶ × ۴ = ۶۴ حصہ بیٹیون کا ہی اور ۔ ۵ × ۴ = ۲۰ ۔ حصہ اعمام کا ہی۔

قاعدہ دریافت کرنے ہر وارث کے سہام کا منجملہ مختلف فریقون کے۔

۸۴ - اگر دریافت کرنا ہر وارث کے حصے کا منجملہ مختلف فریقون کے منظور ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر فریق کی تعداد کو اُن سہام کی تعداد کے ساتھ جو ہر فریق کے واسطے آخر کار قرار دیے جاوین کتنی مرتبہ ضرب دی جا سکتی ہے مثلاً - ۸ × ۵ = ۴۰ - ۶ × ۴ - اور ۵ × ۴ = ۲۰ -
پس اس صورت مین ہر بیٹی کو - ۸ - سہام اور ہر عم کو - ۴ - حصے پہونچینگے اور اِن سہام سے لشمول - ۱۲ - سہام زوجہ کے عدد مطلوبہ یعنے ۹۶ - حاصل ہوگا -

فصل چھٹی

حجب اور تخارج کے بیان مین

حجب کی دو قسمین ہین۔

۸۴ — حجب دو طرح کا ہی یعنی ایک حجب حرمان اور دوسرا نقصان حجب حرمان سے استحقاق بالکل زائل ہو جاتا ہی اور حجب نقصان سے یہ مراد ہی کہ جو حصہ مل سکتا ہی اُسمین کسی قدر نقصان عائد ہو۔

تصریح اقسام مذکورہ بالا۔

حجب حرمان اُس صورت مین واقع ہوتا ہی جب وارثون مین منجملہ اسباب عدم قابلیت مندرجہ قاعدہ ۶ کے کوئی سبب موجود ہو یا کوئی ایسا وارث حائل ہو جسکے نہونے کی صورت مین دعویدار کو ترکہ پہونچ سکتا وہ اُسکے توسط کے سبب سے ترکہ نہین پا سکتا۔

جو وارث کلیۃً محجوب ہون وہ کن صورتون مین اور وارثون کو جزئیۃً محجوب کر سکتے ہین۔

۸۵ — جو شخص بسبب کسی عدم قابلیت ذاتی کے کلیۃً محجوب ہون اُنکے حجب کے باعث سے اور وارث کلیۃً یا جزئیۃً محجوب نہین ہو سکتے لیکن جو شخص بوجہ حائل ہونے کسی وارث کے محجوب ہون اُنکی وجہ سے بعض صورتون مین اور وارث محجوب الارث ہوتے ہین۔

تمثیل

۸۶ — مثلاً ایک شخص دو بہن اور باپ اور مان چھوڑ کر وفات پائے اور دونون بہنین اپنے دین مرتد ہون تو باوجود اُنکی موجودگی کے مان کو ثلث پہونچیگا کیونکہ وے عدم قابلیت ذاتی کی جہت سے محجوب ہین اور اگر وے مرتد نہ ہوتین تو اگرچہ مان اُنکی وجہ سے جزیۃً محجوب ہی اور وے خود بھی بسبب توسط باپ کے کلیۃً محجوب ہین اُسکو صرف ایک سدس ملتا —

قواعد در باب اُس صورت کے جب منجملہ وارثونکے کوئی وارث جزو ارث سے دستبردار ہو

۸۷ — اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث کچھ معاوضہ لیکر جزو ارث سے دست بردار ہونا قبول کرے تو بھی اُسکے حصے کو تقسیم مین شمار کرنا چاہیے مثلاً اگر شوہر اور مان اور چچا ہون تو اُس صورت مین حبایداد ایک نصف اور ثلث مین تقسیم ہوگی اور اس حالت مین بموجب قاعدہٗ وضعہ ہ کے ترکے کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے تین سہام شوہر اور دو مان کو پہونچینگے اور چچا کو بسبب عصوبت کے باقی ایک حصہ ملیگا اگر مثلاً ترکہ چھ لاروپیہ کا ہو اور شوہر دو لاکھ سے تو باوجود اس امر کے تقسیم بلحاظ مان کے اس طور پر ہونی چاہیے کہ شوہر بھی اُسمین شریک ہی اور منجملہ باقی چار لاکھ کے مان کو دو لاکھ ملینگے اور اگر شریک ہونا اُسکا تقسیم مین نہ قرار دیا جائے تو مان کو بجائے ایک ثلث چھ لاکھ کے جو اُسکو فرضاً ملنا چاہیے صرف چار لاکھ کا ایک ثلث پہونچتا ہی اور زر بقیہ چچا کو بوجہ عصوبت کے —

فصل ساتوین

عول کے بیان مین

عول کی تعریف

۸۸ — اگر منجملہ چند ذوی الفروض کے ہر شخص حصۂ معین کا مستحق ہو اور ترکے کو حصص مطلوبہ مین تقسیم کرنے کے بعد معلوم ہو کہ کل وارثون کے لیے سہام کافی نہین ہین تو عدد تقسیم مین افزایش کیجاتی ہی اور اس افزایش کو عول کہتے ہین۔

ذکر اُن صورتونکا جنسے قاعدۂ عول متعلق ہی

۸۹ — عول کے قاعدے پر تین صورتون مین عمل کیا جاتا ہی یعنی جب ترکہ ۶ حصون مین تقسیم کیا جائے یا ۱۲ یا ۲۴ سہام مین اور اس باب مین دفعات ۹۷ و ۹۶ و ۹۹ ملاحظہ طلب ہین اور ایک ہی تمثیل کافی ہوگی۔

قاعدۂ عول کی تمثیل

۹۰ — اگر کوئی عورت شوہر اور دختر اور والدین چھوڑ کر وفات پائے تو ترکہ ۱۲ حصون مین تقسیم کیا جائیگا اور شوہر کو ربع یعنی ۳ سہام اور والدین کو دو سدس یعنی ۴ سہام ملینگے اور بعد اس تقسیم کے دختر کے واسطے بجائے چھ سہام یعنے نصف ترکے کے جو اسکو شرعاً ملنا چاہیے پانچ سہام باقی رہتے ہین پس ترکے کو بجائے ۱۲ حصون کے ایک عدد بڑھا کر ۱۳ مین تقسیم کرنا چاہیے تاکہ دختر کو ترکے سے چھ سہام ملین۔

فصل آٹھوین

رد کے بیان مین

ردکی تعریف

۹۱ — درصورت نہونے عصبات کے جو حصہ بعد تقسیم کے بچتا ہی وہ ذوی الفروض کی طرف عود کرتا ہی اس صورت کو رد کہتے ہین اور مسئلہ اُسکا ذیل مین لکھا جاتا ہی۔

ذکر اُن صورتون کا جنمین رد واقع ہوتا ہی تمثیل صورت اولیٰ۔

۹۲ — رد چار صورتون مین واقع ہوتا ہی اول جب صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اُنکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بحالت ہوتے دو بیٹیون یا دو بہنون کے حصہ فاضل کو بلحاظ تعداد حصہ دارون کے تقسیم کرکے اُنمین علی التساوی بانٹ دینا چاہیے۔

صورت دوم مع تمثیل۔

۹۳ — دوسری صورت یہ ہی کہ دو یا دو سے زیادہ قسم کے حصہ دار ہون اور اُنکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو یعنی بحالت ہونے ماں اور دو بیٹیون کے حصہ فاضل کو مطابق سہام مستحقین ورثہ کے تقسیم کرکے اُنمین بانٹ دینا چاہیے مثلاً ماں کا حصہ سدس اور دو بیٹیون کا دو ثلث ہی پس مقدار فاضل کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ماں کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹیون کو چار سہام پہونچینگے۔

صورت سوم

تمثیل

۹۴ - تیسری صورت یہ ہی کہ صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اُنکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے تین دخترون اور شوہر کے کل ترکے کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جسکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکے سے پا سکے چنانچہ اس صورت خاص مین اُسکو چار حصے ہوپنچینگے اور شوہر کو فرضا ربع ملنا چاہیے اور بقیہ تین سہام دخترون کو از روے فرض اور رد ہوپنچینگے لیکن اگر تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہو مثلاً شوہر اور چھ بیٹیان ہون تو چونکہ عدد -۳- چھ دخترون مین بغیر کسر کے قابل تقسیم نہین ہی لہذا سہام اور حصہ دارون کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً -۳×۲=۶ اور چونکہ یہ -۳- پر متوافق ہی لہذا قاعدہ یہ ہی کہ عدد -۴- کو جس سے ترکے کا تقسیم کرنا منظور تھا -۲- کے ساتھ ضرب دیجاے اور عدد -۲- ایک ثلث اُن شخصون کی تعداد کا ہی جو مستحق رد ہین مثلاً -۴×۲=۸- منجملہ اُن آٹھ حصون کے شوہر کو -۲- حصے ملینگے اور بیٹیون کو -۶- یعنے ہر واحد کو ایک ہوپنچیگا اور بعد مقابلے کے نسبت متبائن پائی جاے مثلاً شوہر اور پانچ بیٹیان ہون تو عدد -۴- کو جس سے ترکے کا تقسیم کرنا منظور تھا -۵- یعنے کل تعداد مستحقین رد کے ساتھ ضرب دنی چاہیے مثلاً -۴×۵=۲۰- منجملہ اُن -۲۰- حصون کے شوہر کو -۵- حصے ملینگے اور بیٹیون کو ۱۵- یعنے ہر واحد کو -۳- ہوپنچینگے۔

صورت چہارم مع تمثیل

۹۵ - چوتھی صورت یہ ہی کہ حصہ دارون کے فریق دو یا دو سے زیادہ ہون اور انکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے ایک زوجہ اور چار جدات اور چھہ ہمشیرگان اخیافی کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جسکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکے سے پا سکے چنانچہ اِس صورت خاص مین انکو چار حصے پہونچینگے پس بعد دینے زوجہ کے تین حصے جدات اور ہمشیرگان اخیافی کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن جدات کا حصہ سدس اور ہمشیرگان اخیافی کا ایک ثلث ہی اور تاکہ وے اپنا اپنا حصہ پا وین یہ ضرور ہی کہ ترکہٴ مابقی - ۶ - حصون مین تقسیم کیا جاوے مگر اس عدد کا ثلث اور سدس - ۳ - یعنی اُس عدد کے مساوی ہی جس سے اُنمین ترکے کو تقسیم کرنا منظور ہی منجملہ اُن تین حصون کے ہمشیرگان اخیافی کو - ۲ - حصے ملینگے اور ایک جدات کو اگر صرف ایک جدہ ہوتی اور صرف دو ہمشیرگان اخیافی لو اُس صورت مین کچھ زیادہ حساب کی ضرورت نہوتی کیونکہ جدہ کو ایک ثلث ملتا اور دو ہمشیرگان اخیافی کو بقیہ دو ثلث پہونچتے لیکن ظاہر ہی کہ دو حصے چھہ ہمشیرگان اخیافی مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے اور نہ ایک حصہ چار جدات مین پس واسطے دریافت کرنے اِس امر کے کہ باقی ترکے کو کتنے حصون مین تقسیم کرنا چاہیے یہ ضرور ہی کہ مطابق ساتوین قاعدۂ تقسیم کے عمل کیا جاوے یعنی پہلے حصہ دارون اور سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً - ۲ × ۳ = ۶ - اور

عدد ۶ - عدد ۲ - پر متوافق ہی اور ۱ × ۳ = ۴ - ۱ - چون کہ اُنمین کا
نسبت متبائن ہی اسلیے حصہ دارون کے ایک فریق کی کل تعداد کا
مقابلہ دوسرے فریق کی تعداد کے نصف کے ساتھ کیا جائے
مثلاً ۳ = ۴ - ۱ - چونکہ ان مین بھی نسبت متبائن ہی اس واسطے
ایک عدد کو دوسرے کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳ × ۴
= ۱۲ - اس عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ ضرب دیجائے یعنی ۴ × ۱۲
= ۴۸ منجملہ انکے جدات کو ۱۲ - سہام یعنی ہر واحد کو ۳ حصے پہونچینگے
اور ۱۲ - کو ۴۸ - کے ساتھ وہی نسبت ہی جو ایک کو ۴ کے ساتھ ہی اور ہمشیرگان
اعیانی کو ۲۴ یعنے ہر واحد کو ۴ - حصہ پہونچینگے اور ۲۴ - کو ۴۸ - کے ساتھ
وہی نسبت ہی جو ۲ کو ۴ کے ساتھ ہی اور بقیہ ۱۲ حصے زوجہ کو پہونچینگے
اگر اشخاص غیر مستحق رد کے سہام مطابق اُس عدد کے ہون جو بعد منہائی
حصۂ غیر مستحق رد کے باقی رہے تو ایسی حالت مین بموجب ایک اور
قاعدے کے عمل ہوگا مثلاً بحالت ہونے ایک زوجہ اور ۹ - دخترون
اور ۶ - جدات کے ترکے کو پہلے ۸ - حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور ۸ و ۵
کمتر عدد ہی بلحاظ جسکے زوجہ کو اپنا حصہ مل سکتا ہی پس بعد دینے حصہ
زوجہ کے دخترون اور جدات کے واسطے ۷ حصے باقی رہتے ہین لیکن
جدات کا حصہ سدس اور دخترون کا دو ثلث ہی اور تا کہ وے اپنے
حصص پا سکین یہ ضرور ہی کہ جس جائداد کا اُنمین تقسیم کرنا منظور ہو اُسکے
چھہ حصے کیے جائین لیکن اس عدد کا سدس اور دو ثلث مساوی ۷ کے ہی

عدد ۵ مطابق اُس عدد کے نہین ہی جس سے جائداد مذکورہ کو تقسیم کرنا
منظور ہی پس ایسی حالت مین قاعدہ یہ ہی کہ اُن شخصون کے عدد سہام کو
جو مستحق رد ہون پہلے تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دیجاے مثلاً
۸ × ۵ = ۴۰ منجملہ اُن ۴۰ حصون کے زوجہ کو ۵ اور دخترون کو
۲۸ اور جدات کو ۷ حصے پہونچینگے لیکن ظاہر ہی کہ ۲۸ سہام ۹
دخترون مین بغیر کسر تقسیم نہین ہو سکتے اور نہ ۷ حصے ۶ جدات مین پس واسطے
دریافت کرنے اُس عدد عدد کے جس سے ترکہ مابقی کو تقسیم کرنا چاہیے
یہ ضرور ہی کہ مطابق چھٹے قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جائے یعنے پہلے یہ دیکھنا چاہیے
کہ حصہ دارون اور اُنکے سہام کی تعداد مین کیا مناسبت ہی مثلاً ۹ × ۳
= ۲۷ - ۱ - اور ۶ = ۷ - ۱ - اور چونکہ ان دونون مین عددون مین نسبت
متبائن ہی اسلیے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی کل
تعداد کے ساتھ ہونا چاہیے ۶ = ۹ - ۱ - چونکہ ۹ - عدد ۳ - پہ
متوافق ہی اسلیے قاعدہ یہ ہی کہ ایک عدد کے ثلث کو دوسرے کل
عدد کے ساتھ ضرب دیجائے یعنے ۳ × ۶ = ۱۸ - پس ۱۸ - کو
حاصل ضرب سابق کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴۰ × ۱۸ = ۷۲۰
منجملہ ان ۷۲۰ حصون کے دخترون کو ۵۰۴ یعنے ہر واحد کو ۵۶ سہام ملینگے
اور ۵۰۴ کو ۷۲۰ سے وہی نسبت ہی جو ۲۸ کو ۴۰ سے ہی اور جدات کو
۱۲۶ یعنے ہر واحد کو ۲۱ سہام ملینگے اور ۱۲۶ کو ۷۲۰ سے وہی نسبت ہی
جو ۷ کو ۴۰ سے ہی اور بقیہ ۹ سہام زوجہ کو ملینگے -

فصل نوین

مناسخہ کے بیان مین

تعریف مناسخہ

۹۶ - اگر کوئی شخص چند وارث چھوڑ کر وفات پائے اور اُنمین سے بعض وارث قبل تقسیم ترکہ کے مرجائین تو جو حصہ ترکہ سے اشخاص حی القائم کو پہونچا ہی اُسکو مناسخہ کہتے ہین اِس صورت مین قاعدہ یہ ہی کہ جو شخص پہلے وفات پائے اُسکا ترکہ اُن وارثون مین تقسیم ہونا چاہیے جو اُسکی وفات کے وقت زندہ ہون اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ اُنکو اپنا اپنا حصہ ملیگا۔

قواعد مناسخہ

الضاً

۹۷ - دوسرے شخص متوفی کی نسبت بھی یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے مگر فرق یہ ہی کہ جو سہام شخص مذکور کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے اُنکی تعداد اور اُس عدد مین نسبت دیکھنی چاہیے جس سے اُسکے ترکہ کو واسطے تعین سہام کل وارثون کے تقسیم کرنا منظور ہو۔

الضاً

۹۸ - اگر نسبت مذکور متبائن ہو تو قاعدہ یہ ہی کہ پہلی تقسیم کے کُل حصون اور ہر وارث کے حصون کی تعداد کو اُس کُل عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جس سے تقسیم مابعد مین ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو اور تقسیم مابعد کے ہر حصہ کی تعداد کو اُن سہام کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو متوفی کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے۔

قواعد مناسخہ۔

۹۹۔ اگر نسبت مذکور متداخل یا متوافق ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو اُن سہام کے عدد وفق کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنمین ترکے کو دوسری مرتبہ تقسیم کرنا منظور ہوا اور جو سہام کہ مرتبہ ثانی کی تقسیم مین ہر وارث کے واسطے قرار پائین اُنکی تعداد کو اُن سہام کے عدد وفق کے ساتھ ضرب دین جو متوفی کو پہلی تقسیم کی رو سے پہونچے۔

تمثیل۔

۱۰۰۔ ایک شخص نے حمیدہ زوجہ اور زید اور عمرو دو بیٹے اور جمیلہ اور محمودہ دو بیٹیان چھوڑکر وفات پائی منجملہ اُنکے حمیدہ اور جمیلہ قبل تقسیم مرگئین اور حمیدہ نے مان اور جمیلہ نے شوہر چھوڑا پہلی تقسیم کے وقت ترکہ ۴۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اسکے زوجہ کو چھ ۶ اور ہر پسر کو ۱۴۔ اور ہر دختر کو ۷۔ سہام پہونچینگے اور چونکہ زوجہ نے مان اور دو پسر اور دو دختر چھوڑکر وفات پائی لہذا اُسکے ترکے کو اول ۳۶ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے مان کو ۶۔ اور ہر پسر کو ۱۰۔ اور دختر کو ۵ سہام ملینگے لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہے اسلیے ضرور ہوا کہ جو سہام متوفیہ کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے اُنکی تعداد اور اُس عدد مین نسبت دیکھی جائے جس سے ترکے کو تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۶ × ۶ = ۳۶۔ اور ۳۶۔ اور ۶۔ مین نسبت متداخل ہے پس قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو ۶ یعنی اُن سہام کے عدد متداخل کے ساتھ جنپر ترکے کو مرتبہ ثانی تقسیم کرنا ضرور ہو ضرب دیجائے مثلاً ۴۸ × ۶ = ۲۸۸۔ اور ۱۴ × ۶ = ۸۴

اور ۷ × ۶ = ۴۲ - لیکن چونکہ وفق تعداد اُن سہام کا جو متوفیہ کو پہلی
تقسیم کے روسے پہونچتے صرف عدد ایک ہی لہذا تقسیم ثانی کے سہام کو
اُسکے ساتھ ضرب دینا بے فائدہ ہی اگر ایک دختر دو بھائی اور ایک بہن
اور شوہر چھوڑکر مرجائے تو اُسکے ترکے کو ابتداءً ۱۰ حصون پر تقسیم
کرنا چاہیے منجملہ اُنکے شوہر کو ۵ - اور ہر بھائی کو ۲ سہام ملینگے اور بہن کو
ایک حصہ پہونچیگا لیکن یہ صورت مناسخت ہی پس ضرور ہی کہ جو سہام
متوفیہ کو پہلی تقسیم مین ملتے اُنکی تعداد اور اُس عدد مین مناسبت دیکھی
جائے جسپر اُسکے حصہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو لیکن متوفیہ کو دونون
تقسیم سابقہ سے ۴۷ - سہام یعنے پہلی مرتبہ ۴۲ - اور دوسری دفعہ ۵
ملے تھے مثلاً ۱۰ + ۴ = ۴۷ - ۷ - اور ۷ = ۱۰ - ۳ - ۳ - اور ۳ = ۴۷
اور ۳ = ۴ - ۱ - چونکہ ان کُل عددون مین نسبت متباین ہی لہذا قاعدہ
یہ ہی کہ پہلی تقسیم کے کُل حصون اور ہر وارث کے حصے کی تعداد کو ۱۰ - یعنی
اُن سہام کی کُل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جبکہ ترکے کو تیسری مرتبہ
تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۲۸۸ × ۱۰ = ۲۸۸۰ - اور ۸۴ × ۱۰ = ۸۴۰ -
اور ۲۴ × ۱۰ = ۲۴۰ - اور ۶ × ۱۰ = ۶۰ - اور ۱۰ × ۱۰ = ۱۰۰ - اور
۵ × ۱۰ = ۵۰ - پس جو سہام تیسری تقسیم مین قرار پائین اُنکی تعداد کو
اُن سہام کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو ہمشیر متوفیہ کو ازروے
تقسیم ہاے سابقہ کے پہونچتے مثلاً - ۵ × ۴۷ = ۲۳۵ - اور ۲ × ۴۷
= ۹۴ - اور ۱ × ۴۷ = ۴۷ - منجملہ ۲۸۸۰ سہام کے زید کو ۸۴۰ × ۱۰۰ × ۴۷

= ۱۰۳۴ — اور عمرو کو ۴۰ × ۴۸ × ۱۰۰ × ۴۹ = ۱۰۳۴ — ۱ ور
محمودہ کو ۲۰ × ۴۲ × ۵۰ × ۷۴ = ۱۷۵ — اور حمیدہ کی ماں کو
۶۰ — اور جمیلہ کے شوہر کو — ۲۳۵ — حصے پہونچینگے ۔

فصل دسوین

اشخاص مفقود الخبر اور متوفی کی اُس اولاد کے بیان مین جو اُسکے بعد پیدا ہو

اشخاص مفقود الخبر

۱۰۱- شخص مفقود الخبر کی جائداد کی نسبت نوّے برس تک انتظار کرنا چاہیے اور اس عرصہ مین جو اور اشخاص وفات پائین اُنکے فوت ہونے سے ترکہ مفقود الخبر مین کچھ افزائش نہوگی اور جو شخص کہ اس مدت مین وفات پائے مفقود الخبر سے ترکہ پائیگا۔

ذکر اُس صورت کا جبکہ شخص مفقود الخبر بشمول اور شخصون کے وارث ہو

۱۰۲- اگر شخص مفقود الخبر کو بشمول اور شخصون کے ورثہ پہونچے تو ترکہ بلحاظ اور وارثون کے تقسیم ہوگا مگر شرط یہ ہی کہ وارثان مذکور قطع نظر حیات وممات مفقود الخبر کے بہر صورت ترکہ پانے کے مستحق ہون مثلاً اگر کوئی شخص دو دختر اور ایک پسر مفقود الخبر اور پسر مفقود الخبر کا بیٹا اور بیٹی چھوڑکر مر جائے تو اس حالت مین دخترون کو نصف ترکہ پہونچیگا کیونکہ حصہ اُسکا بہر حال اسی قدر ہی لیکن پوتے اور پوتی کو کچھ نہ ملیگا کسواسطے کہ وے بسبب زندہ مفقود ہونے اپنے باپ کے ترکے سے محروم رہینگے۔

ذکر اُس امر کا کہ اگر وقت وفات باپ کے چند پسر موجود نہوں تو اُس پسر کو جو بعد اسکی وفات کے پیدا ہو کسقدر ترکہ سے پہونچیگا۔

۱۰۳۔ اگر کوئی شخص چند پسر چھوڑکر مرجائے اور اُسکی زوجہ وقتِ وفات اُسکے حاملہ ہو تو ترکے سے ایک حصہ واسطے اس پسر کے باقی رکھا جائے جو بعد مرنے باپ کے پیدا ہو۔

اگر وقت وفات شوہر کے زوجہ حاملہ ہو تو اور حصہ داروں کی نسبت جو صرف بحالت لاولد ہونے متوفی اسکے وارث ہوتے کسطرح عمل کرنا چاہیے۔

۱۰۴۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑکر وفات پائے اور اُسکی اولاد ذکور نہو مگر اور ایسے اقربا موجود ہوں جو صرف بحالت لاولد ہونے اُسکے ترکہ پاسکیں مثلاً بھائی یا ہمشیر تو ترکہ فوراً تقسیم نہوگا۔

اگر زوجہ بوقت شوہر کی وفات کے وقت حاملہ ہو تو اور وارثان کی نسبت جو ہر صورت مستحق ترکہ ہوں کسطرح عمل کرنا چاہیے۔

۱۰۵۔ اگر اقربائے مذکورہ مستحق کسی قدر حصے کے ہوں یعنے حصہ اُنکا بحالت موجود نہونے پسر یا دختر متوفی کے زیادہ ہو اور درصورت موجود ہونے کے کم تو ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اقربائے مذکور سے ماں موجود ہو تو اُسکو چھوٹا حصہ جسکی وہ فی الواقع مستحق ہے پہونچیگا اگر متوفی کی زوجہ وقت وفات شوہر کے حاملہ ہو لیکن بچہ زندہ پیدا نہو تو ماں کو ایک ثلث پہونچیگا۔

فصل گیارھوین

اُس صورت کے بیان مین جب چند شخص زمانۂ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

قاعدہ وراثت کا اُس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ اشخاص زمانۂ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

۱۰۷- اگر دو یا دو سے زیادہ شخص زمانۂ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین اور یہ معلوم نہو کہ کون شخص پہلے مرا تو بعض کے قول کے مطابق یہ تصور کیا جائیگا کہ کمسن شخص پیچھے فوت ہوا لیکن بموجب اُس مسئلہ کے جو زیادہ صحیح اور مروج ہی یہ فرض کیا جائیگا کہ کُل اشخاص زمانۂ واحد مین مرگئے اور ترکہ اُنکا وارثان حی القائم مین اُسی طرح تقسیم ہوگا گویا وارثان متوسط جو اصل مالک کے ساتھ زمانۂ واحد مین مرے موجود ہی نہ تھے۔ [1]

---

[1] اِس قاعدے کی تمثیل صورت ذیل سے معلوم ہوتی ہی مثلاً زید و بکر و عمرو بترتیب جد و پدر و پسر ہین منجملہ اسکے زید او بکر سمندر مین غرق ہوگئے اور اُنکی ہلاکت کا حال کچھ معلوم نہوا اس صورت مین عمرو بحالت موجود ہونے دیگر پسران زید کے ترکے کا مستحق نہوگا کیونکہ شرعاً قائم مقامی کی روسے کچھ حق نہین پہونچتا اور در صورت موجود

ہونے بیٹیون کے پوتون کو ورثہ نہین ملتا - کرسٹجن صاحب نے بلاکسٹن صاحب کی
شرح قانون انگلشیہ کے صفحہ ۵۱۶ جلد ۲ مین ایک مسئلہ عجیب جسکی بحث چند روز ہوے
عمل مین آئی تھی بصورت حاشیہ لکھا ہی اُسمین یہ بحث پیش ہوئی تھی کہ اگر باپ اور لڑکا ایک ہی
زمانے مین مرجائین اور یہ معلوم ہو کہ اُنمین سے پہلے کون مرا تو موجب قاعدۂ
آئین قدیمۂ رومیہ کے یہ تصور کیا جائیگا کہ لڑکا پیچھے فوت ہوا لیکن مصنف مذکور
نے یہ بھی لکھا ہی کہ میری یہ راے ہی کہ عدالت مین واسطے ثبوت اس قسم کے
دعوی کے شہادت ظنی سے بہتر ثبوت درکار ہوگا شرح مذکور کی جلد سوم مین
بصفحہ ۴۰۱ اور صفحات مابعد مین مرگ مفاجات کی بعض عجیب صورتون کا ذکر مقدمات
نادر کی ذیل مین لکھا ہی منجملہ اُنکے ایک یہ صورت ہی کہ باپ اور بیٹا میدان جنگ مین
بزمان واحد قتل ہوے اور اُسی روز دختر بھی تارک الدنیا ہوئی چنانچہ اس باب مین
قرار یہ پایا کہ فوت ہونا دختر کا بنظر اُسکے تارک الدنیا ہونے کے قبل ہلاکت
اُسکے باپ اور بھائی کے تصور کرنا چاہیے اور چونکہ بھائی سن بلوغ کو پہونچ چکا تھا
لہذا یہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ بعد اپنے باپ کے مرا -

فصل بارھوین

تقسیم ترکے کے بیان مین

دعویداران اور ترکہ کا ذکر۔

۱۰۷- جوکچھ اوپر بیان ہوا ہی وہ درباب تنقیح اُن حصص سے کے ہی جو مختلف وارثون کو ملنے چاہیئن لیکن بعد تنقیح تعداد اُن سہام سے کے جنپر ترکے کو تقسیم کرنا منظور ہو مقدار ترکہ اور تعداد حصہ دارون مین مطابقت کلی کم پائی جاتی ہی یعنے اگر یہ دریافت ہو جائے کہ ترکے کو دس یا پچاس حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تو ایسا کم ہوتا ہی کہ مقدار ترکے کی مالیت بجنسہ مساوی دس یا پچاس اشرفی یا روپیہ کے ہو پس واسطے دریافت کرنے صحیح مقدار سہام مختلف فریقون وارثون اور قرضخواہون کے قواعد مندرجۂ ذیل ضبط کیے جاتے ہین۔

قواعد تقسیم ترکہ۔

۱۰۸- جب تعداد اُن سہام کی جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو اور بھی ہر فریق وارثان سے کے حصص کی تعداد معلوم ہو جائے تو تعداد سہام کا مقابلہ مقدار ترکہ سے کے ساتھ کیا جائے اگر ان دونون کی تعداد مین نسبت متباین پائی جائے تو قاعدہ یہ ہی کہ وارثون سے کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار حصص کے

ساتھ ضرب دے کر حاصل ضرب کو اُن سہام کی تعداد سے تقسیم کرنا چاہیے جبکہ
ترکے کو تقسیم کرنا ضرور منظور ہوا ہو مثلاً اگر کوئی ایک زوجہ اور دو دختر
اور چچا اور جائداد مالیت پچیس روپیہ کی چھوڑ کر مرجاوے تو اس صورت مین
ترکے کو ابتدا ً ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو ۳-
اور ہر دختر کو ۱۶- اور چچا کو ۵- حصے ملینگے پس بنظر تنقیح اس امر کے
کہ وارثون کو ترکے سے کسقدر سہام ملنے چاہیین قاعدہ مذکورالصدر پر
عمل کرنا واجب ہی مثلاً $۳ \times ۲۵ = ۷۵$ - اور $۱۶ \times ۲۵ =$
۴۰۰ - اور $۵ \times ۲۵ = ۱۲۵$ - لیکن $\frac{۷۵}{۲۴} = ۳\frac{۳}{۲۴}$ -
اور $\frac{۴۰۰}{۲۴} = ۱۶$ - اور $\frac{۱۶}{۲۴}$ - اور $\frac{۱۲۵}{۲۴} = ۵\frac{۵}{۲۴}$ -

قواعد تقسیم ترکہ بحالت متوافق ہونے نسبت کے

۱۰۶- اگر نسبت متوافق ہو تو قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے ہر فریق کے
حصے کو مقدار ترکے کے ساتھ ضرب دے کر حاصل ضرب کو اُن سہام کے
عدد مین وفق سے تقسیم کرنا چاہیے جبکہ ترکے کا تقسیم کرنا ضرور تھا
مثلاً اگر کوئی شخص ورثا حسب تصریح دفعہ مقدمۃ الذکر اور پچاس
روپیہ کی جائداد چھوڑ کر فوت ہو تو چونکہ ۲۴- اور ۵۰- عدد
۲- پر متوافق ہین لہذا دونون عدد کا نصف وفق ہی مثلاً
$۳ \times ۲۵ = ۷۵$ - اور $۱۶ \times ۲۵ = ۴۰۰$ -
اور $۵ \times ۲۵ = ۱۲۵$ - لیکن $\frac{۷۵}{۱۲} = ۶\frac{۳}{۱۲}$
اور $\frac{۴۰۰}{۱۲} = ۳۳\frac{۴}{۱۲}$ اور $\frac{۱۲۵}{۱۲} = ۱۰$
$\frac{۵}{۱۲}$ -

ہر وارث کی مقدار حصص کے دریافت کرنے کا قاعدہ

۱۱۰- اگر یہ دریافت کرنا منظور ہو کہ وارث کو ترکے سے کسقدر حصہ پہونچتا ہے تو قاعدۂ مذکورۂ بالا پر عمل کرنا چاہیے مگر اُسمین فرق یہ ہے کہ تعداد ترکے کا مقابلہ اُس حصے کے ساتھ ہونا چاہیے جو ابتداءً ہر وارث کے واسطے مقرر ہوا ہو بعد اُسکے ضرب و تقسیم حسب قاعدۂ مذکورۂ بالا ہونے چاہیے چنانچہ صورت سابقہ مین اصل حصۂ ہر دختر کا ۸ تھا اور ۸ × ۲۵ = ۲۰۰ — اور ۲۰۰/۱۲ = ۱۶ — ۸/۱۲

قرضداروں کی مقدار حصص کے دریافت کرنے کا قاعدہ

۱۱۱- اگر ترکے کو قرضخواہون مین تقسیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ اُنکے زر قرضہ کی تعداد کو تقسیم قرار دین اور ہر قرضخواہ کے مقدار دین کو اُسکا حصہ تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر ایک شخص کا قرضہ بقدر ۱۶۰- روپیہ اور دوسرے کا ۵- روپیہ اور تیسرے کا ۳- روپیہ ہون اور مدیون کا ترکہ صرف ۲۱- روپیہ کا ہو تو حسب قاعدۂ دفعہ ۱۰۹- قرضخواہ اول چودہ روپیہ اور قرضخواہ ثانی چار روپیہ چھ آنہ اور قرضخواہ ثالث دو روپیہ دس آنے کا مستحق ہوگا۔

فصل تیرھوین

تقسیم ترکے کے بیان مین

۱۱۲ - اگر دو شخص واسطے تقسیم اُس جائداد کے خواستگار ہون جو اُنکو وراثتہً پہونچی ہو تو ایسی درخواست قابل سماعت ہی علی ہذا القیاس اگر صرف ایک وارث دعویدار تقسیم ہو تو اُسکی درخواست بھی منظور کیجائے الا شرط یہ ہی کہ تقسیم جائداد سے اُسکے انتفاع مین فتور واقع نہو۔

اگر تقسیم جائداد ممکن ہو تو تقسیم اُسکی وارثون مین حسب درخواست ایک یا دو ورثا کے ہونی چاہیے۔

۱۱۳ - لیکن اگر تقسیم جائداد بلا نقصان اُسکے کسی جزو کے ممکن نہو تو جملہ وارثون کی رضامندی ضرور ہی اور اگر جائداد مختلف قسم کی ہو تو یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے۔

علاوہ صورت مذکور کے اور حالتون مین تقسیم بغیر رضامندی کل وارثون کے نہین ہونی چاہیے۔

۱۱۴ - اگر ترکہ زر نقد کی قسم سے نہو تو اسکو چند سہام پر مطابق حصص وارثون کے تقسیم کرنا چاہیے اور بعد تشخیص قیمت ہر حصّہ کے ورثا اپنا حصّہ پاوین۔

طریقہ تقسیم

۱۱۵ - تقسیم کی ایک اور صورت عام باعتبار محاصل کے ہوتی ہی یعنے ہر وارث نوبت بنوبت جائداد سے منتفع ہوتا رہے مگر یہ طریقہ

تقسیم محاصل جائداد۔

تقسیم جائداد کے مقابلے مین دوسرے درجے کا ہی اور جب ایک حصہ دار تقسیم جائداد اور دوسرا صرف تقسیم منافع کا دعویدار ہو تو شخص مقدم الذکر کا دعوی حتی الامکان ترجیح رکھتا ہی۔

دوسرا باب

قواعد وراثت متعلقہ مذہب امامیہ کے بیان مین

حق وراثت تین ذریعون سے حاصل ہوتا ہی —

۱ — حسب قواعد امامیہ کے حق وراثت تین طور سے حاصل ہوتا ہی —

ذریعون کی تصریح

۲ — اول قرابت نسبی اور دوم واسطۂ سببی اور سوم ولا۔

وارثان نسبی کے تین درجے ہین —

۳ — وارثان نسبی کے تین مدارج ہین اگر درجۂ اول کا کوئی وارث اناث سے بھی موجود ہو تو دوسرے درجے کا کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس اگر دوسرے درجے کا کوئی وارث موجود ہو تو تیسرے درجے کے واسطے وارکو ورثہ نہین پہونچ سکتا —

وارثان درجۂ اول کی تصریح۔

۴۔ پہلے درجے مین والدین اور اولاد اور اولاد کی اولاد جہانتک ہو داخل ہین اور بمقابلہ وارث قریب وارث بعید کو استحقاق نہوگا۔

استحقاق وارثان کا بہ نسبت دوسرے کے۔

والدین کو یا والدین سے ایک بشمول اولاد یا اولاد کی اولاد یا اُنکی اولاد کے ورثہ پہونچیگا لیکن بحالت موجود ہونے اولاد کے نہ اولاد کی اولاد وارث ہوگی نہ اُنکی اولاد۔

تفریق وارثان مذکور۔

۵۔ اِس درجے کے وارثون کی دو قسمین ہین اول اصول محدود اور دوم فرع غیر محدود قسم اول مین صرف والدین ہین اور اُنکے والدین اُنکے قائم مقام نہین ہو سکتے قسم دوم مین اولاد ہی اور اُسکے قائم مقام اولاد کی اولاد ہو سکتی ہی ان اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محروم نہین کرسکتا گو قربت اُسکی متوفی کے ساتھ زیادہ قریب ہو لیکن اگر ورثا ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہی۔

ذکر اُن وارثونکا جو بحالت موجود ہونے اولاد کے مستحق ترکہ ہوتے ہین۔

۶۔ بحالت موجود ہونے اولاد کے سواے والدین اور زوجہ اور شوہر کے کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہوتا۔

۷۔ پسر کی اولاد کو پسر کا اور دختر کی اولاد کو دختر کا حصہ بلا لحاظ پیڑھی کے ملیگا۔

اولاد پسر و دختر دوسرے درجے کے وارث۔

۸۔ درجۂ دوم مین اجداد اور جدات اور بھائی اور بہن اور اُنکی اولاد بلا لحاظ پیڑھی کے داخل ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے قرابت دار بعید کو حق وراثت نہین پہونچتا اور جد اور جدہ کے موجود ہونے کی حالت مین جد کا والد وارث نہین ہوتا ہی

اگر بھائی یا بہن موجود ہو تو بھتیجا مستحق ترکہ نہین ہوتا اور بھتیجے یا بھانجے کی موجودگی مین بھائی کا پوتا حقدار نہین ہو سکتا۔

تفریق وارثان درجۂ دوم۔

۹- اس درجہ کی بھی دو قسمین ہین اول مین اجداد اور جدات اور قسم دوم مین بھائی اور اُنکی اولاد داخل ہین اور دو قسمین غیر محدود ہین یعنی کسی قسم کے واسطہ دار قریب کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اُسی قسم کا واسطہ دار بعید بلا لحاظ پیڑھی کے وارث ہوتا ہی اُن اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسری قسم کے وارث کو محروم نہین کرسکتا مگر قرابت اُسکی متوفی کے ساتھ زیادہ قریب ہو لیکن اگر وارث ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہی۔

تیسرے درجے کے وارث۔

۱۰- تیسرے درجے مین اعمام اور عمات اور خالات اور ماموں اور انکی اولاد داخل ہین انمین سے بمقابلۂ وارث قریب واسطہ دار بعید ورثہ نہین پا سکتا۔

استحقاق ان ارثون کا بمقابلہ ایک دوسرے کے

چچا یا چچی کے موجود ہونے کی حالت مین چچا زاد بھائی اور ماموں یا خالہ کی موجودگی ماموں زاد بھائی مستحق ترکہ نہین ہو سکتا۔

قواعد مزید۔

۱۱- اِس درجے کے وارث عام اس سے کہ وہ اوپر کی پیڑھی کے ہون یا نیچے کی پیڑھی کے غیر محدود ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریبہ کے قرابت دار بعید بلا لحاظ پیڑھی کے وارث ہوتا ہی لیکن اگر حقیقی چچا یا چچی یا ماموں یا خالہ موجود ہون تو اُنکی اولاد وارث نہین ہو سکتی اور اشخاص مقدم الذکر برابر حصہ پاتے ہین الا اُس صورت مین کہ بعض اُنمین سے حقیقی ہون اور بعض غیر حقیقی اور بعض اخیافی یا علاتی

مثلاً بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے علاتی چچا کو ترکہ نہیں پہونچ سکتا اور بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے پسر کے اخیافی اور علاتی چچا محروم ہوتے ہیں۔

تیسرے درجے کے اور وارثون کی تصریح۔

۱۲۔ اگر ورثائے مذکور سے کوئی وارث موجود نہو تو والدین کے چچا اور پھپی اور ماموں اور خالہ کو ورثہ پہونچتا ہے اور اگر یہ بھی نہون تو انکی اولاد کو وہ کسی پیڑھی کی ہو بلحاظ قرب واسطہ متوفی سے ورثہ پائینگی اور انمیں سے بھی کوئی نہو تو اجداد و جدات کے ماموں اور خالہ اور چچا اور پھپی بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ترکہ پاتے ہیں۔

قاعدہ کلیہ درباب وارثان حقیقی اور غیر حقیقی کے۔

۱۳۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بحالت موجود ہونے حقیقی وارثون کے وارثان اخیافی اور علاتی مساوی درجے کے ترکہ نہیں پاتے لیکن مختلف درجے کے وارثون میں یہ قاعدہ ملحوظ نہیں ہوتا مثلاً اگر حقیقی بھائی یا بہن موجود ہو تو اخیافی یا علاتی بھائی اور بہن ورثہ سے محروم رہتے ہیں لیکن حقیقی بھائی کا بیٹا علاتی یا اخیافی بھائی کو محروم نہیں کرسکتا کیونکہ درجہ انکا مساوی نہیں ہے لیکن برادر زادہ حقیقی کے موجود ہونے کی صورت میں مساوی درجے کا برادر زادہ اخیافی یا علاتی ورثہ نہیں پاسکتا علی ہذا القیاس حقیقی ماموں یا چچا اخیافی یا علاتی کے بھائی کو ورثہ سے محروم نہیں کرتا لیکن اخیافی یا علاتی ماموں یا چچا کو محروم کرتا ہے۔

استثنا۔

قواعد مزید

۱۴- یہ قاعدہ کہ وارثان حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین وارثان علاتی اور اخیافی ورثہ نہین پاتے اُن مساوی درجے کے وارثون سے بھی متعلق ہی جو واسطہ داران اطرافی ہون۔[1]

استثنا۔

مثلاً جب حقیقی بھتیجا یا بھتیجی اور بھانجا یا بھانجی موجود ہو تو اُسکا اخیافی یا علاتی چچا یا چچی یا ماموں یا خالہ ورثہ سے محروم ہونگے لیکن اگر حقیقی چچا کا بیٹا اور علاتی چچا موجود ہون تو بمقابلہ چچا حقیقی کے علاتی چچا کو ورثہ نہ پہونچیگا۔

قواعد مزید اُس صورت مین جب واسطہ دار وکی جہات مین اختلاف ہو۔

۱۵- قاعدہ مذکورہ بالا جو ورثہ سے محروم ہونے کے باب مین ہی اُن اعمام اور عمات اور اخوال اور خالات سے متعلق نہین ہوسکتا جو مختلف جہتون سے متوفی کے واسطے دار ہون مثلاً درصورت موجود ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی ماموں اور خالہ ورثہ سے محروم نہین ہوتے لیکن بحالت ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی چچا یا چچی کو ورثہ نہین پہونچ سکتا علی ہذا القیاس اگر حقیقی ماموں یا خالہ موجود ہو تو علاتی یا اخیافی ماموں یا خالہ کو ترکہ نہ ملیگا۔

جب اختلاف ہو۔

قواعد مزید بحالت اختلاف جہات۔

۱۶- اگر کوئی شخص علاتی یا اخیافی چچا اور حقیقی خالہ چھوڑ کر وفات پائے تو چچا کو بدین وجہ کہ باپ کے واسطے سے دعویدار ہی

---

[1] واسطہ داران اطرافی وے ہین جو ایک ہی مورث اعلےٰ کی اولاد ہون لیکن مورث اعلیٰ کی کسی پشت مین اُنکے اصول مختلف ہون مثلاً چچازاد بھائی باہم واسطہ دار اطرافی مین کیونکہ اُنکا دادا ایک ہی مگر باپ علیحدہ ہین۔ مترجم

استثنا در بابِ حرمان واسطہ داران علاتی اور اخیانی کے۔

ترکے کے دو ثلث ملینگے اور خالہ کو جو ماں کی جہت سے دعویدار ہو ایک ثلث پہونچیگا کیونکہ اگر چچا یا خالہ ہوتے تو ترکہ اسی حساب سے والدین میں تقسیم ہوتا۔

۱۷۔ یہ قاعدہ کلیہ کہ واسطہ داران حقیقی کے ہونے کی صورت میں واسطہ داران اخیانی کو ورثہ نہیں پہونچ سکتا اُن شخصوں کی نسبت مؤثر نہیں ہے جو فرض کی رو سے حصے کے مستحق ہوں۔

ہمشیرگان حقیقی اور علاتی علاتی اور اخیانی۔

۱۸۔ اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک اخیانی بہن چھوڑکر مر جاوے تو حقیقی کو نصف اور اخیانی کو سدس ملیگا اور باقی ترکہ بھی حقیقی بہن کو پہونچیگا اور اگر اخیانی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو اُنکو ایک ثلث ملیگا اور باقی دو ثلث کی حقیقی بہن مستحق ہوگی۔

قاعدہ وراثت کا اُس صورت میں جب ایک شخص دو جہت سے واسطہ دار ہو۔

۱۹۔ اگر دو وارث ہوں اور منجملہ اُنکے ایک کو دو جہت سے قرابت ہو مثلاً ایک شخص ماموں اور چچا چھوڑ کر وفات پاوے اور چچا متوفی کا ماموں بھی ہو ماموں کو ایک ثلث ملیگا اور چچا کو دو ثلث ملینگے اور چچا کو علاوہ دو ثلث کے اُس ثلث سے بھی نصف ملیگا جو ماموں کو ملا اور اس رو سے چچا کو پانچ سدس پہونچینگے اور ماموں صرف ایک سدس پائیگا۔ ؎۱

؎۱ اس صورت کی تمثیل کہ ایک ہی شخص چچا اور ماموں ہو تصریح ذیل سے واضح ہو مثلاً زید کا بیٹا عمرو ایک زوجہ سے ہو اور زید پھر ہندہ سے نکاح کرے اور ہندہ کی ایک بیٹی جمیلہ پہلے شوہر سے موجود ہو اور عمرو کا نکاح جمیلہ کے ساتھ ہو اور اُنسے بیٹا ایک خالد پیدا ہو اور زید اور ہندہ سے

دعویداران نسبی۔

۲۰۔ دوسری قسم کے واسطہ وارث وے ہین جنکو نکاح کے ذریعہ سے ورثہ پہونچتا ہی مثلاً شوہر اور زوجہ اور بحالت موجود ہونے اُنکے حتی الامکان کسی اور شخص کو ترکہ نہین پہونچ سکتا اور بحالت نہونے اولاد کے شوہر کا حصہ نصف اور زوجہ کا حصہ ربع ہوتا ہی اور اولاد ہونے کی صورت مین شوہر کو ربع اور زوجہ کو ثمن ملتا ہی۔

وراثت شوہر و زوجہ۔

۲۱۔ اگر زوجہ کوئی وارث نہ چھوڑے تو اُسکی کل جائداد شوہر کو پہونچتی ہی اور اگر شوہر سواے زوجہ کے کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو زوجہ کو جائداد شوہری کا ربع ملتا ہی اور باقی تین ربع بیت المال ہوتے ہین۔

قاعدہ وراثت خلوت صحیحہ نہونیکی صورت مین۔

۲۲۔ اگر کوئی شخص حالت بیماری مین نکاح کرے اور قبل ہونے خلوت صحیحہ کے عارضہ لاحقہ سے وفات پاوے تو اُسکی زوجہ کو ترکہ اُسکا نہ پہونچیگا اور اگر زوجہ اُس سے پیشتر مرجائے تو وہ بھی زوجہ کے ترکے کا مستحق نہوگا لیکن اگر کوئی عورت بیماری کی حالت مین نکاح کرے اور شوہر اُس سے پیشتر مرجاوے تو گو خلوت صحیحہ نہوئی ہو اور نہ عورت نے کبھی عارضہ سے صحت پائی ہو تو بھی وہ مستحق ترکہ شوہر ہوگی۔

قاعدہ وراثت اُس صورت مین جب شوہر بحالت قریب الموت ہونے کے زوجہ کو طلاق دے۔

۲۳۔ اگر شوہر قریب الموت ہونے کے وقت زوجہ کو طلاق دے تو زوجہ ترکہ پائیگی لیکن شرط یہ ہی کہ شوہر بعارضہ لاحقہ زمانہ

ایک بیٹا جمال پیدا ہو پس جمال خالد کا چچا بھی ہی اور ماموں بھی علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کے برادر علاتی اور ہمشیرہ اخیافی ہو اور یہ دونون آپسمین شادی کرلین تو شخص مذکور انکی اولاد کا چچا بھی ہی اور ماموں بھی۔

طلاق سے ایک برس کے اندر فوت ہو اور اگر شوہر ایک برس کے بعد مرے تو زوجہ کو ترکہ نہین پہونچیگا۔

قاعدۂ وراثت طلاق رجعی کی صورت مین

۲۴ — اگر شوہر زوجہ کو طلاق رجعی دے اور شوہر یا زوجہ زمانہ عدت کے اندر مر جاوے تو ایسی حالت مین ایک کو دوسرے کی نسبت ترکہ پانے کا استحقاق ہوگا۔

۲۵ — جس عورت کے ساتھ متعہ یعنے نکاح عارضی کیا جائے وہ مستحق ترکہ نہین ہو سکتی۔

دعویداران ولا

۲۶ — تیسری قسم کے وارث وے ہین جو بذریعۂ ولا مستحق ترکہ کے ہین لیکن اگر واسطہ داران نسبی یا سببی سے کوئی شخص موجود ہو تو واسطہ داران ولا کو ترکہ نہین پہونچ سکتا۔

دعویداران ولا کی دو قسم ہین۔

۲۷ — ولا دو قسم کا ہے ایک جو بذریعۂ عتق یعنے آزاد کرنے کے ہو اور ایسی حالت مین معتق کو بوجہ اعتاق کے حق وراثت حاصل ہوتا ہے اور ولا کی دوسری قسم صورت متعاقدین کے معاہدہ پر منحصر ہے یعنے دو شخصون مین ایک دوسرے کے ورثہ پانے کا قرارداد ہو جائے۔

پہلی صورت کے واسطہ داران ولا ترجیح رکھتے ہین

۲۸ — اگر پہلی قسم کے واسطہ داران ولا موجود ہون تو دوسری قسم کے دعویدارون کو ترکہ نہین پہونچ سکتا۔

حرمان کے قواعد عام

۲۹ — جو قواعد عامہ بموجب مذہب امامیہ کے حرمان کے باب مین ہین ایسے مطابق قواعد اہل سنت کے ہین مگر فرق یہ ہے کہ طریق امامیہ کی رو سے ذکور اور

+ اسطرح کا عقد اہل سنت کے نزدیک مذموم ہے اور وے اسکو قطعی خلاف شرع تصور کرتے ہین — ترجمہ ہدایہ مرتبہ ہاملٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۷۱ و ۷۲۔

اناث مین کچھ تمیز نہین ہی مثلاً اگر پوتا موجود ہو تو دختر کو اور باپ کا چچا موجود ہو تو ماموں کو ترکہ پہونچتا ہی حالانکہ از روے مسئلۂ اہل سنت کے دختر کو صرف نصف حصہ پہونچتا ہی اور بحالت موجود ہونے باپ کے چچا کے ماموں قطعی محروم رہتا ہی۔

اختلاف وارمانع

۴۰— اختلاف وارمانع ارث نہین ہی اور قتل جائزہ یا قتل خطا بھی وراثت سے محروم نہین کرسکتا الا اُس صورت مین کہ اشتعال باعث اُسکا ہوا ہو۔

ارث نہین ہوتہ قتل اشتر طیکہ بالعمد ہو

مسئلۂ عول جائز نہین ہی

۴۱— اگر ترکہ کل وارثون مین بغیر کسر کے حسب سہام معینہ تقسیم نہو سکے تو ایسی صورت مین عول جائز نہین بلکہ جو وارث ایسی حالت مین اپنے حصہ واجب سے محروم رہے اُسکے حصہ سے بحساب رسدی منہائی کیجائے یا جس وارث کے حصے مین تقلیل ممکن ہو اُسمین کمی کیجائے

تمثیل

مثلاً اگر شوہر اور دختر اور والدین مستحق ترکہ ہون تو ترکہ کو بارہ ۱۲ حصون پہ تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُسکے شوہر کو تین سہام یا ربع اور والدین کو دُو سدس یا چار سہام ملینگے اور دختر کو نصف جائداد پہونچیگی لیکن اس صورت خاص مین دختر کے واسطے بجاے نصف جائداد کے جسکی وہ مستحق ہی صرف پانچ سہام بجاے چھہ سہام باقی رہتے ہین ایسی حالت مین حسب مسئلۂ اہل سنت کے دختر کو چھہ حصے ملنے کی نظر سے ترکہ ۱۳ حصون مین تقسیم کیا جائے لیکن اصول امامیہ کے مطابق دختر کو بقیۂ پانچ سہام پر قناعت کرنی چاہیے کیونکہ بعض صورتون مین دختر کا حق بابت سہام مقدر کے زائل ہوجاتا ہی مثلاً اگر بیٹا ہو تو دختر کو کوئی حصہ خاص نہین ملتا اور وہ عصبہ تصور کیجاتی ہی حالانکہ شوہر یا والدین

کسی صورت مین سہام مقدر سے محروم نہین ہو سکتے ۔

مسئلہ رد

۳۲ ۔ جب ترکے کے سہام کی تعداد وارثون کی تعداد سے متجاوز ہوتی ہی تو حصص زائد وارثون کی طرف عود کرتے ہین اور شوہر از روے رد کے مستحق ورثہ ہی نہ زوجہ اور اگر بھائی موجود ہون تو ان بھی مستحق رد نہین ہوتی اور اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو دو جانب سے واسطہ رکھتا ہو تو ترکۂ مابقی صرف اُسی کو پہونچتا ہی ۔

خلف اکبر کا استحقاق ۔

۳۳ ۔ اگر بڑا بیٹا لائق ہو تو تقسیم ترکے کے وقت اُسکو باپ کی تلوار اور قرآن اور پوشاک اور انگشتری دینی چاہیے ۔ [1]

---

[1] ہمنے خلاصہ مذکورۂ بالا مین بدانست اپنے کوئی امر اہم قلم انداز نہین کیا کیونکہ جو سہام کہ وارثون کے واسطے بموجب مسائل اہل سنت کے معین ہین وہی اہل تشیع کے مذہب مین بھی جاری ہین اور دونون فرقون کا عمل قران کے احکام پر ہی اور قواعد تقسیم اور روے قاعدے جنکی روے مختلف دعویدارون کے سہام کا تعین بہ نسبت ایک دوسرے کے ہوتا ہی دونون فرقون مین باستثناے بعض تبدیلات کے واحد ہین اور اس تالیف مین بیان کرنا مسائل امامیہ کا درباب معاہدات اور امور متفرقہ کے ضرور نہین ہی چند روز ہوے کہ کرنیل جان بیلی صاحب نے جو عربی وغیرہ زبانون کے بڑے عالم تھے خلاصہ مسائل امامیہ کا اس باب مین مرتب کیا تھا مگر وہ نسخہ ناتمام

رہا اور شاید وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اُنکے نزدیک مفید ہونا اُس کتاب کا بمقابلہ محنت اور صرف وقت کے متصور نہوا -

تیسرا باب

بیع کے بیان مین

بیع کی تعریف۔

۱۔ جو مبادلہ طرفین کی رضامندی سے عمل مین آوے اُسے بیع کہتے ہین۔

بیع کا طریق۔

۲۔ بیع کا انعقاد طرفین کے اقرار صریح یا تقابض بدلین سے ہوتا ہی۔

بیع کی چار قسمین ہین۔

۳۔ بیع کی چار قسمین ہین اول عین بالعین دوم دین بالدین سوم دین بالعین اور چہارم عین بالدین مگر چوتھی قسم کا بیع عموماً رائج ہی۔

بیع چار نام سے موسوم ہی۔

۴۔ بیع چار نام سے موسوم ہی یعنی قطعی اور شرطی اور ناقص اور فاسد

بیع قطعی
۵- بیع قطعی وہ ہی جسکا انعقاد فی الفور ہو اور کوئی امر شرعی مانع نہو-

بیع شرطی
۶- بیع شرطی وہ ہی جسکا انعقاد مالک کی اجازت پر ملتوی رہے اور اگر مالک نابالغ ہو تو ولی کی رضامندی درکار ہی اور اس قسم کے بیع کی نسبت کوئی امر شرعی سوائے رضامندی مالک یا ولی کے مانع نہین ہی نہ کوئی شرط درکار ہی-

بیع ناقص
۷- بیع ناقص وہ ہی کہ جسکا نفاذ قبضے پر منحصر ہو اور یہ نقص شرعی قبضے کی رو سے رفع ہوتا ہی-

بیع فاسد
۸- بیع فاسدہ وہ ہی جسکا نفاذ ممکن نہو یعنے اگر ان اشیا مین جنکا مبادلہ کیا جائے تخالف ہو یا ثمین سے ایک کی قیمت جائز نہو تو ایسا معاہدہ کالعدم ہی-

معاوضہ
۹- جس شئ کی قیمت شرعاً جائز ہو وہ درصورت راضی ہونے بائع اور مشتری کے دوسری شئ کے معاوضہ مین دیجاسکتی ہی اور اختیار ہی کہ مال اصل یا زیادہ یا کم قیمت پر بیع کیا جائے-

فریقین بیع
۱۰- ہر بیع مین دو فریق کا ہونا ضرور ہی الا اُس صورت مین کہ بائع اور مشتری ایک ہی شخص کو مختار مقرر کرین یا نابالغ کی طرف سے بیع بواسطت باپ یا ولی کے منعقد ہو یا غلام اپنے آقا کی اجازت سے آزادی اپنی خریدکرے

متعاقدین کی قابلیت
۱۱- بیع کے لیے اسیقدر کافی ہی کہ متعاقدین معاہدے کے اثر سے مطلع ہون اور نابالغ باجازت اپنے ولی اور مجنون دوری بحالت درستی حواس کے بائع یا مشتری ہوسکتا ہی-

۱۲— اگر مبادلہ عین بالعین یا دین بالدین ہو تو دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہی لیکن اگر مبادلہ عین بالدین یا دین بالعین کی قسم سے ہو تو نسیہ جائز ہی۔

دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہی۔

۱۳— ہر معاہدۂ بیع کے جواز کے واسطے ضرور ہی کہ شئی مبیعہ اور معاوضہ کی تصریح اسطرح سے کر دیجاوے کہ متعاقدین کے مطلب مین آیندہ کسی طرح کا تنازع نہو۔

بیع کے معاملہ مین صراحت ضرور ہی۔

۱۴— یہ بھی ضرور ہی کہ جو شئی بیع کے معاوضہ مین دیجاوے وہ انعقاد معاہدہ کے وقت فی الواقع وجود رکھتی ہو بالفور انعقاد بیع یا آیندہ کسی مدت معینہ مین دیا جانا اُسکا ممکن ہو۔

دیگر شرائط ضروری۔

۱۵— اگر مبادلہ دین بالدین یا عین بالعین کی قسم سے ہو اور بدلین متشابہ ہوں تو مساوی ہونا اُنکا مقدار مین ضرور ہی۔

مساوی ہونا مقدار معاوضہ کا ضرور ہی۔

۱۶— قرار پانا کسی ایسی شرط خارجی کا جس سے احد المتعاقدین کو نفع ہو یا کوئی ایسا امر موہوم پیدا ہو جو آیندہ موجب تنازع ہو سکے جائز نہین ہی لیکن اگر شرط خارجی کی تعمیل فی الواقع کیجاوے یا امر موہوم رفع ہو تو معاہدہ برقرار رہیگا۔

شرائط ناجائز۔ استثناء۔

۱۷— فسخ معاہدے کی شرط جائز ہی لیکن میعاد مشروط تین روز سے متجاوز نہو۔

اختیار فسخ معاہدہ۔

۱۸— اگر اداے معاوضہ زمانۂ آیندہ پر موعود ہو تو مدت کا تعین ضرور ہی اور التوا اُسکا کسی ایسے امر پر نہین ہونا چاہیے کہ جسکے وقوع کا زمانہ غیر متحقق مگر وقوع اسکا ضرور ہو مثلاً اداے معاوضہ ہوا کے چلنے یا مینہ برسنے پر منحصر نہونا چاہیے اور گو امر موہوم اسقدر

اداے معاوضہ مین کس صورت تعویق ہو سکتا ہی۔

خفیف ہو کہ تعین اسکے وقوع کے زمانے کا ہو سکے تو بھی التوا جائز نہین ہر مثلاً ادائے معاوضۂ تخم ریزی یا فصل کے کاٹنے پر موقوف نہونا چاہیے۔

بیع بعوض قرضہ

۱۹- کسی کا بیع کرنا بعوض قرضۂ ذمگی شخص ثالث کے جائز نہین ہر الا بعوض قرضۂ ذمگی بائع کے جائز ہر۔

بیع ثانی جائداد منقولہ۔

۲۰- جب تک شی مبیعہ فی الواقع مشتری کے قبضے مین نہ آجاوے بیع ثانی اُسکا نہین ہو سکتا۔

شی مبیعہ کا عیب نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

۲۱- ہر معاہدے مین شی مبیعہ کا عیب اور نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہر۔

اگر شی مبیعہ کی کیفیت مین بائع کے بیان سے فرق پایا جائے تو کیا ہونا چاہیے

۲۲- اگر شی مبیعہ مین بلحاظ کیفیت یا کمیت بائع کے بیان سے فرق پایا جائے تو مشتری کو فسخ معاہدے کا اختیار حاصل ہر۔

بیع آراضی۔

۲۳- اگر آراضی بیع کیجائے تو جو شی نادیر پا اُسپر ہو وہ اُسکے ساتھ منتقل نہین ہو سکتی مثلاً درخت زمین پر نصب ہونے کی جہت سے خریدار آراضی کا حق ہر لیکن میوے کے پانے کا استحقاق بائع کو ہوگا۔

فسخ بیع کی صورت مین مشتری ذمہ دار نقصان شی مبیعہ کا ہر۔

۲۴- اگر مشتری نے فسخ معاہدے کی بابت شرط کی ہو اور شی مبیعہ اُسکے قبضے مین ضایع ہو جائے یا اُسمین نقصان پہونچے تو خریدار ذمہ دار ادائے ثمن مشروطہ ہوگا لیکن اگر اسطرح کی شرط بایع کی جانب سے ہو تو مشتری صرف بابت مالیت شی مبیعہ کے ذمہ دار رہوگا۔

۲۵- اگر مشتری سے شئے مبیعہ کی نسبت کسی طرح کا عمل مالکانہ صادر ہو مثلاً وہ شئے مذکورہ کو حالت اصلی سے تبدیل کرے تو فسخ بیع کی شرط باطل ہو جاتی ہے۔

شرط فسخ بیع کس صورت میں منسوخ ہو سکتی ہے

۲۶- اگر خریدار نے شئے مبیعہ کا معائنہ نہ کیا ہو یا در صورت کافی ہونے نمونے کے نمونہ نہ دیکھا ہو اور شئے مبیعہ بعد معائنہ کے پسند نہو تو باوجود نہونے شرط فسخ کے بھی شئے مبیعہ واپس ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ مشتری کی جانب سے کوئی فعل مالکانہ صادر نہوا ہو۔

خریدار کو بحالت نہ دیکھنے شئے مبیعہ کے فسخ بیع کا اختیار ہے۔

استثناء۔

۲۷- بائع کو اختیار فسخ بیع حاصل نہیں ہے اگر بائع نے شئے مبیعہ کو نہ دیکھا ہو اور شرط فسخ بیع نہ قرار پائی ہو تو اُسکے معاہدے کے فسخ کا اختیار نہو گا الا اُس صورت مین عین بالعین ہو۔

بائع کو اختیار فسخ بیع حاصل ہے۔

استثناء

۲۸- اگر خریدار نے لینا شئے مبیعہ کا بلحاظ اُسکے عیوب کے منظور نہ کیا ہو اور اسکو شئے مذکورہ الیسا نقص معلوم ہو جس سے اسکو وقت خریداری اطلاع نہ تھی تو اسکو اختیار ہے کہ شئے مذکور واپس کردے لیکن اگر شئے مبیعہ مین بحالت قبضہ مشتری کے کچھ زیادہ نقص عائد ہو تو مشتری صرف تاوان پانے کا مستحق ہو گا۔

اگر شئے مبیعہ مین کچھ نقص پایا جائے تو فسخ بیع ہو سکتا ہے۔

استثناء

۲۹- اگر مشتری شئے مبیعہ ناقص کو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کردے تو وہ اصل بائع سے تاوان پانے کا مستحق نہین ہو سکتا الا اگر شئے مذکور مین قبل بیع ثانی کچھ ترمیم ہو جائے اور مشتری اُس سے

قاعدہ بیع ثانی۔

استثناء۔

ذکر ان صورتونکا جنمین اشیاء مبیعہ کی قیمت واپس طلب ہوسکتی ہو

اسوجہ سے بایع اول کو واپس نہ کرسکے تو مشتری کو تاوان ملیگا۔

۳۳۰- اگر کوئی شئی فروخت کیجاوے اور وہ معائنہ کے بعد ناقص معلوم ہو لیکن شئی مذکور آزمائش کی حالت مین ضائع ہوجاوے تو بھی بایع سے اسکی کل قیمت کا مطالبہ ہوسکتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ مشتری کو شئی مذکور سے کچھ فائدہ نہ پہونچا ہو اگر مشتری شئی مبیعہ ناقص سے فائدہ اوٹھاوے تو اسکو صرف بقدر نقصان کے تاوان ملیگا۔

کس صورت مین صرف تاوان ملتا ہی۔

مشتری اول کی کیفیت مثل مشتری ثانی کے ہی بشرط۔

۳۳۱- اگر کوئی شخص کچھ مال خرید کرکے اسکو فروخت کرے اور اسکو بعد ازان مال مذکور واپس لیکر قیمت اسکی پھیر دینی پڑے تو مشتری اول بھی اصل بایع سے اسی طرح قیمت واپس پاسکتا ہی بشرطیکہ اس مال مین نقص ذاتی ہو۔

کس صورت مین بایع سے مواخذہ نہین ہوسکتا

۳۳۲- اگر مشتری شئی مبیعہ کے نقص سے مطلع ہوکر اسکو کام مین لاوے یا اسکے نقص رفع کرنے کی تدبیر کرے تو مواخذہ اسکا بایع سے نہین ہوسکتا کیونکہ شئی مذکور کے کام مین لانے یا اسکے نقص رفع کرنے سے تسلیم کرنا بیع کا مفہوم ہوتا ہی لیکن اگر معاہدۂ بیع مین کوئی شرط خاص قرار پائی ہو تو بایع سے مواخذہ ہوسکیگا۔

قواعد عامہ درباب استحقاق المبیع حصہ

۳۳۳- قاعدۂ کلیہ یہ ہی کہ اگر شئی مبیعہ اس قسم کی ہو جسکی تفریق اور تقسیم بغیر نقصان ممکن نہو اور بیع کے بعد اُس شئی کے ایک جزو مین نقص ظاہر ہو یا وہ کسی شخص ثالث کی ملک قرار دیجاوے تو مشتری مجاز نہین ہی کہ منجملہ کل شئی کے ایک جزو اپنے پاس رکھکر

باقی کو واپس کرے اور بقدر اُسکے واپسی قیمت چاہیے بلکہ ایسی صورت مین خریدار کو چاہیے کہ یا تو کُل شی مبیعہ اپنے پاس رکھکر تاوان بقدر نقص طلب کرے یا کل شی واپس دے کر پوری قیمت چاہے

تاوان لینے کا قاعدہ

الّا اگر شی مبیعہ کی تقسیم بغیر نقصان ممکن ہو تو اُس صورت مین یہ قاعدہ صادق نہین آتا۔

امور ناجائز

۴۴ - اگر کوئی شخص قبل وقت بیع و شری خرید کیجائے یا خرید اور فروخت اُسکی ایک ہی بازار مین عمل مین آئے یا بامید گرانی کے خرید یا جمعہ کی نماز کے وقت فروخت کیجائے تو یہ امور ممنوع ہین مگر معاہدہ ناجائز نہوگا۔

چوتھا باب

شفعہ کے بیان مین

تعریف شفعہ۔

۱ — شفعہ سے یہ مراد ہی کہ کوئی شی بیع کیجائے اور وہ اسی قدر قیمت پر حاصل ہو سکے جو مشتری نے اُسکی بابت ادا کی ہو۔

کس قسم کی جائداد سے شفعہ متعلق اور کس قسم سے نہین ہی۔

۲ — جو شی بیع کیجائے یا علیحدگی اُسکی بصورت بیع عمل مین آئے اُسکی نسبت حق شفعہ پہونچتا ہی لیکن جو شی ازروے ہبہ یا وصیت یا وراثت منتقل ہو اُسکی نسبت جائز نہین ہی الا اُس صورت مین کہ ہبہ باخذ معاوضہ وقوع مین آئے اور معاوضہ کی بابت شرط صریح عمل مین آئے لیکن اگر واہب کو بابت شی موہوبہ کے معاوضہ ملا ہو اور معاوضہ کی بابت شرط صریح قرار نہ پائی ہو تو شفعہ کا دعوی نہین ہو سکتا۔

قواعد فرعیہ — ۳ — جائداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ دونوں صورتوں میں شفعہ جائز ہی لیکن مال منقولہ سے متعلق نہیں ہی اور جبتک بیع مکمل نہو حقیقت بایع پر دعوے شفعہ قائم نہیں ہو سکتا۔

حق شفعہ کسی خاص فرقے سے متعلق نہیں ہی — ۴ — ہر شخص حق شفعہ کا دعوے کر سکتا ہی اسمیں اختلاف مذہب کو کچھ دخل نہیں ہی

حقوق شفیع — ۵ — جو حقوق عام خریدار کو حاصل ہوتے ہین اُنھیں کا استحقاق شفیع کو بھی پہونچتا ہی۔

ذکر اُن شخصوں کا جو دعویدار شفعہ کے ہو سکتے ہین — ۶ — اشخاص مذکورہ ذیل حسب ترتیب سے اُنکا بیان کیا جاتا ہی مستحق شفعہ ہو سکتے ہین یعنی خلیط فی نفس المبیع و خلیط فی حق المبیع و خلیط جائے

شرائط ضروری شفعہ — ۷ — شفیع کو لازم ہی کہ بفور سننے خبر بیع کے خریداری کا ارادہ ظاہر کرے اور اظہار اس امر کا بشہادت گواہان بایع یا مشتری کے روبرو یا موقع مبیع پر بلا توقف ہونا چاہیے۔

دعوی شفعہ کب دائر ہوتا ہی — ۸ — شفیع کو اختیار ہی کہ بعد تعمیل شرائط تمہیدی کے جسوقت چاہے عدالت مین اپنا دعوی پیش کرے[۱]

[۱] اس باب مین بہت اختلاف رائے ہی مگر انصاف مقتضی اس بات کا ہی کہ واسطے ممنوع السماعات متصور ہونے اِس قسم کے دعوے کے کوئی میعاد خاص مقرر کیجائے ورنہ مشتری کے واسطے کوئی صورت اطمینان کی نہوگی زفر اور محمد رح کی یہ رائے ہی کہ اگر شفیع دعوے اپنا ایک مہینے سے زیادہ عرصہ تک بلا وجہ پیش نہ کرے تو ایسے توقف سے حق اُسکا زائل سمجھا جائیگا اور یہی مسئلہ حسب روایت ابو یوسف رح کے ہی لیکن حسب رائے ابو حنیفہ رح اور

۹۔ جب تک مشتری اولی کو زرثمن شفیع سے وصول نہوا اُسکو اختیار ہی کہ شئی مبیعہ کو اپنے قبضے مین رکھے اور اگر تقابض بدلین نہوا ہو تو یہی شرط بایع کی نسبت بھی صادق آئیگی۔

حقوق مشتری اولے قاعدہ درباب اُس صورت کے جب جایداد مین بحالت قبضہ مشتری اولے کے تبدیل واقع ہو۔

۱۰۔ اگر مشتری نے شئی مبیعہ مین کسی طرح کی افزائش کی ہی تو شفیع پہ واجب ہی کہ یا تو بقدر افزائش کے قیمت ادا کرے یا عملہ افزودہ کو اُٹھا لیجائے اور اگر شئی مبیعہ کی قیمت مشتری اولی کے کسی فعل سے کہ ہو جاے تو شفیع بقدر نقصان کے کمی قیمت کا خواستگار ہو سکتا ہی لیکن اگر کمی قیمت مشتری مذکور کے کسی فعل سے عائد نہو تو شفیع پر لازم ہی کہ یا کل زرثمن ادا کرے یا اپنے دعوے سے قطعاً دست بردار ہو۔

قاعدہ درباب اُس صورت کے جو شفیع نے جایداد کی حقیقت مین کسی طرح کی افزائش کی ہو و بعدہ وہ شخص ثالث کی ملک قرار پاوے۔

۱۱۔ اگر شفیع جایداد پر قابض ہو کر اسکی حیثیت مین کسی طرح کی افزائش کرے اور وہ بعدہ شخص ثالث کی ملک قرار پائے تو شفیع بابت افزائش مذکورہ بالا کے معاوضہ کا مستحق نہین ہو سکتا بلکہ اگر شفیع قابض ہو گیا ہو تو ایسی صورت مین اُسکو زرثمن بایع یا مشتری اول سے ملیگا اور اُسکو اختیار ہی کہ عملہ افزودہ کو اُٹھا لیجائے۔

ایک اور راے ابو یوسف رح کے نزدیک اس باب مین کوئی میعاد خاص معین نہین ہی اور فتاوی عالمگیری مین و محیط السرخسی اور ہدایہ مین بھی یہی قاعدہ مندرج ہی اور یہی قول زیادہ صحیح اور عموماً جاری ہی مگر فتاوی عالمگیری کے مولف نے لکھا ہی کہ فتوے دونون صورتون پر دیا جاتا ہی۔

۱۴۲ — اگر زر ثمن کی نسبت شفیع اور مشتری میں نزاع ہو اور طرفین سے کچھ ثبوت نہ ہو تو مشتری کے اظہار حلفی کو معتبر تصور کرنا چاہیے لیکن اگر طرفین سے ثبوت گذرے تو شفیع کا ثبوت مرجح ہوگا۔

ذکر اُس صورت کا جب زر ثمن کی نسبت نزاع ہو۔

۱۴۳ — اکثر شرعی حیلے ایسے ہیں جن سے حق شفعہ زائل ہو سکتا ہے مثلاً اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ ہمسایہ شفعہ کا دعوی کریگا تو وہ اپنی کل جائداد کو سوائے اُس جزو کے جو اُسکے ہمسایہ کی ملک سے متصل ہو فروخت کر سکتا ہے اور اگر شریک بیع کی جانب سے دعوی شفعہ کا اندیشہ ہو تو بائع کو اختیار ہے کہ وہ پہلے مشتری سے کچھ قیمت زائد بصورت فرضی قرار دے اور بعدہ اُسمیں تقلیل کرے اور اگر ایسی صورت میں شفیع دعویدار ہو تو اُسپر لازم ہوگا کہ بلا لحاظ قیمت مابعد کے وہ قیمت ادا کرے جو پیشتر قرار پائی ہو۔

شرعی حیلے دعوی شفعہ کے باز رکھنے کے واسطے۔

پانچوان باب

ہبہ کے بیان مین

ہبہ کی تعریف۔

۱۔ اگر کوئی شی بغیر لینے معاوضہ کے دیجائے تو اُسکو ہبہ کہتے ہین۔

شرائط ضروری ہبہ

۲۔ جیساکہ واہب کی جانب سے دست برداری ضرور ہی ویساہی موہوب الیہ کا قبول کرنا اور قبضہ لینا جائداد موہوبہ کا ضرور ہی۔

ہبہ کا نفاذ کسی امر استقبالی پر مشروط نہین ہوسکتا۔

۳۔ منحصر کرنا ہبہ کا کسی شرط پر جائز نہین ہی نہ نفاذ اُسکا زمانہ آئندہ سے محول ہوسکتا ہی۔

قبضہ دینا اور دخیل ہبہ نامہ ضرور ہی۔

۴۔ یہ ضرور ہی کہ ہبہ کے ساتھ ہی دخل دلایا جاے اور موہوب الیہ اُسپر فوراً یا کسی وقت زمانہ مابعد مین واہب کی اجازت سے قابض ہو۔

۵ - جو شی کہ آیندہ پیدا ہونے والی ہو وہ ہبہ نہین ہوسکتی گو موہوب الیہ کو ذریعہ پیدا کرنے شی مذکورہ کا حاصل ہوا ور جو شی کہ ہبہ کیجائے اُسکا واقعی موجود ہونا ہبہ کے وقت ضرور ہی -

شی موہوبہ کا ہبہ کے اسوقت موجود ہونا ضرور ہی۔

۶ - اگر کوئی شی غیر منقسمہ ہوا ور اُسمین دوسری ایسی چیز مخلوط ہو جسکی تفریق ممکن ہو تو ہبہ اُسکا ناجائز ہی الا اُس صورت مین کہ قبل دینے قبضے کے شی موہوبہ کا تعین کیا جائے کیونکہ ایسی صورت مین قبضہ شی موہوبہ کا بغیر اجتماع کسی ایسی شی کے جو اُسمین داخل ہو نہین دیا جا سکتا -

اگر کوئی شی منقسمہ بلا تعین ہبہ کیجائے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہی۔

۷ - اگر دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون تو ہر موہوب الیہ کے حق کا تعین ہبہ یا قبضہ دینے کے وقت ہونا چاہیے -

قاعدہ اس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون۔

۸ - ہبہ بالکنایہ درست نہین ہی بلکہ اُسکا مصرح ہونا اور ابہام سے مبرا ہونا ضرور ہی اور واہب کا مقصود بذریعہ دست برداری قطعی شی موہوبہ کی نسبت ظاہر ہونا چاہیے اور اگر واہب نے شی مذکورہ پر کوئی فعل ملکیت صادر ہوتا رہے تو ایسا ہبہ ناجائز اور باطل ہی -

ہبہ کا مصرح ہونا ضرور ہی اور واہب کو شی موہوبہ سے قطعی دست بردار ہونا واجب ہی۔

۹ - اگر زوجہ شوہر کے نام مکان ہبہ کرے یا باپ اپنے پسر نابالغ کو کچھ جائداد دے تو یہ صورتین قاعدۂ مذکورۂ بالا سے مستثنی ہین -

مستثنیات -

۱۰ - اگر کوئی شی متولی کی تفویض مین ہو تو حسب ضابطہ قبض و تسلیم کا عمل مین آنا ضرور نہین ہی اور علی ہذا القیاس یہی کیفیت اُس صورت مین بھی جب ہبہ نابالغ کے نام کیا جائے اور پچھلی صورت مین دخیل ہونا ولی کا کافی ہی -

نیابتہً قبضہ دیے جانے کا ذکر۔

مرگ کے وقت ہبہ کرنا۔

۱۱۔ جو ہبہ شخص قریب الموت کی طرف سے عمل مین آئے وہ داخل وصیت ہی اور ترکے کے ثلث زیادہ پر موثر نہین ہو سکتا پس کوئی شخص مجاز نہین ہی کہ قریب الموت ہونے کے وقت اپنی جائداد کا جزو منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کو ہبہ کردے کیونکہ یہ ہونا وصیت کا ایک وارث کے حق مین بغیر رضامندی اور وارثون کے جائز نہین ہی۔

شئی موہوبہ واپس لینا جائز ہی۔ مستثنیات۔

۱۲۔ واہب کو باستثنای صورتہای ذیل ہبہ کے استرداد کا اختیار ہی۔

۱۳۔ اگر موہوب الیہ رشتہ دار ہو یا ہبہ کی عوض مین کچھ لیا گیا ہو یا مال موہوبہ کی حیثیت مین کچھ افزائش کی گئی ہو یا مال مذکور دوسرے موہوب الیہ یا وارثان موہوب الیہ کے قبضے مین آیا ہو تو ان صورتون مین ہبہ مسترد نہین ہو سکتا۔

ہبہ کی دو قسمین خاص۔

۱۴۔ عام اقسام ہبہ کے علاوہ شرع مین دو قسم کے معاہدے ہبہ کے ضمن مین بیان کیے گئے ہین لیکن وے زیادہ تر مثل مبادلہ یا بیع کے ہین اُنکو اصطلاح ہبہ بالعوض او ہبہ بشرط العوض کہتے ہین۔

ہبہ بالعوض۔

۱۵۔ ہبہ بالعوض باعتبار جملہ مراتب کے مثل بیع کے ہی اور اسکی نسبت مین شرائط بیع نافذ ہین اور جملہ صورتون مین ملنا قبضۂ طرفین کا ضرور نہین ہی۔

ہبہ بشرط العوض۔

۱۶۔ ہبہ بشرط العوض اوائل مین یعنی قبل دیے جانے معاوضہ کے مثل ہبہ کے ہی اور ایسی صورت مین قابض ہونا واہب اور موہوب الیہ کا ضرور ہی۔

چھٹا باب

وصیت کے بیان مین

وصیت زبانی مثل وصیت تحریری کے جائز ہی

۱— وصیت تحریری کو وصیت زبانی پر ترجیح نہین ہی اور گو جائداد موصیٰ بہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ دونون کی وقعت مساوی ہی۔

وصیت ترکہ کی نسبت

۲— منجملہ ترکہ موصی کے ایک ثلث سے زائد کی نسبت بغیر رضامندی وارثون کے وصیت جائز نہین ہی۔

وصیت ترکہ ایک وارث کی نسبت۔

۳— اگر چند وارث موجود ہون تو منجملہ اُنکے ایک وارث کی نسبت بغیر رضامندی کُل وارثون کے وصیت جائز نہین ہی۔

فرق مابین اُس جائداد کے جو وراثت سے حاصل ہو اور اُسکے جو بذریعہ وصیت کے ملے۔

۴— جائداد وراثت اور جائداد موصیٰ بہ مین فرق ہی یعنی جائداد وراثت صرف ازروے شرع کے وارث کی ملک ہو جاتی ہی اور جائداد موصیٰ بلا صریح یا مفہوم اجازت وارث کے موصی بہ کو نہین پہونچ سکتی۔

۵- جس جائداد کی بابت بمقدار جائز وصیت کیجائے دینا اسکا قبل تقسیم ترکے کے واجب ہے۔

۶- جو کچھ دین موصی کے ذمہ ہو ادا ہونا اسکا قبل نفاذ وصیت کے لازم ہے۔

۷- اگر کوئی شخص بحالت قریب الموت ہونے کے اپنے وارث کو وصول قرضہ کے واسطے اختیار دے تو یہ امر بمنزلۂ وصیت کے ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ قرضہ مذکور ترکے کے ثلث سے زائد نہو۔

۸- موجود ہونا جائداد موصی بہ کا وصیت نامہ کی تحریر کے وقت ضروری نہین ہے اور اسکے جواز کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ جائداد مذکور حین وفات موصی کے موجود ہو۔

۹- اگر وصیت نامہ مین امور ناجائز درج ہون اُس سے وصیت نامہ کے جواز مین بالعموم فتور واقع نہین ہوتا بلکہ جسقدر مضمون وصیت نامہ کا شرع کے مطابق ہو نفاذ اسکا ہوگا۔

۱۰- اگر کوئی شخص وصیت کی تحریر کے وقت وارث نہو لیکن قبل وفات موصی کے وارث ہوجائے تو وہ جائداد موصی بہ پاسکتا لیکن اگر کوئی شخص وقت تحریر وصیت نامہ کے مستحق وراثہ ہو اور قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہوجائے تو وہ جائداد موصی بہ پاسکتا ہے۔

۱۱- اگر جائداد کسی شخص کے نام وصیت کیجائے اور بعد ازان وہی جائداد دوسرے کے نام تو پہلی وصیت باطل ہوجاتی ہے علی ہذا القیاس اگر جائداد موصی بہ کسی شخص کے سامنے بیع کیجائے یا اُس کو

وصیت کے دعوی وراثت پر تقدیم ہے

مجاز کرنا وارث کا قرضہ کے وصول کے واسطے

جائداد موصی بہ

امور ناجائز

قاعدہ خاص درباب موصی بہ کے

مفہوم ہونا تنسیخ وصیت کا

دیدی جاسے تو بھی ایسا ہی ہوگا کو جائداد مذکور موصی کے قبضے مین اُسکی وفات کے وقت آئی ہو —

قاعدہ اس صورت مین جب وصیت بمقدار زائد کیجاے —

۱۲ اگر موصی چند شخصون کے نام مقدار جائز سے زیادہ جائداد وصیت کرے اور اُسکے وارث اسطرح کی وصیت کو جائز نہ رکھین تو جملہ شخصون کی جائداد مین بحساب رسدی کمی ہونی چاہیے —

قاعدہ اُس صورت مین جبکہ ایک ہی شخص کے نام چند وصیت کیجائین

۱۳ اگر کسی شخص کے نام پہلے وصیت ہو کر بعد ازان جائداد کثیر کے بابت وصیت کی جاے تو وصیت نافذ ہوگی لیکن اگر جائداد کثیر بذریعہ وصیت دی جاسے اور بعد ازان قلیل تو صرف وصیت قلیل کا نفاذ ہوگا —

وصیۃ دیا جانا ایک ہی جائداد کا دو شخصون کو —

۱۴ اگر ایک ہی جائداد دو شخصون کو وصیۃً دی اور اُنمین سے ایک شخص قبل واجب ہونے وصیت کے وفات پائے تو کل جائداد شخص حی القایم کو پہونچیگی لیکن اگر ہر شخص جائداد بالمناصفہ دیگئی ہو تو شخص حی القایم کو صرف نصف جائداد ملے گی اور باقی نصف موصی کے وارثون کو پہونچیگی علیٰ ہذا القیاس اگر جائداد ایک وارث اور ایک شخص اجنب کو بالاشتراک وصیت دیجاے تو بھی اُس طور پر عمل ہوگا —

وصی —

۱۵ — اگر کوئی شخص وصی مقرر نہ کیا جائے تو باپ یا دادا وصی ہو سکتا ہے ورنہ اُنکے وصی —

وصیون کا دین محمدی ہونا ضرور ہے

۱۶ — اہل اسلام کو چاہیے کہ کسی شخص غیر مذہب کو اپنا

وصی مقرر نہ کرے اگر کرے تو ایسا تقرر حاکم عصر کے حکم سے باطل قرار دیا جائیگا۔

۱۷۔ اگر کوئی شخص وصی ہونا قبول کرے تو پھر انکار نہیں کر سکتا۔

۱۸۔ اگر دو شخص وصی ہوں تو اُنمیں سے صرف ایک شخص کاروبار کے انصرام کا مجاز نہوگا الا بضرورت ضرورت یا اُس حالت میں جبکہ جائداد کا نفع مشتبہ ہو۔

وصی مستعفی نہیں ہو سکتا۔

قاعدہ اُس صورت میں جب دو شخص وصی ہوں۔

ساتوان باب

نکاح اور مہر اور طلاق اور نسب کے بیان مین

نکاح کی تعریف — ۱ — نکاح سے وہ عقد مراد ہی جو واسطے جواز تولد اور تناسل کے عمل مین آئے —

ارکان نکاح — ۲ — عقد نکاح کے لیے ایجاب اور قبول کا ہونا ضرور ہی —

شرائط نکاح — ۳ — یہ ضرور ہی کہ متعاقدین عاقل اور بالغ اور حر یعنے آزاد ہوں اور در صورت اُنکے عاقل نہونے کے عقد نکاح قطعی باطل ہوگا کیونکہ طفل غیر عاقل کے ساتھ نکاح نادرست ہی اور علی ہذا القیاس مجنون کے ساتھ اور اگر متعاقدین بالغ اور آزاد نہون تو عقد قابل فسخ ہوگا کیونکہ عاقل نابالغ یا غلام کا نکاح ولی یا آقا کی اجازت پر موقوف ہی اور عورت کی نسبت بھی ضرور ہی کہ اُسمین عدم قابلیت شرعی نہ پائی جائے اور مہر واحد اُسکے قرار داد سے وقوف رکھتا ہو اور

عقد کے واسطے گواہون کا ہونا بھی ضرور ہی اور ایجاب و قبول ایک وقت
مین ہونا چاہیے۔

گواہان نکاح صفات

۴۔ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہون اُنمین چار صفات کا ہونا ضرور ہی
یعنی آزادی و عقل و بلوغ اور دین محمدی سے ہونا۔

قواعد خاص گواہون کے باب مین۔

۵۔ جیسا اور معاہدات مین گواہون کا بسبب لحاظ وضع اور واسطہ داری
کے اعتراض ہو سکتا ہو ویسا گواہان عقد کی نسبت نہین ہو سکتا۔

ایجاب وکیل یا کتابت کے ذریعے سے ہو سکتا ہی

۶۔ ایجاب وکیل یا کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہی بشرطیکہ پیغام یا خط کا
پہونچنا اور مکتوب الیہ کا رضامند ہونا گواہون سے ثابت ہو۔

عقد کا اثر۔

۷۔ نکاح ۱؎ کا اثر یہ ہی کہ متعاقدین کا استماع جائز ہو اور اُسکے ذریعے
زوجہ شوہر کے تحت حکومت ہو جاتی ہی اور زوجہ کو مہر اور خورد و پوش
اور سکونت مکان کا حق حاصل ہوتا ہی اور متعاقدین مین احکام محارم
کی رعایت لازم آتی ہی اور جانبین کو استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہی اور شوہر
کی طرف سے کل زوجات کے ساتھ مساوی رعایت ہونی چاہیے
اور زوجہ کی جانب سے شوہر کی اطاعت ضرور ہی اور زوجہ کی فرمانبرداری
نہونے کی صورت مین شوہر کو اُسکی تادیب کا اختیار ہی۔

۱؎ زوجہ کا استحقاق بابت خورد و پوش کے صراحۃً جائز رکھا گیا ہی حتی کہ اگر شوہر موجود
نہو اور اُسنے کوئی سبیل نان و نفقہ کی زوجہ کے واسطے نکی ہو تو زوجہ جائداد شوہر سے
اُسکے پانے کی شرعاً مستحق ہوگی اور اگر زوجہ کو طلاق دیا جائے تو وہ مدت عدت تک
خورد و پوش پانے کی مستحق ہی۔

زوجات کی تعداد تفریق اُن واسطے ۲ و ۳ کی

۸ - حر یعنے شخص آزاد کے واسطے چار نکاح اور رق یعنے غلام کے واسطے صرف دو نکاح جائز ہین -

جنسے نکاح ممنوع ہے

۹ - مان اور دادی اور نانی اور ساس اور سوتیلی مان اور سوتیلی نانی اور دختر اور پوتی اور نواسی اور بیٹے کی زوجہ اور پوتے کی زوجہ اور دختر ربیبہ اور بہن اور ہمشیر رضاعی اور بھانجی اور بھتیجی اور خالا اور چچی اور مادر رضاعی سے نکاح کرنا ممنوع ہی -

امتناع مزید

۱۰ - جن دو عورتون مین ایسی قرابت ہو کہ اُنکے باہم درصورت ایک کے مرد ہونے کے نکاح جائز نہو تا انکے ساتھ زمانہ واحد مین نکاح کرنا جائز نہین ہی -

حر اور رق کا نکاح

۱۱ - آقا کو اپنے رق یعنے غلام کے ساتھ نکاح کرنا نہ چاہیے لیکن حر کا نکاح اُس رق کے ساتھ جو خاص اُسکی ملک سے نہو رق کے آقا کی اجازت سے جائز ہی بشرطیکہ حر کا نکاح حرہ کے ساتھ نہ ہوگیا ہو -

مذہب متعاقدین

۱۲ - عیسائی اور یہودی اور اور مذہب کے شخص جو توحید کے قائل ہین اُنکا نکاح اہل اسلام کے ساتھ ہو سکتا ہی -

ظن غالب نکاح

۱۳ - اگر مرد و عورت کا مدت تک بطور زن و شوہر رہنا ثابت ہو تو بغیر شہادت گواہون کے بھی نکاح مظنون ہوگا لیکن باوجود اُسکے ہر نکاح مین گواہون کا ہونا ضرور ہی -

قابلیت عقد

۱۴ - اگر عورت بالغہ ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے جسکے ساتھ نکاح کرے اور اگر نکاح کفو مین ہو تو ولی کو دست اندازی کا اختیار نہین ہی -

ولی کا اختیار —

۱۵ — اگر نکاح غیر کفو مین ہو تو ولی کو واسطے فسخ عقد کے دست انداز ہونے کا اختیار ہی —

عقد نابالغہ —

۱۶ — نابالغہ کو بغیر رضامندی اپنے ولی کے اختیار نکاح حاصل نہین ہی کیونکہ اور جواز نکاح قطعاً ولی کی اجازت پر منحصر ہی —

تعیین میعاد —

۱۷ — دونون صورتون مین جنکا ذکر اوپر ہوا ہی ولی کو قبل تو الد کے دست انداز ہونا چاہیے —

کس صورت مین عقد فسخ ہو سکتا ہی —

۱۸ — اگر نابالغ کا نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین آئے تو وہ جائز اور صحیح ہی اور نابالغ کو بلوغ کے بعد عقد کے فسخ کا اختیار حاصل نہین ہی لیکن اگر نکاح کسی اور ولی کی جانب سے ہوا ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد اسکے فسخ کا اختیار حاصل ہی بشرطیکہ اسقدر توقف نہو جسپر رضامندی کا اطلاق ہو سکے

واسطے عقد کا اختیار حاصل ہی —

۱۹ — اگر واسطہ داران پدری سے کوئی ولی موجود نہو تو رشتہ داران مادری کو نابالغ کے عقد کا اختیار ہی اور اگر رشتہ داران مادری سے بھی کوئی ولی باقی نہ رہا ہو تو حاکم عصر قائم مقام ولی ہو گا —

اقل مقدار و اجب الادا ہونا مہر کا —

۲۰ — نکاح کا لازمہ ضروری مہر ہی اور اس امر کا تعین نہین ہی کہ مہر زیادہ سے کتنا ہو سکتا ہی مگر اقل درجہ دس درم سلہ ہی اور گو ادا ہونا جزو مہر کا بالعموم بتاخیر مشروط ہوتا ہی لیکن وہ بعد خلوت صحیحہ یا بعد وفات احد الزوجین یا طلاق کے واجب الادا ہوتا ہی —

سلہ درم کی قیمت معین ہی اب حساب سے درم ساڑھے تین روپیہ کے مساوی ہی اور اس باب ہملٹین صاحب کا ترجمہ ہدایہ صفحہ ۱۲۲ جلد اول ملاحظہ طلب ہی —

۲۱ — اگر مہر کی مقدار معین نہوئی ہو تو زوجہ مستحق پانے اسقدر مہر کی بحساب اوسط ہوگی جو اُسکے باپ کے گھر آنے مین عورات کو ملتا چلا آیا ہو۔

اگر مقدار مہر قرار پائی ہو تو یقین کرنا کسقدر مہر ہوگا

۲۲ — اگر تصریح اس امر کی نہو کہ مہر معجل ہے یا موجل تو واجب الادا ہونا کل مہر کا عند الطلب متصور ہونا چاہیے۔

مہر معجل ہے یا موجل

۲۳ — قاعدہ یہ ہے کہ جو امر نسب کی وجہ سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی منع لیکن بلحاظ نکاح کے اس قاعدہ کی نسبت ایک یا دو صورتین مستثنی ہین مثلاً بہن کی مادر رضاعی سے یا ہمشیرہ رضاعی کی مان سے یا پسر رضاعی کی بہن یا برادر رضاعی کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

جو کچھ نسب کی رو سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے مستثنیات۔

۲۴ — شوہر کو اختیار ہے کہ بغیر صادر ہونے کسی بد اطواری کے بلا وجہ زوجہ کو طلاق دے لیکن بموجب اُس مسئلہ کے جو زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہے طلاق بائن اُس صورت مین صادق آتا ہے جب تکرار اسکی تین مرتبہ ہو اور یہ ضرور ہے کہ بعد طلاق ہر مرتبہ کے ایک مہینے کا فصل ہو اور شوہر کو اختیار ہے کہ اس عرصے مین اُسکو صراحۃً یا کنایۃً زوجہ گردانے۔

مسائل طلاق۔

۲۵ — اگر عورت کو تین مرتبہ طلاق بائن دیا جائے تو جب تک عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ نہو اور اُسکو بسبب وفات یا طلاق کے شوہر ثانی سے افتراق نہو شوہر سابق اُسکے ساتھ مصاحبت نہین کر سکتا لیکن اگر اسکا ایک یا دو مرتبہ ہوا ہو تو نکاح ثانی کے واسطے یہ شرط ضرور نہین ہے۔

شرائط نکاح جو بعد طلاق ہو۔

طلاق وقت قریب الموت ہونے شوہر کے۔

۲۶ - اگر شوہر قریب الموت ہونے کے وقت زوجہ کو طلاق دے اور شوہر قبل انقضاے عدت یعنے چار مہینے دس روز کے مرجائے تو بھی زوجہ ترکہ پانے کی مستحق ہی اور عورت کو نکاح ثانی سے قبل اسقدر مدت تک انتظار کرنا لازم ہی۔

کونسا امر بمنزلۂ طلاق ہی۔

۲۷ - اگر شوہر زوجہ سے علحدہ رہنے کا حلف کرے اور چار مہینے تک اپنے اقرار پر قائم رہے تو یہ صورت بمنزلۂ طلاق بائن کے ہی۔ ؎۱

خریدنا طلاق کا۔

۲۸ - زوجہ کو اختیار ہی کہ باجازت اپنے شوہر کے روپیہ دیکر عقد نکاح سے برارت حاصل کرے۔

طلاق کا ایک اور طریق

۲۹ - ایک اور صورت افتراق کی یہ ہی کہ شوہر علحدہ رہنے کی قسم کھائے اور قسم کے ساتھ بے عصمت ہونا زوجہ کا بیان کرے اور اگر عورت وقت علحدگی حاملہ ہو اور شوہر حمل سے منکر ہو تو ایسی اولاد صحیح النسب ہوگی۔

نامردی۔

۳۰ - اگر نامرد ہونا شوہر کا ثابت ہو تو اِس بنا پر بھی عورت کا دعوے بابت افتراق کے جائز ہی۔

مسائل صحت نسب۔

۳۱ - جو طفل نکاح کے چھ مہینے بعد پیدا ہو وہ بجمیع الوجوہ شوہر کی صلب سے منصور ہوگا علی ہذا القیاس جو طفل وفات شوہر یا طلاق

؎۱ طلاق رجعی کی ایک صورت کا مسئلہ یہ ہی کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنی ماں یا اور محارم کے اعضاے تشبیہ دے اور اُسکے کفارے کی تین صورتین ہین یعنے غلام کا آزاد کرنا یا خیرات دینا یا روزہ رکھنا طلاق کی اس خاص قسم کی اصطلاح مین ظہار کہتے ہین۔ ہدایہ جلد ۴ باب ۹۔

زوجہ کے بعد دو برس کے اندر پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب ہو۔

قواعد در باب اولاد جاریہ کے۔

۲۳۲۔ جو اولاد جاریہ سے پہلے مرتبہ ہو وہ آقا کے صلب سے منصور ہوگی بشرطیکہ آقا اس امر کا مقر ہو لیکن اور صورتون مین ایسا نہین ہو سکتا اور اگر آقا پہلی اولاد کا اپنے صلب سے ہونا قبول کرنے اور بعد ازان اُسی آقا کے نطفے سے جاریہ کے اور اولاد ہو تو یہ اولاد بلا لحاظ اقرار آقا کے اُسی صلب سے متصور ہوگی۔

تسلیم کرنا صحت نسب کا۔

۲۳۳۔ اگر ایک شخص کسی کو اپنا بیٹا قرار دے اور ظاہر کوئی امر نہ پایا جائے جس سے ایسی قرابت محال متصور ہو تو ایسا بیٹا صحیح النسب ہوگا۔

آٹھوان باب

ولایت اور نابالغی کے بیان مین

مدت نابالغی—

۱— جب تک سولھوان سال منقضی نہو جائے جملہ اشخاص ذکور واناث نابالغ متصور ہوتے ہین الا اس صورت مین کہ علامات سِن مذکور سے پہلے ظاہر ہون—

مدارج نابالغی—

۲— نابالغی کے کئی مدارج ہین گو تصریح اُنکی مثل آئین قدیمہ رومیہ کے نہین کی گئی ہی—لفظ نابالغ بالعموم نسبت اُن جملہ شخصون کے مستعمل ہوتا ہی جنکی عمر بلوغ کو نہ پہونچی ہو لیکن لفظ صبی کا اطلاق اطفال کی نسبت کیا جاتا ہی اور لفظ مراہق اُن شخصون کے واسطے موضوع ہی جو قریب سن بلوغ کے ہون—[۱]

[۱] فرق بین جو اشخاص مین کیا گیا ہی بلحاظ بالغی یا نابالغی کے ہی اور نابالغی کی دو قسم ہین عاقل اور غیر اور غیر عاقل کی بھی دو قسم ہین طفل اور مراہق— خلاصۂ آئین رومیہ کا مولفہ ٹیلر صاحب— شرع محمدی کے بموجب سن بلوغ سے ۲۴— برس تک زمانہ شباب کہلاتا ہی— اور ۵۰— برس کی عمر تک کہل اور بعد ازان اخیر عمر تک زمانۂ شیخی—

نابالغون کے حقوق - ولیون کا ذکر -

۳ - جیسا قانون انگلشیہ مین مختلف مدارج نابالغی کے واسطے حقوق معین ہین ویسا شرعاً نہین ہے -

۴ - ولی دو قسم کے ہین اصلی یا مقرری یعنے جنکا تقرر وصیت کی روسے ہو -

ایضاً

۵ - ولی کی دو قسمین اور ہین یعنے قریب اور بعید پہلی قسم مین باپ اور دادا اور اُنکے وصی اور قائم مقامان وصی اور پچھلی قسم مین وہ واسطہ داران پدری داخل ہین جو بعید ہون اور انکی ولایت صرف تعلیم اور نکاح نابالغ کی بابت پہونچتی ہے -

۔ مرد و عورت کے مختلف سن مین مختلف امور کا اختیار ہوتا ہے یعنے مرد ۱۲ برس کے سن مین حلف فرمانبرداری کرسکتا ہے اور ۱۴ - برس کی عمر مین اُسکو شعور حاصل ہوتا ہے اور بوجہ حاصل ہونے شعور کے وہ اپنا نکاح قبول یا نامنظور اور ولی منتخب کرسکتا ہے اور اگر صاحب شعور ہونا اُسکا بخوبی ثابت ہو تو وہ اپنے مال منقول کی نسبت وصیت کرنے کا مجاز ہوگا اور ۱۷ - برس کے سن مین مرد وصی ہوسکتا ہے اور ۲۱ - برس کی عمر مین اسکو مال غیر منقولہ وغیرہ کے انتقال کا اختیار تامہ حاصل ہوتا ہے - عورت کی نسبت یامناکحت ۷ برس کی عمر مین ہوسکتی ہے - اور ۹ - برس کی عمر مین اُسکو جہیز پانے کا استحقاق پہونچتا ہے اور بارہ برس کے سن مین بلوغ کو پہونچتی ہے اور ایسی حالت مین اُسکو اپنے نکاح کے اقرار یا انکار کا اختیار ہے اگر ذی شعور ہونا اُسکا ثابت ہو تو وہ اپنی جائداد منقولہ کی بابت وصیت کرسکتی ہے - اور ۱۴ - سال مین وہ قانوناً سن شعور کو پہونچتی ہے اور اُسکو ولی منتخب کرنے کا اختیار ہے - اور ۱۷ - برس کی عمر مین وہ وصیہ

۶ — پہلی قسم کا ولی بمنزلہ محافظ مندرجہ آئین قدیمہ روسیا و منضرم مندرجہ مجموعہ قوانین بنگالہ کے ہی اور اسکو جائداد نابالغ کی نسبت بنظر اُسکی منفعت کے کاربند ہونے کا اختیار ہی اور درصورت نہونے ولی قریب کے یہ اختیار ولی بعید کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ حاکم عصر کو پہونچتا ہی۔

اولیاے قریب کے اختیارات۔

۷ — واسطہ داران مادری ولیون کی ادنیٰ قسم سے ہین کیونکہ ایسے واسطہ دارون کو تعلیم اور نکاح نابالغ کا اختیار صرف بحالت موجود نہونے واسطہ داران پدری یا مان سے کے حاصل ہوتا ہی۔

ولایت واسطہ داران مادری۔

۸ — مان کو سات برس کی عمر تک اور بیوہ کو بحالت بیوگی بیٹیون کی حفاظت کا اختیار ہی اور دختر دن کی نسبت اُنکے سن بلوغ تک۔

کس مدت تک مان محافظ تصور کیجاتی ہی۔

۹ — اگر مان دوسرا نکاح کرے تو اسکو اختیار محافظت حاصل نہین رہتا مگر بعد ازان بیوہ ہو جانے کی صورت مین وہی اختیار اسکو پھر حاصل ہو جاتا ہی۔

قواعد نظیر

ہو سکتی ہی اور ۲۱ برس مین اُسکو اپنے نکاح اور اشیاے غیر منقولہ کے انتقال کا اختیار حاصل ہوتا ہی — شرح مولفہ بلاکسٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ —

واسطہ داران پدری کا استحقاق

۱۰- قرابت داران پدری کو نابالغ کی تعلیم اور نکاح کا اختیار بلحاظ قرابت اور استحقاق وراثت ترکہ نابالغ کے حاصل ہوتا ہی۔

قرضہ جو ضرورتاً لیا جائے۔

۱۱- جو قرضہ کہ ولی نے بنظر پرورش یا تعلیم نابالغ کے ضرورتاً لیا ہو اُسکا ادا کرنا نابالغ پر بعد اپنے بلوغ کے واجب ہی۔

امور جنکا اختیار نابالغ کو نہین ہی

۱۲- نابالغ کو اپنی مرضی کے مطابق اور بغیر اجازت ولی کے نکاح کرنے یا طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے یا قرض لینے یا دین کے ذمہ دار ہونے یا کسی ایسے معاملے کے انعقاد کرنے کا اختیار نہین ہی جس سے ظاہرا اُسکی منفعت منصور نہو۔

امور جنکا اختیار نابالغ کو ہی۔

۱۳- نابالغ ہبہ قبول کرسکتا ہی یا ایسا فعل جس سے صریح اُسکی منفعت متصور ہی۔

ولی کو جائداد غیر منقولہ نابالغ کی بیع کا اختیار خاص صورتون مین ہی۔ مستثنیات۔

۱۴- ولی کو باستثنار اُن صورتون کے جنکا ذکر ذیل مین لکھا جاتا ہی نابالغ کی جائداد غیر منقولہ کی بیع کا اختیار حاصل نہین ہی اور وہ صورتین یہ ہین اول یہ کہ جائداد غیر منقولہ دو چند قیمت کو فروخت ہو سکتی ہی دوم یہ کہ نابالغ کے پاس اور کچھ جائداد نہو اور بیع کرنا اُسکا واسطے خورو پوش نابالغ کے ناگزیر ہو۔ سوم یہ کہ مورث نابالغ قرضدار مرجاوے اور ادا ہونا اُسکے دین کا بغیر بیع جائداد کے ممکن نہو۔ چہارم جب وصیتنامہ مین ایسے شرائط ہون جنکی تعمیل بغیر بیع کرنے جائداد مذکور کے نہو سکتی ہو۔ پنجم جب جائداد کا محاصل اخراجات جائداد مذکور کے واسطے مکتفی نہو۔ ششم جب جائداد کے ضایع ہونے کا اندیشہ ہو۔

ہفتم جب جائداد غصب کی گئی ہو اور ولی کو بصورت جائز واپس نہ ملنے کا اندیشہ ہو۔

ولی کو نابالغ کی جائداد منقولہ کی نسبت اختیار ہے

۱۵ — جو معاہدہ ولی قریب کی جانب سے بنظر منفعت نابالغ یا خود نابالغ کی طرف سے بصلاح و مرضی ولی مذکور کے جائداد منقولہ کی بابت عمل مین آئے وہ جائز اور نابالغ پر واجب التعمیل ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ ایسے معاملے مین کسی کی دغا یا فریب نہ پایا جاوے۔

استثنار

نابالغ کی ذمہ داری

۱۶ — اگر نابالغون کی جانب سے امور مالی مین اور شخصون کی جائداد یا حقوق کی نسبت نقصان یا ضرر عمدًا عائد ہو تو مواخذہ اُسکا اُنسے ہوگا لیکن معاملات فوجداری مین نابالغ قصاص کے مستوجب نہونگے الا حاکم کو اختیار ہے کہ تادیبًا انکی نسبت تعزیر تجویز کرے۔

نوان باب

رقیت یعنے غلامی کے بیان مین

کسقسم کی رقیت شرعًا جائز ہی-

۱ — شرع کی رو سے صرف دو قسم کے شخص رق متصور ہو سکتے ہین اول کفار جو جنگ مین اسیر ہون دوم اُنکی اولاد- ہر قسم کے معاملات اور وراثت مین یہ شخص مثل اور مال کے متصور ہونگے-

رقیت کی دو قسمین ہین یعنے کامل اور ناقص

۲ — رقیت کی دو قسم ہین یعنی کامل اور ناقص-

رق ناقص

۳ — رق ناقص تین قسم کے ہین اول مکاتب دوم مدبر سوم ام ولد-

مکاتب

۴ — مکاتب وہ ہی جب رق اور مالک کے باہم یہ قرار پائے کہ اگر رق کسی قدر زر نقد بالفعل یا آیندہ یا بقسط ادا کرے تو وہ فورًا آزاد کر دیا جائیگا-

قاعدے جو رق مکاتب سے متعلق ہین

۵ — اگر رق کی جانب سے ایفاے شرط ہو تو وہ آزاد کر دیا جائیگا ورنہ بدستور سابق رق کامل متصور ہوگا اور اس عرصہ مین مالک اُسکے قبضے سے دست بردار ہو جاتا ہی نہ اُسکے ملک سے لیکن انتقال اُسکا

بذریعہ ہبہ یا بیع یا رہن یا کرایہ کے نہین عمل مین آسکتا۔

رق مدبر۔

۶۔ اگر مالک یہ وعدہ کرے کہ بعد اُسکی وفات کے رق آزاد کردیا جائے تو ایسے رق کو مدبر کہتے ہین اور یہ وعدہ بتعین یا بلاتعین زمانہ ہوسکتا ہی یعنی بالعموم یہ وعدہ کیا جائے کہ غلام بعد مرنے مالک کے آزاد کیا جائیگا یا یہ شرط کیجائے کہ اگر مالک میعاد خاص کے اندر وفات پائے تو غلام آزاد ہوجائیگا۔

قاعدے جو رق مدبر سے متعلق ہین۔

۷۔ اس قسم کے رق کا بیع یا ہبہ جائز نہین ہی لیکن اُس سے کام لینا اور اسکو کرایہ پر دینا روا ہی اور اگر جاریہ ہو تو اُسکا نکاح کردینا بھی جائز ہی اور جب اقرار قطعی ہو تو غلام بعد وفات مالک کے آزاد ہوجاتا ہی اور اگر اقرار مشروط ہو اور مالک میعاد خاص کے اندر وفات پائے تو آزادی اسکی عمل مین آئیگی۔

مستثنیات قواعد ملائمہ مذکورۂ بالا کی نسبت۔

۸۔ اس قسم کے غلامون سے اور دیون کے قاعدے متعلق ہین کیونکہ جسطرح اور قسم کی جائداد وارثون کو پہونچتی ہی اسی طرح ایسے غلام انکی جائداد مین داخل سمجھے جاتے ہین اور اگر مالک سوا ایسے غلامون کے اور کوئی جائداد نہ چھوڑے تو اُنکی ذات صرف بقدر مالیت ایک ثلث کے آزاد ہوسکتی ہی اور باقی دو ثلث کی بابت اُنکو چاہیے کہ اپنے مالک کے وارثون کی منفعت کے واسطے محنت کرکے آزادی حاصل کرین اور اگر مالک قرضدار مرجائے تو جب تک وے بنظر منفعت قرضخواہان مالک کے اپنی محنت سے جائداد بقدر اپنی مالیت کے حاصل نہ کرین آزادی اُنکی عمل مین نہ آئیگی۔

ام ولد

۹ — جب مالک کے نطفے سے جاریہ کی اولاد ہو تو ایسی جاریہ کو ام ولد کہتے ہین

قواعد متعلقہ ام ولد

۱۰ — جو قاعدہ رق مدبر سے معین ہو وہی اسم قسم کے رق سے بھی ہی مگر فرق ہی کہ جاریہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جاتی ہی یعنی گو مالک متوفی کی کوئی اور جائداد ہو یا نہو یا اُسکے ذمے قرضہ ہو یا نہو جاریہ بعد کسی شرط کے آزاد ہو جائیگی لیکن ملحوظ رہے کہ اگر مالک نے ولد اول اپنے نطفے سے ہونا تسلیم نہ کیا ہو تو ایسی اولاد کا نسبت ثابت نہوگا۔

امور جنکے عمل کا غلام کو اختیار نہین ہی

۱۱ — غلامون کو شرعاً ہر طرح کی بے اختیاری ہی یعنی وے بغیر اجازت اپنے آقا کے نکاح نہین کر سکتے اور گواہی بھی قبول نہین ہو سکتی امدتا وقتیکہ اُنکو اجازت حاصل نہو اقرار اُنکا معاملات جائداد کی نسبت منظور نہین ہو سکتا اور اُنکو بالعموم سررشتہ مال مین کوئی عہدہ نہین ملسکتا اور نہ وے وصی یا ضامن یا ولی ہو سکتے ہین الا اُس صورت مین کہ آقا کی اولاد کے لیے تقرر خاص کے ذریعے سے ولی یا وصی نامزد کیے جائین اور وے ہبہ یا بیع نہین کر سکتے اور نہ وراثت اور وصیت کے مجاز ہین۔

غلامونکی نسبت رعایت۔

۱۲ — بمقابلہ بے اختیاری مذکورۂ بالا کے غلام اکثر اُن امور کی تعمیل سے معذور رکھے جاتے ہین جو آزاد شخصون پر واجب ہین مثلاً غلامون پر نالش نہین ہو سکتی الا اُنکے آقا کے روبرو۔ اُنپر محصول کا ادا کرنا واجب نہین ہی اور نہ وے قرضے کی بابت قید ہو سکتے ہین اور جرائم متعلقہ فوجداری کی نسبت اُنکے واسطے بہت رعایتین ملحوظ رکھی گئی ہین۔

غلام جنکو خاص امور کے واسطے اجازت دیجائے

۱۳- ہر قسم کے غلام کو کسی امر خاص کے واسطے یا بالعموم تجارت کے لیے اجازت حاصل ہو سکتی ہے اور ایسی صورت مین اُنکو بقدر اجازت کے عمل کرنا چاہیے۔

قواعد متعلقہ نکاح غلامان

۱۴- آقا اپنے غلام کو نکاح کے لیے مجبور کر سکتا ہے۔ رق کامل کا بیع واسطے ادا کرنے مہر اور خور و پوش اُنکی زوجہ کے جائز ہے اور رق ناقص سے زوجہ بالعوض اِس امر کے محنت لیجاتی ہے۔ بحالت موجود ہونے زوجہ حرہ کے جاریہ کے ساتھ نکاح جائز نہین اور آقا کا نکاح جاریہ کے ساتھ کسی صورت مین جائز نہین ہے اور نہ غلام اپنی مالکہ سے نکاح کر سکتا ہے

محارم کی غلامی جائز نہین ہے۔

۱۵- وے واسطہ دار جنکے ساتھ نکاح ممنوع ہے وہ ایک دوسرے کے غلام نہین ہو سکتے۔

غلام کی اولاد۔

۱۶- اگر ایک شخص کے غلام اور دوسرے کی کنیز سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد کی نسبت از روے مسئلہ متعارفہ مان کو شرعاً استحقاق پہونچتا ہے نہ باپ کو۔

بحث اس امر کی کہ کوئی شخص اپنے تئین بطور غلام فروخت کر سکتا ہے یا نہین۔

۱۷- اس باب مین بحث ہے کہ نہایت ناداری کی حالت مین بیع کرنا اپنے تئین بطور غلام کے کسقدر جائز ہے۔ محیط السرخسی مین معتبر کتاب ہے اس امر کو جائز لکھا ہے اور اگرچہ معتبر ہونا اِس کتاب کا درباب جائز ہونے اسطرح کی بیع کے تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس باب مین بالاتفاق یہ راے ہے کہ بیع حسب درخواست رق کے فسخ

ہونا چاہیے اور جو کچھ قیمت اسکو خریدار سے ملی ہو بالعوض اسکے اُس سے محنت لینی چاہیے۔

بندگی۔ ۱۸۔ اس باب مین جملہ عالمون کا اتفاق ہی کہ ہر شخص کو اختیار ہی کہ ساری عمر کے لیے یا جسقدر عرصہ تک چاہے دوسرے کی ملازمی اختیار کرے لیکن اگر اس طرح کی بندگی بحالت نابالغی اختیار کیجائے تو وہ بعد بلوغ فسخ ہو سکتی ہی۔

دسوان باب

وقف کے بیان مین

وقف کی تعریف۔

۱۔ امور مذہب کے واسطے متعلق کرنا جائداد کا وقف کہلاتا ہی ایسی صورت مین مالک کا حق جائداد مذکور پر باقی نہین رہتا۔ اور محاصل اُسکا رفاہ عام مین صرف ہوتا ہی۔

قواعد متعلقہ وقف۔

۲۔ وقف قابل بیع یا ہبہ یا وراثت کے نہین ہی اور اگر قریب الموت ہونے کی حالت مین جائداد وقف کیجاسئے تو منجملہ اُسکے صرف ایک ثلث وقف تصور کیجائیگی اور جائداد غیر منقسمہ کا وقف جائز ہی

جائداد وقف کا بیع کس صورت مین جائز ہی۔

۳۔ اگر جائداد وقف کا بیع واسطے مصارف مرمت مکانات یا دیگر ضروریات کے ناگزیر ہو اور مصارف کی سبیل مکانات کے کرایہ دینے یا کسی اور عارضی طریق سے ممکن نہو تو بیع اُسکا بذریعہ عدالت جائز ہی۔

جائداد وقف کا یا جانا ایسے شخص کو جو موقوف ہو —

۴ — اگر جائداد کسی خاص شخص کے نام مساکین مین تقسیم ہونے کی مراد سے وقف کیجائے تو موجود ہونا موقوف الیہ کا وقف کے وقت ضرور نہین ہے مثلاً اگر جائداد زید کی اولاد کے نام وقف کیجائے اور بعد اُسکے اولاد کے تقسیم ہونا اُسکا مساکین مین منظور ہو اور لاولد ہونا زید کا ثابت ہو تو بھی وقف جائز ہوگا اور اسکا محاصل مساکین کو تقسیم ہوگا —

تاوقتیکہ متولی سے بداطواری نہو وہ برطرف نہین ہوسکتا

۵ — جو شخص وقف کنندہ کی جانب سے متولی مقرر کیا جائے اُسکو حاکم عصر برطرف نہین کرسکتا الا اُس صورت مین کہ سرزد ہونا بداطواری کا اُسکی جانب سے ثابت ہو اور خود وقف کنندہ بھی متولی کو برخاست نہین کرسکتا مگر اُس حالت مین کہ وقف تقرر متولی سے وقف کنندہ سے برطرفی اُسکی بھی اپنے اختیار مین رکھی ہو —

متولی کی قائم مقامی

۶ — اگر وقف کنندہ کی جانب تصریح اس امر کی نہوئی ہو کہ بعد وفات متولی جسکو وہ نامزد کرے تولیت کس شخص کو پہونچیگی اور نہ وقف کنندہ نے کسی شخص کو اپنا وصی نامزد کیا ہو تو متولی مجاز ہے کہ قریب الموت ہونے کے وقت اپنا قائم مقام بشرط منظوری حاکم عصر کے مقرر کرے —

قواعد تولیت —

۷ — جو شئی خاص وقف کیجائے تو مبادلہ اُسکا دوسری شئی کے ساتھ نہین ہوسکتا الا اُس صورت مین کہ وقف کنندہ کی جانب سے اُس باب مین شرط قرار پائی ہو یا شئی مذکورہ پر قابض رہنا بہ مقتضائے حالات ناممکن ہو یا اسی مبادلہ سے فائدہ صریح متصور ہو علی ہذا القیاس جو آراضی وقف کیجائے اُسکی مالیت سے کم نرخ پر اجارہ دینا جائز

نہین ہی اور میعاد اجارہ تین سال سے متجاوز ہنو گر اُس حالت مین کہ میعاد مذکور سے تجاوز کرنا واسطے جائداد موقوفہ کے ناگزیر ہو۔

کئی صورتون مین خلاف وصیت وقف کنندہ کے عمل کیا جاتا ہی۔

۸- صورتہاے ذیل کے سواے واقف کے احکام کو ملحوظ رکھنا ضرور ہی یعنے اگر اُسنے یہ شرط قرار دی ہو کہ متولی حاکم عصر کے حکم سے برطرف نہوگا تو باوجود ایسی شرط کے برطرفی متولی کی درصورت ثبوت اُسکی بداطواری کے عمل مین آئیگی علی ہذا القیاس اگر اُسکی جانب سے یہ شرط ہوئی ہو کہ آراضی واقف ایک سال سے زیادہ مدت کے واسطے اجارہ نہ دیجاے اور ملنا اجارہ دار کا اسقدر قلیل مدت کے لیے دشوار ہو یا زیادہ میعاد کے اجارہ سے جائداد کا نفع متصور ہو تو حاکم وقت کو ان امور مین بغیر اجازت متوفی کے کاربند ہونے کا اختیار ہی اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ منافع جائداد کا فقیر اور مسجد مین تقسیم کیا جاے تو باوجود اس شرط کے منافع مذکورہ اور محتاجین کو دیا جائیگا اور اگر اُسنے محتاجون مین روزانہ کھانا تقسیم کرنے کی شرط کی ہو تو بالعوض اُسکے نقد روپیہ دیا جاسکتا ہی اور اگر حاکم وقت کے نزدیک مناسب متصور ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ کارپردازان وقف کا مشاہرہ زیادہ کرے اور اگر جائداد وقف کے مبادلہ سے فائدہ متصور ہو تو حاکم مذکور کو اس امر کا بھی اختیار ہی گو واقف کی طرف سے اس باب مین امتناع صریح ہوا ہو۔

۹ — اگر وقف کنندہ دو شخصون کو بالاشتراک متولی مقرر کرے تو اُنمین سے ہر واحد کو تنہا سربراہی کا اختیار نہین ہی لیکن اگر خود وقف کنندہ نصف جائداد کی تولیت اپنے اختیار مین رکھے اور دوسرے شخص کو بقیہ نصف کا متولی قرار دے تو وقف کنندہ تولیت مشترکہ کے ذریعہ سے دور با اختیار خود کاربند ہونے کا مجاز ہی۔

وقف متولی لیے جانے کی صورت۔

۱۰ — اگر حاکم وقت بنظر رفاہ عام بیت المال سے کچھ وقف کرے اور تولیت کی نسبت تصریح نہ کی گئی ہو تو اہتمام اُسکا کسی نہایت ذی علم شخص کے سپرد کیا جائے لیکن جو وقف رعایا کی جانب سے عمل مین آئے اُسکی نسبت باستثنائے صورتوں مذکورۂ بالا کے وقف کنندہ کے احکام پر لحاظ ہونا چاہیے۔

قاعدۂ عام جو نسبت وقف سرکار یا رعایا کی جانب سے عمل آئین ئے۔

گیارھوان باب

دیون اور کفالت کے بیان مین

وارثون کی ذمہ داری

۱- جو دین مورث کے ذمہ ہو مواخذہ اُسکا وارثون پر بقدر ترکہ واجب ہے۔

دین مین جسکی نسبت قریب الموت ہونیکے وقت اقرار کیا جائے۔

۲- جس دین کی نسبت قریب الموت ہونے کے وقت اقرار کیا جائے دیا جانا اُسکا تا ادا ہونے اُس قرضہ کے جو حالت صحت مین بدلا گیا ہو ملتوی رہنا چاہیے الا اُس صورت مین کہ واقعی ہونا پہلی قسم کے قرضہ کا مشہور و معروف ہو اور اگر کوئی شخص قریب الموت ہونیکے وقت ایک وارث کو اپنا قرض خواہ قرار دے تو ایسا اقرار قطعی باطل اور ناجائز ہے الا اُس صورت مین کہ بقیہ وارث واجب الادا ہونا اُس دین کا تسلیم کرین۔

۳ — اگر دو شخص بالاشتراک قرض لین اور ایک اُنمین سے مرجاتے تو شخص حی القائم صرف نصف قرضہ کا ذمہ دار ہوگا الا جب یہ شرط صریح ہوئی ہو کہ کل قرضہ ہر واحد کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ شرعاً ہر واحد منافع قرضہ مین شریک مساوی تصور کیا جاتا ہی پس جو منافع ایک شخص کو حاصل ہوا اُسکی بابت دوسرا شخص ذمہ دار نہین ہوسکتا۔

جب دو شخص بالاشتراک قرض لین

۴ — اگر دو شخص واسطے ادا کرنے کسی قرضہ کے بالاشتراک ضامن ہون اور ایک انمین سے وفات پائے تو شخص حی القائم کل قرضہ کی بابت ذمہ دار متصور نہوگا مگر جب شرط صریح ہوئی ہو کہ کل قرضہ کا مواخذہ ضامنین سے ہوگا اور ہر واحد دوسرے کا ضامن ہوگا۔

جب دو شخص بالاشتراک ضامن ہون۔

۵ — اگر دو شخص کسی تجارت مین شریک ہون اور سرمایہ انکا برابر ہو اور وے بلحاظ جمیع امور کے مساوی ہون تو ایسی صورت مین مطابق قاعدۂ مذکورۂ بالا کے عمل نہین ہوتا بلکہ ایسی صورت مین ایک شریک دوسرے شریک کے جملہ افعال اور اس قرضہ کا ذمہ دار ہوتا ہی جو وہ کاروبار کے واسطے لے مگر شرکت کے اور معاملون مین اس طور پر عمل نہین ہوتا یعنی یہ نہین ہوسکتا کہ قرض خواہ کل قرضہ کا مطالبہ صرف ایک شریک سے کرے بلکہ اُسکو چاہیے کہ اپنے قرضہ کا دعوٰے بالاجمال کرے یا اگر وہ صرف ایک شریک کی نسبت دعویدار ہونا مناسب سمجھے تو دعوٰے اُسکا صرف بقدر حصۂ شخص مذکور کے ہونا چاہیے

بعض صورتون مین شرکا بالانفراد وبالاجمال ذمہ دار ہوسکتے ہین۔

۶ — جو قرضہ ولی بنظر ضرورت نابالغ کے لیے اُسکا ادا کرنا نابالغ پر بلوغ کے بعد واجب ہی

قرضہ جو واسطے نابالغ کی ضرورت کے لیا جاوے

۷ — مدیون کی نسبت امتناع کلی اپنے کاروبار کے انصرام کے واسطے نہین ہوسکتا لیکن یہ ہوسکتا ہی کہ جو معاملات صریح اُسکے قرضخواہ کے حق مین مضر ہون انکے انعقاد سے وہ باز رکھا جائے۔

مدیون کو اجرائے کاروبار کے واسطے امتناع نہین ہوسکتا

۸ — اگر مدیون پر نالش دائر ہوا ور وہ قرضہ سے اقرار کرے تو اُسکو فی الفور قید نہ کرنا چاہیے لیکن اگر وہ منکر ہوا ور قرضہ شہادت سے ثبوت کو پہونچے تو اُسکو فوراً اسپرد محبس کرنا چاہیے۔

قرضہ کا ثبوت بذریعہ اقبال مدیون و بذریعہ شہادت۔

۹ — اگر بغیر صادر ہونے حکم ادائے قرضہ کے مدیون حراست مین نہ رکھا گیا ہوا ور قرضہ کے ادا کرنے مین اُسکی جانب سے توقف بیجا ہوا ہوا ور قرضہ بابت کسی شئے کے ہو یا بابت منافع کسی معاملہ کے تو دونون صورتون مین باوجود پیش ہونے عذر افلاس کے قرضدار کو سپرد محبس کرنا چاہیے۔

نادہندقرضدار۔

۱۰ — لیکن مدیون کو کوئی شئے معتد بہ قرضہ مین نہین ملی ہو بلکہ وہ دوسرے شخص کی جانب سے ضامن ہو تو مدیون کو قید نہ کرنا چاہیے الا اُس صورت مین کہ دائن مستطیع ہونا اُسکا ثابت کرے۔

قاعدہ خاص بعض صورتون مین۔

۱۱ — درصورت ظاہر ہونے استطاعت کے حاکم عدالت کو میعاد قید کی تجویز کا اختیار ہی۔

تعین میعاد قید

۱۲ — اگر مدیون ایک مرتبہ رہا ہو جائے تو آیندہ برآءت اُسکی دائنون کے مطالبہ سے نہین ہوسکتی اُنکو اختیار ہی کہ درصورت ثبوت استطاعت ادائے دین کے مدیون کو گرفتار کرائین۔

ایک مرتبہ رہا ہو جانا دوبارہ قید ہونے کا مانع نہین ہی

قرقی ونیلام۔
۱۳۔ مال مدیون کی قرقی اور نیلام مین نہایت احتیاط لازم ہی یعنے پہلے اُسکے روپیہ کو ادائے دین مین محسوب کرنا چاہیے بعد ازان منقولہ اور آخر کار مکانات واراضی کو۔

رہن۔
۱۴۔ آراضی اور مال منقولہ کے رہن مین شرعاً کچھ فرق نہین ہی۔

رہن بغیر قبضہ کے ناجائز ہی۔
۱۵۔ شرع محمدی کے بموجب رہن بالکفالت جائز ہی بلکہ رہن کے واسطے قبضہ ضرور ہی۔

شئی مرہونہ۔
۱۶۔ دائن کو شئی مرہونہ کے انتقال اور بیع کا کبھی اختیار نہین ہی الا اُس صورت مین کہ فیمابین دائن اور مدیون کے اس باب مین شرط صریح قرار پائی ہو کیونکہ شئی مرہونہ قرضہ کا بدل تصور کیجاتی ہی اور سود ممنوع ہونے کی جہت سے دین مین زیادتی کا احتمال نہین ہی۔

مراتب جنکی تعمیل راہن ومرتہن پر واجب ہی۔
۱۷۔ قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ شئی مرہونہ کے رکھنے کا صرف مرتہن کے ذمے اور اُسکے بحال خود قائم رہنے کا خرچ راہن کے ذمہ ہوتا ہی مثلاً اگر گھوڑا رہن رکھا جائے تو راہن کو گھوڑے کی خوراک کا صرف دینا چاہیے اصطبل کی تجویز مرتہن پر واجب ہی۔

مرتہن شئی مرہونہ کو کام مین نہین لا سکتا
۱۸۔ اگر کوئی شئی قرضہ کے عوض رہن رکھی جائے تو مرتہن بلا اجازت راہن کے اُسکے کام مین لانے کا مجاز نہین ہی اور اگر وہ کام مین لائے تو شئی مذکور کی کل مالیت کا مواخذہ اُس سے کیا جائیگا۔

شئی مرہونہ کا تلف ہونا مرتہن کے قبضے مین۔
۱۹۔ اگر شئی مرہونہ قرضہ کے مساوی ہو اور وہ بغیر کسی فعل مرتہن کے تلف ہو جائے تو دین کا دعوے زائل ہو جاتا ہی اور اگر شئی مذکور کی مالیت قرضہ سے زائد ہو تو مرتہن زیادتی قیمت کا

ذمہ دار ہوگا اور اگر مالیت قرضہ سے کم ہو تو راہن پر کمی کا ایفا لازم ہے لیکن اگر شی مرہونہ مرتہن کے کسی فعل سے عمداً تلف ہوئی ہو تو مرتہن پر اسقدر مالیت کا دینا لازم ہوگا جو قرضہ سے زائد ہو۔

۲۰۔ اگر کوئی شخص مر جائے اور اُسکے بہت سے قرضخواہ ہوں اور اُسنے منجملہ اُن شخصوں کے کسی کے پاس کچھ جائداد رہن رکھی ہو تو مرتہن کو جائداد متوفی سے جسپر وہ قابض ہو بمقابلہ دیگر قرضخواہوں کے اپنے قرضہ کے وصول کرنے کا اختیار ہے۔

بارھوان باب

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیانمین

شرعاً حد سماعت نہین ہی۔

۱۔ امتناع سماعت دعوی کے واسطے شرعاً کوئی قاعدہ میعاد کا معین نہین ہی۔[1]

اقرار زبانی و تحریری وقت مین مساوی ہی

۲۔ جو دعوے اقرار زبانی پر مبنی ہو وہ مثل اُس دعوے کے معتبر متصور ہی جو دستاویز پر مبنی ہو۔

دستاویزات بے ضابطہ۔

۳۔ اگر کوئی معاملہ دستاویز پر مبنی ہو اور وہ دستاویز بے ضابطہ ہو تو اس سے معاہدہ مین نقص عائد نہین ہو سکتا مگر شرط یہ ہی کہ متعاقدین کا مقصود بلحاظ اور مراتب کے بخوبی واضح ہو سکتا ہو۔

[1] بحر الرائق مین کتاب مبسوط سے ایک یہ قول منقول ہی کہ اگر کوئی شخص ۳۳ برس کے عرصہ تک بلا وجہ دعوے کے پیش کرنے مین غفلت کرے تو دعوے اُسکا عدالت مین مسموع نہوگا لیکن یہ قول مسئلۂ مسلمہ کے خلاف ہی۔

تقدم زمانہ۔
۴ - جملہ دعوی کی نسبت قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جو معاملہ پہلے وقوع مین آیا ہو اُسکے دعوی کو بلحاظ استحقاق ترجیح ہی۔

بیع و ہبہ کا دعوی
خریداری کا بمقابلہ ہبہ
۵ - اگر دعوے خریداری اور ہبہ کی تقدیم و تاخیر دریافت نہو سکے تو دعوے خریداری کو ہبہ پر ترجیح ہوگی۔

معاہدہ کا استحقاق وارثون کو پہنچتا ہی
۶ - اگر متعاقدین سے ایک فریق مرجائے تو معاہدہ اکثر باطل نہین ہوتا بلکہ تعمیل اُسکی قائم مقامون پر بقدر ترکہ واجب ہوتی ہی الا اُس صورت مین

استثنا۔
کہ معاہدہ کسی فریق کی ذات خاص سے متعلق ہو مثلاً اگر اجارہ کے معاملہ مین زمیندار یا مستاجر مرجائے تو اجارہ باقی نہین رہتا۔

استثنا دیگر
۷ - علی ہذا القیاس یہی قاعدہ ہر قسم کے معاملات شراکت سے اسی حد تک متعلق ہی جب شرکا ءی القائم پر شریک متوفی کے وارثون کے ساتھ یا وارثون پر شرکاے مذکور کے ساتھ کاروبار جاری رکھنا لابد نہو اور جسطرح معاہدہ احد المتعاقدین کی وفات سے فسخ ہوجاتا ہی اُسی طرح اُسکے شرعاً محروم ہوجانے سے بھی باطل ہوجاتا ہی۔

گواہ
۸ - گواہان کو حلف نہین دیا جاتا ہی۔

تعداد گواہان
۹ - معاملات دیوانی مین گواہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکی ضروری ہی

کس قسم کے شخصون کی گواہی نہین ہوسکتی
۱۰ - غلام اور نابالغ اور ردے شخص جو توہین کے جرم مین ماخوذ ہوچکے ہون اداے شہادت کے مجاز نہین ہین۔

کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہین ہوسکتی۔
۱۱ - باپ کی گواہی بیٹے کی نسبت یا دادا کی شہادت پوتے کی نسبت یا برعکس اسکے مقبول نہین ہوسکتی علی ہذا القیاس

شوہر کی گواہی زوجہ کی نسبت یا برعکس اسکے جائز نہین ہی اور ملازم کی گواہی آقا کے حق مین یا آقا کی شہادت ملازم نسبت درست نہین ہی

کن قسم کے اشخاص کی گواہی قابل تسلیم نہین ہی

۱۲ — علے ہذا القیاس معاملات شراکت مین کسی شریک کی گواہی جائز نہین ہی —

عورت کی گواہی کس صورت مین جائز ہی

۱۳ — جو معاملات خاص عورتون سے متعلق ہین اُنمین عورات کی گواہی بلا تائید مردون کی شہادت کے جائز ہی —

شہادت سماعی

۱۴ — سمعی شہادت درباب اثبات تولد و وفات و نکاح و مصاحبت اور تقرر قاضی کے جائز ہی کیونکہ ایسے معاملات مین گواہ رویت اکثر نہین ہوتے

شہادت فضول —

۱۵ — اگر کسی دعوے کے ثابت کرنے کے لیے تعداد معینہ سے زیادہ گواہ پیش کیے جائین تو اُس سے دعوے زیادہ تر قابل لحاظ نہین ہو سکتا —

شہادت جو بیان دعوی سے متجاوز ہو

۱۶ — جن گواہون کی شہادت سے دعوی مدعی کا بابت اُس شی کے ثابت ہو جو مدعی کے بیان مین داخل نہو اُنکی گواہی معتبر متصور ہوگی مثلاً اگر مدعی کے گواہ زر مدعا بہ سے واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرین تو اُنکی گواہی مسموع نہوگی —

اختلاف شہادت با دعوی کی بابت

۱۷ — اگر مدعی کے گواہ بناے دعوی کی نسبت خلاف اظہار اُسکے گواہی دین تو شہادت اُنکی مسموع نہوگی مثلاً اگر مدعی خریداری کی بنا پر دعویدار ہوا اور اُسکے گواہ مبنی ہو دعوے کا ہبہ پر بیان کرین تو شہادت اُنکی جائز نہوگی —

اختلاف شہادت نسبت مقدار یا قرضہ—

۱۸— اگر دعویٰ قرضہ کا ہو اور چند گواہ واجب ہونا کل زر مدعا علیہ اور بعض صرف اُسکے جزو کا بیان کریں تو مدعی صرف جزو کا مستحق ہوگا—

انکار قطعی—

۱۹— اگر مدعا علیہ کو دعوے سے انکار قطعی ہو تو دعوے کا بار ثبوت مدعی کے ذمے ہی—

عذر خاص نسبت برادت—

۲۰— اگر مدعا علیہ کو اپنی برادت میں زر قرضہ کے ادا یا وصول ہوجانے کا عذر ہو تو اسکا بار ثبوت اُسکے ذمے ہی یہ قاعدہ مثل آئین قدیمہ رومیہ کے ہی یعنے ہر امر متنازعہ کے اثبات کا ثبوت مطلوب ہی نہ اُسکی نفی کا—

دفعہ عام عذر عام و خاص—

۲۱— بعض صورتوں میں مدعا علیہ عذر عام و خاص پیش کرنے کا مجاز ہی بشرطیکہ دونوں قسم کے عذرات میں تناقض نہو اور اگر پیش ہونا عذر خاص کا واسطے برادت مدعا علیہ کے ضرور ہو تو ایسی حالت میں بار ثبوت مدعی کے ذمے ہی مثلاً اگر ایک شخص نصف جائداد کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ اور مدعا علیہ ایک والدین کی اولاد سے ہیں تو ایسی صورت میں مدعا علیہ مجاز ہی کہ اِس بیان سے قطعاً منکر ہو اور ساتھ ہی اُسکے یہ عذر بھی پیش کرے کہ مدعی دوسرے خاندان کا ہی تو اسطرح کا جائز ہی—

تمثیل—

جو دعوی کہ پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہیں ہو سکتا—

۲۲— جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں دعوی جائز نہیں ہو سکتے مثلاً اگر مدعی پہلے نالش ہی کسی شخص کے بھائی ہونے سے منکر ہو تو بعدہ اُسکو اپنا بھائی قرار دے کر دعویدار وراثت نہیں ہو سکتا—

الا اُس صورت مین کہ دونون دعوی بلا تناقض قائم رہ سکتے ہون۔

۲۳— اگر پچھلا دعوی پہلے دعوے سے مختلف ہو لیکن دونون دعوی بغیر تناقض کے قائم رہ سکتے ہون تو پچھلا دعوی قابل سماعت ہے مثلاً اگر پہلا دعوے کسی جائداد کی بابت بذریعہ خریداری پیش ہوا ہو تو دعویدار سابق اُسی جائداد کی نسبت وراثت کے ذریعے سے دعوے کرسکتا ہے لیکن اگر دعوے ماقبل وراثت کی بنا پر دائر ہوا ہو تو دعوے مابعد خریداری کی بنا پر مسموع نہین ہوسکتا کیونکہ ایسی صورت مین قائم رہنا دونون دعوون کا بغیر تناقض کے واضح ہے۔ [۱]

قاعدہ اُس صورت کی نسبت جب مدعی ثبوت نہ رکھتا ہو

۲۴— اگر مدعی دعوی پیش کرے اور اُسکی تائید مین ثبوت نہ رکھتا ہو تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مدعا علیہ سے حلف لیا جاتا ہے اور اگر مدعا علیہ حلف لینے سے انکار کرے تو مقدمہ مدعی کے حق مین فیصل ہوگا اور اگر مدعا علیہ دعوے سے حلفاً منکر ہو تو وہ بری کیا جائیگا۔

فریقین کے ثبوت رکھنے کی صورت۔

۲۵— اگر فریقین کے جانب سے ثبوت موجود ہو تو بالعموم مدعی کا ثبوت قابل ترجیح ہے مثلاً اگر فیما بین دائن اور مدیون کے مقدار قرضہ کی نسبت نزاع ہوا ور طرفین کے پاس ثبوت موجود ہو تو دائن کا ثبوت مرجح ہوگا

استغنا۔

اور اگر دونون جانب سے ثبوت پیش ہو تو مدیون کا اظہار حلفی معتبر تصور کیا جائیگا۔

[۱] جو امتیاز اس جگہ کیا گیا ہے وہ بادی النظر مین بلا اختلاف صورت حال کے معلوم ہوتا ہے لیکن وجہ اس قاعدہ کی یہ ہے کہ جو جائداد وارث کو پہونچے ہو مگر ملنے والی ہو تو وہ اسکو خرید سکتا ہے الا بعید قیاس ہے کہ جب اسکو جائداد بعد وفات مورث کے پہونچے اور وہ وراثت کی بنا پر جائداد کی نسبت اپنے تئین باوجود فی الواقع مستحق بیان کرنے کے اسکو خرید کرے۔

قاعدہ مزید ثبوت کی نسبت جب فریقین کی طرف سے ثبوت موجود ہو۔ تمثیل

۲۶ — یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے کہ جب فریقین کی جانب سے ثبوت پیش ہوتا ہے تو قطع نظر دیگر حالات کے اُس فریق کے گواہ قابل ترجیح ہوتے ہین جسکا دعوی مقدار مین زائد یا جسکو شی متنازع سے زیادہ تعلق ہو مثلاً اگر کوئی دعوی معاہدہ بیع کی بنا پر پیش ہوا اور بایع اور مشتری مین زرثمن کی بابت تنازع ہوا اور طرفین ثبوت رکھتے ہون تو جو گواہ واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرے یعنی شہود مدعی قابل ترجیح ہونگے۔

جب بایع اور مشتری مین مقدار زرثمن و کیفیت و کمیت اشیاء مبیعہ کی تکرار ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون —

۲۷ — اگر فیما بین بایع اور مشتری کے زرثمن اور بھی اشیاء مبیعہ کی نسبت تکرار ہو اور طرفین گواہ رکھتے ہون تو بایع کے گواہون کی شہادت مقدار زرثمن کی نسبت اور گواہان مشتری کی گواہی دربارہ مقدار و کمیت اشیاء مذکورہ کے قابل ترجیح ہوتی ہے۔

جب طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون

۲۸ — اگر طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون تو دونون سے حلف لینا چاہیے اور اگر طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو معاہدہ فسخ تصور کیا جائیگا لیکن اگر ایک فریق لینا حلف کا قبول اور دوسرا نا منظور کرے تو جو فریق حلف لے اُسکے حق مین مقدمہ فیصل ہونا چاہیے۔

جب فیما بین بایع در مشتری کے شرط بیع کی کیفیت تنازع ہو

۲۹ — اگر صرف شرائط بیع مثلاً ادا ے زرثمن وغیرہ کی نسبت تنازع ہو اور طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو مدعا علیہ کا اظہار حلفی قابل ترجیح ہوگا۔

نالش فیما بین شوہر اور زوجہ یا فیمابین زعید ار و مستاجر

۳۰ — اگر فیما بین شوہر اور زوجہ کے مقدار مہر کی نسبت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہین تو زوجہ کا ثبوت زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اُس سے مقدار زائد ثابت ہوتی ہے[1] علی ہذا القیاس

[1] اس قاعدۂ کلیہ سے ایک صورت مستثنی ہے یعنے اگر زوجہ مہر کا دعوی کرے

اگر فیما بین زمیندار اور مستاجر کے تنازع ہو تو ہر فریق کے ثبوت پر بلحاظ
حقوق متنازعہ ہر فریق کے اعتبار کیا جاتا ہے یعنے زمیندار کی جانب کا
ثبوت درباب مقدار مالگزاری اور مستاجر کا ثبوت دربارہ میعاد مستاجری کے قبول کیا جاتا ہے۔

دعویٰ نسبت جائداد امانت یا مرہونہ کے۔

۴۳۱ — اگر کسی جائداد کا دعوی پیش کیا جاوے اور شخص قابض مظہر ہو کہ مالک شے
مدعا بہ میرے پاس امانةً یا رہن رکھکر چلا گیا ہے اور اپنے اظہار کی تائید
مین ثبوت بھی پیش کرے تو دعوی نامنظور کیا جائیگا اور اگر مدعی
مستحق ہونا اپنا بذریعہ قائم مقامی مالک غیر موجود کے بیان کرے
تو دعوے اُسکا مطلقاً نامنظور کیا جائے۔

تجویز یک طرفہ

۴۳۲ — تجویز یک طرفہ صادر نہین ہو سکتی اور اُسکی وجہ یہ بیان کیگئی ہے
کہ فیصلہ بلحاظ اقبال مدعا علیہ کے صادر ہونا چاہیے یا بلالحاظ شہادت
گواہان گو وہ دعوی سے منکر ہو اور اگر مدعا علیہ موجود نہو تو منکر یا مقبل ہونا
اُسکا دعوی سے واضح نہین ہو سکتا۔

ثالثی —

۴۳۳ — اگر مقدمہ سپرد ثالثی کیا جاوے تو متفق ہونا ثالثون کا تجویز
کی نسبت ضرور ہے۔

اور مہر مثل اُسکا مقدار مدعا بہ سے زائد ہوتا ہو تو شوہر کی جانب کا ثبوت قابل
ترجیح ہوگا کیونکہ اُس سے ہونا تخفیف کا زوجہ کی جانب سے مقدار مہر
مین ثابت ہوتا ہے اور مہر مثل اُسے کہتے ہین جو کسی عورت کے واسطہ دارون پدری کو
دیا گیا ہو — ہدایہ جلد اول صفحہ — ۴۵ —

نظائر مسائل شرع

متعلقہ وراثت ومعاہدات ومطالب متفرقہ

پہلا باب

نظائر وراثت

مقدمہ ۱

سوال ۱ - ایک شخص تین بیٹے چھوڑکر مرگیا سوال یہ ہے کہ ترکہ اُسکا اُنکو کس حساب سے پہونچیگا -

جواب ۱ - ترکہ کے تین حصے مساوی ہوکر ہر بیٹے کو ایک ایک حصہ ملیگا -

بیٹون کو برابر حصہ پہونچتا ہے -

ملا قاعدہ ۲ باب وراثت معائنہ کیا جائے -

س ۲ — اگر شخص مذکور نے اپنی جائداد کو حین حیات منجملہ تین بیٹون کے دو بیٹون مین تقسیم کیا ہو اور دونون بیٹے اور اُنکے وارث اُس جائداد کے اوپر جو اُنکو دیگئی قابض رہے ہون تو تیسرے بیٹے کا دعویٰ جائداد مذکورہ سے کسی جزو کی بابت شرعاً ہوسکیگا یا نہین۔

ج ۲ — اگر باپ نے صحت حواس مین جائداد کو اپنے دو بیٹون مین بخصص جداگانہ تقسیم کردیا اور وے اپنے اپنے حصہ پر جداگانہ قابض رہے تو تیسرا بیٹا منجملہ جائداد مذکور کے کسی جزو کے پانے کا مستحق نہوگا۔

باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بیٹون مین سے جس بیٹے کو چاہے اپنی حین حیات مدعی سے محروم رکھے۔

مقدمہ ۲

س — مدعی نے اپنے چھوٹے بھائی پر بابت حقیت مالکانہ سولھوین حصہ آراضی متروکہ بڑے بھائی کے نالش دائر کی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ آراضی موروثی نہین بلکہ بالکل بڑے بھائی کی مکسوبہ تھی اور اصل مالک کی وفات کے وقت اُسکی زوجہ اور دختر اور دو بھائی اور دو بہن موجود تھے ایسی صورت مین مالک کی وفات کے بعد اُسکی بہنین جائداد مکسوبہ سے حصہ پانے کی مستحق ہین یا نہین اور اگر مستحق ہین تو بحالت موجود ہونے متوفے کے ایک پسر کے دعوے اُنکا صحیح ہوا یا نہین —

ج — مالک متوفی کا کل ترکہ اُنکے دو بھائیون اور دو بہنون اور زوجہ اور دختر مین تقسیم ہونا چاہیے — شرع مین جائداد موروثی

و مکسوبہ کی بابت کچھ فرق نہین ہی [۱] اور اس وجہ سے بہنون کو متوفی کی جائداد مکسوبہ سے حصہ ملنے کا استحقاق پہونچتا ہی اور اگر مالک متوفی کے ایک لڑکا ہوتا تو اُسکے بھائی اور بہنین ترکہ سے محروم رہتین [۲] اور اُنکو کچھ حصہ نہین پہونچتا اور ایسی حالت مین ترکہ صرف متوفی کے بیٹے اور دختر اور زوجہ کو ملتا یعنے زوجہ کو آٹھوان حصہ [۳] ملنے کے بعد باقی ترکہ بیٹے اور دختر مین تقسیم ہوگا اور بیٹے کو بہ نسبت دختر کے دوچند حصہ ملیگا۔ [۴]

بہنون کو موجودگی بھائیون کے بعد بھائیون اور دختر دو حصہ پہونچتا ہی۔ اگر بیٹا ہو تو بھائی اور بہن کو حصہ نہ ملیگا۔

مقدمہ ۳

س۔ ایک عورت کچھ جائداد جو اسکو اپنے شوہر اور پسر سے وراثتاً پہونچی تھی چھوڑکر مرگئی سوال یہ ہی کہ جائداد مذکور شوہر و پسر متوفیہ کے اُن واسطہ داران کو جو خاص متوفیہ سے قرابت نہ رکھتے ہون پہونچیگی یا پدر متوفیہ کو اور وراثت کی ایسی صورت مین فیما بین جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے کچھ فرق ہی یا نہین۔

عورت کا ترکہ خاص اُسکے واسطہ داران کو ملتا ہی گو وہ کسی طرح سے حاصل ہوا ہو۔

ج۔ جو جائداد زوجہ کو شوہر اور پسر سے وراثتاً حاصل ہو وہ متوفیہ کے شوہر یا پسر کے واسطہ داران کو جو خاص متوفیہ سے

جائداد منقولہ و غیر منقولہ مین امتیاز نہین ہی۔

[۱] اصول وراثت کی دفعہ ۔۔ اول معائنہ کیجائے۔

[۲] ایضاً ایضاً ۲۱۔

[۳] ایضاً ایضاً ۳۔

[۴] ایضاً ایضاً ۱۴۔

قرابت نہ رکھتے ہون نہ پہونچیگی بلکہ متوفیہ کے باپ یا بھائیون یا اور قرابت دارون کو جو اُسکے وارثان جائز ہون اور ایسی صورت مین درمیان جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے کچھ امتیاز نہین ہی[1] بلکہ دونون قسم کی جائداد ایک ہی طور پر ملیگی - سراجیہ مین وارثون کی ترتیب بصورت ذیل ہی یعنے پہلے ذوی الفروض اور بعد اُنکے عصبات ہوتے ہین اور عصبات کے بعد واسطہ داران نسبی کو اور درصورت نہونے واسطہ داران نسبی کے رشتہ داران بعید کو حصہ پہونچتا ہی اور اگر رشتہ داران بعید بھی نہون تو اُس شخص کو ترکہ ملنا چاہیے جو از روے معاہدہ قائم مقام قرار دیا جائے اور ازان بعد اُس شخص کو جسکا رشتہ دار ہونا بواسطہ دوسرے شخص کے تسلیم کیا گیا ہو اگر یہ بھی نہو تو اُس شخص کو ترکہ پہونچیگا جسکے نام کل جائداد کی بابت وصیت ہوئی اور اگر انمین سے کوئی شخص بھی نہو تو جائداد بیت المال ہوگی لیکن عورت کے شوہر اور پسر کے واسطہ دار بجائے کہ وہ عورت مذکور کے خاص واسطہ دار نہون وارثان متذکرہ بالا سے نہین ہی

مقدمہ ۴

س - اگر کسی شخص کے جاریہ سے اولاد ہو تو وہ ترکہ پدری سے ورثہ پانے کی مستحق ہی یا نہین -

[1] اصول وراثت کی دفعہ اول ملاحظہ کیجائے۔

جاریہ کی اولاد بھی متروکہ کی وارث ہوسکتی ہے

ج — متوفی کا ترکہ اسکی کل اولاد کو خواہ وہ جاریہ سے ہو یا حرہ منکوحہ سے بلا تخصیص بقدر اپنے اپنے حصص کے ازروے فرائض[1] پہونچتا ہے۔

مقدمہ ۵

س — متوفی کی زوجہ نے دین محمدی سے مرتد ہونا اپنے طرف ثانی کا بعد وفات اپنے شوہر کے بیان کیا ایسی صورت مین طرف ثانی ورثہ سے محروم ہوگا۔

بعد وفات مورث کے دین سے مرتد ہونا باعث حرمان ارث نہیں ہے

ج — اگر بھائی حسب بیان زوجہ متوفی کے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد دین محمدی سے مرتد ہوگیا ہو تو وہ وراثت سے محروم نہین رہ سکتا کیونکہ نامبردہ وقت پہونچنے وراثت کے دین مین تھا۔[2]

مقدمہ ۶

س — جواز بیٹے کے واسطے شرعاً کیا شرائط ضرور ہین اور متبنے کو کیا حقوق حاصل ہین اور جو شخص متبنے کرے اُسکے ترکہ

[1] اگر کنیز کی اولاد مختلف مان سے ہو تو اُسکے نسب کی صحت کے واسطے باپ کو اس امر کا تسلیم کرنا کہ وہ اُسکے نطفے سے ہے ضرور ہے لیکن اگر اولاد ایک ہی مان سے ہو تو جو طفل پہلے ہوا ہو اُسکی نسبت باپ کا اپنے نطفے سے تسلیم کرنا کافی ہے۔ اصول نسب صفحہ ۳۲۔

[2] منجملہ اور اسباب کے اختلاف مذہب بھی مانع ارث ہونے کا ایک سبب ہے۔ اصول وراثت فصل ۶

کی بابت متبنےٰ کو وراثۃً کچھ دعوےٰ پہونچتا ہی یا متبنےٰ کرنے والے کو اختیار ہی کہ اپنی جائداد حین حیات بذریعہ بیع یا ہبہ کے منتقل کرکے متبنےٰ کو قطعاً محروم رکھے

ج - متبنےٰ کو متبنےٰ کرنے والے کے حین حیات یا وفات کے بعد اُسکی جائداد کا استحقاق نہین پہونچتا ۔[1] گود لینے والے کو اپنی جائداد

متبنے سے کچھ حق وراثت پیدا نہین ہوتا ہی

[1] لفظ متبنے سے جو اس جگہہ مستعمل ہوا ہی یہ مراد نہین ہی کہ متبنےٰ داخل جائداد ہو کر اُسکو استحقاق خاص نسباً حاصل ہو بلکہ مقصود اسکا صرف اسقدر ہی کہ گو طفل دوسرے خاندان سے علاقہ رکھے اور یہ امر معروف ومشہور ومسلم ہو تو بھی متبنےٰ دوسرے خاندان مین داخل ہوسکتا ہی اس باب مین شرع اسلامیہ آئین انگلشیہ اور دھرم شاستر کو آئین قدیمہ رومیہ سے اتفاق ہی اور واضح ہو کہ اس رسم مین جیسا کہ ہنود مین آج تک جاری ہی تبنیت کی رسم ایہام ومراسم مذہب مین بالکل وابستہ تھی اور تبنیت اِس نظر سے ضرور سمجھی گئی تھی کہ اگر متبنےٰ نہو تو دیوتے جنکی پرستش خاندان مین ہوتی آئی ہو قائم نہ رہینگے اور اشیاء مقدس کا حفظ نہو سکیگا اور ان امور کا نہونا موجب تذلیل تصور کیا گیا اہل اسلام اور قوم انگلشیہ مین حسب قول ڈاکٹر ٹیلر صاحب کے تبنیت کا رواج الیفہ ظاہراً صرف اس نظر سے اختیار کیا گیا ہی کہ جو ملال اولاد کے ضائع ہوجانے سے لاحق ہو اُسکا بدل ہوجائے اور وہی باب تبنیت کے ایک تنبیہ مین لکھتے ہین کہ یہ امر معروف ہی کہ ہم لوگون مین اکثر دوسرے خاندان کے اطفال بنظر محبت متبنےٰ کیے جاتے ہین لیکن جو تبنیت ہم لوگون مین محبتاً عمل مین آئی ہو اُس تبنیت سے جو رومیون مین مروج تھی بالکل مختلف ہی کیونکہ ہمارے دستور کے مطابق متبنےٰ اور

پر اختیار مطلق حاصل ہی اور اُسکو اختیار ہی کہ اپنی جائداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ کے یا جسطرح چاہے ہبہ کرے گو اُس صورت مین پسر متبنّٰے قطعًا محروم رہے ۔

مقدمہ

س ۔ اگر مدعی جسکا ذکر اس مقدمہ مین ہوا ہی باشتباہ قتل اُس عورت کے ملزم وماخوذ جرم ہو جسکے ترکہ کی بابت متبنّٰے بطور وارث جائز دعوی پیش کرے تو یہ امر متبنّٰے کے حرمان ارث کا باعث ہوگا یا نہین ۔

ج ۔ صرف اشتباہ قتل واسطے محرومی استحقاق وراثت کے کافی نہین ہی اگر مدعی مشتبہ کا دعوی وراثت باعتبار اور مراتب کے ناقابل اعتراض ہو تو جبتک جرم قتل اُسکی نسبت بخوبی ثابت نہو اُسکو وراثۃً جائداد پانے کا استحقاق پہونچتا ہی ۔[1]

اگر اشتباہ قتل بخوبی ثابت نہو تو حرمان ارث لازم نہین آتا ۔

گود لینے والے کے تبنیت کے قطع کرنے کا اختیار ہی لیکن اہل روم متبنّٰے کو گود لینے والے کے حقوق بذریعہ وراثت وقائم مقامی حاصل ہوتے تھے اور گود لینے والا متبنّٰے کو اسکے حقوق سے عمدًا محروم نہین کرسکتا تھا خلاصہ آئین رومیہ مولفہ سیل صاحب جلد ۱ ۔ صفحہ ۴۷ ۔

[1] بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس مقدمہ مین مدعی از روے قواعد شہادت متعلقہ آئین فوجداری اسلامیہ کے جو صحیح نہین ہین ماخوذ ہوا اور قاعدہ شرع کا یہ ہی کہ ملزم کی نسبت بلحاظ جرم کے جو اسپر قائم ہوا ہو سزا نہین ہوتی بلکہ بنظر مقدار ثبوت جرم کے اور معلوم ہوتا ہی کہ مدعی کی نسبت اشتباہ قتل کی علت مین بارہ برس

مقدمہ

س - ایک شخص مسلمان پر بضمانت دوسرے شخص کے قرضہ عائد ہوا اس صورت مین بعد وفات ضامن کے اُسکے وارث بلالحاظ مقدار جائداد کے جو انکو وراثۃً پہونچی ہو مستوجب اداے قرضہ ہو سکتے ہین یا نہین اور اگر ضامن متوفی نے کچھ جائداد نہ چھوڑی ہو تو بھی مواخذہ قرضہ کا اُنسے ہونا چاہیے یا نہین اور منجملہ وارثان متوفی یعنے دو بھائی اور ایک بھتیجے اور ایک بیٹے کے کون شخص قرضہ کا ذمہ دار ہوگا -

متوفی کے وارثون پر اداے قرضہ بقدر اسکے ترکے کے لازم ہے نہ زیادہ -

ج - اگر مدیون نے کچھ جائداد چھوڑی ہو تو دائن متوفی کے اُس وارث سے جو اُسکے ترکہ قابض ہو قرضہ کے دعوی کرنے کا مجاز ہی اور قبل تقسیم ترکہ کے ادا ہونا قرضہ متوفی کا واجب ہی اگر مقدار ترکہ تعداد قرضہ سے زیادہ ہو تو قرضہ ترکہ وارثون مین تقسیم ہوگا لیکن اگر ترکہ مذکور قرضہ سے قلیل ہو تو کل جائداد اداے قرضہ مین صرف ہونی چاہیے اور جسقدر قرضہ باقی رہے اُسکا مطالبہ ارثو

قید تجویز ہوئی حال آنکہ واسطے جواز حرمان ارث کے جرم کا ثبوت کامل حد کا رہی اور اس جگہ یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ قتل عمد ہر قسم کا گو خطا سے بھی سرزد ہوا ہو بخوبی ثابت ہونے کی صورت مین قاتل کو مقتول کے ترکہ سے محروم رکھتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ قاتل اصل سبب اُسکے قتل کا ہوا ہو اور اگر یہ فعل اُسکا اتفاقیہ باعث قتل ہوا تو وہ ترکہ سے محروم نہ رہیگا -

نہ کیا جائیگا اور متوفی نے کچھ جائداد نہ چھوڑی ہو تو قرض خواہوں کا دعوی
وارثوں پر نہ پہونچیگا اور اگر متوفی نے وقت وفات ایک بیٹا اور ایک بھتیجا
اور دو بھائی چھوڑے ہوں تو ادا کرنا قرضہ کا بیٹے پر واجب ہوگا اور
بقیہ ترکہ بعد ادائے قرضہ قرض خواہوں کے ستر عاً بیٹے کا حق ہوگا
اور بحالت اسکی موجودگی کے بھائی اور بھائی کے بیٹے کو استحقاق نہیں پہونچتا ہے۔

مقدمہ ۹

س ۔ ایک عورت کے دو بیٹے تھے اُنمیں سے ایک حین حیات اپنی
ماں کے ایک دختر چھوڑ کر مرگیا اور بعد وفات عورت مذکورہ کے پوتی نے
اُسکے ترکہ کا دعوی بذریعہ اپنے باپ کی وراثت کے کیا اس صورت مین
دعوی لڑکی کا بمقابلہ اپنے چچا کے جائز ہوگا یا نہیں ۔

ج ۔ لڑکی کو اپنے چچا پر کچھ دعوے نہیں پہونچ سکتا کیونکہ اسکا باپ
اپنی ماں کے حین حیات مرگیا اور چونکہ اُسکا دوسرا بھائی موجود ہے لہذا
لڑکی کو ورثہ نہیں پہونچ سکتا اور اسی وجہ سے لڑکی اپنی دادی سے
جائداد نہیں پا سکتی ۔ ؎۲

وراثت کا دعوے شخص متوفی کے واسطہ سے جائز نہیں ہے

؎۱ اصول وراثت کی دفعہ ۱۸ معائنہ کیجائے ۔

؎۲ اصول وراثت کی دفعہ ۹ معائنہ کیجائے ۔

مقدمہ ۱۰

س — اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث مجنون یا نابینا ہو تو یہ امور مانع استحقاق وراثت ہو سکتے ہین یا نہین —

ج — اختلال حواس یا کسی اور قسم کی مجنونیت یا نابینا ہونا موانع ارث مین داخل نہین ہی بلکہ جو شخص ایسے عوارض مین مبتلا ہون وے مثل اور وارثون کے اپنے حصص شرعی پانے کے مستحق ہین —[1]

مجنون و نابینا ہونا مانع ارث نہین ہی

مقدمہ ۱۱

س — دو عورتون نے حین حیات اپنی مان کے ایک دستاویز اور وارثون کے نام لکھدی اور خود استحقاق وراثت ترکۂ مادری سے دست بردار ہوئین اور جن شخصون کے نام اُنھون نے دست آویز لکھدی تھی اُنسے دونون کو ایک ایک ہزار روپیہ ملا اور مان کی وفات سے بارہ[۱۲] برس تک دونون عورتون نے مطلق دعوے پیش نہین کیا لیکن آخر کار دونون نے منجملہ ترکۂ مادری کے اپنے حصص شرعی کا دعویٰ کیا

---

[1] ازروے قواعد دھرم شاستر کے مجنون و نابینا ہو باعث حرمان ارث ہی چنانچہ شاستر کا یہ حکم ہی کہ مخنث اور اشخاص خارج القوم اور جو شخص مادرزاد نابینا ہون یا نقل سماعت رکھتے ہون یا مجنون فطری یا گونگے یا ایسے آدمی جنکا کوئی عضو باطل ہو گیا ہو محجوب الارث ہین ترجمۂ دھرم شاستر منو باب ۹ صفحہ ۱۰۴ مرتبہ سر ولیم جونس صاحب۔ یہ قواعد غیر صحیح بالفعل متروک ہین —

جن شخصون کے نام لادعویٰ لکھا گیا تھا اُنھون نے ایک ہبہ نامہ پیش کر کے
بیان کیا کہ یہ ہبہ نامہ دونون عورتون کی مان کا لکھا ہوا ہی اور ذکر اِس
ہبہ نامہ کا اُس دستاویز مین بھی ہی جو اُنھون نے تحریر کی تھی لیکن
تحقیقات کے روسے ہبہ نامہ مذکور بے وجود قرار پایا ایسی صورت مین
دستاویز لادعویٰ جو دونون عورتون نے لکھدی مانع سماعت اِس دعوی کی نہین ہی

مورث کی حیات مین وراثت سے دست بردار ہونا جائز اور غیر صحیح ہی۔

ج۔ لادعویٰ سے یہ مفہوم ہی کہ جس شخص کو کوئی استحقاق حاصل ہو وہ اُس سے
دست بردار ہو یا ایسے دعوے کے پیش کرنے سے باز رہے جو
دوسرے شخص پر دائر ہو سکتا ہو اور ظاہر ہی کہ مانکی حیات مین بیٹیون کو استحقاق
وراثت حاصل نہین ہوتا اور اسی وجہ سے دعویٰ اُنکا وراثت کی روسے
مان کی حیات مین کسی شخص پر نہین پہونچ سکتا پس اس سے واضح ہی کہ
دست بردار ہونا بیٹیون کا مانکی حیات مین اپنے حصے سے ناجائز اور
غیر صحیح ہی کیونکہ اس صورت مین در حقیقت دینا اُسی شی کا لازم آتا ہی جو وجود
نہین رکھتی اور جو استحقاق وراثت مان کی وراثت سے پیدا ہو وہ اس
دست برداری سے ناجائز نہین ہو سکتا اور نہ اس وجہ سے دعوے اُنکا بابت
ترکہ مادری کے ممنوع السماعت متصور ہو سکتا ہی اگر دعوے قریب
بارہ برس [1] تک دائر ہو تو اس وجہ سے وہ ناقابل سماعت

---

[1] جو قاعدہ شرع کا اس باب مین ہی شاید منسوخی اُسکی بسبب مقرر ہونے میعاد دوازدہ سالہ ازروے دفعہ ۱۴ قانون ۱۴ ۱۸۵۹ع اور دفعہ ۰ قانون ۷ ۱۸۹۵ع اور دفعہ ۱۰ ۔ قانون ۲ ۔ ۱۸۱۳ع کے عمل مین آئی تھی اور قانون ۔

نہین ہو سکتا ہے

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص نے ایک عورت مساوی الدرجہ سے جسکی نسبت کوئی اعتراض قائم نہین ہو سکتا تھا نکاح کیا اور اُس عورت سے اولاد ہوئی بعد ازان شخص مذکور کے ایک طوائف غیر منکوحہ سے کئی اطفال ہوئے زان بعد شخص مذکور بلا وصیت کرنے کے مرگیا پس سوال یہ ہو کہ طوائف مذکورہ کی اولاد منجملہ متوفی کی جائداد کے کسقدر ترکہ پانے کی مستحق ہو یا کہ اُسکا کل ترکہ اُسکی زوجۂ منکوحہ اور اولاد صحیح النسب کو پہونچیگا۔

آخر الذکر کے دفعہ ۳ - قانون ۲ - ۱۸۰۵ع کے بموجب ترمیم ہو گئی ہو لیکن فی الواقع بعضے دعوے اس قسم کے ہین کہ ممنوع السماعت قرار دیا اُنکا بوجہ پیش نہونے اُنکے اندر میعاد معینہ کے بیجا متصور ہو چنانچہ دعوے مہر کا اسی قسم سے ہو۔
ت - پروونشل کورٹ کے قاضی اور عدالت شہر پٹنہ کے مفتی نے اس باب مین فتوے ایک ہی مضمون سے دیا تھا لیکن عدالت ضلع شاہ آباد کے مفتی نے کہ اُنسے بھی استفتا ہوا تھا اُنکے فتوے سے اختلاف کیا اور لکھا کہ جب دونون عورتون نے کچھ معاوضہ لیکر دستاویز لکھدی لو گو حق منتقلہ کا اسوقت مین کچھ وجود نہ تھا تو بھی تعمیل اس دستاویز کی اُنپر واجب ہو آخر کار یہ مسئلہ مفتیان صدر دیوانی عدالت اور دیگر علما سے پوچھا گیا اور اُنکے جوابات سے حسب اطمینان متحقق ہوا کہ اس مسئلہ کی صحیح تعبیر بلحاظ کثرت رائے کے ہونی چاہیے۔

اولاد غیر صحیح النسب کے ترکہ پدری سے وہ نہین بہونچتا ہر

ج۔ اگر یہ ثابت ہو کہ متوفی کا نکاح طوائف کے ساتھ نہین ہوا اور اولاد صحیح النسب نہو تو نسب اس اولاد کا باپ کی نسبت تسلیم نہین کیا جاویگا چنانچہ اس باب مین حدیث نبوی یہ ہی کہ نکاح کی صورت مین اولاد والدین کی ہوتی ہی نہ زنا کی حالت مین چونکہ صحیح النسب ہونا اولاد کا ثابت نہوا اور متوفی کی جانب سے کچھ وصیت نہین ہوئی لہذا متوفی کے ترکہ سے اولاد حرام کو استحقاق نہین پہونچتا بلکہ کل ترکہ اولاد صحیح النسب کو ملیگا۔ نسخۂ کافی مین لکھا ہی کہ اولاد حرام اور وہ اولاد جسکو باپ بذریعہ لعن کے عاق کرے صرف ترکۂ مادری کی مستحق ہوتی ہی نہ جائداد پدری کی اور باپکو بھی ایسی اولاد کا ورثہ نہین پہونچتا اور نہ اُسکو ایسی اولاد سے کچھ واسطہ ہوتا ہی اور اسی وجہ سے اسطرح کی اولاد کو خاندان پدری سے دعویٰ واسطہ داری کا نہین پہونچتا۔ اور نسخۂ حمادیہ مین بھی یہی لکھا ہی اولاد حرام باپ کی اولاد متصور نہین ہوتی۔

مقدمہ ۱۳

س۔ ایک شخص کچھ جائداد آراضی اور چار بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور منجملہ اُسکے دو بیٹے لاولد مر گئے اور زید و بکر یعنے دو پسران حی القائم جائداد مذکور پر بالاشتراک قابض رہے بعدہ بکر نے دو بیٹے خالد و حامد اور دو بیٹیان جمیلہ و حمیدہ چھوڑ کر وفات پائی اور بالخاص بشمول اپنے چچا اور اُسکے دو بیٹون کریم و عظیم کے آراضی مذکورہ پر بالاجمال قابض رہے

بعد ازان زید مرگیا اور بقیہ اشخاص بدستور سابق دخیل رہے بعدہ پہلے
خالد اور پھر کریم مرگیا اور حامد غائب و مفقود الخبر ہے ان سب کے بعد
عظیم ایک بیوہ چھوڑ کر مرگیا اور اب یہ بیوہ اور بکر کی بیٹیاں جمیلہ و حمیدہ
دعویٰ دار ہین اس صورت مین اُن وارثون کو ترکہ کس حساب
سے پہونچیگا۔

ج۔ بنظر حالات مذکورہ بالا ترکہ سولہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے
عظیم کی بیوہ دو حصے اور جمیلہ و حمیدہ سات یعنی ہر واحد کو ساڑھے تین حصے
ملینگے اور بقیہ سات حصے جو درحقیقت حامد مفقود الخبر کے بالفعل
کسی وارث کو نہین ملنے چاہیین بلکہ منجملہ اُن سات حصون کے چار حصے
کسی شخص کے سپرد کیے جائین اور بقیہ تین تا منقضی ہونے اُس میعاد کے
جو واسطے انتظار مفقود الخبر کے معین ہی باقی جائداد کے قابض یا قابضون کے
حوالہ رہین اور میعاد مذکور تاریخ ولادت مفقود الخبر سے ۹۰ برس تک ہی
اور اگر نامبردہ اس عرصہ مین واپس آجاوے تو کُل ساتون حصے اسکو
دیدیے جائین لیکن اگر قبل منقضی ہونے میعاد معینہ کے کچھ حال اُسکا معلوم ہو
تو چار حصے جو سپردار کے قبضہ مین ہین اُسکے وارثون کو پہونچینگے اور باقی
تین حصے اُن وارثون کو ملینگے جو پہلی تقسیم کی رو سے واجب ہوئے ہون۔[۱]

شخص مفقود الخبر کی جائداد کو اسکی پیدایش کے زمانہ سے ۹۰ برس تک معرض التوا مین رکھنا چاہیے۔

[۱] اس مقدمہ مین یہ مسئلہ شرعی قائم ہوا کہ شخص مفقود الخبر اور شخصون کی جائداد کی نسبت مثل متوفی
اور اپنی جائداد کی نسبت زندہ متصور ہوتا ہی اور میعاد ۹۰ سال تک جو واسطے انتظار
مفقود الخبر کے معین ہی وہ اور شخصون کا ورثہ نہین پاسکتا اور نہ اس عرصے مین اور شخص اُسکا ورثہ

مقدمہ ۱۴

س — ایک شخص مسمی رحیم علی کی دو زوجہ مسماۃ بھون اور جگن اور ایک نابر کچھ جائداد چھوڑ کر مرگیا اس صورت میں
پا سکتے ہین — بکر کے وارثون مین سے حامد اور جمیلہ و حمیدہ موجود تھے اور زید کا وارث
حی القائم عظیم تھا اور حامد و جمیلہ و حمیدہ کو از روے استحقاق وراثت اپنے باپ بکر کے
آٹھ سہام ملنے چاہیے تھے اور عظیم کو آٹھ حصے بذریعہ وراثت اپنے زید کے لیکن چونکہ
حامد مرد تھا لہذا وہ منجملہ پہلے آٹھ سہام کے چار سہام پانے کا مستحق تھا اور جمیلہ اور حمیدہ کو
دو دو سہام ملنے چاہیے تھے بعد مفقود الخبر ہونے حامد کے عظیم نے ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی
اور اوسکی زوجہ منجملہ اوسکے آٹھ سہام کے صرف دو سہام پانے کی مستحق تھی باقی چھ سہام
بکر اوسکے چچا کی اولاد کو وراثتاً پہونچے منجملہ اونکے حامد کو بوجہ مرد ہونے کے دو حصہ یعنی
تین سہام ملنے چاہیے تھے لیکن چونکہ قاعدہ یہ ہی کہ شخص مفقود الخبر اپنی جائداد کی نسبت
زندہ اور جایداد دیگر اشخاص کی نسبت مثل متوفی متصور ہوتا ہی لہذا بعد
مفقود الخبر ہونے حامد کے اوسکے چار سہام جو اوسکو بذریعہ وراثت اپنے باپ کے
پہونچے تھے اور جنپر وہ مفقود الخبر ہونے کے پیشتر قابض تھا سپرد دارون کے
حوالہ کیے جائین اور تین سہام جو اوسکو صرف بحالت ثابت ہونے اس امر کے مل سکتے
کہ وہ وقت وفات اپنے چچیرے بھائی عظیم کے زندہ تھا اور وارثون کو دینے چاہیے
اور وے اون سہام سے صرف بدین شرط متمتع ہون کہ بصورت واپس آنے شخص
مفقود الخبر کے واپسی سہام مذکور کی عمل مین آوے —

ترکہ اُسکا دونوں زوجگان کو حصص مساوی پہونچیگا یا کس حساب سے حق اُنکا شرعًا مساوی ہی یا مختلف۔

زوجگان کو برابر حصہ ملتا ہی۔

ج۔ اولاد موجود ہونے کی صورت مین زوجہ کو ترکہ شوہری سے ایک ثمن اور نہونے اولاد کے ایک ربع پہونچتا ہی اور دونون صورتون مین زوجگان کا حصہ مساوی ہوگا۔[1]

مقدمہ ۱۵

شرائط نکاح۔

س۔ عقد نکاح سے کیا مراد ہی اور وے کیا شرائط ہین جنکی روسے زوجہ کو جائداد شوہر کی نسبت بعد اُسکی وفات کے استحقاق ارث حاصل ہوتا ہی۔

ح۔ عقد کے معنی باندھنے کے ہین اور زن و مرد کے ازدواج کو عقد نکاح کہتے ہین اور طرفین کا ایجاب و قبول واسطے انعقاد کے ضرور ہی بعضے عورت کو بالغ ہونے کی صورت مین رضامندی ظاہر کرنی چاہیئے اور سبب نکاح مین ولیون اور گواہون کا ہونا ضرور ہی پس اگر زوجہ کو شوہر نے طلاق نہ دیا ہو اُسنے اپنے شوہر کو قبول نہ کیا ہو یا وہ جاریہ یا وہ مختلف الملت نہو تو وہ جائداد شوہری وراثتًا پانے کی مستحق ہوگی اور درصورت موجود ہونے اولاد کے بیوہ کو ثمن اور نہونے کی حالت مین ایک ربع پہونچتا ہی[2] اور بقیہ جائداد ذوی الفروض کو اور درصورت نہونے انکے عصبات کو اور سے

[1] اصول وراثت کی دفعہ ۴۴ ۔ معائنہ کیجائے۔

[2] ایضًا۔

بھی نہون تو واسطہ داران بعید کو ملیگی اور کوئی نہو تو داخل بیت المال ہوگی

مقدمہ ۱۶

س۔ ایک شخص کے دو بیٹیان تھین اور ایک بیٹا اور بیٹا عین حیات باپ کے مرگیا اور باپ نے دو بیٹیان مذکور اور ایک زوجہ اور پوتی چھوڑ کر وفات پائی اور یہ ثابت ہی کہ متوفی نے زوجہ کے واسطے مہر مقرر کیا تھا پس سوال یہ ہی کہ زوجہ کو ترکہ شوہری سے مہر کی بابت کسقدر حصہ ملنا چاہیے اور وراثت کی روسے بیٹیون اور پوتی کو جائداد مذکورہ سے کسقدر سہام پہونچینگے۔

ج۔ اگر مقدار مہر ترکہ کی مالیت سے زائد ہو تو وارثون کو مطلق کچھ نہین ملیگا بلکہ کل ترکہ زوجہ کو دین مہر کی بابت پہونچیگا اور اگر مقدار مہر مالیت ترکہ سے کم ہو تو پہلے دین مہر کا ایفا ہونا چاہیے اور بقیہ جائداد سے ایک ثمن زوجہ کو استحقاق وراثت کی روسے ملیگا اور باقی سات حصے دونون بیٹیون مین بطور مساوی تقسیم کیے جائینگے۔ پوتی کو بحالت موجود ہونے دخترون کے استحقاق ارث نہین پہونچتا ہی۔

زوجہ کو علاوہ مہر کے فرضاً حصہ پہونچتا ہی۔

پوتی کو بحالت موجود ہونے بیٹیون کے ورثہ نہین پہونچتا ہی۔

ماخذ

ہدایہ کے اس باب مین جو نسبت ملا نان ذی حق کے ہی یہ لکھا ہی

اگر کوئی شخص جائداد پر قرضہ چھوڑکر مرجائے تو وارثون کا استحقاق زائل
ہوجاتا ہی اور نسخہ در یعنی غرر کی شرح مین یہ لکھا ہی کہ اگر متوفی کی جائداد
ادائے دین کے واسطے مکتفی نہو تو وارثون کا اسکی نسبت حق باقی نہین رہتا
اور شریفیہ یعنی شرح سراجیہ مین یہ درج ہی کہ متوفی کی کل جائداد سے
جوکچھ بچے اُسمین سے اُسکا قرضہ واجب الادا ہونا چاہیے اور کچھ بعد
ادا ہونے اُسکے قرضہ کے باقی رہے منجملہ اُسکے بقدر ایک ثلث ان شخصونکو
دینا چاہیے جنکے حق مین وصیت کی گئی ہو اور جائداد باقی اُسکے وارثون مین
تقسیم ہونی چاہیے ان قولون سے بخوبی واضح ہی کہ قرضہ کا ادا کرنا قبل
تقسیم حصص وارثون کے مقدم ہی چنانچہ شریفیہ مین بھی بیوہ کی بحث مین آخر
لکھا ہی کہ بیوہ کو درصورت موجود ہونے اولاد کے ایک ثمن پہونچتا ہی اور
دختر کی بحث مین یہ درج ہی کہ دو یا دو سے زیادہ بیٹیون کو دو ثلث ملنا چاہیے
اور پوتیون کی بحث مین یہ مندرج ہی کہ بحالت موجود ہونے متوفی کے
بیٹون یا بیٹیون کے پوتیون کو حق وراثت نہین پہونچتا اور جو کچھ جائداد
تقسیم ترکہ کے بعد باقی رہے وہ حصہ داران مستحق کو پہونچتی ہی۔

مقدمہ ۱۷

س۔ ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کرا کے اپنی بیٹی کو جہیز مین دیا
اور بیٹی کے اولاد ہوئی اور اُسکے شوہر کے کئی جاریہ سے بھی کچھ
اولاد پیدا ہوئی بعد ازان زن و شوہر دونون مرگئے ایسی صورت مین

مکان صرف زوجۂ منکوحہ کی اولاد کو ملیگا یا اولاد جاریہ کا بھی اُسمین کچھ حق ہی۔

ج ۔ اگر شوہر زوجہ سے پہلے مرگیا ہو تو اولاد جاریہ کو مکان کی نسبت کچھ حق نہین ہی کیونکہ اولاد کو ماں کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کی نسبت شرعًا استحقاق وراثت پہونچتا ہی اور اگر زوجہ شوہر سے پیشتر مرگئی ہو تو شوہر زوجہ کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے ایک ربع کا مستحق ہوگا اور حصۂ شرعی اُسکا اُسکی اولاد مین تقسیم ہونا چاہیے گو اولاد اُسکی زوجۂ منکوحہ سے ہو یا جاریہ سے اور تقسیم مین یہ لحاظ رہے کہ بیٹے کو دختر کی نسبت دوچند حصہ دیا جائے۔

اگر شوہر پہلے وفات پائی تو صرف زوجۂ منکوحہ کی اولاد اسکی ترکہ کی مستحق ہوگی لیکن اگر وہ شوہر کے روبرو مرجائے تو شوہر کی وارث ایک ربع پائینگے۔

مقدمہ ۱۸

س ۔ ایک شخص نے اپنی کل جائداد بابت ایفاے جزو دین مہر کے بذریعہ بیع مقاصد[1] زوجہ کے نام منتقل کردی اور زوجہ حین حیات جائداد منتقلہ پر قابض رہی اور اپنے شوہر سے پیشتر لاولد مرگئی اور بعد ازان اُسکا شوہر بھی ایک بیٹا اور بیٹی دوسری زوجہ سے چھوڑکر مرگیا چنانچہ یہ دونون متوفے کے ترکہ کی نسبت

[1] لفظ مقاصہ کے لغوی معنے بدل ہین لیکن جب اصطلاح فقہ مین اسکا لفظ بیع کے ساتھ ہوتا ہی تو اُس سے مبادلہ ایک شی کا دوسری شی مساوی المالیہ کے ساتھ مفہوم ہوتا ہی اور ایسے مبادلہ اشیا کو اصطلاحًا بیع وشری کہتے ہین ہدایہ

دعویدار ہی اور زوجہ کے دو بھتیجے کہ اُنمیں سے بالفعل ایک کا بیٹا موجود ہی
کل جائداد کی بابت ازروے دستاویز بیع مقاصہ جسکی روسے جائداد
مذکور زوجہ کے نام بابت دین مہر کے منتقل ہوئی تھی دعویدار ہین پس
صورت مین جائداد متنازعہ کا استحقاق کسکو پہونچتا ہی ۔
ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین زوجہ کا نصف ترکہ اُسکے شوہر کو وراثتاً ملا
اور اسکی وفات کے بعد بھی نصف اُسکی دوسری زوجہ کی اولاد کو
پہونچیگا اور بقیہ نصف حصہ شخص متوفی کی پہلی زوجہ کے دونوں بھتیجوں مین
تقسیم ہوگا ۔ اور اگر انمین سے ایک مرجائے اُسکا کل حصہ اُسکے
بیٹے کو ملیگا ۔ ۱

اگر زوجہ شوہر سے پہلے لاولد مرجاے تو زوجہ اور شوہر کے ولیون کو ترکہ مساوی پہونچتا ہی

مقدمہ ۱۹

س ۔ ایک عورت نے بحالت موجودگی پہلے شوہر کے دوسرے
مرد سے نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر کے ساتھ ۲۹ ۔ برس تک رہی اور

۱ اسکی وجہ یہ ہی کہ شوہر نے اپنی کل جائداد زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے منتقل کردی لہذا اگو شوہر کے وارثون کو درصورت مرجانے اُسکے قبل زوجہ کے ترکہ زوجہ کی نسبت بعد اسکی وفات کے کچھ حق وراثت نہین پہونچ سکتا تھا لیکن چونکہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اسواسطے شوہر زوجہ کے ترکہ کے سے وضعاً نصف جائداد پانے کا مستحق ہوا پس بسبب اسکے نے تقسیم جائداد کے حیات شوہر میں اسکے وارث بھی نصف ترکہ پانے کے مستحق ہوسے ۔

عرصہ مین اولاد پیدا ہوئی اس صورت مین عورت مذکورہ کو بعد وفات شوہر ثانی کے اسکے ترکہ کا استحقاق پہونچتا ہی یا نہین اور اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور تین بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی چھوڑکر مرجائے تو اُسکی جائداد اُنمین سے ہر شخص کو کس حساب سے ملیگی اور اگر متوفی نے مرنے سے پہلے یہ ظاہر کیا ہو کہ اسکی کل جائداد اسکی زوجہ اور اولاد کو ملے تو ایسی وصیت قابل نفاذ ہی یا نہین اور جائداد اُسکی اُنمین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے۔

ذکر اُس صورت کا جبکہ زوجہ شوہر اول کی حین حیات دوسرے شخص سے نکاح کرے - اور لاوجہ عورت کے نکاح ثانی سے ہو

ج - جب تک نکاح اول بسبب طلاق یا کسی اور وجہ کے باطل نہو جائے نکاح ثانی زن منکوحہ کا قطعی ناجائز ہی اور نکاح ثانی کے بعد مصاحبت ہو تو وہ داخل زنا ہی اور اولاد جو اس طور پر پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب متصور ہوگی اور ایسی اولاد اور مان کو ترکہ متوفی کی نسبت وراثۃً کچھہ استحقاق نہین پہونچتا ہی اگر دوسرا سوال اشخاص مذکور الصدر سے متعلق ہو تو یہ عورت اپنے متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہی اُسکی اولاد متوفی کی جائداد سے کچھہ ترکہ نہین پاسکتی بلکہ کل جائداد متوفی کے بھائی کو از روے استحقاق نسب ملنی چاہیے اور وصیت زبانی جو متوفی نے مرگ سے پیشتر کی تھی بقدر ایک ثلث اُسکے ترکہ کے نافذ ہوگی اور بقیہ ترکہ سے اسکی زوجا ور بیٹون کو حصہ ملیگا اور اگر سوال مذکورہ بالعموم ایسے شخصون سے متعلق ہو جو شرعاً مستحق وراثت ہین تو جواب یہ ہی کہ بیوہ کو ایک ثمن دیکر باقی ترکہ بیٹون اور دخترون مین بمحجوری بھائی کے تقسیم ہونا چاہیے

اور تقسیم مین لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دو چند ہوگا۔

مقدمہ ۲۰

س۔ ایک شخص جائداد اراضی جو اسکو باپ سے وراثۃً ملی تھی چھوڑ کر مر گیا اسکی تین زوجہ تھین پہلی ایک بیٹا چھوڑ کر حین حیات شوہر کے مر گئی اور دوسری اور تیسری بعد اسکی وفات کے زندہ رہین اور انسے دو بیٹے اور دو بیٹیان موجود ہین اور علاوہ انکے اسکی ایک بہن بھی حیات ہے یعنی آٹھ شخص اسکی جائداد کے دعویدار ہین اور اسکے بیٹے کل جائداد بغیر دینے حصہ دختران اور دختر ان متوفی کے قابض ہوگئے اور بعد اسکی وفات کے اسکی بہن اور بیٹی جو تیسری زوجہ سے ہے بابت اپنے حصص کے دعویدار ہوئین اور واضح ہو کہ بسبب مرجانے بہن کے اسکے وارث دعوی کرتے ہین اور بیٹے جو جائداد پر قابض ہین یہ عذر کرتے ہین کہ ازروے دستور قدیمہ انکے خاندان مین اناث ترکہ سے محروم رہتے ہین بجواب اسکے مدعیان اس دستور سے منکر ہوکر منتظر ہین کہ انکو منجملہ ترکہ متوفی کے کسی قدر اراضی اور زر نقد وراثۃً ملیگا ہر ایسی صورت مین دعویداروں کو ترکہ متوفی سے کچھ جائداد ملسکتی ہے یا نہین اور اگر ملسکتی ہے تو سہام کی مقدار کیا ہے۔

ج۔ قبضہ چند طرح کا ہے اور یہ بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ متوفی اور اسکا بیٹا کس ذریعے اور کتنے عرصہ سے جائداد اور

بحالت موجود ہونے بیٹون اور بیٹیون کے بہنون کو استحقاق وراثت نہین پہنچتا ہے۔

قابض تھا اور نہ جائداد کے اصل پیدا کرنے والے کا نام اور نہ یہ تصریح لکھا ہی
کہ علاوہ اشخاص مذکور الصدر وقت وفات مالک کے اور دعویدار نہ تھے اور
چونکہ یہ امر حسب اطمینان واضح نہیں ہی لہذا تجویز کرنا اس امر کا کہ ترکہ کتنے
سہام پر شرعًا منقسم ہونا چاہیے ناممکن ہی لیکن سوال سے یہ استنباط
کیا جاتا ہی کہ جن شخصون کا ذکر کیا گیا ہی اُنکے سہام کا تعین منظور ہی اور یہ
فرض کیا گیا ہی کہ جائداد کے اور شریک موجود نہین ہین چنانچہ بلحاظ
اس قیاس کے یہ بیان ہوسکتا ہی کہ ازروے فرائض کے بہن اور اُسکے
وارثون کو بحالت موجود ہونے پسران اور دختران متوفی کے ورثہ نہین پہونچتا
اگر یہ فرض کیا جائے کہ منجملہ اُن دعویدارون کے کوئی شخص اپنے حقوق سے
دست بردار نہین ہوا یا اُسکی جانب سے کسی طرح کا باہم تصفیہ عمل مین
نہین آیا اور تصفیہ اُن کُل مطالبات کا ہوگیا ہی جنکا انفصال قبل تقسیم ارث کے
لازم ہی تو زوجگان کو ایک ثمن ملیگا اور ہر پسر کو دو سہام پہونچینگے اور ہر دختر کو
ایک ایک حصہ ملیگا چنانچہ اس امر کی نسبت نسخہ اشر التقیہ مین جو وراثت کے
باب مین ہی یہ لکھا ہی کہ برادران و ہمشیرگان حقیقی و علاتی بحالت موجود ہونے
بیٹے اور پوتے کے گو اُسکا واسطہ کتنا ہی بعید ہو ورثہ سے محروم رہینگے
اور زوجگان کے حصہ کی دو صورتین ہین یعنی عام صورت مین ربع اور بحالت
نہونے اولاد اور بیٹے کی اولاد کے ربع سے زیادہ ملنا چاہیے اور اگر
اولاد یا بیٹے کی اولاد ہو تو ایک ثمن پہونچتا ہی اور حقیقی بھائی اور بہن
موجود ہون تو ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند ملنا چاہیے —

اخذ النسبت

محروم می بہنون کے

مرد کو دوچند حصہ ملتا ہی

مقدمہ ۲۱

س — ماں کو اپنے سوتیلے بیٹے کے ترکہ سے کچھ حصہ ملسکتا ہی یا نہیں —

مادر علاتی — ج — مادر علاتی پر شرعاً ماں کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ مادر حقیقی برادر مادر علاتی باپ کی منکوحہ کہلاتی ہی اور چونکہ مادر علاتی بمنزلہ مادر حقیقی کے تصور نہیں کیجاتی ہی لہذا اُسکو ترکہ نہیں پہونچ سکتا جو ماںکے واسطے مقرر ہی —

مقدمہ ۲۲

س — شوہر نے زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے جائداد اپنی منتقل کی بعد ازاں زوجہ ایک بیٹا اور ایک دختر حقیقی اور دوسری دختر علاتی چھوڑ کر مرگئی ایسی صورت مین منجملہ اُن شخصون کے متوفیہ کی جائداد کسکو پہونچیگی —

دختر علاتی — ج متوفیہ کے بیٹے کو دو حصہ ملینگے اور اسکی دختر حقیقی کو ایک حصہ پہونچیگا اور دختر علاتی کا مطلق کچھ استحقاق نہیں ہی —

مقدمہ ۲۳

س — ایک شخص کو کچھ جائداد اراضی ہبہ کے ذریعہ سے ملی تھی لبعدہ وہ دادی اور ماں اور علاتی چچا چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین

اُن شخصون مین سے ترکہ کسکو پہونچیگا اور کس حساب سے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ متوفی کا دوسرا چچا علاتی بھی ہی تو جائداد چار وارثان مذکور الصدر مین کسطور پر تقسیم ہوگی۔

ج۔ اگر کوئی شخص دادی اور مان صرف علاتی چچا چھوڑ کر مر جائے تو جائداد کے تین حصے ہوکر منجملہ اُنکے ایک حصہ مان کو ملیگا اور دو سہام علاتی چچا کو دیے جائینگے اور اگر متوفی کے دو علاتی چچا ہون تو ہر واحد کو ایک ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ثلث متوفی کی مان کو پہونچیگا۔[۱]

دادی اور مان کا حصہ۔

مقدمہ ۲۴

س۔ ایک بھائی کے بیٹے جو مدعی ہین اور مان چھوڑ کر مر گیا اگر واسطہ ان شخصون کا متوفی کی نسبت تسلیم کیا جائے تو اُنکو جائداد کس حساب سے پہونچیگی۔[۱]

ج۔ مان کو ایک ثلث ملیگا اور مدعیون کو واسطہ نسبی کے ذریعہ سے اور از روے استحقاق عصوبت کے دو ثلث ملینگے۔[۲]

مان کا استحقاق بحالت موجودگی بھائی کے بیٹون کے۔

[۱] اس صورت مین دادی کو از روے دفعہ ۱۳۷ اصول وراثت کے کچھ استحقاق نہین ہی۔

[۲] اس مقدمہ مین یہ فرض کیا گیا ہی کہ بیٹے اور بیٹیون کی اولاد اور بھائی اور بہن جوڑ نہین ہین اور ایسی حالت مین بموجب دفعہ ۴۲ اصول وراثت کے مان کو ایک ثلث ملنا چاہیے۔

مقدمہ ۲۵

س — اسماۃ جمیلہ کی تین دختر فرخندہ و حمیدہ و سعیدہ تھین سعیدہ ماں کی حیات مین اولاد چھوڑکر مرگئی اور بعد وفات جمیلہ کے اُسکی بیٹیان فرخندہ و حمیدہ اُسکے ترکہ پر قابض ہوئین بعد ازان فرخندہ مرگئی ایسی صورت مین فرخندہ کی جائداد مین اُسکی بہن حمیدہ اور سعیدہ متوفیہ کی اولاد کے کس طور پر تقسیم ہوگی واضح ہو کہ سعیدہ کی اولاد مین ایک بیٹا جمال اور ایک بیٹی رضیہ ہین —

ہمشیرہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے اولاد ہمشیرہ متوفیہ کے

ج — حسب حالات مظہرہ بالا جائداد از روے شرع صرف حمیدہ کو پہونچیگی کیونکہ سعیدہ اپنی ماں کی حیات مین اور فرخندہ اُسکی وفات کے بعد ایک بہن حمیدہ چھوڑکر مرگئی اور جمال اور رضیہ کو شرعًا استحقاق وراثت نہین پہونچتا کیونکہ صرف حمیدہ وارث جائز ہی یعنے فرضًا وہی مستحق حصہ ہی اور جمال اور رضیہ واسطے داران بعید ہین اور اُنکے واسطے ایسی صورت مین کچھہ قرار نہین پا سکتا اور اُنکو بحالت موجود ہونے واسطہ دار ذوی الفروض کے حق ارث حاصل نہین ہو سکتا چنانچہ اِس امر کی نسبت شرح طحاوی مین یہ لکھا ہی کہ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے واسطہ دار بعید کو ورثہ نہین پہونچتا —

س ۲ ـ چونکہ سعیدہ اپنی ماں کی حیات مین مرگئی تو اسکی اولاد اپنی نانی کے ترکے محروم رہیگی یا نہین اور اگر محروم نہ رہیگی تو اسکو ترکہ کس حساب سے ملیگا ـ

ج ۲ ـ چونکہ سعیدہ نے اپنی ماں کے حین حیات وفات پائی لہذا اسکی اولاد اپنی نانی کے ترکے سے کچھ نہین پا سکتی کیونکہ فرخندہ دختر جمیلہ ذوی الفروض سے ہی اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعید ہین اور بموجب مسئلہ منقولہ بالا کے واسطہ داران بعید بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے ورثہ نہین پا سکتے ـ

استحقاق دختر بحالت موجود ہونے اولاد دوسری دختر متوفیہ کے ـ

مقدمہ ۲۶

س ـ مساۃ ظہور النساء دو علاتی بھائی اور ایک علاتی بہن اور حقیقی بھائی کا ایک بیٹا اور اسکی زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگئی اور حقیقی بھائی اسکی حیات مین مرگیا تھا اور بحالت دائر رہنے مقدمہ مساۃ مذکورہ کے حقیقی بھائی کی زوجہ مرگئی ایسی صورت مین ترکہ ظہور النساء منجملہ قرابت داران مذکور الصدر شرعاً کنکو پہونچیگا اور کس حساب سے ـ

ج ـ حسب حالات مرقومۂ بالا ظہور النساء کی کل جائداد اسکے علاتی بھائیون اور بہن کو ملنی چاہیے یعنے جائداد کو پانچ حصون پر تقسیم کرکے منجملہ اسکے برادران علاتی سے ہر واحد کو دو حصے

استحقاق برادران علاتی و ہمشیرگان علاتی بحالت موجود ہونے پسر و دختران برادران حقیقی کے

ملینگے اور ہمشیر علاتی کو ایک حصہ دیا جائیگا اور برادر حقیقی کے دو بیٹے
اور زوجہ اور دختران کو ترکہ متوفیہ کی نسبت کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہی
کیونکہ بھائی کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہین ہی اور بحالت موجود ہونے
برادران علاتی اور ہمشیر علاتی کے برادر حقیقی کے دو بیٹے اور دختر ونکو
ازروے فرائض کے وراثت کا منصب نہین ہی

مقدمہ ۲۷

س — زید جائداد اراضی کا اصل مالک تھا اوسکے ایک بیٹا بکر
اور دختر زینب تھی بکر زید کی حیات مین ایک بیٹا عمرو چھوڑکر مرگیا
بعد ازان زید بھی زینب اور عمرو چھوڑکر مرگیا اور قبل تقسیم کے
زینب نے دو بیٹیان کلثوم اور سکینہ چھوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین[1]

---

[1] اصول وراثت کی دفعات ۲۹ — اور ۳۰ — مین مابین برادران علاتی واخیافی کے
امتیاز کیا گیا ہی یعنے برادران اخیافی کو ہر صورت مین استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہی لیکن
اگر برادر متوفی کی اولاد یا اوسکے بیٹے کی اولاد کسی درجہ تک موجود ہو یا باپ
یا دادا وغیرہ موجود ہون تو برادران اخیافی مستحق ترکہ نہین ہو سکتے کیونکہ وے
ذوی الفروض ہین اور برادران اخیافی صرف عصبات مین داخل ہین لیکن بمقابلہ
برادران اخیافی اور علاتی کے بھائی کی اولاد کو گو وہ ایک ہی والدین سے ہو
حق وراثت نہین پہونچ سکتا۔

ترکہ زید اور بکر کا کلثوم اور سکینہ اور عمرو اُنکے وارثون کو کس حساب سے ملیگا۔

ج۔ چونکہ عمرو کا باپ یعنے بکر حین حیات زید کے جو عمرو کا دادا تھا مر گیا لہذا اس امر سے حجب نقصان [1] اسکا لازم آتا ہی اگر ایسا نہوتا تو عمرو منجملہ تین حصون کے دو حصے پانے کا مستحق ہوتا اور زینب کو صرف ثلث پہونچتا بنظر حالات مندرجہ سوال ایک نصف زینب کا حق ہی اور نصف ثانی عمرو کو پہونچتا ہی اور چونکہ زینب دو بیٹیان یعنے کلثوم و سکینہ اور ایک بھتیجا عمرو چھوڑکر مر گئی

اگر بیٹا باپ کی حیات مین مر گیا ہو تو پوتے اور دو نواسیون کا کیا حق ہوگا۔

[1] اس مقدمہ مین جو لفظ حجب نقصان استعمال کیا گیا ہی اس سے اس مقدمہ کے فتوی مین غلطی معلوم ہوتی ہی حجب نقصان سے یہ مراد ہی کہ وارث کا حق نسبت ایک حصہ کے خارج اور نسبت دوسرے حصہ کے جائز رکھا جائے اور یہ صورت صرف پانچ شخصون کی نسبت صادق آتی ہی یعنے شوہر یا زوجہ اور مان اور پوتی اور ہمشیر علاتی زوجہ کا حصہ درصورت نہونے اولاد کے ایک ربع ہی اور بحالت موجود ہونے اولاد کے اُسکو ایک ربع نہین ملسکتا بلکہ حصہ اُسکا صرف ایک ثمن ہوتا ہی لیکن اگر بیٹا یا پوتا باپ کے حین حیات مین مرجاوے تو اُسکا بیٹا وراثت مع حصہ پانے سے قطعی محجوب ہوتا ہی اور حصہ اُسکا صرف باستحقاق عصوبت باقی رہتا ہی اور زینب کا حصہ شرعاً نصف ہی اور نصف ثانی بیٹے یا پوتے کو عصبہ ہونے کی جہت سے پہونچتا ہی اور دوسری تقسیم کی رو سے کلثوم اور سکینہ کا حصہ دو ثلث ہی اور بقیہ ثلث بیٹے یا پوتے کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملیگا۔

لہذا نصف جائداد جو اُسکو وراثۃً پہونچی تھی تین حصون پر تقسیم ہولی چاہیے منجملہ اُنکے دو حصے کلثوم اور سکینہ کو ملنے چاہیین اور ایک حصہ عمرو کو چنانچہ اس ذریعہ سے عمرو کو اپنے دادا زید کے کل ترکے سے آخرکار دو ثلث پہونچینگے اور کلثوم اور سکینہ زید کی نواسیان اُسکے ترکے سے صرف ایک ثلث پانے کی مستحق ہین اور یہی طریق عمرو کے وارثون اور کلثوم اور سکینہ کے ورثا کی نسبت بھی صادق آتا ہے۔

مقدمہ ۲۸

س۔ مسمے شیخ احمد بابت کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ مسماۃ موتی جان متوفیہ اور بھی واسطے اُس قرضہ کے جو مسماۃ مذکورہ کا دو شخصون پر واجب تھا اس بیان سے دعویدار ہوا کہ میرے دادا نے کسی قدر آراضی متوفیہ کو اسکی اس شرط سے دی تھی کہ وہ عین حیات اپنے اُسکے منافع سے متمتع ہو اور بعد وفات کے وہ آراضی بدستور اصل واہب کی طرف عود کرے اور مسماۃ نے اپنی حیات مین تھوڑے عرصہ پیشتر مرنے سے ایک ہبہ نامہ میرے نام لکھدیا تھا اُسکی رو سے اُسنے آراضی مذکور مع اپنی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے میرے نام منتقل کردی تھی اور جو روپیہ تیرہ آنے جو مسماۃ کو دو شخصون کو بالصد سے پلنے تھے وہ بھی اُسنے میرے نام لکھدیے تھے علاوہ شیخ احمد کے چار شخص اور یعنے مان خان و سیان خان و جیون خان و چاند خان دعویدار ہین اور مان خان اُسکو اپنے ماموں کی بیبی بیان کرتا ہے

اور جیون خان اور چاند خان بیان کرتے ہین کہ وہ ہمارے دادا کے بھائی کی زوجہ تھی اور مسمیان شیخ احمد اور میان خان نے خاطر خواہ ثبوت اپنے بیانات کی تائید مین پیش کیا ہی ایسی صورت مین منجملہ دعویداروں کے کس شخص کو ترکہ متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت پہونچتا ہی۔

برادر شوہر کے پوتوں کا ذکر۔

ج۔ مسمیان شیخ احمد یا جیون خان یا چاند خان کو جائداد متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہونچتا لیکن شیخ احمد کا بیان ہبہ کے باب مین گواہوں سے بخوبی ثابت ہی اور ہبہ فی الحقیقت بصورت وصیت ہی کیونکہ گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہبہ قبل وفات متوفیہ کے بیماری کی حالت مین عمل مین آیا ہی اور جو ہبہ کہ قریب الموت ہونے کے وقت کیا جائے وہ بطور وصیت متصور ہوتا ہی چنانچہ شرح وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر ہبہ بالوصیت فی الواقع عمل مین آئے تو بھی نفاذ اُسکا واہب کی وفات تک ملتوی رہنا چاہیے اسلیے کہ تعمیل اُسکے شرائط کی واہب کی وفات پر منحصر ہی کیونکہ اگر ترکہ واہب کا واسطے ادائے کل قرضہ کے مکتفی ہو تو ہبہ باطل ہوگا اور اگر ترکہ پر کچھ قرضہ نہو تو ہبہ صرف بقدر ایک ثلث ترکہ کے نافذ ہوگا علاوہ اسکے معدن مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین ہبہ کرے تو نفاذ اُسکا اُسکے ترکہ کے صرف ایک ثلث کی نسبت ہونا چاہیے پس جو جائداد بعد ادائے مصارف تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ کے بچے منجملہ اُسکے ایک ثلث شیخ احمد کو بذریعہ وصیت ملنا چاہیے چنانچہ اس امر کی نسبت سراجیہ مین یہ لکھا ہی کہ متوفی کے ترکہ پر چار امور

ہبہ بالوصیت۔

لازم ہین اول اُسکی تکفین وتدفین لیکن ان مراسم کے مصارف مین نہ زیادتی ہونی چاہیے نہ کمی۔ دوم ادا کرنا اُسکے کُل قرضہٴ واجب کا جائداد مابقی سے۔ سوم تعمیل وصیت بقدر ثلث اُس جائداد کے جو بعد ادائے قرضہ کے بچے۔ چہارم تقسیم کرنا بقیہ جائداد کا اُسکے وارثون مین بموجب قرآن اور احادیث اور احکام علماکے۔

اول اُن شخصون کو حصہ پہونچتا ہی جنکے واسطے قرآن مین حصص خاص معین ہین بعدہ عصبات یعنے واسطہ دارون کو اور یہ وے شخص ہین جو بعد ذوی الفروض کے حصہ پاتے ہین اور بعد عصبات کے ایک خاص صورت مین رق معتق یعنے آزاد کیے ہوئے غلام کا ترکہ آقا و اُسکے وارثان ذکور کو جو عصبات مین داخل ہون پہونچتا ہی بعد ازان اُن شخصونکو جو اپنے حقوق کے مطابق نسباً حصہ پانے کے مستحق ہون اور اُنکے بعد واسطہ داران بعید کو پس مان خان وسیان خان واسطہ داران بعید سے ہین اور چونکہ عصبات یا ذوی الفروض موجود نہین ہین لہذا واسطہ داران بعید کو ورثہ پہونچتا ہی اور اس صورت مین بعد مصارف تجہیز وتدفین اور ادائے قرضہ متوفی اور تقسیم جائداد موصی بہ بقدر ایک ثلث ترکہ مابقی سے کے اُن دونون شخصون کو بموجب سراجیہ کے دو ثلث ملنے چاہیین۔ ؎۱

؎۱ اس صورت مین متوفی اور مامون کا بیٹا دونون مستحق ورثہ ہین یعنے پھوپھی کے بیٹے کو بسبب واسطہ پدری کے دو ثلث ملینگے

مقدمہ ۲۹

س — ایک شخص زید نامے کو کچھ جائداد اُسکے دادا سے وراثۃً ملی تھی بعد اُسکی وفات کے اُسکی زوجہ حمیدہ اُس جائداد پر قابض ہو گئی اور اپنی حین حیات مین اُسپر دخیل رہی لیکن یہ بخوبی واضح نہین ہو کہ دخل اُسکا کس استحقاق کے ذریعہ سے ہوا اور اب حمیدہ کا سوتیلا بھائی اور زید کی ہمشیر علاتی کا پوتا دعویدار ہین اس صورت مین منجملہ ان دو دعویداران کے جائداد کسکو ملنی چاہیے اور اگر دونون کو ملیگی تو کس حساب —

ج — ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جائداد متنازعہ موروثی تھی لیکن یہ تحقیق نہین ہو کہ حمیدہ کس استحقاق کے ذریعے سے اسپر قابض ہو گئی اور چونکہ وہ موروثی تھی لہذا ہونا اُسکا زید کی ملکیت سے ظاہر ہی اور بعد اُسکی وفات کے وہ اُسکے وارثون کو پہونچی ہو گی اور حمیدہ کے قبضہ سے استحقاق ملکیت اُسکا ہرگز ثابت نہین ہوتا اور سوال سے معلوم ہوتا ہو کہ زید کے وارث سوائے اُسکی زوجہ اور ہمشیر علاتی کے

ہمشیر علاتی کے پوتے اور زوجہ کے سوتیلے بھائی کا استحقاق

اور ماموں کے بیٹے کو بذریعہ واسطہ دوری کے ایک ثلث دیا جائیگا اگر ایک ہی درجہ کے دعویداران کی حالت مختلف سے ہون تو ایک وارث کا حق بمقابلہ دوسرے زائل نہین ہوتا لیکن اگر منجملہ دعویداران کے ایک شخص چچیرا بھائی اور دوسرا پھوپی زاد بھائی ہوتا تو پھوپی زاد بھائی حصہ پانے کا مستحق نہوتا ۔ دفعہ ۵۳ ۔ اصول ۱۱

پوتے کے اور کوئی نہین ہی لیکن حمیدہ اُسکی زوجہ علاوہ وارث ہونے کے
اُسکی قرضخواہ بھی ہی کیونکہ شرع کی روسے ادائے دین مہر نکاح کی صورت مین
واجب ہی حتی کہ عقد نکاح بغیر مہر کے درست نہین ہی پس اگر زید نے اپنی
حیات مین زوجہ کا دین مہر ادا کردیا یا وہ باوجود اپنی رضا و رغبت سے
دست بردار ہوگئی تو باوجود اسکے قابض ہونے کے جائداد چار
حصون پر تقسیم کیجائیگی منجملہ اُنکے حمیدہ زوجہ زید کو ایک حصہ فرضاً ملیگا
اور بعد اُسکی وفات کے وہی حصہ اُسکے سوتیلے بھائی کو پہونچیگا اور بقیہ
تین حصے زید کی ہمشیر علاتی کے پوتے کو ملینگے اور اگر زید بغیر
ادائے دین مہر زوجہ کے مرگیا ہو اور حمیدہ اس سے دست بردار
نہوئی ہو تو دین مذکورہ حمیدہ کے وارث یعنے اُسکے سوتیلے بھائی کو
قبل تقسیم ترکہ دینا چاہیے اور اگر بعد ادائے دین مہر کے کچھ جائداد
فاضل بچے تو اُسکے چار حصے کیے جائین اور وہ حسب سہام مفصلہ بالا
مستحقین مین تقسیم ہون اور اگر یہ ثابت ہو کہ حمیدہ جائداد شوہری پر باستحقاق
مالکانہ بعوض مہر کے قابض تھی تو ایسی حالت مین کل جائداد اُسکے
سوتیلے بھائی کو بذریعۂ وارث جائز ہونے اُسکے ملنی چاہیے
اور زید کی ہمشیر علاتی کا پوتا ارث سے محروم رہیگا لیکن سوال سے
حمیدہ کا اس طور پر قابض ہونا پایا نہین جاتا بلکہ یہ ثابت ہی کہ
وہ زید کی جائداد موروثی ہی پس اس سوال کا جواب
صحیح وہی ہی جو پہلے لکھا گیا اور جائداد موروثی سے

یہ مراد ہی کہ وہ جائداد زید کے دادا کی ملک سے تھی اور زید کو وراثۃً ملی تھی چنانچہ ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر مورث کا استحقاق کسی جائداد کی نسبت ثابت ہو تو بھی وہ جائداد عدالت کے حکم سے وارثون کو نہین ملسکتی تا وقتیکہ مورث کا وفات پانا اور وارثون کا مستحق ہونا ثابت نہ کیا جاے پس چونکہ اس مقدمہ مین یہ ثابت ہی کہ جائداد متنازعہ دادا کی تھی لہذا اُس سے متحقق ہی کہ بعد وفات دادا کے زید کو اسکی نسبت استحقاق ملکیت حاصل ہوا اور ہدایہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ دین مہر کا ادا کرنا شرعاً واجب ہی اور سراجیہ مین بھی لکھا ہی کہ متوفی کی کل بقیہ جائداد سے اُسکا قرضہ واجب الادا کرنا لازم ہی اور جو کچھ جائداد بعد ادائے قرضے کے بچے اُسمین سے ثلث وصیت کے نفاذ مین دیجاے اور بقیہ جائداد وارثون مین تقسیم کیجاے اور وارثون کی نسبت یہ لکھا ہی کہ باپ یا بھائیون کی اولاد کو ترکہ ملنا چاہیے اور بعد اُنکے واسطے واران نسبتی کا استحقاق سوجہ تصور کیا جاتا ہی مثلاً بمقابلہ برادر علاتی کے برادر حقیقی کو ترجیح ہی اور اگر ہمشیر حقیقی بحالت موجودگی دختر کے عصبات مین داخل ہو تو اُسکا استحقاق بمقابلہ برادر علاتی کے مرجح ہوگا اور بعد ازان ورثہ واسطہ داران بعد کو سہو پہنچیگا اور تیسرے قسم کے وارث وے ہین جو متوفی کے والدین کی اولاد سے ہون مثلاً بہن کی اولاد اور بھائی کی بیٹیان۔

مقدمہ ۳

س۔ اگر کابین نامہ جو ایک عورت بیوہ نے پیش کیا ہو ناجائز قرار دیا جاوے تو اُسکے شوہر کا بھائی جو اُسکا مخالف ہو از روے مسائل اہل سنت یا اہل تشیع کے اپنے بھائی کے ترکے پر وراثۃً قابض ہونے کا مستحق ہوگا یا نہیں اور جائداد اُسکی بموجب مسائل دونوں طریق کے اُسکے وارثوں مین کس طور پر تقسیم ہوگی۔

ج۔ از روے مسائل اہل سنت کے متوفی کا بھائی منجملہ اُسکے ترکے کے بعد دیے جانے حصص ذوی الفروض کے بذریعہ عصوبت ایک حصہ وراثۃً پانے کا مستحق ہوگا اور جس طور پر کہ تقسیم جائداد بلحاظ بیانات ہر فریق کے ہونی چاہیے اُسکی نسبت نو فہرست کے جواب ذیل مین مندرج ہین بموجب مسائل اہل تشیع کے بھائی کو بحالت موجودگی دختر کے برادر متوفی کے ترکہ سے ورثہ نہین پہونچتا بلکہ وہ اُسکی زوجہ اور دختر کو بالاشتراک پہونچیگا اور بسبب فرض کرنے اس امر کے تعین کرنا حصص ترکہ کا ضرور نہین ہے۔

استحقاق بھائی کا بموجب مسئلہ اہل سنت اور از روے مسئلہ اہل تشیع کے۔

۱۔ از روے شجرہ مدخلہ بیوہ کے اُسکے شوہر کا بھائی منجملہ ۱۶۲۰ سہام ترکہ متوفی کے ۲۸۰ سہام یعنے تخمیناً ترکہ مذکور کے پانچوین یا چھٹے حصے کا مستحق ہوا اور جو حساب کہ از روے شجرہ مدخلہ برادر شوہر متوفی کے کیا گیا بلحاظ اُسکے وہ مستحق پانے ۱۴۶ سہام منجملہ ۶۱۲ سہام کے یعنے تخمیناً ترکہ سے چوتھے یا پانچوین حصے کا مقصود ہوا۔

مقدمہ ۳۱

س ۔ ایک شخص صرف ایک بیٹی اور برادر علاتی چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین متوفی کے برادر زادہ کو اُسکے ترکہ کی نسبت وراثتہً کچھ حق پہونچتا ہی یا نہیں ۔

ج ۔ سوال سے واضح ہوتا ہی کہ متوفی نے ایک بیٹی اور برادر علاتی چھوڑ کر وفات پائی اور دونون دعویدار ترکہ ہین ایسی صورت مین متوفی کی جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے بیٹی کو نصف یعنے دو حصے فرضاً ملینگے اور نصف ثانی اُسکے برادر علاتی کو عصبہ ہونے کے سبب سے پہونچیگا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا قائم مقام ہوگا

دختر کا حق بمقابلہ برادر علاتی کے ۔

مقدمہ ۳۲

س ۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور نکاح کے وقت اسکو زیورات اور بیش قیمت چیزین دین اور اُسکے شوہر نے بھی بعد نکاح اُسکو کچھ زیور دیا ۔ وہ دختر بعد پیدا ہونے ایک پسر کے وفات پائی اور وہ بیٹا بھی مر گیا اب متوفیہ کا باپ بابت اُن کل زیورات اور چیزون کے دعویدار ہی

ا ازروے دفعہ ۱۶ کے دختر کو نصف جائداد ملنی چاہیے اور اس صورت مین صرف ایک وارث عصبات سے ہی اور اُسکو ترکہ کا نصف ثانی بغیر کسر کے پہونچتا ہی لہذا اس مقدمہ سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی دفعہ ۵۷ کی تمثیل حاصل ہوتی ہی

جو خود اُسنے اور متوفیہ کے شوہر نے اُسکو دین ایسی صورت مین متوفیہ کا باپ کل جائداد پانے کا مستحق ہی یا ایک جزو کا اور اگر وہ مستحق نہین ہی تو اشیا اور زیور شرعًا کسکو لنا چاہیے

ج — بعد ادا ے مصارف تجہیز و تکفین متوفیہ اور انصرام دیگر امور واجب کے اُسکی جائداد کو عام اس سے کہ وہ نکاح کے وقت حاصل ہوئی ہو یا اور طور پر بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اُسکے باپ دو حصے پانے کا مستحق ہوگا اور بقیہ دس سہام کے ملنے کا اُسکے شوہر کو پہونچتا ہی —

زوجہ متوفیہ کی خاص جائداد

مقدمہ ۲۲

س — ایک شخص ایک بھائی اور دو علاتی چچا اور ایک علاتی چچا کی دو بیٹیان چھوڑ کر مر گیا اور یہ شخص اُسکے ترکہ کے دعویدار ہین ایسی صورت مین منجملہ دعویدارون کے کون شخص ازروے فرائض ورثہ پانے کا مستحق ہی —

(۱) شوہر کو اسقدر زیادہ حصہ ملنے کی وجہ یہ ہی کہ وہ اپنے بیٹے کا وارث ہی اور اسیوجہ سے وہ مستحق ہوا ہی حسب قاعدہ دفعہ ۶۵ — زوجہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد بارہ حصونمین تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دفعہ ۴ ۔ کے بموجب باپ ایک سدس اور ازروے دفعہ ۱۵ کے شوہر ایک ربع پانے کا مستحق ہوگا اور چونکہ ان دونون کو حصص بغیر کسر کے یعنے ایک کو منجملہ ۱۲ کے ۲ اور دوسرے کو ۳ ملتے ہین اور بقیہ حصے بیٹے کے واسطے کہ وہی صرف وارث عصبہ ہی بچتے ہین لہذا اس صورت سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنے دفعہ ۵۷ کی تمثیل پائی جاتی ہی

ج — ماں ذوی الفروض سے ہی اور علاتی چچا عصبات میں داخل ہیں اور یہی شخص ترکہ متوفی کے وارث ہیں اور چچا کی بیٹیاں وراثت واسطہ داران بعید میں ہیں اور یہ لوگ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا وارث عصبہ کے ترکہ سے کچھ نہیں پا سکتے ہیں ۔

واسطہ داران بعید کا حق بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا عصبات کے ۔

مسئلہ ۲۴

س — ایک عورت کچھ جائداد جو اسکو اپنے شوہر سے بابت دین مہر ملی تھی چھوڑ کر مرگئی اور اب اُسکے ترکہ کی نسبت دو بہنیں اور ایک دختر اُس بیٹے کی جو متوفیہ کے حین حیات مرگیا دعویدار ہیں ایسی صورت میں جائداد مذکور اس شخص کو کس حساب سے پہونچیگی ۔

ج — جو جائداد کہ متوفیہ نے چھوڑی وہ بلالحاظ اس امر کے کہ دین مہر کی بابت حاصل ہوئی یا اور طور پر چار حصوں میں تقسیم ہونی چاہیے ۔

دونوں بہنوں کا حق بحالت موجود ہونے بیٹے کی دختر کے ۔

نمبر ۱ اصول وراثت کی دفعہ ۷۷ معائنہ کیجائے ۔

نمبر ۲ اس صورت میں ماں کا حصہ حسب دفعہ ۴۳ ایک ثلث ہوتا ہی اور بقیہ دو ثلث دونوں چچا کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملنے چاہییں اور ترکہ کے تین حصے بغیر کسر کے ہو جائینگے چنانچہ اس صورت سے اول قاعدۂ تقسیم یعنے دفعہ ۵۷ کی تعمیل لازم آتی ہی ۔

اور منجملہ اُنکے اُسکے بیٹے کی دختر نصف ۱؎ یعنے حساب کی رو سے
روپیہ مین آٹھ آنے کی مستحق ہوگی اور دونون بہنون کو بقیہ
نصف ۲؎ یعنے ہر واحد کو ایک ربع ۳؎ ملیگا۔

مقدمہ ۳۵

س۔ ایک عورت شوہر اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑکر مرگئی
ایسی صورت مین ان وارثون مین سے ہر وارث کو اُسکا ترکہ
کس حساب سے پہونچیگا۔

ج۔ ترکہ متوفیہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اُنکے
شوہر کو ایک حصہ یعنے ربع فرضاً ملیگا اور دختر کو دو حصے یعنی نصف
جائداد فرض کے رو سے ملنا چاہیے اور باقی ایک حصہ چچا کو بذریعہ
عصبہ ہونے کے ملیگا۔

دختر کا حق بحالت موجود ہونے شوہر اور چچا کے

مقدمہ ۳۶

س۔ مساۃ شہامت نے ایک بیٹی مساۃ زینب چھوڑکر وفات پائی
اور دختر بعد وفات اپنی ماں کے اُسکے کل ترکہ پر وراثۃً قابض ہوئی

۱؎ اصول وراثت دفعہ ۱۰۔

۲؎ اصول وراثت دفعہ ۲۵۔

۳؎ دفعہ ۷۵ مسائل تقسیم قاعدۂ اول۔

بعد ازان دختر بھی لاولد مرگئی ایسی صورت مین کل یا جزاس جائداد کا جو بیٹی کو ماں سے وراثةً ملی تھی اُسکے ماموں کو ملنا چاہیے یا کل جائداد اُسکے شوہر کی متصور ہوگی اور اگر ورثہ دونوں کو پہونچتا ہی تو ترکہ باہم اُنکے کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج۔ سوال سے واضح ہوتا ہی کہ مسماۃ شہامت ایک بھائی اور ایک دختر چھوڑکر مرگئی اور بیٹی صرف نصف ترکہ کی مستحق ہی اور نصف ثانی کی نسبت متوفیہ کے شوہر کو بوجہ اُسکے عصبہ ہونے کے استحقاق پہونچتا ہی

شوہر کا حق بحالت موجود ہونے ماموں کے۔

مقدمہ ۳۷

س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور چچا کا بیٹا اور دو ہمشیرہ زادہ اور ہمشیر کی تین بیٹیاں اور چچا کے چھ پوتے چھوڑکر مرگیا منجملہ اُنکے کن اشخاص کو متوفی کی جائداد پہونچیگی اور کس مقدار مین۔

ج۔ اول ادا ہونا متوفی کے مصارف تجہیز و تکفین اور اُسکے قرضہ کا لازم ہی اور بعد ازان اُسکے ترکہ سے ثلث کی نسبت وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے اور ان مراتب کے بعد ترکہ چار حصوں پر تقسیم کیا جاوے منجملہ اُسکے ایک حصہ بیوہ کو فرضاً ملیگا[1] اور باقی جائداد چچا کے بیٹے کو

چچا کے بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے بیوہ کے۔

[1] اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ معائنہ کیجائے۔

بوجہ عصبہ ہونے کے پہونچیگی اور چچا کے پوتے بسبب موجودگی اُنکے باپ کے ورثہ نہین پا سکتے اور بقیہ اشخاص واسطہ داران بعیدین داخل ہین [1] پس بلحاظ ان حالات کے چچا کے پوتے اور واسطہ دار ترکہ سے حصہ پانے کے مستحق نہین ہین - [2]

بہن کے بیٹے واسطہ داران بعیدین داخل ہین

مقدمہ ۳۸

س - ایک عورت ایک بھائی اور بہن چھوڑکر مرگئی اس صورت مین ترکہ اُسکا ان شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا -

ج - متوفیہ کا ترکہ تین حصون پر تقسیم ہونا چاہیے منجملہ انکے دو حصے بھائی کو ملینگے اور ایک حصہ بہن کو پہونچیگا - [3]

بھائی کا استحقاق بحالت موجود ہونے بہن کے

---

[1] اصول وراثت دفعہ ۵۴ -

[2] اس صورت سے بھی اول قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۵۷ کی تمثیل صادق آتی ہی یعنے درصورت ہونے اولاد کے بیوہ ایک ربع کی مستحق ہی اور ایسی صورت مین جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک حصہ فرضاً ملنا چاہیے اور بقیہ جائداد چچا کے بیٹے کو بغیر کسر کے پہونچتی ہی -

[3] اصول وراثت کی دفعہ ۲۲ - اور دفعہ ۵۷ یعنے تقسیم کا پہلا قاعدہ -

مقدمہ ۳۹

س۔ ایک شخص نے زوجہ اور بھائی چھوڑکر وفات پائی پس ترکہ اُسکا ان دونون مین کس قاعدہ سے تقسیم ہوگا اور ہر وارث کو کسقدر حصہ ملیگا۔

ج۔ متوفی کے ترکہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک حصہ فرضاً پہونچیگا اور بقیہ تین حصے بھائی کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملینگے[۱]

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے زوجہ کے۔

مقدمہ ۴۰

س۔ زید اور بکر دو بھائی تھے اُنکو جائداد پدری بحصص مساوی وراثۃً پہونچی بعد ازان زید ایک بیٹا عمرو چھوڑکر مرگیا اور اُسکے بعد عمرو نے بھی خالد ایک بیٹا چھوڑکر وفات پائی بعدہ بکر ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور پھر زوجہ بھی مرگئی ایسی صورت مین دونون بھائیون کا ترکہ اُنکے وارثان موجودہ مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

۱۔ پہلا قاعدہ تقسیم کا جو دفعہ ۵۷ مین درج ہی معائنہ کیا جائے اور وہ یہ صورت ہی کہ جسمین وارثون کو بغیر کسر کے حصہ پہونچتا ہی یعنے بموجب دفعہ ۴۴ اصول وراثت کے بیوہ کا حصہ درصورت نہونے اولاد کے ایک ربع ہی اور جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک حصہ زوجہ کو اور بقیہ ترکہ وارث عصبہ کو ملنا چاہیے

ج - کاغذات سے واضح ہوتا ہی کہ زید نے قبل بکر کے اور بکر نے قبل خالد کے وفات پائی ایسی صورت مین کل ترکہ زید کا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے عمرو کو پہونچیگا اور اُسکے بعد بیٹے خالد کو اور منجملہ ترکہ بکر کے ایک ثمن اُسکی زوجہ کو ملیگا اور دو ثلث اُسکی بیٹیون کو بابت اُنکے حصص کے پہونچینگے اور خالد عصبہ ہونے کی وجہ سے بقیہ جائداد پانے کا مستحق ہوگا مثلاً بکر کی جائداد ۲۴ حصون پر[1] تقسیم کیجائیگی منجملہ اُسکے زوجہ ایک ثمن یعنے تین حصے پانے کی مستحق ہوگی اور بیٹیون کو دو ثلث یعنے ۱۶ سہام ملینگے اور باقی پانچ حصے بھائی کے بیٹے یا پوتے کو پہونچینگے اور چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اُسکا حصہ اُسکی بیٹیون کو ملیگا۔

زوجہ کا حصہ بحالت موجود ہونے چار بیٹیون اور بھائی کے بیٹے کے۔

مقدمہ ۱۴

س - ایک عورت نے شوہر اور ایک پسر نابالغ اور مان اور بہن چھوڑکر وفات پائی اور بحالت موجود ہونے ان کل وعویدارون کے متوفیہ کی مان نے اپنے ۱۰۰ ادہر بابت حصہ دین مہر یافتنی اپنی دختر کے نالش دائر کی

---

[1] اگر حصہ دارون کے ایک فریق کا حصہ ایک ثمن ہو اور دوسرے کا دو ثلث جیسا اس صورت مین ہی یا ایک ثلث یا ایک سدس تو حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۶۶ کے جائداد کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے یہ مثال تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہی اور دفعہ ۷۵ کے مطابق اس صورت مین کل وارث اپنا اپنا حصہ بغیر کسی کمی کے پائینگے۔

ایسی صورت مین متوفیہ کی مان کو اُسکے شوہر پر دین مہر کا دعوی پہونچتا ہی یا نہین اور اگر پہونچتا ہی تو دین مہر سے کسقدر اور دیگر دعویدارون کو کس حساب سے ورثہ ملیگا۔

ج ۔ متوفیہ کی مان کو داماد پر منجملہ دین مہر یافتنی دختر کے اپنے حصے کی بابت نالش کرنے کا استحقاق حاصل ہی اور جو روپیہ مہر کی بابت واجب الادا ہی اُسکے بارہ حصے کیے جائین منجملہ بارہ حصون کے ایک ربع [1] یعنے تین حصہ شوہر کا حق ہی اور ایک سدس [2] یعنے دو حصہ مانکو پہونچتے ہین اور سات حصے پسر نابالغ کو لیکن ہمشیرہ [3] کو بسبب موجود ہونے بھائی [4] کے کچھ استحقاق نہین پہونچتا۔

بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے ماں اور شوہر کے

مقدمہ ۴۲

س ۔ ایک شخص دو زوجہ چھوڑکر مرگیا پہلی زوجہ سے ایک بیٹا تھا اور دوسری سے دو بیٹے تھے اور پہلی زوجہ کا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے

---

[1] اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ امعائنہ کیجاے۔

[2] اصول وراثت دفعہ ۳۷۔

[3] اصول وراثت دفعہ ۲۱۔

[4] مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۵ کا پہلا قاعدہ ۔ اگر ایک حصہ دار ربع کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو بموجب قاعدہ دفعہ ۶۵ کے ترکہ کو بارہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر اس تقسیم سے کل دعویدار ان جائز اپنا اپنا حصہ پاسکین تو عمل مزید کی ضرورت نہین ہی

چھوڑ کر مر گیا اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ اُسنے اپنی کل جائداد زوجہ کو
دین مہر کی عوض دیدی تو زوجہ کے بھائی کو بعد وفات زوجۂ مذکور اور
اُسکے دو بیٹون کے کل جائداد مذکور کی نسبت استحقاق وراثت پہونچتا ہی
یا نہین یا وہ مستحق صرف کسی قدر حصہ کا ہی اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ
پسر متوفی نے جائداد اپنی دین مہر کی عوض منتقل نہین کی بلکہ اُسکی زوجہ
اُسکے حصۂ واجب پر قابض تھی تو اُسکا بھائی بعد اُسکی وفات کے
حصہ پانے مستحق ہی یا نہین ۔

علاتی چچا کا استحقاق بمقابلہ ماموں کے

ج اگر کوئی شخص اپنی کل جائداد دین مہر کی بابت منتقل کرکے زوجہ
اور دو بیٹے چھوڑ کر وفات پائے اور بیٹے اپنی مان سے پہلے مرجائین اور
وہ ایک بھائی چھوڑ کر وفات پائے تو بھائی اُسکے کل ترکے پانے کا شرعاً
مجاز ہی لیکن اگر مان دونون بیٹون یا ایک بیٹے سے پہلے مر گئی ہو اور
دو بیٹے علاتی چچا یا چچیرے بھائی چھوڑ کر مرجائین تو ایسی صورتمین
علاتی چچا یا اُسکے بیٹے ازروے استحقاق عصوبت مستحق پانے ترکہ
متوفیان سے ہونگے اور ماموں کو جو واسطہ داران بعید سے ہی
مطلق کچھ نہین مل سکتا اور اگر متوفی نے اپنی جائداد زوجہ کے نام دین
مہر کی بابت منتقل نہین کی ہو بلکہ وہ حصہ شوہری پر جو بسبب موجود
ہونے بیٹون کے بقدر ایک ثمن کے ہی قابض رہکر عین
حیات بیٹون کے مر گئی ہو تو اُسکا حصہ بیٹون کو پہونچیگا اور اُنکے
بعد علاتی چچا یا اُسکے بیٹون کو ملیگا اور ماموں کچھ نہین پائیگا اور

اگر ایک بیٹا ماں اور بھائی ۱؎ چھوڑکر مرگیا ہو تو اُسکی جائداد کے
تین حصے کیے جائینگے اور منجملہ اُسکے ماں کو ایک حصہ ملیگا اور
بقیہ دو حصے اُسکے بھائی کو پہونچینگے اور اگر دوسرا بیٹا ماں اور
علاتی چچا یا اُس چچا کے بیٹے کو چھوڑکر فوت ہوا ہو تو اُسکا ترکہ
تین حصوں پر تقسیم ہوگا منجملہ اُسکے ایک حصہ ماں کو ملیگا اور باقی
دو حصے علاتی چچا یا اُسکے بیٹوں کو بذریعۂ استحقاق عصوبت ملینگے
اور اگر بعد ازاں ماں صرف ایک بھائی چھوڑکر مرجائے تو اُسکے کل ترکہ کا
بھائی مستحق ہوگا اور چونکہ یہ تحقیق نہیں ہی کہ منجملہ اُن شخصوں کے
کون شخص سب سے پیچھے مرا لہذا وراثت اُنکی بالانفراد مناسخت کی
روسے قائم نہیں ہوسکتی۔

۱؎ عدالت ضلع ہوگلی کے مفتی نے اپنے فتوے میں یہ لکھا کہ اگر
ماں اور بھائی دعویدار ہوں تو ترکہ کو چھہ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور
ماں ایسی حالت میں صرف ایک سدس کی مستحق ہوگی لیکن یہ راے ظاہرا
غلط ہی کیونکہ بجاے ایک بھائی کے چند بھائی ہوتے تو ماں البتہ صرف ایک
سدس کی مستحق ہوتی دفعات ۳ ۳ و ۴ ۳- یہ تمثیل تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہی
جو فقرہ ۵ میں درج ہی اور اس صورت میں ترکہ بغیر کسر کے تقسیم
ہوسکتا ہی۔

مقدمہ ۴۲

س — ایک شخص کسی قدر آراضی کا مالک بشمول اپنے نواسہ کے قابض تھا بعدہ وہ آراضی خود اُسکے نواسے مذکور کے نام حسب ضابطہ عطا ہوئی بعد ازان اُسکی بیٹی ایک دختر اور اُسکا شوہر اور اپنا شوہر اور ایک بیٹا یعنے وہ جسکا نام عطا مین داخل تھا چھوڑ کر مرگئی اور چند عرصہ بعد اُسکی وفات کے شخص مذکور بھی مرگیا اور نواسہ اُسکا جو کسی مقام بعید کی جانب گیا تھا مدت مدید سے مفقود الخبر ہی بعدہ شخص مذکور کی نواسی نے بھی ایک بیٹا اور ایک دختر اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی اور اُسکے بعد شخص مذکور کا داماد بھی ایک بیٹا دوسری زوجہ سے چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ بالا یعنی نواسی کے شوہر اور پسر اور دختر اور حقیقی نواسہ کے برادر علاتی کے کسکو اصل مالک متوفی کی آراضی کی نسبت شرعًا استحقاق پہونچتا ہی اور کس حساب سے۔

نواسہ اور نواسی کا استحقاق — ج — بنظر حالات سوال کے گو آراضی مذکور اصل مالک کو بشمول نام اپنے نواسہ کے بذریعہ عطا حاصل ہوئی لیکن صرف وہی اُسکا مالک متصور ہی کیونکہ شرعًا اشتراک نام قابل لحاظ نہین ہی بلکہ اصل مالکیت اگر دختر اصل مالک سے پہلے مرگئی تو وہ اُسکے ترکہ سے مطلق کچھ حصہ نہین پاسکتی اور اگر شخص مذکور ایک نواسہ اور ایک نواسی اور داماد اور نواسی کا شوہر چھوڑ کر مرگیا ہو تو اس صورت مین ترکہ اُسکا تین حصونمین تقسیم کیا جائیگا

منجملہ اُنکے نواسہ کو دو حصے ملینگے اور نواسی کو ایک اور داماد اور نواسی کا
شوہر حصہ پانے کے مستحق نہین ہین جو شخص مفقود الخبر ہوا اور اسکی مرگ
وزیست کا کچھ حال معلوم نہو اُسکا حق نسبت اسکی ذاتی جائداد کے
قائم اور نسبت اور شخصون کی جائداد کے ساقط متصور ہوتا ہے اور
ایسی صورت مین حاکم وقت کو کوئی شخص واسطے انصرام اُسکے
کاروائی کے مقرر کرنا چاہیے اور اُسکا حصہ ۹۰ برس تک قائم رکھا جاوے
اور جو اقربا اُسکے اُس مدت مین[1] فوت ہون وے اسکی
جائداد سے حصہ نہ پاوینگے اور اگر نواسی ایک بیٹا اور ایک
بیٹی اور شوہر چھوڑکر مرگئی ہو تو اُسکا ترکہ چار حصون پر منقسم ہوکر
اُسکے وارثون مین اسطرح سے تقسیم ہوگا کہ ایک حصہ اُسکے
شوہر کو ملیگا اور ایک اُسکی بیٹی کو اور دو حصے اُسکے پسر کو
اور اگر اصل مالک مذکور کے خاص اپنی جائداد چھوڑکر
فوت ہوا ہو تو وہ اُسکے بیٹے کو پہونچیگی[2] —

استحقاق بحالت
کا بحالت موجود
ہونے بہن کے —

---

[1] یہ مدت تاریخ ولادت مفقود الخبر سے محسوب ہوگی —

[2] قاعدہ اول مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۴۷ —

تصریح تعین حصص

زید

متوفی $\frac{12}{3}$

عمرو	جمیلہ	بکر
دختر کا پسر $\frac{8}{1}$ حصے	دختر کی دختر $\frac{4}{1}$ حصہ	جمیلہ کا شوہر
جمیلہ کا شوہر ایک حصہ	جمیلہ متوفیہ ۴	

فہمیدہ	خالد
جمیلہ کی دختر ایک حصہ	جمیلہ کا پسر ۲ حصے

میزان کُل

فہمیدہ	خالد	بکر	عمرو	
ایک حصہ	۲ حصہ	ایک حصہ	۸	۱۲ حصے

۱ اول مرتبہ زید کے ترکہ کو تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے کیون کہ عمرو اُسکا نواسہ اور جمیلہ نواسی حصہ پانے کے مستحق ہین اور نواسہ کا حصہ بہ نسبت نواسی کے دوچند ہو بعد وفات نواسی کے اُسکی جائداد چار حصون مین تقسیم کیجائیگی اور اُنمین سے اسکا شوہر ایک ربع پائیگا لیکن جب اُسکے ایک حصہ کو چار مین ضرب دیگی تو ضرور ہے کہ اور حصے

مقدمہ ۴۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بد رویہ ہونے کی وجہ سے نکال دیا اور عورت نے چار سال تک خاص اپنی محنت سے اوقات بسر کی بعد ازان شوہر اور بھائی کا بیٹا چھوڑ کر مرگئی اس صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کون شخص ازروے فرائض اُسکے ترکہ کا مستحق ہی -

ج - اگر شوہر نے افتراق کے وقت زوجہ کو طلاق دیا تو صرف اُسکے بھائی کا بیٹا شرعاً مستحق اُسکے ترکہ کا ہی لیکن اگر شوہر نے اُسے بغیر طلاق کے نکال دیا ہو تو وہ بدستور کی حفاظت مین تصور کیجایگی اور بعد اُسکی وفات کے شوہر اور اُسکے بھائی کا بیٹا ترکہ اُسکا بالاشتراک پاوینگے اور ہر واحد مستحق نصف حصہ کا ہوگا یعنے شوہر [1] فرضاً اور بھائی کا بیٹا عصبہ [2] ہونے کی وجہ سے -

افتراق بلاوقوع طلاق -

شوہر کا استحقاق بمقابلہ بھائی کے بیٹے کے

بھی اُسی عدد کے ساتھ ضرب دیے جائین مثلاً حصہ زید یہ ہی

۳ × ۴ = ۱۲ - اور حصہ عمرو کا یہ ہی ۲ × ۴ = ۸ -

[1] اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ -

[2] قاعدہ اول دفعہ ۷۵ تقسیم -

مقدمہ ۴۵

س - ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چھوڑکر مر گیا اور بعد اُسکی وفات کے اُسکی بیٹیون کا نکاح ہوگیا ایسی صورت مین اُن شخصون کا حصہ ترکہ متوفی سے کسقدر ہوگا۔

ج - متوفی کی جائداد پانچ حصون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اُنکے بیٹے کو ۲ حصے[1] اور بیٹیون کو تین حصے ملینگے یعنے ہر دختر[2] کو ایک حصہ پہونچیگا۔

استحقاق ایک پسر اور تین دختر کا

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت نے کچھ جائداد موروثی چھوڑکر وفات پائی اور اُسکے وارثون مین سے صرف ایک بیٹی اور بھائی کا بیٹا موجود ہین ایسی صورت مین ترکہ اسکا ان دونون شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج - اگر سوا ان دو وارثون کے جنکا ذکر سوال مین ہوا ہی متوفیہ کا اور کوئی وارث نہین ہی تو جائداد اُسکی ان دونون مین

استحقاق دختر کا بحالت موجود بھائی کے پسر کے۔

---

[1] اصول وراثت دفعہ ۳۔

[2] قاعدۂ اول دفعہ ۵ تقسیم

بالمناصفہ تقسیم ہوگی یعنے ایک نصف دختر کو فرضاً ما ۱ اور نصف ثانی اُسکے بھائی کے بیٹے کو عصبہ ۲ ہونیکی وجہ سے ملیگا۔

مقدمہ ۴۷

س۔ ایک زمیندار نے اپنی جائداد کے سولہ آنہ سے جو اُسکی کمسویہ خاص تھی چھ آنے اپنے عین حیات مین بیع کیے اور بقیہ دس آنہ اپنے وارثون یعنے چچاکے بیٹے اور ایک بہن کے واسطے چھوڑے ایسی صورت مین اُن شخصون کو از روے فرائض اُسکے ترکہ سے کسقدر حصہ پہونچیگا۔

ج۔ ترکہ متوفی کا جو بقدر دس آنے کے ہر اُسکے دونون وارثون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگا یعنے ہر واحد کو پانچ پانچ حصہ ملینگے ۳

بہن کا استحقاق۔ بحالت موجود ہونے چچاکے بیٹے کے

مقدمہ ۴۸

س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین اسکا ترکہ اُسکے وارثون مین کسطور پر تقسیم ہوگا۔

۱۔ اصول وراثت دفعہ ۱۶

۲۔ قاعدہ اول دفعہ ۵ تقسیم

۳۔ اصول وراثت دفعہ ۳۲ اور قاعدہ اول تقسیم دفعہ ۷۵

بیٹے کا استحقاق بحالت موجود ہونے زوجہ اور دو دختروں کے

ج — متوفی کا ترکہ ۳۲ حصون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک ثمن یعنے چار حصے ملینگے اور بیٹے کو ۱۴ — اور ہر دختر کو سات حصے پہونچینگے — ۱

۱ — یہ مثال تقسیم کے تیسرے قاعدہ مندرجہ دفعہ ۷ کی ہر اور یہ وہ صورت ہر کہ وارثون کے ایک فریق کے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے یعنی تعداد سہام اور تعداد رؤس مین نسبت متباین ہر یعنے مخرج اُنکا مشترک نہین ہر مثلاً از روے دفعہ ۱۴ — اصول وراثت کے زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہر ایسی حالت مین جائداد کو اول مرتبہ کم سے کم آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دینے حصۂ زوجہ یعنی ایک ثمن کے سات حصے باقی رہینگے اور علاوہ زوجہ کے چار دعویدار اور رہین اور چار دعویدار لکھنے کی وجہ یہ ہر کہ ایک پسر بمنزلہ دو دخترون کے شمار کیا جاتا ہر کیونکہ حصہ اُسکا دو چند ہوتا ہر پس اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حصہ دارون کی تعداد یعنی عدد ۴ — اور ۷ — باہم متوافق ہین یا غیر متوافق اور اُسکا طریق یہ ہر کہ عدد کثیر کو عدد قلیل سے دونون طرف اسطرح گھٹائین کہ مخرج اُنکا واحد قرار پاوے مثلاً ۴ = ۷ — ۳ — اور ۳ = ۴ — ۱ — پس قاعدہ یہ ہر کہ ۴ یعنی ان حصہ دارون کی تعداد کو جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین ملسکتا اصل تقسیم کے عدد یعنی ۸ کے ساتھ ضرب دیجاوے مثلاً ۴ × ۸ = ۳۲ ہماری نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہین گذرا جس سے تقسیم کے دوسرے قاعدہ کی تمثیل واضح ہو لیکن اُسکی ایک مثال صفحہ ۲۱۷ — مین درج ہر —

صفحہ ۲۱۷

مقدمہ ۴۹

س۔ ایک شخص دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا اس صورت مین اُسکا ترکہ اُسکے وارثون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج۔ متوفی کا ترکہ سولہ حصون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اُنکے زوجہ کو دو حصے ملینگے اور بیٹے کو سات حصے [1]

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجودگی زوجہ کے۔

مقدمہ ۵۰

س ا۔ ایک شخص نے اپنی دختر کے نکاح کرنے کے بعد چاہا کہ اگر وہ منجملہ اُسکی جائداد کے اپنے حصہ سے حسب قاعدہ دست بردار

---

[1] اس صورت سے تیسرے قاعدۂ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۷ کی بہت سہل تمثیل پائی جاتی ہی چونکہ متوفی کی اولاد بھی ہی لہذا اُسکی زوجہ کا حصہ از روے اصول وراثت دفعہ ۴۱۔ ایک ثمن ہی پس جائداد کو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ وہ عدد اقل ہی جس سے زوجہ کا حصہ مستخرج ہوسکتا ہی اور بعد دینے اُسکے ثمن کے ۷ حصے دو بیٹونکے باقی رہتے ہین مگر ظاہر ہی کہ یہ سات حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے لیکن اگر حصہ دارون کے عدد یعنی ۲ کو ۳ مین ضرب دیجائے تو حاصل ضرب مساوی ہی ۱ اور ان دو عددون مین نسبت متبائن ہی ایسی حالت مین حسب قاعدۂ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۷ کے اصل تقسیم کے عدد کو اُن حصہ دارون کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے مثلاً ۸×۲=۱۶

ہوجائے تو اُسکی بیٹیون کی وجہ معاش مقرر کردیجائے مگر بیٹی نے اس امر کو منظور نہین کیا اس وجہ سے شخص مذکور اسقدر ناراض ہوا کہ اسکو عاق کردیا یہ فعل شخص مذکور کا جائز ہی یا نہین۔

عاق کرنا باپ کا دختر کو۔

ج ۱ – سوال مین جو لفظ جائز مذکور ہوا ہی اُس سے احتمال ہوتا ہی کہ سوال کا مقصود یہ ہی کہ عاق کرنا باپ کا بیٹی کو شرعاً مانع اسکی وراثت کا ہوسکتا ہی یا نہین لیکن موانع وراثت صرف چار ہین اول قتل کرنا وارث کا مورث کو دوم اختلاف مذہب سوم اختلاف دار چہارم رقیت – بس اگر باپ نے دختر کو نزاع خانگی کی جہت سے عاق کردیا تو یہ امر شرعاً مانع وراثت ایسی دختر کا جو صحیح النسب ہو یا جسکا اپنی صلب سے ہونا باپ نے تسلیم کیا ہو نہین ہوسکتا۔

س ۲ – ایک عورت شوہر اور دختر صغیر سن اور دو بھائی چھوڑکر مرگئی ایسی صورت مین شوہر اُسکے کُل ترکہ پانے کا مستحق ہی یا کسقدر جزو کا

دختر کا حق بحالت وجود ہونے باپ اور بھائیان کے۔

ج ۲ – بلحاظ ان حالات کے عورت کا چہارم حصہ ۱ اسکے شوہر کو پہونچیگا اور نصف ۲ اُسکی دختر صغیر سن اور باقی اُسکے بھائیون کو ۳

---

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۵۔

۲ ایضاً دفعہ ۱۶۔

۳ اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۰ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہی جس صورت مین

مقدمہ ۵۱

س — ایک شخص زوجہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر گیا
اس صورت مین ترکہ اُسکا کتنے حصون مین تقسیم ہوگا اور اُنکو کس حساب ملیگا —

ج — ترکہ متوفی کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو
ایک ثمن یعنے تین حصے اور پسر کو ۱۴ یعنی بہ نسبت دختر کے دوچند ملینگے
اور دختر بقیہ ۷ حصے پانے کی مستحق ہوگی —

پسر کا استحقاق بحالت موجود ہونے دختر اور زوجہ کے۔

کہ ایک وارث نصف اور دوسرا ربع کا مستحق ہو تو بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۵۷
اصول وراثت کے ترکہ کو پہلے چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد ملنے شوہر کے
چہارم یعنے ایک حصہ اور دختر کے نصف یعنی دو حصون کے صرف ایک حصہ دو
بھائیون کے واسطے باقی رہتا ہے اور وہ انمین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا لیکن چونکہ عدد ایک
اور عدد ۲ مین نسبت متباین ہے لہذا پہلی تقسیم کے عدد کو ان وارثون کی کل تعداد کے ساتھ
ضرب دینی چاہیے جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین ملسکتا مثلاً ۴ × ۲ = ۸ —
ہے اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷۰ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور
اگر ترکہ اقل مرتبہ آٹھ حصون پر تقسیم کیا جائے تو زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہو لیکن
زوجہ کو ایک ثمن دیئے جانے کے بعد ۷ حصے واسطے بقیہ حصہ دارونکے
بچینگے اور باقی حصہ دارون کی تعداد کو تین شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کا
حصہ بہ نسبت عورت کے حصہ کے دوچند ہوتا ہے اور بقیہ ۷ حصے

مقدمہ ۵۲

س - ایک شخص زوجہ اور دو بیٹے اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین اُسکا ترکہ اُسکے وارثون مین کس قاعدہ اور حساب سے تقسیم ہوگا

ج - متوفی کا ترکہ چالیس حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک ثمن یعنے پانچ حصے ملینگے اور ہر پسر کو چودہ حصے اور دختر کو سات پہونچینگے ۔

استحقاق دو بیٹوں کا بحالت موجود ہونے ایک دختر کے ۔

وارثون مین بحساب دوچند حصہ پسر کے بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے پس یہ دیکھنا چاہیے کہ حصص باقی اور حصہ دارون کی تعداد مین کیا نسبت ہی چنانچہ نسبت مذکور متبائن پائی جاتی ہی مثلاً ۲ × ۲ - ۷ - ۱ - اور اس صورت مین حصہ دارون کی تعداد کو پہلی تقسیم کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے تاکہ سہام مطلوبہ کی تعداد معلوم ہوجائے ۲ × ۸ = ۴۰ اس صورت سے بھی مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہی اور واضح ہو کہ اس صورت خاص مین پانچ حصہ دار ہین کیونکہ ہر بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہی بعد منہائی ایک ثمن یعنے حصہ زوجہ کے سات حصے پانچ حصہ دارون کے واسطے بچتے ہین لیکن تقسیم اُنکی حصہ داران مذکورین بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اور پانچ یعنی حصہ دارون کا عدد مساوی ہی ۷ یعنے بمد سہام نفی ۲ کے اور ۲ × ۲ = ۵ - ۱ - اور اس صورت مین نسبت متبائن پائی جاتی ہی ۔

مقدمہ ۵۳

س - ایک شخص جو کسی قدر جائداد غیر منقولہ پر قابض تھا دو زوجہ اور ایک برادر زادہ چھوڑ کر لاولد مرگیا اور بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری نے شوہر متوفی کے برادرزادہ کی حیات مین جائداد منقولہ متروکہ متوفی بیع کیا ایسی صورت مین بیع مذکور شرعاً جائز ہی یا نہین اور اگر ناجائز ہی تو متوفی کے برادرزادہ اور زوجہ ثانیہ کا حصہ کسقدر ہی -

ج - بعد وفات شخص لاولد کے اول ادا کرنا اُسکے اخراجات ضروری کا لازم ہی بعد ازان اُسکے ترکہ کو اُسکی دو زوجہ اور برادرزادہ مین بموجب حصص معینہ تقسیم کرنا چاہیے یعنے جائداد غیر منقولہ آٹھ حصوں پر تقسیم کیجاوے منجملہ اُنکے دونون زوجہ کو ۱/۴ ایک ربع یعنے دو حصے ملینگے اور بقیہ چھہ حصے برادرزادہ کو بوجہ اُسکے عصبہ ہونے سے پہونچینگے جو بیع کہ زوجہ ثانیہ کی جانب سے بعد وفات پہلی زوجہ کے عمل مین آیا وہ صرف اُسکے حصہ ذاتی کی نسبت جائز ہی نہ بابت اُن چھہ حصص سے جنکا مستحق اور مالک برادرزادہ ہی اور اگر پہلی زوجہ نے حصہ اپنا بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل نہین کیا ور تہ اُسنے

استحقاق برادرزادہ کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ کے -

ہس از روے قاعدہ کے حصہ وارثون کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو کہ ۸ ہیں

ملا اصول وراثت دفعہ ۱۴ -

کوئی وارث جائز چھوڑا ہو تو اُسکا حصہ بعد اُسکی وفات کے داخل بیت المال ہو۔[1]

مقدمہ ۵۴

س۔ ایک شخص نے دو بیٹیان اور ایک پوتا اور ایک پوتی چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اُسکا کتنے حصون مین تقسیم کیا جائیگا اور وارثان مذکور از روے فرائض کس حساب سے حصے پائینگے۔

ج۔ بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلے متوفی کی تجہیز و تکفین کے مصارف بقدر مناسب اور قرضہ کا ادا کرنا اور جائداد موصی بہ کا بقدر ثلث ترکہ کے دینا واجب ہی بعد ازان بقیہ جائداد کو ۹ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُسکے دخترونکو دو ثلث

استحقاق بیٹیونکا بحالت موجود ہونے ایک پوتے اور ایک پوتی کے۔

[1] اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ ہ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہی اور بنظر اُسکے کہ ہر دو زوجہ کو ایک ربع یعنے اپنا حصہ واجب ملکے ترکہ کو ابتدائً چار حصون پر تقسیم کرنا لازم تھا لیکن عدد ایک یعنے عدد تقسیم کا چہارم دونون زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور اُنکی تعداد اور اُنکے حصہ کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاتی ہی مثلاً ۔ ۱ ـ ۲ ـ ۱ ـ

اس صورت مین بموجب قاعدہ کے اصل عدد تقسیم کو اُن وارثون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا ۴×۲=۸

ا؎ یعنے ہر واحد کو تین حصے ملینگے اور پوتے کو بوجہ عصبہ ہونے کے دو حصے پہونچینگے اور پوتی کو ایک حصہ ملیگا۔ ۲؎

مقدمہ ۵۵

س۔ ایک شخص نے بہ تحریر دستاویز اپنے برادر زادے کو اپنا قائم مقام ملکیت قرار دیا یہ دستاویز شرعاً برادرزادہ کی نسبت قابل نفاذ ہی یا نہین اور اگر برادرزادہ بذریعہ دستاویز مذکور متوفی کے کل ترکہ کا استحقاق نہین رکھتا تو ترکہ مذکور دعویداروں مین کس حساب سے تقسیم ہوگا اور واضح ہو کہ دعویداروں مین ماں اور تین ہمشیر اور ایک بھائی کہ وہ اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہی اور ایک زوجہ اور خسر داخل ہین۔

ا؎ اصول وراثت دفعہ ۱۷۔

۲؎ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۷۔ چونکہ اس صورت خاص مین حصۂ جائز بقدر دو ثلث کے ہی لہذا اجائداد ابتداءً تین حصوں مین تقسیم ہونی چاہیے تھی لیکن بعد ملنے دو ثلث یعنے دو حصے دختروں کے صرف ایک حصہ واسطے تقسیم دیگر دعویداروں کے باقی رہتا ہی اور ان دونوں دعویداروں کو شمار مین تین تصور کرنا چاہیے کیونکہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہی لیکن عدد ایک یعنے حصہ باقی اور عدد ۳ یعنے دعویداروں کی تعداد مین نسبت متباین ہی پس اصل تقسیم کے عدد کو دعویداران مذکور کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳×۳ = ۹ ۔

ج - شرنامہ دستاویز مذکور ناجائز ہی اور اُسکے ذریعہ سے برادر زادے کو استحقاق وراثت حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ دستاویز مذکور کے ذریعہ سے اصل مالک کی جائداد کا قائم مقام قرار پایا ہی یعنے اُسمین بالعموم یہ لکھا ہی کہ مالک کل جائداد بعد اُسکی وفات کے برادر زادہ کو پہونچیگی ایسی تحریر کی نسبت کسی قسم کے معاہدہ جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا اور بدین وجہ ایسی دستاویز سے حق مالکیت بطور جائز قائم نہین ہوسکتا اور متوفی کے وارث اُسکی مان اور بھائی اور تین ہمشیر اور اُسکی زوجہ ہین اور اُسکا غیر ورثہ نہین پاسکتا پس اُسکے ترکہ کو حسب تصریح ذیل تقسیم کرنا چاہیے یعنے بعد اداے اُسکے قرضہ واجب کے اُسکی باقی جائداد ساٹھ حصوں مین تقسیم کیجائے منجملہ اُسکے پندرہ حصے یعنے ایک ربع [1] زوجہ کو پہونچیگا اور دس حصے یعنے سدس [2] مان کو اور چودہ حصے بھائی کو اور بقیہ اکیس سہام اُسکی تین ہمشیر کو یعنے ہر واحد کو سات [3] اور اُسکی زوجہ کا حصہ بعد اُسکے مرجانے کے اُسکے باپ یا اُسکے اور وارثان جائز کو پہونچیگا [4]

اگر مالک جائداد کسی شخص کے نام دستاویز اس غرض سے لکھدے کہ شخص مذکور اُسکی وفات کے اُسکی جائداد کا مستحق ہوگا تو ایسی دستاویز باطل کالعدم ہی استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی ماں و بھائی اور تین ہمشیر کے -

---

[1] اصول وراثت دفعہ ۴۱-

[2] دفعہ ۲۳-

[3] دفعہ ۲۲

[4] قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ - اگر ایک شخص ثمن اور دوسرا سدس کا مستحق ہو تو ازروے دفعہ ۶۵ - اصول وراثت کے ترکہ کو ابتدائی

مقدمہ ۵۶

س — ایک شخص کو کچھ جائداد آراضی بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوئی تھی
اور وہ اوسپر قابض تھا اور قریب آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ وہ ایک زوجہ اور چار
دختر اور ایک بھائی اور دو بہن چھوڑکر مرگیا اور اُسکے بھائی نے بھی چار بیٹے
چھوڑکر وفات پائی اور اُسکی ایک بہن بھی ایک دختر چھوڑکر مرگئی اور زوجہ نے
اُسکے ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بیع کے منتقل کیا ایسا بیع جائز ہی یا نہیں ہے اور
دعویداران جائداد جو برادر متوفی اور ہمشیر متوفیہ کے قائم مقام ہین جائداد سے
کسی قدر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہیں اور اگر ہین تو اونکو بذریعہ قائم مقامی
اپنے مورثون کے کس حساب سے حصے ملینگے —

ترکہ شوہری کا بیع منجانب زوجہ کے بحالت معترض ہونے اور عویداران جائز ہے۔

ج — ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شخص متوفی کی زوجہ اُسکے زمانہ وفات سے
اُسکے ترکہ پر قابض ہی اور اُسنے ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بیع کے منتقل کیا
اور دعویداران نے استحقاق وراثت اپنا اُسکے ترکہ کی نسبت پیش کیا اور وہ تسلیم کرتے نہین

بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُسکے بعد دینے ایک ربع یعنے تین سہام زوجہ اور
اور ایک سدس یعنے دو حصے مان کے سات حصے بقیہ دعویدارن کے واسطے بچتے ہین
اور اُن باقی دعویدارون کی تعداد کو پانچ شمار کرنا چاہیے لیکن پانچ اور سات مین
نسبت متباین ہی پس اصل تقسیم کے عدد کو اُن دعویدارن کی تعداد کے ساتھ
ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا مثلاً ۱۲ × ۵ = ۶۰ —

کہ قابضہ جائداد متوفی کی زوجہ منکوحہ ہی اور واضح ہو کہ حسب رواج اس علاقہ

یعنی بردوان کے دین مہر کا تعین ۵۰۰ روپیہ سے کم مقدار پر نہیں ہوا اور

بسبب قلیل المقدار ہونے ترکہ کے وصول ہونا ساڑھے چھ روپیہ کا اس سے

قابل یقین نہیں ہی اور دعوی وراثت کا تا ادا ہونے مہر کے تسلیم نہیں ہو سکتا

اور اگر دین مذکور ادا ہو گیا ہو تو اصل مالک متوفی کا ترکہ اسکے وارثان قریب مین

اس طور سے تقسیم ہونا چاہیے کہ اسکے ۹۶ حصے کیے جائیں منجملہ اسکے

زوجہ کو ایک ثمن [1] یعنی بارہ حصے پہونچینگے اور دخترونکو دو ثلث [2] یعنی ۶۴

سہام اور بھائی کو ۱۰ سہام اور ہر ہمشیر کو ۵ [3] اور ان شخصونکے قائم مقام بھی اتفاق چار ہمشیر کو

اس حساب سے حصہ پائینگے اور بیع جو زوجہ کی جانب سے عمل میں آئی ہی اسکی بحالت موجود ہونے

نسبت واضح ہو کہ وہ فرضاً حصہ دار اور بھی دائن جائداد ہی اور اگر مشتری کو ایک بھائی اور

بیع کی نسبت کچھ عذر ہو تو بیع مذکور نسبت اسقدر جائداد کے جو زوجہ کو دو بہن اور ایک

وراثۃً حاصل ہوئی ہی جائز متصور ہو کر نافذ سمجھا جائیگا۔ [4] زوجہ کے

---

[1] اصول وراثت دفعہ ۱۴۔

[2] ایضاً۔

[3] دفعہ ۱۷۔

[4] قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ – چونکہ اس صورت میں ایک شخص کا حصہ ایک ثمن اور دوسرے کا دو ثلث ہی لہذا ترکہ کو بموجب قاعدہ ۶۶ – اصول وراثت کے پہلے ۲۴ – حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے زوجہ کے ایک ثمن یعنے تین حصوں کے ۲۱ حصے چار دختروں کے واسطے

استحقاق تین بیٹونکا بحالت موجودگی دو دختر اور ایک زوجہ کے

مقدمہ ۵۷

س — ایک شخص جو کسی قدر جائداد کا مالک تھا اُسکے ترکہ کی نسبت نزاع وراثت درپیش ہی اور اُسکے چار بیٹے تھے اور دو دختر تھین ایک بیٹا اُسکی حیات مین ایک پسر چھوڑکر مرگیا اور بعد ازان مالک مذکور نے بھی ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو دختر اور ایک پوتا جسکا ذکر اوپر ہوا ہی چھوڑکر وفات پائی اس صورت مین ترکہ ایسے شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج — ترکہ کو ۹۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ہر پسر کو ۱۴ حصے اور ہر دختر کو ۷ ¹ ملینگے اور زوجہ کو ایک ثمن ² یعنی آٹھ حصے پائیگی اور پوتا جسکا باپ اپنے باپ کے حین حیات مرگیا محجوب الارث ³ ہوگا۔

باقی رہتے ہین اور ظاہر کہ تقسیم اُنکی دختران مذکور مین بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور باہم وارثان مذکور اور اُنکے سہام معینہ کے نسبت متباین پائی جاتی ہی مثلاً ۴×۵ = ۲۱-۱- بموجب قاعدہ کے اس صورت مین اصل تقسیم کے عدد کو ان وارثون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر تقسیم نہین ہو سکتا مثلاً ۲۴×۴=۹۶

¹ اصول وراثت دفعہ ۳ —

² دفعہ ۱۴ —

³ قاعدہ وراثت مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ — زوجہ کو ایک ثمن ملنے کی نظر سے ترکہ کو ابتداءً آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے — آور ہ

مقدمہ ۵۸

س — ایک شخص متوفی کے ایک زوجہ اور ماں اور دو بیٹے وارث ہیں اس صورت میں ترکہ اُسکا ایکن کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج — اس صورت میں ترکہ متوفی کو از روے فرائض ۴۸ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُسکے زوجہ کو ۶- اور ماں کو ۸ حصے ملینگے اور بقیہ جائداد کی نسبت بیٹے مستحق ہونگے ۔ ۱

استحقاق دو بیٹوں کا بحالت موجودگی ماں اور زوجہ کے۔

چنانچہ تفصیل اُنکے حصص کی ذیل میں لکھی جاتی ہی

ماں	زوجہ	پسر	پسر ثانی	میزان کل
۸	۶	۱۷	۱۷	۴۸

بعد دیے جانے اسکے حصہ کے صرف ۷ حصے بقیہ وارثوں کے واسطے رہتے ہیں اور گو وارثان مذکور تعداد میں صرف پانچ ہیں لیکن اُنکو ۸ شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کو بہ نسبت عورت کے دو چند حصہ ملتا ہی لیکن عدد ۱۷ اور عدد ۸ میں باہم نسبت متباین ہی پس اصل تقسیم کے عدد کو اُن وارثوں کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو بغیر حصہ نہیں ایکے مثلاً ۴۸ ۸۸۸

۱ چونکہ اس صورت میں بیٹے موجود ہیں لہذا اُنکی ماں کا حصہ ایک ثمن ہی اور متوفی کی ماں ایک سدس یا سدس کی مستحق ہی لیکن قاعدہ یہ ہی کہ جب منجملہ حصہ داروں کے ایک شخص ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا سدس یا دو ثلث کا تو ترکہ ۲۴ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے لیکن ۲۴ کا آٹھواں حصہ ۳ اور چھٹا حصہ ۴ ہی پس بعد منہا ہونے ۷ سہام بابت حصص زوجہ اور ماں کے ۱۷ سہام

مقدمہ ۵۹

س — ایک شخص نے دو بیٹے اور دو دختر اور ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اراضی اُن شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے —

مطالبات جد ترکہ پر مقدم ہین —

ج — مالک کی وفات کے بعد اسکی جائداد سے گو وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اول ادا کرنا اُسکے اخراجات تجہیز وتکفین اور پھر قرضہ واجب الادا اور ان بعد بقیہ جائداد سے وصیت کا نفاذ بقدر ثلث ہونا چاہیے اور چونکہ اس صورت مین اولاد موجود ہی لہذا زوجہ کو ایک ثمن ۱ ملیگا اور جو جائداد بعد منہا ہونے اُسکے حصہ کے بچے اُسکو اُسکے دو بیٹون اور دو دختر کے مابین تقسیم کرنا چاہیے اور لحاظ رہے کہ پسر کا حصہ بہ نسبت دختر کے دو چند ۲ ہوگا ۳

ن
دو بیٹون کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن تقسیم اُنکی بغیر کسر کے ممکن نہین ہی ایسی حالت مین ارثون
اور سہام کی تعداد مین نسبت دریافت کرنی چاہیے ۲ × ۸ = ۱۶ ۔ اچونکہ ان عددون مین نسبت متباین
ہی لہذا اصل تقسیم کے عدد کو تعداد وارثون کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۲ = ۴۸ —

۱ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ —

۲ اصول وراثت دفعہ نمبر ۱ —

۳ دفعہ ۳ —

۴ اس صورت سے تیسرے قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کی مثال پائی جاتی ہی اور اس صورت خاص

مقدمہ ۶۰

س ـ عبدالرشید نامے ایک شخص زوجہ اور ایک بیٹی اور دو حقیقی چچا جو اُس مقدمہ مین مدعی ہین چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ کس طور سے تقسیم ہوگا ـ

ج ـ زوجہ کو ایک ثمن اور دختر کو کل کا ایک نصف ملیگا اور بقیہ جائداد دونون مدعیون مین ۱/۲ بالمناصفہ تقسیم ہوگی ـ

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے صرف ایک دختر اور دو چچا کے

مقدمہ ۶۱

س ـ ایک شخص نے اپنے بھائی کے چار بیٹے اور ایک زوجہ اور ایک ہمشیر حقیقی اور ایک چچا کا بیٹا چھوڑ کر وفات پائی اور منجملہ ان شخصون کے ایک شخص متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہوگیا تھا اور اُسپر ۲۵ برس تک بلا شرکت غیرے دخیل رہا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ شرعاً کل وارثون کو پہونچیگا یا نہین اور اگر سب پہونچیگا تو وہ کس طور سے تقسیم کیا جائیگا ـ

ترکہ کو ۲۸ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو ۷ ـ اور ہر برادر زادہ کو ۱۴ ـ اور ہر دختر کو ۷ حصے ملینگے ـ

۱۸ ـ مثلاً ترکہ کے ۱۶ حصے کیے جائینگے اور منجملہ اُنکے دختر کو ۸ ـ اور زوجہ کو ۲ اور ہر چچا کو ۳ ـ حصے ملینگے ـ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷ ـ

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے زوجہ اور بھائی کے چار بیٹون کے۔

ج۔ اگر قبضہ بغیر استحقاق کے حاصل ہوا تو بنظر حالات مندرجہ سوال ایسا دخل شرعاً مانع دعوی وراثت نہین ہوسکتا اور بعد ادا ہونے اُن مصارف کے جو تقسیم وراثت پر مقدم ہین ترکہ کے ۱۶ حصے کیے جائینگے منجملہ اُسکے بہن کو ۸ - اور زوجہ کو ۴ حصے پہونچینگے اور بقیہ جائداد اُسکے بھائی کے بیٹون کو ملیگی یعنی ہر واحد ایک حصہ پائیگا اور چچا کا بیٹا کچھ نہین پا سکتا [1]

مقدمہ ۶۳

س۔ اس مقدمہ کی صورت یہ ہے کہ زوجہ کو شوہر سے نکاح کے وقت کابین نامہ حاصل ہوا اور شوہر زوجہ کی حیات مین دو بیٹے چھوڑکر مرگیا بعد ازان اُسکے چھوٹے بیٹے نے وفات اور واضح ہو کہ شوہر اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ متنازعہ پر بلا شرکت غیرے قابض رہا اور اُسنے منجملہ دو پسران مذکور الصدر کے ایک پسر اور مان اور چار دختر کنیز چھوڑکر وفات پائی اور بیان یہ ہے کہ ایک کنیز کا نکاح متوفی سے ہوگیا تھا چنانچہ جو بیٹا اُسکے بطن سے ہوا وہ بھی اُسکی وفات کے وقت موجود تھا بعدہ اُسکی مان نے وفات پائی پس سوال یہ ہے کہ متوفی کا ترکہ کن شخصون کو ملیگا اور کس طور پر شرعاً تقسیم ہوگا اور اگر مان بھی اُسکے ترکہ کی مستحق تھی تو اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ کسکو ملنا چاہیے اور اگر اس سوال کے جواب مین دربارۂ جواز

[1] قاعدہ ۔ ۲ مسئلہ تقسیم

اور عدم جواز نکاح کنیز کے بحث واقع ہو تو مناسب ہی کہ جواب مین دونون
صورتین قائم کیجائین اور توضیح اس امر کی وجہ ثبوت پر منحصر کیجائے۔

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے اولاد کے

ج۔ چونکہ اس صورت مین زوجہ نے دو بیٹے اور شوہر چھوڑکر وفات پائی
لہذا ترکہ یعنی دین مہر یا فتنی اُسکا آٹھ حصو نمین تقسیم ہونا چاہیے منجملہ اُن حصون کے
اُسکے ہر بیٹے کو تین حصے ملینگے اور شوہر کو دو حصے یعنی ربع [1]

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے اولاد کے۔

بعد مرجانے اُسکے چھوٹے بیٹے کے اُسکے تین حصے باپ [2] کو پہونچینگے
پس منجملہ آٹھ حصص دین یافتنی زوجہ کے پانچ حصے شوہر کو ملینگے اور دعوی
جو اُنکی بابت پیش ہوا ہی ساقط ہونا چاہیے اور بقیہ تین حصون کی نسبت
صرف اُسکا بڑا بیٹا استحقاق رکھتا ہی اور چونکہ شوہر ایک بڑا بیٹا اور ایک
بیٹا جاریہ کے بطن سے اور ماں اور ایک جاریہ چھوڑکر مرگیا اور وہ معتقہ اور
منکوحہ ہونا اپنا بیان کرتی ہی پس درصورت صحیح وجائز ہونے نکاح کے
شوہر کا ترکہ ۴۸ حصون پر تقسیم ہوگا اور منجملہ اُنکے ہر بیٹے کو ۱۷ حصے ملینگے
اور ماں کو ۸ یعنے ایک سدس ملیگا اور جاریہ منکوحہ ایک ثمن یعنے چھ
حصے پائیگی اور اگر نکاح صحیح وجائز قرار نہ پائے تو ترکہ شوہری کو بارہ حصون پر
تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ماں کو ۲ حصے اور ہر بیٹے کو ۵ حصے ملینگے لیکن
چونکہ دین مہر مندرجۂ کابین نامہ مقدار مین کثیر ہی یعنی ایک لاکھ اشرفی سے بھی
متجاوز ہی لہذا بعد منہا کرنے ۱۰ حصے منجملہ ۱۶ حصون کے بھی متوفی کا کل

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے انکے

[1] دفعہ ۱۵۔

[2] دفعہ ۲۱۔

دین مہر وراثت پر مقدم

ترکہ دعوی دین مہر مین محسوب ہو جائیگا اور دین مذکور کو وراثت پر تقدم ہی لیکن شوہر کی ماں بذریعہ وراثت مستحق ایک ثمن کی تھی اور اُسکو اپنے دین مہر کی بابت جائداد موروثی پر استحقاق پہونچتا تھا اور بعد وفات اپنے بیٹے کے جائداد مذکور پر قابض و متصرف رہی اور چونکہ اُسنے جاریہ کے بیٹے کو اپنا پوتا ہونا اپنا تسلیم کیا اسلیے اُسکا کل حق و حصہ بنسبت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے اُسکی وفات کے بعد دو حصوں مین تقسیم ہو کر دونون بیٹون مین بالمناصفہ تقسیم ہونا چاہیے۔

مقدمہ ۶۳

س۔ ایک شخص تین بیوہ اور چھ بیٹے اور چھ بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا اِس صورت مین ترکہ اُسکا اُن شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہو گا۔

استحقاق بیٹے کا بحالت موجودگی چھ دختران اور تین زوجہ کے۔

ج۔ ترکہ متوفی کا ۔۱۴۴ حصون پر تقسیم ہو گا منجملہ اُنکے تینون زوجہ کو ایک ثمن [1] یعنی ہر واحد کو چھ حصے ملینگے اور ہر پسر کو ۱۴ سہام اور ہر دختر کو سات سہام ملینگے یعنی اُسکا حصہ بمقابلہ بیٹون کے نصف [2] ہو گا [3]

---

[1] دفعہ ۱۴۰۔

[2] دفعہ ۳۔

[3] اس صورت سے قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ ۷۶ کی تمثیل

مقدمہ ۴۶

س — ایک شخص نے باپ اور ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑکر وفات پائی لیکن ایک اور عورت اور اُسکے دو بیٹے

حاصل ہی یعنے ترکہ دونون حصہ دارون کے دونون فرقون مین کسر کے ساتھ تقسیم ہوتا ہی اور ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بغیر باقی رہنے کسر کے تقسیم ہوجاتی ہی مثلاً چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہی لہذا متوفی کا ترکہ آٹھ حصون سے کم مین تقسیم نہین ہوسکتا منجملہ اُنکے زوجگان ایک حصہ پانے کی مستحق ہین لیکن ایک حصہ تین زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور علاوہ زوجگان کے ۱۸ — دیگر دعویدار ہین اور ۱۸ — ہونے کی وجہ یہ ہی کہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہی اور اُنکا حصہ اسی طور پر شمار کیا جاتا ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ بقیہ ۷ — حصے اٹھارہ شخصون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے پس ظاہر ہی کہ حصہ دارون کے ہر فریق مین حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور سہام اور حصہ دارون کی تعداد مین نسبت متبائن ہی مثلاً پہلے حصے کی نسبت بمقابلہ حصہ دارون کے اول فریق کے یہ ہی یعنے ۱ : ۳ = ۳ — ۱ — اور فریق دوم کے حصہ دارون اور اُنکے سہام مین یہ نسبت ہی یعنے ۷ : ۱۸ = ۱۸ — ۲ — ۱ اور ۴ = ۷ — ۳ — اور ۳ = ۴ — ۱ — لیکن ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بعد باقی رہنے کسر کے تقسیم ہوجاتی ہی

بابت جزو ترکہ متوفی کے دعویدار ہین اور عورت مذکور اپنے تئین متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہی اور وہ بیٹے اُسکے بطن سے ہین وہ ہونا اپنا متوفی کی اولاد سے بیان کرتے ہین اور ظاہرا اس باب مین بہت شک ہی کہ عورت مذکور کا نکاح متوفی کے ساتھ ہوا یا نہین اور اُنکے بیانات کی صداقت کا صرف اسقدر ثبوت ہی کہ متوفی نے منکوحہ ہونا عورت مذکورہ اور اپنی اولاد سے ہونا دو بیٹونکا عین حیات اپنے تسلیم کیا تھا ایسی صورت مین منکوحہ ہونا عورت کا اور صلبی ہونا دو بیٹونکا شرعاً تصور کیا جاسکتا ہی یا نہین اور اگر ایسا تصور کیا جائے تو متوفی کا ترکہ از روے فرائض کتنے حصون مین تقسیم ہونا چاہیے

اولاد کے نسب کا تسلیم کرنا۔

ج۔ اگر متوفی نے اپنی اولاد سے ہونا اُن لڑکونکا جو بالفعل دعویدار ہین اپنی حیات مین تسلیم کیا اور بعد اُسکی وفات کے بھی اُنکی مان نے یہی امر ظاہر اور اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کیا تو یہ تینون شخص اپنے حصص جائز پانے کے مستحق ہین چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کو اپنا بیٹا قرار دے اور وفات پاوے اور بعد اُسکے مرجانے کے لڑکے کی مان ہونا اُسکا

کیونکہ عدد ۳۔ عدد ۱۸۔ کو تقسیم کرتا ہی اور ایسی نسبت کو متداخل کہتے ہین اس صورتمین قاعدہ یہ ہی کہ عدد کثیر یعنے ۱۸۔ کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۱۸×۸ = ۱۴۴۔ ہماری نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہین گذرا جس سے تقسیم کے چوتھے قاعدہ کی تمثیل پائی جاے لیکن صفحہ ۲۲ مین اُسکی مثال لکھی ہے

متوفی کے صلب سے اور اپنے تئیں زوجہ ظاہر کرے تو یہ دونون مستحق وراثت مین پس اگر یہ امر فرض کیا جاوے تو بعد ادا کرنے مصارف تجہیز و تکفین اور اداے قرضہ اور دینے جائداد موصی بہ کے ترکہ کو ۲۸۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ۴۸ حصے باپ کو اور ۱۸ حصے ہر زوجہ کو اور ۳۴ سہام منجملہ پانچ پسران ہر واحد کو اور ۱۷ ہر دختر کو ملینگے۔

استحقاق باپ کا موجود ہونے دو زوجہ اور پانچ بیٹون اور دو دختر کے

۱۔ قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۹ – اس صورت مین اول مرتبہ زوجگان کا حصہ بموجب دفعہ ۱۳ – اصول وراثت کے ایک ثمن ہی اور باپ کا حصہ از روے دفعہ ۳۲ – اصول مذکور کے ایک سدس ہی لیکن اگر ایک وارث ثمن کا مستحق ہوا اور دوسرا سدس کا تو دفعہ ۶۶ – اصول وراثت کی رو سے ترکہ کو اول مرتبہ ۲۴ شخصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجگان کو ایک ثمن یعنے تین حصے اور باپ کو ایک سدس یعنے چار حصے ملنے چاہیین اور بعد دیے جانے اُنکے حصون کے ۱۷ سہام واسطے بارہ اور دعویدارون کے باقی رہتے ہین اور بارہ لکھنے کی وجہ یہ ہی کہ ایک بیٹے کا حصہ بہ نسبت بیٹی کے دوچند تصور کیا جاتا ہی لیکن اُن حصون کی تقسیم بغیر کسر کے عمل مین نہین آسکتی اور نہ تین سہام دو زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتے ہین اور عدد دو اور عدد ۳ مین اور علی ہذا القیاس ۱۲ – اور ۱۷ مین نسبت متبائن ہی اور جب یہ کیفیت واضح ہووے تو پھر اُن کے ایک فریق کی تعداد اور دوسرے فریق کی کل تعداد مین نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲×۶ = ۱۲ – چونکہ ان دو عددون مین نسبت متداخل ہی

مقدمہ ۶۵

س۔ ایک شخص نے دو زوجہ چھوڑکر وفات پائی منجملہ اُنکے ایک کے ساتھ بذریعہ اُس رسم کے جو شادی کے نام سے معروف ہے اور دوسری کے ساتھ بذریعہ نکاح کے ازدواج ہوا پہلی زوجہ سے اسنے تین پسر اور پانچ بیٹیاں چھوڑین اور دوسری سے دو بیٹے اور ایک دختر ایسی صورت مین اُسکا ترکہ اشخاص مذکور الصدر مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ج۔ متوفی کے ترکہ کو ۱۹۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے دونون زوجہ کو ۱۶ یعنی ہر واحد کو ۸ [1] سہام ملینگے اور بیٹون کو ۷۰ یعنی ہر واحد کو ۱۴ اور بیٹیون کو ۴۲ یعنی ہر واحد کو ۷ حصے پہونچینگے [2]

استحقاق پانچ بیٹون کا بحالت موجود ہونے چھ دخترون اور دو زوجہ کے۔

لہذا قاعدہ کی رو سے عدد کثیر کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۱۲ = ۲۸۸۔

[1] اصول وراثت دفعہ ۱۴۔

[2] قاعدۂ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۶۷۔ زوجہ کا حصہ از روے دفعہ ۱۴۔ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے اور اس وجہ سے ترکے کو اول مرتبہ کم از کم ۸ سے تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد دیے جانے ایک ایک ثمن یعنے ایک حصہ زوجگان سے کے ۷ حصے واسطے بیٹون کے اور ۱۴ دعویداروں کے باقی رہتے ہین اور ۱۶۔ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ

مقدمہ ۶۶

س — ایک شخص چار زوجہ اور آٹھ بیٹے اور چھ دختر چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین ترکہ اُسکا اُن شخصون مین کس طور پر تقسیم ہوگا —

ج — بعد ادا کرنے قرضہ واجب اور دیگر مطالبات مقدم کے بقیہ ترکہ ۳۵۲ حصون مین تقسیم ہوگا منجملہ اُسکے ۴۴ حصے متوفی کی زوجگان یعنی ہر واحد کو ۱۱ — اور ۲۲۴ — اُسکے آٹھ بیٹون یعنی ہر واحد ۲۸ سہام اور بقیہ ۸۴ حصہ اُسکی دخترون یعنی ہر واحد کو ۱۴ — حصے ملینگے — ۱

استحقاق آٹھ بیٹونکا بحالت چھ دختر اور چار زوجہ کے

ایک بیٹے کا حصہ مساوی حصہ دو دختر کے ہے لیکن ۷ حصے ۱۶ — دعویدارون مین بغیر کسر تقسیم نہین ہو سکتے اور نہ ایک حصہ دو زوجہ مین بغیر کسر تقسیم ہو سکتا ہے اور عدد ۱ — اور عدد ۲ — مین نسبت متباین ہے اور یہی نسبت ۷ — اور ۱۶ — مین ہے بعد جب یہ امر دریافت ہوگیا تو حصہ دارون کے ایک فریق کی کل تعداد کی نسبت دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھ دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ × ۸ = ۱۶ — اور چونکہ ان دونون عددون مین نسبت متداخل ہے لہذا قاعدہ کی رو سے عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۱۶ × ۸ = ۱۲۸ —

۱ اس مقدمہ سے چھٹے قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۸ کی ایک سہل تمثیل پائی جاتی ہے — چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ترکہ اول مرتبہ کم سے کم ۸ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے

مقدمہ ۶۷

س - ایک شخص نے دو زوجہ اور ماں اور ایک دختر اور ایک ہمشیر اور تین بھائی چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اُسکا کتنے حصون پر اور کس حساب سے اشخاص مذکور المصدر مین ُ اُنہ تقسیم ہوگا

ج - اِس صورت مین ترکہ ۳۳۶ حصون مین تقسیم ہوگا منجملہ اُنکے زوجگان ایک ثمن ۱/۸ بابت حصۂ شرعی کے پائینگی یعنے دونون کو ۴۲ یعنے ہر واحد کو ۲۱ سہام ملینگے اور ماں کو ۵۶ حصے

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ اور تین بھائی اور ایک بہن کے۔

اور اصل تقسیم کا عدد ۲۴ ہی لیکن ۸ کا ثمن ۱ ہی اور وہ ۴ زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا علاوہ اُسکے ۲۲ دعویدار اعدمین اور اُن دعویدارون مین دو عورت کی جگہ ایک مرد شمار کیا گیا ہی اور وارثون کے دونون فریق اور اُنکے سہام کی تعداد مین نسبت متبائن پائی جاتی ہی مثلاً
۱ = ۴ - ۳ - اور ۳ = ۴ - ۱ - اور ۷ x ۳ = ۲۲ - ۱ - ۱ - اور وارثون کے فریق کی تعداد مین نسبت متوافق پائی جاتی ہی مثلاً ۴ x ۵ = ۲۲ - ۲ - ۲ -
اور قاعدہ یہ ہی کہ پہلے عدد کے مقسوم الیہ کو جو اس صورت خاص مین ۲ ہی دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دیجائے اور حاصل ضرب کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً
۲ x ۲۲ = ۴۴ x ۸ = ۳۵۲ -

۱/۸ اصول وراثت دفعہ ۱۴ -

بابت ایک سدس کے ١ اور دختر کو ۴۸ سہام پہونچینگے یعنے ترکہ کا ایک نصف ٢ اسکو ملیگا اور بقیہ ۳۰ سہام بھائی اور بہنون مین بذریعہ اُنکے وارث عصبہ ہونے کے تقسیم کیے جائینگے اور اس قاعدہ پر لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے حصہ کے دوچند ہوتا ہی اور بموجب اُسکے ہر بھائی کو ۲۰ سہام اور بہن کو ۱۰ سہام ملینگے ٣

---

١ دفعہ ۳۳

٢ دفعہ ۱۶

٣ اِس مقدمہ سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۸۱ کے ساتوین قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہی چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن اور مان کا حصہ ایک سدس ہی لہذا دفعہ ۶۶ اصول وراثت کے ترکہ اول مرتبہ ۲۴ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے اور ۲۴ اس صورت مین پہلی تقسیم کا عدد ہی لیکن بعد منہائی ۱۲ سہام یعنی نصف ترکہ کے جو دختر کا حصہ ہی اور ۴ سہام یعنی ترکہ کا سدس جو مان کا حق ہی اور ۳ سہام یعنے ترکہ کے ثمن جو زوجگان کا حصہ ہی صرف پانچ حصے واسطے وارثان عصبہ کے بچتے ہین اور ان وارثون مین ایک بھائی کا حصہ بجاے حصہ دو بہنون کے محسوب ہوا ہی اور یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اور ۵ و ۳ بھی دو زوجون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا پس وارثون کی دونون فریق مین تقسیم کسر کے ساتھ ہوتی ہی اور سہام اور حصہ دارون مین ہر دو صورت نسبت متباین ہی مثلاً ۲ ـ ۳ ـ ۱ ـ اور ۵ = ۷ ـ ۲ ـ اور ۲ × ۲ = ۵ ـ ۱ ـ ایسی صورت مین قاعدہ کی رو سے

مقدمہ ۶۹

س - ایک شخص دو زوجہ اور دو پسر اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا منجملہ دو بیٹونکے ایک نے دونون عورتون اور بھائی پر نالش کی ایسی صورت مین ان شخصون کو ترکہ متوفی کا کس حساب سے ملیگا اور جو عورت اس مقدمہ مین مدعا علیہا ہی وہ دعوی کل ترکہ کا دین مہر کی بابت کرتی ہی

استحقاق دو بیٹونکا بحالت موجود ہونے ایک دختر اور دو زوجہ کے۔

ج - اس صورت مین ترکہ ۸۰ حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ انکے ایک ثمن ۱ یعنی ۱۰ حصے دونون زوجہ کو یعنے از روے قاعدہ وراثت ہر احد کو ۵ سہام ملین اور چونکہ قاعدہ یہ ہی کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ۲ ہوتا ہی لہذا دختر کو ۱۴ - اور ہر پسر کو ۲۸ - سہام پہونچینگے لیکن اداکرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے دعاوی وراثت پر مقدم ہی پس اگر زوجہ کا دعوی صحیح ہو تو ایفا اسکا قبل تقسیم ورثہ کے ضرور ہی

حصہ دارون کی فریق کی تعداد مین نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً - ۲×۳=۷-۱- اور یہ نسبت متباین ہی یعنی تقسیم ان عددون کی صرف ایک عدد سے ہوسکتی ہی اور جب یہ معلوم ہوا تو پہلے عدد کو دوسرے کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً - ۲×۷=۱۴×۲۴=۳۳۶-

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۴-

۲ اصول وراثت دفعہ ۳-

اور بقیہ چار امداد ائمین تقسیم ہونی چاہیے ؎

مقدمہ ۶۹

س — محمد تقی نامے ایک شخص حیاتی خانم کا شوہر اور مرزا مہدی کا دادا تھا اور اُسکو حکام عصر سے سند عطا کے حق زمینداری بابت کسی قدر آراضی کے جو پیشتر اُسکے خسر عبدالسبحان کی مملوکہ تھی حاصل ہوئی اور واضح ہو کہ آراضی مذکورہ بعد وفات عبدالسبحان کے ضبط ہو گئی تھی اور بذریعہ سند کے محمد تقی کو آراضی کی نسبت حق مالکیت حاصل ہوا اور تھوڑے عرصہ بعد اُسنے

؎ اس مقدمہ سے بھی قاعدہ ۲ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۰ کی تمثیل پائی جاتی ہے۔ زوجگان کا حصہ بموجب دفعہ ۱۳۰ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے لہٰذا ترکہ کو پہلے آٹھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے اُنکے ثمن یعنی ایک حصہ کے ۷ حصے واسطے ۵ اور دعویداروں کے باقی رہتے ہیں اور منجملہ اُنکے ایک بیٹا بجائے دو دختر کے شمار کیا گیا ہے لیکن ۷ حصے ائمین بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہو سکتے اور نہ ایک حصہ دو زوجگان میں بغیر کسر کے اور عدد ۱ اور ۲ اور نیز ۵ اور ۷ میں نسبت تباین ہے اور جب یہ نسبت معلوم ہو گئی تو قاعدہ ۵ کے مطابق پہلے عدد کو دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً ۲×۵ = ۱۰×۸ = ۸۰

آراضی کو حسب قاعدۂ معینہ وقف کر کے اپنی زوجہ کے نام ایک دستاویز دربارۂ
تولیت و قبضۂ آراضی مذکورہ کے لکھدی لیکن دخیل ہونا یا نہونا اُسکا بذریعہ
اِس دستاویز کے واضح نہین ہی اور بعد وفات محمد تقی کے اُسکا بیٹا علی نقی یعنی عبد السبحان
کا نواسہ آراضی پر قابض ہوا اور اُسکے مرجانے کے بعد یہ آراضی اُسکی زوجہ کلثوم خانم اور
مرزا مہدی اُسکے بیٹے کے قبضہ مین آئی اب حیاتی خانم یعنے محمد تقی کی زوجہ ان شخصوں پر
بابت حصول دخل جائداد بذریعہ اُس دستاویز کے جو اُسکے شوہر نے اُسکے نام
بابت تولیت اور قبضہ کے تحریر کی تھی نالشی ہی ایسی صورت مین دستاویز مذکور
باوجود اسکے کہ اُسمین تصریح قبضہ ہی اور وہ عورت کے نام لکھی گئی جائز ہی
یا نہین اور محمد تقی کو جسنے زمینداری آراضی حاصل ہوئی کل زمینداری یا صرف
اُسقدر جزو جو اُسکو اپنی زوجہ یعنی عبد السبحان اصل مالک دختر کی اور علی نقی کی
ماں سے وراثۃً حاصل ہوئی وقف کرنے کا اختیار حاصل تھا یا نہین اور اگر
اُسکو صرف جزو جائداد کے وقف کا اختیار تھا تو دستاویز تولیت جسکی
رو سے کل جائداد پر اختیار انصرام دیا گیا ہی اُس جزو کی نسبت جسکے تصرف
کا نامبردہ مختار تھا صحیح و جائز ہی یا نہین۔

جائداد اراضی مشترکہ غیر منقسمہ کا وقف۔

ج۔ حالات مندرجۂ سوال سے یہ امر صاف واضح نہین ہوتا کہ
آراضی متنازعہ سابقاً عبد السبحان کی مملوکہ تھی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو
اُسکی نسبت استحقاق حاصل ہوا یا آنکہ یہ آراضی محمد تقی کو از سرِ نو بطور
عطیہ ملی لیکن محمد تقی کے ایک اقرار تحریری سے جو کاغذ مقدمہ مین موجود
ہی اور نیز طرز سوال سے مستنبط ہوتا ہی کہ آراضی مذکورہ سابقاً

عبد السبحان کی ملک سے تھی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو حاکم عصر کے
حکم سے ملی پس ایسی صورت مین جائداد کو عبد السبحان متوفی کی ملک سے
تصور کرنا چاہیے اور وہ پہلے اُسکے وارثون اور قائم مقامون مین تقسیم
ہونی چاہیے اور بدرجہ اخیر محمد تقی اور علی نقی مین جنکے قائم مقام کلثوم خانم
اور مرزا مهدی ہین چنانچہ مستحقین کے حصص شرعی کی تفصیل ذیل مین
لکھی جاتی ہر اور محمد تقی نے جو کل آراضی کو مع حصہ اپنے بیٹے کے
مساجد اور معابد مین وقف کیا یہ عمل اُسکا صحیح اور جائز نہین ہی اور
بموجب مسئلہ امام محمد کے وقف کرنا محمد تقی کا اپنے بیٹے کے حصہ کو بوجہ
نہونے اُسکے تعین کے بیجا ہی لیکن بموجب قول ابو یوسف کے جسپر اکثر
علما کا اس باب مین عمل ہی وقف کرنا بیٹے کے حصہ کا جائز ہی اور اسمین سبکا
اتفاق ہی کہ سپرد کرنا تولیت کا عورت کو درست ہی پس اس صورت مین
مطابق مسئلہ ابو یوسف کے عمل کرنا مناسب ہی اور محمد تقی نے جو اپنے بیٹے کا
حصہ وقف کیا اُسکا جائز قرار دینا بنظر بحال رکھنے تقسیم نامبردہ اور استحقاق
اُن وارثون کے جنکو اُسنے خود اپنے فعل سے محروم رکھنا چاہا لازم ہی
اور اگر یہ فرض کیا جاوے کہ آراضی متنازعہ کبھی عبد السبحان کی ملک سے
نہ تھی بلکہ محمد تقی نے ازسرنو حاصل کی اور یہ نہ پایا جاوے کہ اُسکی زوجہ
بذریعہ دستاویز نوشتہ اُسکے قابض ہوتی تو ازروے قول امام محمد کے
جسپر اس باب مین اکثر علما عمل ہی وقف ناجائز ہی اور بلحاظ اس صورت
فرضی کے محمد تقی کی جائداد اُسکے وارثون مین مطابق اُنکے

ذکر اس صورت کا
جب وقف کرنے والا
متوفی کو جائداد
وقف پر قبضہ
نہ دے

سہام شرعی کے تقسیم ہوگی چنانچہ تفصیل اُنکی ذیل مین لکھی جاتی ہے اور
اگر اسی مقدمہ مین امام محمد کے قول پر عمل کیا جاوے اور وقف ناجائز قرار پاوے
تو وارث محروم نہ رہینگے اور اگر ابو یوسف کے قول کے مطابق وقف جائز
ٹھہرے تو وارث محروم رہینگے پس بلحاظ جملہ حالات کے امام محمد کے
قول پر عمل کرنا مناسب ہے۔

تقسیم جائداد بحالت فرض کرنے اس امر کے
کہ وہ عبد السبحان متوفی کی مملوکہ ہے

عبد السبحان متوفی

پسر	دختر	دختر
مظفر حسین	مصری خانم	حیاتی خانم
دو حصہ	ایک حصہ	ایک حصہ

استحقاق پسر کا بحالت موجود ہونے دو دختر کے۔

مظفر حسین متوفی

ہمشیر	ہمشیر
مصری خانم	حیاتی خانم
ایک حصہ	ایک حصہ

استحقاق دو بہنون کا

مصری خانم متوفیہ

ہمشیر	شوہر
حیاتی خانم	محمد تقی[1]
	دو حصے

استحقاق شوہر کا بحالت موجود نہ ہونے دو بیٹون اور ایک بہن کے

[1] محمد تقی نے حیاتی خانم اور مصری خانم کے ساتھ

استحقاق	پسر		پسر
	علی نقی		حسن عسکری
	۳ سہام		۳ سہام

اور بعد وفات حیاتی خانم کے

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے ہمشیر کے دو بیٹون کے	شوہر	ہمشیر زادہ	ہمشیر زادہ
	محمد تقی	حسن عسکری	علی نقی
	۴ حصے	۲ حصے	۲ حصے

حسن عسکری متوفی

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے	بھائی	باپ
	علی نقی	محمد تقی
		۵ حصے

میزان

علی نقی	محمد تقی
۵ سہام	۱۱ سہام

جو دونون عبد السبحان کی دختر بھتیجین نکاح کیا اور واضح ہو کہ اگرچہ بحالت زندہ ہونے زوجہ کے اُسکی بہن کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً منع ہے لیکن بعد وفات زوجہ کے اُسکی ہمشیر کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

تقسیم جائداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ مملوکہ عبد السبحان نہین ہے اور حیاتی خانم نے بعد اپنے شوہر کے وفات پائی۔

محمد تقی متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ	
حیاتی خانم	ہندہ	زینب	
۵ سہام	۵ سہام	۵ سہام	
پسر	دختر	دختر	دختر
علی نقی	خدیجہ	فاطمہ	عائشہ
۴۲ سہام	۲۱ سہام	۲۱ سہام	۲۱ سہام

استحقاق بیٹے کا بحالت موجود ہونے تین زوجہ اور تین دخترونکے

اور واضح ہو کہ بحساب روپیہ کے عورات کے حصے بقدر دس آنہ آٹھ گنڈہ کے ہونگے اور علی نقی کا حصہ بقدر پانچ آنے بارہ گنڈہ کے ہوگا۔[1]

[1] اس مقدمہ سے قاعدہ ہفتم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۰۱ کی آسان تشریح ہوجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حصہ دارون کے دو فریق مین حصص ایسے بلا تقسیم نہو سکین اور دونون فریق کی تعداد مین نسبت متباین پائی جائے مثلاً چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا اٹھ کو کم از کم آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اسکے زوجگان کو ایک حصہ ملیگا لیکن ایک عدد تین زوجہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور بقیہ سات حصے باقی ۷ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے ہین اور وہ ۷ دعویدار قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ دختر کی نسبت دوچند ہوتا ہے لیکن

مقدمہ ۷۰

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ماں اور ایک بہن چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اُسکا کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ج۔ بموجب مسئلہ عول کے ترکہ متوفی کو ۱۳ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُسکے زوجہ ۳۔ اور بہن ۶۔ اور ماں ۴۔ سہام پائیگی۔

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے۔

تعداد زوجہ یعنی تین اور اور دعویداروں کی تعداد مین نسبت متباین ہی پس ایسی حالت مین قاعدہ یہ ہی کہ حصہ دارون کے ایک فریق کی تعداد کو دوسرے فریق کی تعداد کے ساتھ ضرب دیجاے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۳×۵ = ۱۵×۸ = ۱۲۰۔

۱۔ اس مقدمہ سے مسئلہ عول کی تمثیل لازم آتی ہی دفعات ۶۸ و ۹۰۔ اصول وراثت بموجب دفعہ ۶۵۔ اصول وراثت کی جائداد کو پہلے ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا کیونکہ منجملہ حصہ دارون کے ایک حصہ دار ربع اور دوسرا ثلث اور تیسرا نصف کا مستحق ہی لیکن بعد دیے جانے زوجہ کے ایک ربع یعنے تین سہام اور ماں کے ایک ثلث یعنی ۴ سہام کے بہن کے واسطے ایک نصف باقی نہین رہتا پس بجاے ۱۲ کے ۱۳ سہام تصور کیے جائین تاکہ جملہ وارث اپنا اپنا حصہ پا سکین۔

مقدمہ ۱۷

س۔ ایک عورت نے دختر اور ماں اور باپ اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی ایسی حالت میں منجملہ دین مہر متوفیہ کے اُسکی ماں کو کسقدر ملنا چاہیے۔

ج۔ متوفیہ کے کُل ترکہ یعنے دین مہر اور اور قسم کی جائداد کو ۱۳ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ماں کو ۲ سہام اور باپ کو ۲ اور شوہر کو ۳۔ اور بیٹی کو ۶ سہام ملنے چاہییں۔ ملہ

استحقاق سب کا بحالت موجود ہونے ماں اور باپ اور شوہر کے۔

مقدمہ ۷۲

س۔ ایک شخص نے جاریہ کے بطن سے دو دختر چھوڑ کر جاریہ کی حیات میں وفات پائی ایسی صورت میں جاریہ یعنی لڑکیوں کی ماں اپنے آقا کے ترکہ سے کسقدر حصہ پانے کی مستحق ہی یا نہیں اور اگر ہی تو ترکہ ان تین شخص میں کسطور پر تقسیم ہوگا۔

ج۔ نبظر حالات مندرجۂ سوال کے جاریہ کو متوفی کے ترکہ سے حصہ پانے کا مطلق استحقاق نہیں پہونچتا اور اگر سوال ہین وارثوں کی توضیح بصحت ہوئی ہی تو متوفی کے ترکے سے پہلے اُسکے مصارف تجہیز و تکفین ادا ہوں اور بعد ازان اُسکا قرضہ ادا دیا جائے اور اگر کچھ فاضل بچے تو اُسکو شرع کے بموجب تین حصوں میں تقسیم

استحقاق دو دختران اور اُنکی ماں کا جو مالک متوفی کی جاریہ تھی۔

ملہ اس مقدمہ سے مسئلہ عول کی ایک اور مثال پائی جاتی ہی تنبیہ مقدمہ ۷ معائنہ کیجائے

کرنا چاہیے منجملہ اُنکے دو حصے بیٹون کو ملینگے یعنے ہر واحد کو ایک حصہ ملیگا
اور بقیہ ایک حصہ وارث عصبہ کا حق ہی درصورتیکہ ایسا وارث موجود ہو
اور اگر موجود نہو تو کل ترکہ فرض اور رد کی روسے بموجب اصول مسائل وراثت کے
دخترون کو ملیگا چنانچہ سراجیہ مین یہ لکھا ہی کہ موانع ارث چار ہین اول رقیت عام
اس سے کہ وہ کامل ہو یا ناقص واضح ہو کہ لفظ کامل سے رقیت قطعی مراد ہی اور
لفظ ناقص کا اطلاق رق مدبر و مکاتب اور ان کنیز پر ہی جو صاحب اولاد ہون
متوفی کی بیٹیان تین صورتون مین مستحق ورثہ پانے کی ہوتی ہین اگر صرف ایک بیٹی
ہو تو اسکو نصف اور دو یا دو سے زیادہ کو دو ثلث ملتا ہی۔ ۱؎

مقدمہ ۳۷

س ۱ — ایک عورت نے بہن اور شوہر اور چند برادر زادے
اور چچا کا بیٹا اور اور بہنون کی اولاد چھوڑ کر وفات پائی اس صورت مین
عورت مذکورہ کی وفات کے بعد اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص مستحق
پانے اُسکی جائداد کا ہوگا۔

۱؎ اس صورت مین مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہی — اصول وراثت دفعہ
۹۲ — دخترون کا حصہ ترکے سے صرف دو ثلث ہی لیکن چونکہ سوا اُنکے اور
وارث موجود نہین ہین لہذا تیسرا حصہ بھی جو فاضل بچ رہا ہی اُن ہی کی طرف عود کرتا ہی —

استحقاق بھتیجون اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجود ہونے شوہر اور بہن کے

ج ۱- عورت کے بھائی کے بیٹے اور اُسکے چچا کے بیٹے اور اسکی اور بہنون کی اولاد کا بمقابلہ متوفیہ کے شوہر اور بہن کے وراثت مین کچھ استحقاق نہین ہو- جائداد کو دو حصون مین تقسیم کرنا چاہیے نصف اسمین سے ہمشیر کو اور نصف شوہر کو ملیگا-

س ۲- شوہر صرف ایک ہمشیر چھوڑکر مرگیا علاوہ اسکے اور کوئی شخص مستحق حصہ یا عصبات مین سے موجود نہین ہو اس صورت مین کس شخص کو جائداد ازروے شرع وراثتاً ملنی چاہیے-

استحقاق ہمشیر کا اس صورت مین جب وہی صرف وارث ہو-

ج ۲- درحالیکہ صرف ہمشیر وعویدار ہو اور کوئی شخص مستحق حصہ یا واسطہ دار عصبی موجود نہین ہو تو ہمشیر اپنے بھائی کا کل ترکہ پائیگی اور گو وہ ترکہ متوفی کو زوجہ سے حاصل ہوا یا کسی اور طور پر نصف اُسکا شرع کی رو سے حصہ ہو اور نصف رد کے ذریعہ سے - [1]

مقدمہ ۴۷

س- غلام حسین کی وفات کے بعد اسکی زوجہ جائداد آراضی پر استحقاق کی رو سے قابض ہوئی بعد ازان وہ ایک ہمشیر حقیقی اور ایک علاتی چھوڑکر مرگئی اس صورت مین جائداد مذکور جسپر متوفیہ قابض تھی اسکی بہنون کو ملیگی یا غلام حسین کے بھائی کی بیوہ یا بھائی کے

[1] اصول وراثت دفعہ ۹۲-

بیٹون کی بیوون کو پونچیگی - اور اس پچھلی صورت مین جائداد مذکور کس حساب سے انکو دیجائیگی -

علاتی بہن کا استحقاق بحالت موجود ہونے ہمشیر حقیقی کے

ج - غلام حسین کی زوجہ مرتے وقت جائداد آراضی پر بطور مالکہ قابض تھی لہذا جائداد مذکور اسکی ہمشیر حقیقی اور علاتی کو بلاشرکت ملیگی - ہمشیر حقیقی کو تین حصے پہونچینگے اور علاتی کو ایک حصہ ملیگا - ۱

مقدمہ ۷۵

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر وفات پائی ان دونون شخصون کو منجملہ جائداد متوفی کے کس حساب سے حصہ ملیگا -

۱ اس مقدمہ سے تمثیل مسئلہ رد کی پائی جاتی ہی - اصول وراثت کی دفعہ ۹۲ معائنہ کیجائے - جائداد چھ حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی منجملہ اُنکے سدس ہمشیر علاتی کا حق ہی اور نصف ہمشیر حقیقی کا - اصول وراثت کے دفعات ۲۳ و ۲۷ - معائنہ کیجائین برابر ایک کے ہی اور نصف مساوی تین کے لہذا کل جائداد کو چار حصونمین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے تین حصے ہمشیر حقیقی کو ملینگے اور ایک حصہ ہمشیر علاتی کا حق ہی اور یہی اُنکے حصص جائز ہین -

ج - کل جائداد - ۱۶ حصون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اُنکے دو حصے زوجہ کو دیے جائینگے اور سات سات حصے ہر ایک دختر کو ملینگے - ۱

زوجہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے دو دختر کے -

۱ اس مقدمہ سے بھی مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہے منجملہ وارثون کے ایک ایسا ہے جسکو رد کی رو سے حصہ نہین پہونچ سکتا لہذا اس صورت مین وہ حساب کیا گیا ہے جو تیسرے درجہ کے اشخاص کے لیے مقرر ہے اور جو از روے مسئلہ رد مستحق پانے حصص کے ہین اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ معائنہ کیجاے مثلاً اس صورت مین جبکہ بیوہ کو مستحق پانے حصہ کی اور روے رد نہین ہے اور صرف آٹھوین حصہ پانے کی مقدار ہے جائداد کو کم از کم آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے حصہ بیوہ کے ۷ حصے باقی رہتے ہین یہ اُن شخصون مین جو رد کی رو سے مستحق پانے حصص کے ہین تقسیم ہونے چاہیین مگر یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی لہذا اس صورت مین نسبت مابین تعداد ان مستحقین کے جو رد کی رو سے حصہ پائینگے اور تعداد حصص کی دریافت کرنی چاہیے ۳ × ۲ = ۷ - ۱ - اور ان مین نسبت متبائن ہے -

اب عدد - ۸ - کو جسمین کل جائداد تقسیم کی گئی ہے اُن مستحقین کی تعداد سے جو رد کی رو سے حصہ پانے کے مستحق ہین ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۲ = ۱۶ واضح ہو کہ شوہر رد کی رو سے شرعاً حصہ پانے کا مستحق نہین ہے اور نہ زوجہ اور جس صورت مین کہ شوہر اور زوجہ اور وارثون کے ساتھ مستحق ترکہ ہون تو حصہ مزید صرف دیگر وارثان مذکور کو عود کرتا ہے -

مقدمہ ۷۶

س - ایک شخص نے مان اور زوجہ اور حقیقی بھائی کی دو دختر چھوڑ کر وفات پائی اسمین اسکی جائداد موروثی اشخاص مذکورۂ بالا مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے -

استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی انکے

ج بعد ادائے اخراجات ضروری کے متوفی کی کل جائداد اول بارہ حصون مین تقسیم کرنی چاہیے مگر چونکہ یہ صورت مسئلہ رد سے متعلق ہی لہذا بارہ حصون کے پھر چار حصے مان کو شرعاً ملینگے اور چونکہ کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہین ہی لہذا رد کی رو سے بھی حصے اُسے ہی پہونچینگے متوفی کے حقیقی بھائی کی بیٹیان واسطہ داران بعید مین شمار کیجاتی ہین اور بحالت موجود ہونے وارثان جائز کے

بھائی کی بیٹیونکا حق بحالت موجود ہونے زوجہ اور مان کے

ط اصول وراثت کی دفعہ ۴۲ کی رو سے مان کا حصہ ثلث ہی اور دفعہ ۴۲ اسکے بموجب زوجہ کا حصہ ربع ہی پس اصول وراثت کی دفعہ ۶۵ کے مطابق جائداد ۱۲ حصون مین تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت مسئلہ رد سے متعلق ہی لہذا جائداد کم سے کم عدد مین تقسیم کرنی چاہیے اور عدد مذکور مطابق حصہ اُس شخص کے ہو جو رد کی رو سے کچھ پانے کا مستحق نہین ہی اور اس صورت مین حصہ ایسے شخص کا ایک ربع ہی لہذا جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے - اصول وراثت کی دفعہ ۴۹ معائنہ کیجاوے -

انکو کچھہ حصہ نہیں ملسکتا۔

مقدمہ ۷۷

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑکر وفات پائی اور واسطہ اُن دونون کا متوفی کے ساتھ ثابت ہی اس صورت مین متوفی کی جائداد سے یہ دونون شخص کس حساب سے ترکہ پاینگے۔

ج۔ متوفی کی جائداد آٹھ حصون پر تقسیم کرنی چاہیے منجملہ اُنکے ایک حصہ زوجہ کو ملیگا۔ اور باقی سات حصے بیٹی کو پہونچینگے مگر شرط اسمین یہ ہی کہ متوفی کے کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہو۔ اور درصورت موجود ہونے ایسے رشتہ دارون کے بیٹی کو صرف چار حصے ملینگے اور باقی تین واسطہ داران عصبی کو دیے جاینگے ۱؎

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے دختر کے۔

۱؎ درصورت ہونے اولاد کے زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہی اور اولاد اس صورت مین صرف ایک دختر ہی پس حصہ اُسکا کل جائداد سے نصف ہی لیکن چونکہ شوہر اور زوجہ دونون مستحق پانے حصص کے از روے رد نہین ہین لہذا تین مزید حصے دختر کو عود کرینگے بشرطیکہ کوئی اور وارث عصبی موجود نہو۔ اگر ایسے واسطہ دار موجود ہون تو یہ تینون مزید حصے اُنکو ملینگے اور دختر کو اُسکا صرف حصۂ جائز جو نصف ہی ملیگا یعنے آٹھ حصون مین سے چار حصے اُسکو دیے جاینگے۔

اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ ملاحظہ کیجائے۔ کم سے کم تعداد جسمین جائداد

مقدمہ ۸۷

س - ایک عورت نے جسکے ایک لڑکی پہلے شوہر سے تھی کچھ جائداد شوہر ثانی کے نام سے تحریر کرائین - عورت اپنے عین حیات آراضی مذکور پر قابض رہی بعد اُسکی وفات کے شوہر ثانی نے قابض ہو کر اُس آراضی کو اپنی دوسری زوجہ کے نام ہبہ کردیا اور زوجہ ثانیہ بعد وفات شوہر کے اُسپر قابض ہوئی اب آراضی کے استحقاق ملکیت کی نسبت باہم اُسکی اول زوجہ کی لڑکی اور دوسری زوجہ کے تکرار ہو اس صورت مین کون انمین سے مستحق جائداد ہو اور اگر دونون ہین تو کسقدر ہر ایک کو ملنی چاہیے - اور شوہر بحالت موجود ہونے دختر کے جو زوجہ اول سے ہی دوسری زوجہ کو کل جائداد منتقل کرنے کا مجاز ہی یا نہین -

ج - اگر جائداد جسکی دستاویز زوجہ اور اُسکے شوہر کے نام لکھی گئی زوجہ خاص اپنے روپیہ سے خرید کی ہو تو ایسی جائداد بلا شرکت غیرے زوجہ کی تصور کرنی چاہیے کیونکہ منشار آئین یہ ہی کہ امر واقعی پر لحاظ کیا جاوے نہ کہ اُسپر جو برائے نام ہو - اس صورت مین شوہر کو اپنی دوسری زوجہ کے نام جائداد کے ہبہ کردینے کا مطلق استحقاق حاصل نہین ہی اور اُسکی زوجہ اول کی

جو جائداد عورت اپنے روپیہ سے خریدے وہ اسی کی خاص ملکیت ہو گو دستاویز مین شوہر کا بھی نام مندرج ہو -

مطابق حصہ زوجہ کے تقسیم کیجاوے آٹھ ہی -

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے شوہر کے۔

وفات کے بعد جو آراضی مذکور کی مالک تھی اگر کوئی اور وارث نہو تو جائداد کو چار حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے تین حصے مالکہ کی دختر کا جو شوہر اول سے ہی حق ہی اور باقی ایک حصہ شوہر ثانی کو ملنا چاہیے [1]

مقدمہ ۷۹

س۔ محمد واصل کی تین زوجہ تھین پہلی زوجہ مسماۃ فہمیدہ سے ایک بیٹا رحم علی تھا اور بیٹی فیض النسا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکی بھورن اور تیسری سے ایک دختر سوہن تھی۔ محمد واصل کی وفات کے بعد اسکی تیسری زوجہ کی دختر سوہن مرگئی اور قاسم علی سوہن کا لڑکا حین حیات اپنی ماں سے مرگیا قاسم علی کی لڑکی درگاہن یعنی سوہن کی پوتی موجود ہی رحم علی نے ایک زوجہ جو زندہ ہی چھوڑکر وفات پائی اور رحم علی کی بہن فیض النسا اور محمد واصل کی دوسری زوجہ کی لڑکی بھورن بھی زندہ ہین اس صورت مین اشخاص مذکور کے باہم کسطرح سے جائداد تقسیم ہونی چاہیے

[1] یہ ایک مثال اُس قسم کے مسئلہ رد کی ہی جو تیسرے درجہ کے مستحقین رد کے واسطے مندرج ہی۔ اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ معائنہ کیجائے۔

استحقاق بیٹے کی زوجہ کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک اور دختر کے بیٹے کی دختر کے اس صورت مین جبکہ مالک کا بیٹا قبل مرجانے اپنی ہمشیر اور ہمشیر زادہ کے مرگیا ہو —

ج — اگر رحم علی حین حیات مسماۃ سوہن کے مرگیا تو کل جائداد محمد واصل کی ۲۰ ،۷ حصون مین تقسیم ہونی چاہیے ۱؎

۱؎ یہ ایک مثال مسئلہ مناسخت کی ہی یعنی جائداد کی تقسیم حین حیات اشخاص کے جو یکے بعد دیگرے مرگئے عمل مین نہین آئی طریق مرقومۂ ذیل سے تقسیم حصص کے حساب کی صورت یہ پائی جاتی ہی —

شجرۂ خاندان

محمد واصل متوفی

زوجہ — زوجہ — زوجہ

دختر فیض النسا — دختر — دختر

پسر رحم علی اور اسکی زوجہ — پسر

دختر

محمد واصل کی وفات کے بعد اسکی تین زوجہ اور تین متبائن اور بیٹا وارث ہین زوجگان کا حق بحالت ہونے اولاد کے ثمن ہی چنانچہ اس صورت مین ایسا ہی ہی تاکہ زوجگان کا حصہ اور پسر کا جو دختر کی بہ نسبت دوچند ہی بغیر کسر کے تعین کیا جاوے ضرور ہی کہ کوئی ایسا کم سے کم عدد تلاش کیا جاوے جس سے ایسی تقسیم عمل مین آسکے ظاہر ہی کہ تعداد ۸ سے ایسا نہو سکیگا لیکن چونکہ عدد ۸ کو ۱۲۰ سے وہی نسبت ہی جو ۱۵ کو ۱۲۰ سے ہی لہٰذا ہر ایک زوجہ کو پانچ حصے یعنے تینون کو ۱۵ حصے یعنی ۱۲۰ کا ثمن ملیگا — پسر ۲۰ ۴ حصے یعنے ہر ایک دختر

منجملہ اُنکے رحم علی کے ۲۷۲ حصے اُسکی زوجہ کو ملینگے
اور ۱۹۵ حصے مسماۃ بھورن کو اور ۷۵ حصے رحم علی کی ہمشیرہ کو

کی نسبت دو چند حصہ پائیگا دوسرے اور تیسری زوجہ کی وفات کے بعد انکے حصے اُنکی
دخترون کو پہونچینگے اور ہر ایک کو اس طریقہ سے ۲۶ حصے ملینگے اول زوجہ کی
وفات کے بعد اُسکے پانچ حصے مابین اُسکے پسر اور دختر کے اس حساب سے
کہ پسر کو دو چند پہونچے تقسیم ہونے چاہییں لیکن اُسکی کل جائداد یعنی پانچ حصہ کسور سے
بغیر کسر تقسیم ہونے ممکن نہیں لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ ۱ کو ۵ سے
وہی نسبت ہی جو ۶ کو ۳۰ سے ابین سے بیٹے کو ۲۰ حصے ملینگے اور دختر کو ۱۰
پسر کی وفات کے بعد اُسکی کل جائداد بالعوض مہر کے اُسکی زوجہ کو حاصل ہوگی
تیسری زوجہ کی دختر کے مرنے کے بعد اُسکی جائداد چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی
منجملہ اُنکے دو حصے اُسکے پسر کی دختر کو ملنے چاہیے تھے اور ایک ایک حصہ
اُسکی سوتیلی ہمشیر کا حق تھا لیکن اُسکی کل جائداد یعنے ۲۶ حصون کو اس طریقہ سے
بغیر کسر کے تقسیم کرنا غیر ممکن تھا اسلیے ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ
۱ کو ۲۶ سے وہی نسبت ہی جو ۶ کو ہی ۱۵۶ سے منجملہ اس تعداد کے ۷۸
حصے پوتی کو اور ۳۹ ہر سوتیلی بہن کو ملینگے مگر چونکہ ایک حصے
کی نسبت بڑھانا پڑا تھا اس واسطے ضرور ہوا کہ کل حصون کو اسی مطابق
بڑھانا چاہیے یعنے ۱ کو ۱۲۰ سے وہی نسبت ہی جو ۶ کو ہی
۷۲۰ سے اس حساب سے رحم علی کی بیوہ کا حصہ یہ

جو مسماۃ فہمیدہ کی لڑکی ہے اور ۸۷ حصے مسماۃ درگاہن کو ملینگے ۔
اگر بالفرض رحم علی نے بعد مرنے مسماۃ سوہن کے وفات پائی ہوتو

ہوگا ۲۲۴×۶×۲۰=۲۷۲- اور بہورن کا حصہ یہ ہوگا ۲۹×۹×۳
=۱۹۵- اور فیض النسا کا حصہ یہ ہوگا- ۲۱×۶×۱۰×۳۶=۱۷۵
باقی ۸۷ حصے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا پوتی کو پہونچینگے اس حساب مین یہ فرض
کرلیا گیا ہے کہ تقسیم جائداد بعد وفات رحم علی کے عمل مین آئی اور رحم علی نے قبل
مرنے اپنی سوتیلی بہن سوہن کے وفات پائی اور بدین وجہ سوہن کی جائداد سے
کچھ نہ پاسکا اور اسی سبب سے رحم علی کی زوجہ سوہن کی جائداد سے کچھ حصہ نہین
پاسکتی لیکن اگر رحم علی کے مین حیات سوہن نے وفات پائی ہوتو سوہن کی
جائداد سے نصف حصہ اُسکی پوتی کو ملیگا اور باقی جائداد دونون سوتیلی
بہنون اور سوتیلے بھائی رحم علی کے مابین تقسیم ہوگی اس حساب سے
بھائی کو بہنون کی نسبت دوچند حصہ ملیگا لیکن ظاہر ہے کہ سوہن کے ۱۲ حصے
باہم ورثاے مذکور بلا کسر تقسیم نہین ہوسکتے لہذا ایک بڑا عدد تلاش
کرنا ضرور ہے مثلاً ۱ کو ۲۶ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۳۱۲ سے منجملہ
اُنکے ۱۵۶ حصے پوتی کو اور ۷۸ سوتیلے بھائی کو اور ہر ایک سوتیلی
بہن کو ۳۹ ملینگے مگر اس صورت مین اور حصص کو بھی بڑھانا ضرور ہے
مثلاً ۱ کو ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۱۴۴۰ سے -
اس حساب سے رحم علی اور بعد ازان اُسکی زوجہ کا یہ حصہ ہوگا

استحقاق اس صورت مین جبکہ بیٹا اپنی ہمشیر و ہمشیرزادہ کی وفات کے بعد مرگیا ہو۔

جائداد کے ۱۲۲۲ حصے ہونے چاہیئن منجملہ اُنکے رحم علی کے ۴۰۴ حصے اُنکی زوجہ کو پہونچینگے بشرطیکہ اسقدر مہر مقرر کیا گیا ہو۔ اور ۳۱۱ حصے مسماۃ فہمیدہ کی دختر کو اور ۳۵۱ حصے مسماۃ بھورن کو اور ۱۵۶ حصے قاسم علی ابن سوہن کی دختر مسماۃ درگاہن کو ملینگے۔

مقدمہ ۹۰

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے بیٹے اور چچا کے اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو۔

س۔ ایک شخص جائداد آراضی کا مالک ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بھائی علاتی چھوڑکر مرگیا بعد ازان بیٹا بھی لاولد مرگیا اور دختر عین حیات اپنے سوتیلے چچا کی کل جائداد پر قابض ہوئی اس صورت مین دختر مذکور مستحق پانے کل جائداد کی ہی یا ایک جز کی۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین دختر کا حصہ دو ثلث ہی اور اُسکے سوتیلے چچا کا ایک ثلث یعنے کل جائداد تین حصو نمین تقسیم کیجایگی۔

۴۲ × ۱۲ × ۴۰ × ۷۸ = ۱۲۲۲ — اور بھورن کا حصہ یہ ہوگا ۲۶ × ۱۲ × ۳۹ = ۳۵۱ — اور فیض النسا کا حصہ یہ ہوگا ۲۱ × ۲/۳ × ۲۰ × ۳۹ = ۳۱۱ باقی ۱۵۶ حصے جیساکہ پیشتر مذکور ہوا بولی کو ملینگے یہ ایک عمدہ طریقہ حساب کا نہین ہی اور اسمین قواعد معینہ کی نسبت جنکی تمثیلین مع تفسیر مقدمات آیندہ سے معلوم ہونگی زیادہ تر مشکل عائد ہوتی ہی۔

جنمین سے دو دختر کو ملینگے اور ایک بوجہ عصبہ ہونے کے
چچا کا حق ہے[1]

مقدمہ ۸۱

س۔ ایک عورت نے چار دختر اور ایک پسر اور ایک شوہر
چھوڑکر وفات پائی۔ بیٹا قبل تقسیم جائداد کے چار بہن اور باپ چھوڑکر

[1] یہ ایک آسان تمثیل مسئلہ مناسخت کی ہے اصول وراثت کی دفعات ۹۶-و
۹۷-و۹۹-معائنہ کیجائین۔ اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکی جائداد تقسیم ہونی
چاہیے تھی اور اُسمین اصول وراثت کی دفعہ ۱۲ کے بموجب اُسکے بھائی کا بوجہ
موجود ہونے متوفی کے بیٹے کے کچھ حق نہ تھا جائداد مذکور کے تین حصہ ہوکر
دو حصے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے اور ایک حصہ کی دختر مستحق تھی۔ پسر کی
وفات کے بعد مابین اُسکے دو حصوں اور اُن حصص کی تعداد کے جنپر اُسکی
جائداد کو تقسیم کرنا ضرور ہے نسبت دیکھنی چاہیے اور یہ تعداد اُس صورت مین ہے
یعنی اصول وراثت کی دفعہ ۳۲ کے بموجب بہن کا حصہ نصف ہے اور باقی
نصف سوتیلے چچا کا حق ہے جو اصلی مالک کا بھائی اور وارث عصبہ ہے عدد
۲- اور ۴- آپسمین متداخل ہین اور تعداد حصص کا مضروب فیہ نصف یعنی صرف
ایک ہے لہذا دفعہ ۹۹ کے بموجب ضرب دینا ضرور نہین ہے

مرگیا اسصورت مین عورت مذکور کی جائداد ورثائے حی القائم یعنی شوہر اور
چار دخترون کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی۔

ج۔ اگر کل جائداد عورت متوفیہ کی ہو تو شرع کے بموجب
اول اُسکی تجہیز و تکفین کے صرف مین آنی چاہیے بعد ازان بقیہ جائداد کا
ایک ثلث اُسکی وصیت کے بموجب صرف ہونا چاہیے ان اخراجات
کے بعد جو باقی بچے وہ آٹھ حصون پر تقسیم کیا جاوے منجملہ اُسکے چار حصے
شوہر کو ملینگے اور ایک حصہ چارون بیٹیون کا حق ہوگا ۔ ۱

دختر اور شوہر کا حق اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم جائداد مرگیا ہو۔

۱ اصل مالک کے وارث اُسکا شوہر اور اُسکا بیٹا اور چار دختر ہین چنانچہ
اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد آٹھ حصون پر تقسیم ہونی چاہیے تھی
منجملہ اُسکے شوہر اور بیٹا دو دو حصون کا مستحق تھا اور باقی ایک ایک حصہ
چارون دخترون کو ملنا چاہیے تھا پسر کی جائداد اُسکی وفات کے بعد
تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دونون حصے جو پسر کو مان سے وراثتاً ملے تھے
اُسکے باپ کو ملنے چاہیین کیونکہ وہی اُسکا صرف وارث ہے بہنون کا انمین
کچھ حق نہین ہے۔ اسی وجہ سے جائداد آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے
منجملہ اُسکے چار حصے شوہر کو یعنے دو جو اسی زوجہ سے اور دو پسر سے
وراثتاً ملے مین ملنے چاہیین اور باقی ایک ایک حصہ چارون دخترون کو
جو اُنھین اُنکی مان سے ارث مین پہونچا ہے ملیگا۔

مقدمہ ۹۲

س ۱ — ایک شخص نے حین حیات اپنی جائداد کو باہم پسر اور دختر کے مساوی تقسیم کرکے وفات پائی بعد ازان پسر بھی بہن اور زوجہ چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین بہن مستحق ورثہ پانے کی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کسقدر جائداد اسکو ملیگی۔

ہمشیر کا حق بمقابلہ زوجہ کے۔

ج ۱ — شرع کے بموجب دوسرے شخص متوفی یعنی بیٹے کی جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک حصہ زوجہ کو ملیگا اور باقی حصہ متوفی کی ہمشیر مستحق ہے

س ۲ — اگر شخص مقدم الذکر بعد تقسیم کرنے اپنی جائداد کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مرجاوے اور بعد ازان بیٹا بھی زوجہ چھوڑ کر وفات پاوے اور جائداد مذکور تقسیم نہوئی ہو تو اس صورت مین کسقدر جائداد بیٹے کی زوجہ کو اور کسقدر دختر کو ملنی چاہیے۔

دختر کا استحقاق بحالت موجودگی بیٹے کی زوجہ کے اس صورت مین جبکہ پسر بعد وفات اپنے باپ کے مرگیا ہو

ج ۲ — جو شخص اول مرگیا اُسکی جائداد کو تین حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے دو حصے بیٹے کو دیے جاوین اور ایک حصہ دختر کا حق ہے۔ بعد ازان پسر متوفی کی جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرکے منجملہ اُنکے تین حصے اُسکی بہن کو ملینگے اور ایک زوجہ کو پہونچیگا اسی واسطے شخص اول کی کل جائداد کو چھ حصون مین تقسیم کرکے ایک حصہ اُسکے بیٹے کی زوجہ کو دیا جاوے اور پانچ حصے دختر کو ملنے چاہیئن۔

دختر کا استحقاق بمقابلہ بیٹے کی زوجہ کے اس صورت مین جبکہ بیٹا بعد وفات اپنے باپ کے ایک دختر چھوڑکر مرگیا ہو اور اُس دختر نے بھی وفات پائی ہو

س ۳ - اگر پسر متوفی کی زوجہ کے ایک دختر ہوئی ہو اُسنے پانچ برس کی عمر مین وفات پائی ہو تو اس صورت مین دختر مذکور کسقدر جائداد کی مستحق تصور کیجائیگی اور اُسکی وفات کے بعد حصہ کسکو ملیگا۔

ج ۳ - صورت مذکورہ بالا مین متوفی اول کی جائداد تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے منجملہ اُنکے بیٹے کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ دختر کو اور پسر کی وفات کے بعد اُسکے دو حصون کو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا لازم ہی اُنمین سے ایک حصہ اُسکی زوجہ کو ملیگا اور چار اُسکی دختر کو اور تین ہمشیر کو پہونچینگے اور دختر کی وفات کے بعد اُسکے چارون حصے اُسکی مان کو ملینگے۔ اسی واسطے متوفی اول کی کل جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہیئن منجملہ اُنکے پانچ حصے اُسکے پسر کی زوجہ کو اور سات اُسکی دختر کو ملینگے۔ ۱

---

۱ ان سوالات سے بہت آسان تمثیلین مناسخت کی پائی جاتی ہین پہلی تقسیم مین جائداد کے تین حصے کرنے چاہیے تھے تاکہ پسر کو دختر کی نسبت دوچند ملتا۔ اور دوسری مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جائداد کے چار حصے کرنے لازم تھے منجملہ اُنکے زوجہ کا حصہ ایک ربع تھا۔ لیکن چونکہ بہ صورت مسائل مناسخت سے متعلق ہی لہذا مناسب ما بین تعداد حصص پسر متوفی اور اُس تعداد کے جسپر جائداد تقسیم کیجائے دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ × ۲ = اور اُنکا وفق ۲ ہی پس مسئلہ مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہ ہی کہ اصل تقسیم کے عدد کو بالاجمال یا بالانفراد دوسرے درجہ کے وارثون کی تعداد نصف سے ضرب دیا جائے اس

مقدمہ ۸۳

س — ایک شخص نے زوجہ حمیدہ اور تین بیٹے زید و بکر و
عمرو اور تین بیٹیاں جمیلہ و سکینہ جو حمیدہ سے تھیں اور

تعداد وارثوں کو ان حصص کی تعداد کے نصف سے جسکے پانے کا متوفی مستحق تھا
ضرب دیں — اس صورت میں تعداد مذکور صرف ایک ہی لہذا ضرب دینا
ضرور نہیں ہی مثلاً ۲×۲—۱ منجملہ اُنکے حسب تفصیل ذیل زوجہ کو ایک حصہ
ملیگا اور بیٹی کو پانچ حصے دیے جائینگے۔

توضیح تعین حصص

۲×۲ = ۲

زید	حمیدہ
پسر	دختر
۴	۲

پسر
۲

جمیلہ	فہمیدہ
پسر کی زوجہ	ہمشیر
	۲

علی ہذا القیاس تیسرے سوال کے مطابق دوسری مرتبہ کی تقسیم میں
پسر کی جائداد کے آٹھ حصے کرنے چاہیے تھے اُنمیں سے زوجہ

دوسری زوجہ سے محمودہ چھوڑکر وفات پائی شخص مذکور کی وفات کے
بعد اور جائداد کی تقسیم کے قبل اسکی زوجہ حمیدہ اور دو بیٹے

کا حصہ ایک ثمن اور دختر کا نصف ہونا چاہیے تھا مگر ۲۔ اور ۸ عدد ۲ پر متوافق ہین
اور جو قاعدہ کہ پچھلے سوال کے جواب مین منقول ہی اُسکے بموجب ۳ کو ۴ کے ساتھ
ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳×۴=۱۲ منجملہ اُسکے پسر کی ہمشیر کو ۷۔ حصے یعنی ۳ اپنے
باپ کے اور ۲ بھائی کے روسے ملینگے اور پسر کی دختر ۴۔ حصے یعنے
اپنا نصف حصہ جائز پائیگی اور پسر کی زوجہ کو ایک حصہ یعنے ایک ثمن جو اُسکا
حصہ جائز ہی پہونچیگا۔ تیسری مرتبہ کی تقسیم مین کل جائداد دختر کی ماں کو ملیگی
اور بہن کا حصہ زیادہ نہین کیا جائیگا تفصیل ان حصص کی یہ ہی۔

۳×۴=۱۲

زید — حمیدہ

پسر — دختر

۸ — ۴

فہیدہ — زید — سکینہ

ہمشیر — پسر — زوجہ

۳ — ۸ — ۱

جمیلہ

دختر

۴

زید و بکر اور ایک بیٹی محمودہ نے یکے بعد دیگرے وفات پائی اب ورثائے حی القائم عمرو اور جمیلہ اور سکینہ ہین اُنمین اصل مالک جائداد کس طور پر اور کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے۔

ج۔ جائداد کے ۱۷۲۸ حصے کرتے چاہییں منجملہ انکے عمرو ۸۶۴ حصے اور جمیلہ کو ۴۳۲۔ اور اسی قدر سکینہ کو ملینگے فہرست ذیل سے اشخاص حی القائم کے اس ورثہ کی کیفیت واضح ہوگی جو انکے رشتہ دارون کی وفات کے باعث بطریق مناسخت انکو حاصل ہوا اور جنکی وفات اصل مالک کے مرنے کے بعد مگر جائداد کی تقسیم کے قبل واقع ہوئی۔

۱۷۲۸ = ۲×۵۷۶ = ۸×۷۲

حمیدہ	زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	= ۷۲
	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۵۶	۵۶	۵۶	
			۳۶	۶۳ ۳ ۱۶۶۳	۱۶۸	۱۶۸	

حمیدہ متوفیہ

زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۲	۱	۱	×	= ۸
۱۸	۱۸	۱۴	۹	۹	×	
	۵۴	۵۴	۲۷	۲۷		

زید متوفی[۱]

بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۱	۱	×	= ۶
	۱۳۰	۲۵	۲۵	×	

ذکر اس صورت کا جب ایک زوجہ اور تین پسر اور تین دختر اور ایک دو دختر جو زوجۂ ثانیہ سے ہو موجود ہون اور زوجہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی اور زوجۂ ثانیہ کی بیٹی یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو۔

استحقاق تین بیٹون کا بمقابلہ تین دختر وارث اور ایک زوجہ کے۔

استحقاق تین بیٹونکا بحالت موجود نہونے بیٹیونکے

استحقاق دو بھائیونکا بحالت موجودگی دو ہمشیرہ کے۔

استحقاق بھائی کا بمقابلہ دو بھتیجے

بکر متوفی

عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ
۲	۱	۱	۴
۲۶۰	۱۳۰	۱۳۰	

استحقاق سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن کا۔

محمودہ متوفیہ

عمرو	جمیلہ	سکینہ
۸۴	۴۲	۴۲

کل

عمرو	جمیلہ	سکینہ
۹۶۴	۴۳۲	۴۳۲

ا اس صورت سے اس قاعدہ کی تمثیل بخوبی پائی جاتی ہے جو در باب وراثت سخت کے ہے اول مرتبہ بنظر تقسیم جائداد کے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدے پر عمل کرنا چاہیے چونکہ زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ظاہر ہے کہ ترکہ آٹھ حصوں سے کم مین تقسیم نہ کیا جائے لیکن علاوہ زوجہ کے نو شخص اور بھی دعویدار ہین اور ۹ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹا بمنزلہ دو دختر ونکے تصور کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ بعد دینے ایک ثمن زوجہ کے باقی ۷ حصے ۹ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے پس ضرور ہوا کہ سہام اور رؤس کی تعداد مین مناسبت دریافت کیجائے چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ انمین نسبت متباین ہے مثلاً ۷ = ۹ – ۴ اور ۲ × ۳ – ۷ – ۱ – ایسی صورت مین قاعدہ کی رو سے حصہ دارون کی

مقدمہ ۸۴

س - ایک شخص نے دو بیٹے جو حقیقی بھائی ہین چھوڑ کر وفات پائی دونون نے جائداد پدری کو باہم مساوی تقسیم کر لیا اور

تعداد کو حصون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۹ × ۸ = ۷۲ اور یہی حاصل ضرب مطلوب ہے - دوسری قسم کے حصہ دارون سے تقسیم کا پہلا قاعدہ متعلق ہے - سوتیلی بیٹی کو کچھ نہین ملسکتا اور چونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دو چند ہے لہذا حصہ دارون کی تعداد ۸ ہوتی ہے اور اگر جائداد کے آٹھ حصے کیے جائین تو وہ بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتی ہے زوجہ کی جائداد اسکی وفات کے وقت تقسیم نہین ہوئی تھی پس یہ دریافت کرنا ضرور ہوا کہ ہر وارث کا استحقاق مناسخت کی رو سے کسقدر ہے اور دریافت کرنا اس امر کا ضرور ہے کہ حصون کی کل تعداد اور اُس حصہ کی تعداد مین جو زوجہ کو پہلی تقسیم مین ملنا چاہیے تھا کیا نسبت ہے چنانچہ وہ عدد ۹ ہے مثلاً ۸ = ۹ - ۱ - اور چونکہ اُن اعداد مین نسبت متباین ہے لہذا بموجب قاعدہ مناسخت مندرجہ دفعہ ۸۹ - اصول وراثت کے پہلے قسم کے حصہ دارون کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے کل حصون کی تعداد کے ساتھ ضرب دیجاے مثلاً ۷۲ × ۸ = ۵۷۶ - اور ۱۴ × ۸ = ۱۱۲ - اور ۷ × ۸ = ۵۶ - بعدہ دوسری قسم کے حصہ دارون کی تعداد کو بالانفراد اُس حصہ کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زوجہ پہلی تقسیم کے وقت پانے کی مستحق ہوتی مثلاً ۲ × ۹ = ۱۸ - اور ۱ × ۱ = ۹ - تیسری

اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوئے ورثہ کی تقسیم کے چند سال بعد چھوٹا بیٹا
ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑ کر مر گیا اور زوجہ بعد وفات اپنے شوہر کے

قسم کے حصہ دارون مین بھی تقسیم کا پہلا قاعدہ حسب وجوہ مذکورہ بالا صادق آتا ہی
اور بنظر دریافت کرنے اُس حق کی مقدار کے جو ہر وارث کو طریق مناسخت
کی رو سے حاصل ہوا اسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے مثلاً زید متوفے فا پہلی
تقسیم کے وقت ۱۱۲ — اور دوسری تقسیم کے وقت ۱۸ حصے یعنی کل ۱۳۰
پانے کا مستحق تھا لیکن اس قسم کے حصہ دارون کی کل تعداد ۶ ہی اور عدد
۲ — انکا وفق ہی یعنے ان مین نسبت متوافق ہی مثلاً ۶ × ۲۱ = ۲۳۰ — ۴
اور ۴ = ۶ — ۲ — ایسی حالت مین بموجب مسئلہ مناسخت مندرجہ دفعہ ۹۹ کے
قاعدہ یہ ہی کہ پہلی قسم کے وارثون کی تعداد بالاجمال اور بالانفراد ہی
دوسری قسم کے حصہ دارون کے سہام کی تعداد بالانفراد کو تیسری قسم کے
وارثون کے حصون کی نصف تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً

۵۶ × ۳ — ۱۶۸ — اور ۱۱۲ × ۳ = ۳۳۶ — اور ۵۶ × ۳ =
۱۶۸ — اور ۱۸ × ۳ — ۵۴ — اور ۹ × ۳ = ۲۷ — بعد ازان تیسری
قسم کے وارثون کی تعداد کو بالانفراد اس حصہ کے نصف کے
ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زید کو پہلی تقسیم کے وقت حاصل ہوتا مثلاً نصف
۱۳۰ کا ۶۵ ہی اور ۶۵ × ۲ = ۱۳۰ — اور ۶۵ × ۱ = ۶۵ —
چوتھی قسم سے بھی یہی قواعد متعلق ہین مثلاً بکر متوفے کے حصے پہلی تقسیم کے

اُسکی جائداد پر قابض ہوئی اور کئی سال تک متصرف رہی
اور اُسکی حین حیات جائداد شوہری کی تقسیم عمل مین نہین آئی

وقت ۳۳۶ ۔ اور دوسری کے وقت ۴۵ ۔ اور تیسری کے وقت
۱۳۰ ۔ ہوتے ہین اور اُنکی کل تعداد ۵۲۰ ہوتی ہی لیکن ۴ × ۱۳۰ = ۵۲۰ ۔
اور یہ عدد ۴ پر متوافق ہین یعنے اُنمین نسبت متداخل پائی جاتی ہی اس
صورت مین قاعدہ یہ ہی کہ بموجب دفعہ ۹۹ ۔ اصول وراثت متعلقہ مناسخت کے
پہلی قسم کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد اور دوسری اور تیسری قسم کے
حصون کو بالانفراد اور چوتھی قسم کے حصون کی کل تعداد کے ربع کے
ساتھ ضرب دیجاے لیکن چونکہ ۴ کا ربع ۔ ۱ ۔ ہی لہذا ضرب دینا فضول ہی
بعدہ چوتھی قسم کے حصون کو بالانفراد اس کل حصہ کی تعداد کے چہارم سے
جو بکر کو پچھلی تقسیم مین ملتا ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵۲۰ کا ربع ۱۳۰ ہی اور
۱۳۰ × ۲ = ۲۶۰ ۔ اور ۱۳۰ × ۱ = ۱۳۰ بعد وفات محمودہ کے منجملہ
اُسکے ۱۶۸ حصون ۸۴ سہام اُسکے سوتیلے بھائی کو ملینگے اور اسکی سوتیلی بہنون سے
ہر واحد کو ۴۲ سہام دیے جائینگے یعنی عمرو کا حصہ جو زندہ ہی یہ ہوگا ۸۴ × ۲۶۰ × ۱۲ ×
۵۴ × ۳۳۶ = ۱۶۴ ۔ اور جمیلہ کا حصہ یہ ہوگا ۴۲ × ۱۳۰ × ۶۵ × ۲۷ × ۱۶۸
= ۳۳۶ ۔ اور سکینہ کا حصہ یہ ہوگا ۴۲ × ۱۳۰ × ۶۵ × ۲۷ ×
۱۶۸ × = ۲۳۴ ۔

منجملہ متوفے کی بیٹیون کے تین کا نکاح ہوگیا اور ایک ناکتخدا ہی بعد ازان
زوجہ مذکور نے انتقال کیا لیکن چار پانچ سال قبل اُسکی وفات کے اُسکے
شوہر کا بھائی اور اُسکا بیٹا اور پوتا اُسکی جائداد متوفیہ پر قابض ہوئے اور
بلاشرکت غیرے متمتع ہوتے رہے یہ امر معلوم نہین کہ اُنھون نے
جائداد مذکور پر غصبًا قبضہ کیا تھا یا برضامندی زوجہ کے۔ چارون بیٹیان
زندہ ہین منجملہ اُنکے ایک بیٹی جائداد پدری سے ایک ربع کا دعوی کرتی ہی اور
اپنی بڑی ہمشیر جو اُسکے چچا کی زوجہ ہی اور چچا کے لڑکے اور پوتے پر جو جائداد
مذکور پر قابض ہین نالشی ہی۔ شرع محمدی کے موجب جائداد پدری سے مدعیہ
مستحق پانے ایک ربع کی ہی یا اُس سے کچھ کم اور اگر وہ مستحق ہی تو منکوحہ ہونے کی
حالت مین اپنے یا اپنے شوہر کے نام سے نالش کرنے کی مجاز ہی یا نہین۔

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے ایک زوجہ اور چار بیٹیون کے اس صورت مین جبکہ زوجہ نے قبل تقسیم ترکہ وفات پائی ہو

ج۔ جائداد جو ابتداءً دو بھائیون مین تقسیم ہوئی وہ تقسیم بہت درست
اور مناسب تھی اب چونکہ متوفے نے بھائی کی جائداد کی نسبت ترکہ رہی تو جائداد کو
وارثون کے باہم حصص جائز پر تقسیم کرنا چاہیے اور اس نظر سے اُسکے ۹۶
حصے کرنے لازم ہین انمین سے ۷۶ حصے چار بیٹیون کو اور ۲۰ پسر کو ملینگے
اور ہر دختر کو خواہ وہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ۱۹ حصے دیے جاینگے اسی وجہ
منجملہ ۹۶ حصون کے مدعیہ صرف ۱۹ حصے پانے کی مستحق ہی اور اس امر سے
کچھ غرض نہین ہی کہ قابضان حال جائداد پر جائز یا ناجائز طور پر قابض
ہوئے کیونکہ شرع کے بموجب بغیر موجود ہونے کسی طرح کے
استحقاق مثلاً از روے ہبہ وغیرہ کے حق مالکیت تسلیم نہین کیا جاسکتا

اور ظاہر ایسا امر وقوع مین نہین آیا لہذا اسطرح کا قبضہ مدعیہ کے استحقاق کا مانع نہین ہی۔ مدعیہ کا شوہر کسی حالت مین مجاز نہین ہی کہ نالش مین جو اُسکی زوجہ نے جائداد پدری کی نسبت دائر کی ہی دخل دے کیونکہ اس صورت مین استحقاق ملکیت مناسخت کی روسے صرف زوجہ کو پہونچتا ہی [1]

نالشی ہونا ہر منکوحہ عورت کا۔

مقدمہ ۸۵

س۔ ایک شخص دو زوجہ اور چار بیٹے اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا لیکن اُسکی جائداد کی تقسیم بعد وفات اُسکی دونون زوجہ اور ایک

---

[1] یہ مثال مناسخت کی ہی پر اور متوفے کا ترکہ بموجب دفعہ ۶۶ - اصول وراثت کے ابتداً ۔ ۴ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اُن سہام کی تعداد مین جو اُسکو ملنے چاہیے تھے مقابلہ اُسکے وارثون کی تعداد کے نسبت دریافت کرنی چاہیے چنانچہ حصہ اُسکا ۳ - اور اُسکے وارثون کا حصہ ۴ ہی لیکن اُن دونون عددون مین نسبت متباین ہی لہذا بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۹۸ - اصول وراثت مناسخت کے ان حصون کی تعداد کو جنپر جائداد کو پہلے تقسیم کرنا چاہیے تھا متوفے کے وارثون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴ × ۲ = ۲۴ منجملہ اُنکے شوہر کو ۴ یعنی دو ثلث بذریعہ اُسکے استحقاق وراثت اور ۲ یعنی ایک ثلث از روے استحقاق وراثت اُسکی ماں کے ملنے چاہئین۔

دختر کے عمل مین آئی ۔ زوجۂ اول سے اُسکے صرف ایک پسر تھا اور دوسری زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تھین اور باقی دو بیٹے ایک اور عورت کے بطن سے تھے زوجۂ اول حین حیات زوجۂ ثانی کے مرگئی اور زوجۂ ثانی نے قبل مرنے دختر کے وفات پائی اور دختر ایک شوہر چھوڑ کر مرگئی اس صورت مین جائداد کے کتنے حصے کرنے چاہیین اور دعویدار کس حساب سے اُنکے پانے کے مستحق ہین

استحقاق بیٹونکا بمقابلہ دو دختر اور زوجہ کے۔

ج ۔ متوفی کی جائداد اول ۸۰ حصون پر تقسیم کرنی چاہیے اُنمین سے دس حصے یعنے ایک ثمن زوجگان کا حق ہے یعنے ہر ایک زوجہ پانچ حصے پائیگی اور اولاد کو ذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملیگا لہذا ہر ایک بیٹے کو ۱۴ اور بیٹی کو ۷ حصے پہونچینگے زوجۂ اول کی وفات کے بعد اُسکا اکلوتا بیٹا صرف وارث اُسکی جائداد کا ہوگا علاتی بھائیون کا اُسمین کچھ حق نہین ہے دوسری زوجہ کی وفات کے اُسکے پانچ حصون کو اُن حصص کی تعداد کے ساتھ جنپر اُنکو تقسیم کرنا چاہیے ضرب دینے سے ۲۰ حصے ہوئے اُنمین سے دس حصے اُسکے پسر کو اور پانچ پانچ دخترون کو ملینگے ۔ اور اُن حصص کی تعداد کو جنمین جائداد پہلے تقسیم ہوئی تھی چار کے عدد کے ساتھ جو تعداد بالفعل حصہ دارون کی ہے ضرب دینی چاہیے اُس حساب سے زوجۂ اول کی وفاتکے بعد پسر کا حصہ یہ ہوگا ۵ × ۴ = ۲۰ ۔ علی ہذا القیاس اُسکا حصہ بیٹے اور بیٹیون کے ساتھ بعد وفات باپ کے یہ ہوگا ۱۴ × ۴ = ۵۶ اور دختر کا حصہ یہ ہوگا ۷ × ۴ = ۲۸ ۔ اور کل تعداد حصون کی

یہ ہوگی ۴×۹۰ = ۳۶۰ دختر کی وفات کے بعد اسکی جائداد کے جو ۲۳۳

حصون پر مشتمل ہے ۱۹۸ حصے کرنے چاہیئن اُنمین سے اُسکا شوہر ۹۹

حصے یعنے ایک نصف کا مستحق ہے اور بقیہ نصف حصہ باہم اُسکے حقیقی بھائی

اور حقیقی بہن کے اس حساب سے کہ دو چند حصہ ذکور کو بہ نسبت اناث تقسیم ہوگا

یعنی بھائی کو ۶۶ — اور بہن کو ۳۳ سہام ملینگے اور سوتیلے بھائیون کا

کچھ حق نہوگا — اب اُن حصص کی تعداد کو ۶ سے جو بالفعل تعداد حصہ دارون کی ہے

ضرب دینا چاہیئے مثلاً ۱۰ × ۶ = ۶۰ اور ۵ × ۶ = ۳۰ — اور ۲۰ × ۶ = ۱۲۰

اور ۵ × ۶ = ۳۶ — اور ۲۸ × ۶ = ۶۸ — اور ۳۲۰ × ۶ = ۹۲۰

منجملہ اُسکے بیٹے کو جو زوجۂ اول سے ہے یہ ملیگا ۳۳۶ × ۲۰ = ۴۵۶

اور زوجۂ ثانی کے بیٹے کو ۳۳۶ × ۶۰ × ۶۶ = ۶۲۴ — اور زوجۂ ثانی کی

دختر کا حصہ یہ ہوگا ۱۶۸ = ۳۰ × ۳۳ = ۱۳۱۴ — اور باقی دو بھائیون

مین سے ہر ایک ۳۳۶ حصون کا مستحق ہے اور شوہر کو جیسا کہ اوپر مذکور

ہوا — ۹۹ حصے ملینگے — (۱)

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے بھائی اور بہن کے — استحقاق دونو جوان اور اول زوجہ کے ایک پسر اور زوجہ ثانی کی دو دختر اور ایک اور زوجہ کے دو بیٹونکا اس صورت مین جبکہ دو زوجہ اور ایک بیٹی نے یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو اور بیٹی ایک شوہر چھوڑ کر مرگئی ہو —

(۱) پہلی قسم کے حصہ دارون سے تقسیم کے قاعدۂ پنجم کی مثال پائی جاتی ہے

شرع کے رو سے زوجہ کا حصہ ثمن ہے لہذا جائداد کے کم سے کم آٹھ حصے

کرنے چاہیئن — لیکن اسکے علاوہ دس اور دو عدد اہین اور ملحوظ رہے کہ دس

شمار کرنے کی یہ وجہ ہے کہ بیٹے کا حصہ بیٹی کی نسبت دو چند ہے — واضح ہوگا کہ اس

صورت مین زوجگان اور اطفال کے حصص تعین کرنے مین کسر واقع ہوتی ہے کیونکہ

مقدمہ ۸۶

س — ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک پسر اور دو دختر وارث چھوڑکر وفات پائی بعد ازان ایک بیٹی لاولد اور اُسکے پیچھے

ایک حصہ دونون زوجگان مین بغیر کسر کے نہین دیا جا سکتا اور بعد محسوب کرنے اُنکے حصے کے سات باقی حصے دس دعویداروں مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے اس صورت مین بعد دریافت کرنے مناسبت باہم زوجگان اور اُنکے حصص کے اور باہم اطفال اور اُنکے حصون کے کہ وہ متباین ہی یہ ضروری کہ مناسبت باہم حصہ دارون کی بالانفراد دریافت کیجائے اور یہ نسبت اس صورت مین متداخل ہی یعنے عدد قلیل کو عدد کثیر مین ضرب دینے سے حاصل ضرب پورا ہوتا ہی مثلاً ۲ × ۵ = ۱۰ - اب تقسیم کے پانچوین قاعدہ دفعہ ۷۷ کے بموجب قاعدہ یہ ہی کہ عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۸ × ۱۰ = ۸۰ — زوجہ اول کی وفات کے بعد چونکہ اُسکا بیٹا صرف اُسکا وارث ہی لہذا کچھ تقسیم عمل مین نہ آئیگی — دوسری زوجہ کی وفات کے بعد اس قاعدہ کے بموجب کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہی اُسکی جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا لازم ہی لیکن چونکہ یہ صورت مسئلہ مناسخت سے متعلق ہی لہذا مناسبت باہم اُن حصص کی تعداد کے جو کہ وہ اول مرتبہ کی تقسیم مین مستحق پانے کی تھی اور اُس جائداد کے جسمین اُسکی جائداد بعد وفات کے تقسیم ہولی دیکھنی چاہیے یہ دونون عدد ۴ — اور ۵ متباین

زوجہ مرگئی بعد شخص مذکور کا بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چھوڑکر مرگیا اور
اُسکا پسر یعنے شخص مذکور کا پوتا بھی فوت ہوا اس صورت مین شرع محمدی

ہین یعنے صرف ایک عدد پر تقسیم ہو سکتے ہین اور تقسیم انگی کسی تیسرے عدد سے
ممکن نہین اس صورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۸ کے بموجب قاعدہ یہ ہی
کہ پچھلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد ان حصص کے ساتھ جنمین متوفیہ
ثانی کی وفات کے بعد اُسکی جائداد تقسیم ہوئی ہی بالاجمال ضرب دیجاے مثلاً
۸۰ × ۴ = ۳۲۰ - اور ۵ × ۴ = ۲۰ - اور ۱۴ = ۵۶ - اور ۷ × ۴ = ۲۸
اور دعویداران حال کے حصص کو بالانفراد اُن حصص کی تعداد کے ساتھ جنکے
پانے کی متوفیہ پہلی تقسیم کی رو سے مستحق تھی ضرب دین مثلاً ۲ × ۵ = ۱۰ - اور ۱ × ۵ = ۵
تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین دختر کی وفات کے بعد اُن قواعد کے بموجب کہ
شوہر کو لاولد ہونے کی صورت مین نصف حصہ اور ذکور کو نسبت اناث کے دوچند حصہ ملے
دختر مذکور کی جائداد چھ حصون مین کم سے کم تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت
مناسخت کی ہی لہذا وہی حساب جو پہلے عمل مین آیا ہی یہان بھی ملحوظ ہوگا اور تعداد
کی مناسبت کا نتیجہ بھی وہی ہوگا کیونکہ ۳۲ - اور ۶ مین نسبت متباین ہی مثلاً
۶ × ۵ = ۳ - ۳ = ۳ - ۱ اور ۳ = ۲۵ - اور ۲ = ۳ - ۱ اور بموجب
قاعدہ مرقومۂ بالا کے ضرب دینے سے حاصل ضرب ۱۹۲۰ - ہوگا
مثلاً - ۳۲۰ × ۶ = ۱۹۲۰ -

کے بموجب اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ اور دختر کے باہم جو موجود ہین
جائداد کس طور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ متوفیان مذکرہ بالا کی حیات مین
جائداد کی تقسیم کبھی عمل مین نہین آئی ۔

ج ۱ ۔ اصل مالک کی صرف ایک دختر اور پسر کی زوجہ موجود ہین اس صورت
مین جائداد کے تین حصے کرنے چاہیین منجملہ اُنکے بیٹے کی زوجہ کو دو
حصے ملینگے اور دختر صرف ایک حصہ کی مستحق ہی کیونکہ اصل مالک ایک
زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑکر مرگیا تھا اور زوجہ کا حصہ
ایک ثمن تھا اور باقی جائداد کے مستحق بیٹے اور بیٹیان اس حساب سے
کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہوتا ہی یعنے بیٹے کا ایک نصف
اور باقی نصف دونون بیٹیو کا حق تھا یعنے ہر ایک دختر کو ایک ایک ربع
ملنا چاہیے تھا ۔ ایک دختر کی وفات کے بعد جو لاولد مرگئی اسکی جائداد
کے تین حصے کرنے لازم ہین اُنمین سے دو حصے اُسکے بھائی کے ہین اور
ایک اُسکی بہن کا حق ہی اور اصل مالک کی زوجہ کی وفات کے بعد
اُسکا حصہ جائز تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اُنمین سے دو حصے
اُسکے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے اور ایک حصہ حیّ القائم
دختر کو ۔ اور منجملہ بیٹے کے حصے کے جو اُسکو اپنی بہن اور مان سے
وراثتہً حاصل ہونا چاہیے تھا اُسکی وفات کے بعد ایک ثمن
اُسکی زوجہ کو اور باقی پسر کو ملنا چاہیے ۔ اُسکے پسر یعنے
اصل مالک کے پوتے کی وفات کے بعد اُسکی کل

استحقاق دو دختر اور ایک پسر کا اس صورت مین جب ایک دختر اور زوجہ اور ایک بیٹا اور بیٹا یکے بعد دیگرے مرگئے ہون اور بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چھوڑ مرا ہو ۔

جائداد مناسخت کی روسے اُسکی مان کو پہونچتی ہی کیونکہ ایک ثلث اُسکا
حصہ جائز ہی اور باقی دو ثلث اُسکو قاعدے کی روسے ملینگے ۔
اُس تقسیم سے بموجب اصل مالک کی جائداد کا دو ثلث
اُسکے بیٹے کی زوجہ کا حق ہی اور باقی ایک حصہ اُسکی دختر کو
ملنا چاہیے ۔ ۔ ۱

۱ مناسخت کی اس صورت مین حساب مفصلہ ذیل کی روسے تقسیم عمل
مین آیگی چونکہ ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث ہین اور حصے
دعویدارون کے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لہذا بموجب تیسرے قاعدہ
تقسیم دفعہ ۷۰ کے ابتدائً جائداد کے ۳۲ حصے ہونے چاہیین اُنمین سے
زوجہ کو چار اور بیٹے کو ۱۴ - اور ہر ایک دختر کو ۷ - حصے ملینگے دوسرے
مرتبہ کی تقسیم مین بعد وفات ایک بیٹی کے اُسکی مان اور بھائی اور بہن اُسکے
وارث ہین اور تا کہ ایک سدس مان کو دیا جاتا متوفیہ کی جائداد کو ۶ پر تقسیم کرنا چاہیے تھا
لیکن چھ حصے دعویدارون کے باہم بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لہذا اُس
دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جائداد متوفیہ کو تیسرے قاعدہ کے تقسیم کے
بموجب اٹھارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے مان کو ۳ - اور بھائی کو ۱۰
اور بہن کو ۵ حصے ملنے چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت سے متعلق ہی لہذا
ضرور ہی کہ مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جو متوفیہ کو قبل وفات حاصل تھے اور
اُنکے جنین اب اُسکی جائداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کیجائے مثلاً ۷ × ۲ = ۱۸ - ۲

سراجیہ مین لکھا ہی کہ — زوجہ کو دو صورت مین ترکہ ملتا ہی —
اگر ایک یا چند زوجہ ہون تو ربع اُس حالت مین دیا جاتا ہی کہ اُسکی یا

ماخذ درباب استحقاق وراثت زوجہ کے

اور ۴ = ۲ = ۲ اور ۳ = ۴ — اُنمین نسبت متباین ہی پس اس صورت مین
بموجب اصول مناسخت دفعہ ۹۹ کے قاعدہ یہ ہی کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے
حصون کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھ
ضرب دین مثلاً ۳۲ × ۱۸ = ۵۷۶ اور ۴ × ۱۸ = ۷۲ اور ۱۴ × ۱۸ = ۲۵۲
اور ۷ × ۱۸ = ۱۲۶ — اور دوسرے قسیم کے حصص کو بالانفراد اُن حصص کے
ساتھ جنکی تقسیم اول کے وقت دختر مستحق تھی ضرب دینا چاہیے مثلاً ۷ × ۳ =
۲۱ اور ۱۰ × ۷ = ۷۰ اور ۵ × ۷ = ۳۵ — تیسرے مرتبہ کے تقسیم مین
مان کی وفات کے بعد اول قاعدہ تقسیم کے بموجب اُسکی جائداد کو تین حصونمین
تقسیم کرنا لازم تھا منجملہ اُن کے دو حصون کا بیٹا مستحق تھا اور ایک حصہ دختر کو
ملنا چاہیے تھا — لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہی لہذا مناسبت باہم
اُن حصص کی تعداد کے جو مان متوفیہ کو قبل حاصل ہونے اور اُنکے جنھین
اب اُسکی جائداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہی — پچھلی تقسیمون کے
بموجب اُسکے ۹۳ یعنے پہلے مرتبہ کی تقسیم مین ۷۲ اور دوسرے مرتبہ
۲۱ حصے ملے اب اُسکی جائداد کو تین حصون پر بانٹنا چاہیے مثلاً ۳ +
۳۱ = ۹۳ — اُنمین نسبت متداخل ہی اور یہ ۳ کے عدد پر متوافق ہین
اس صورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۹ — کے بموجب

اُسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین نہو اور ایک ثمن اُس صورت مین جب اُسکی یا اُسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین موجود ہو

اول مرتبہ کی تقسیم کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد تیسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ثلث کے ساتھ بالاجمال ضرب دین اور چونکہ ایک ثلث بالاجمال حصون کا اس صورت مین ضرب ایک ہی لہذا ضرب دینا فضول ہی - اور ان کے ۹۳ - حصے اُسکی وفات کے بعد باہم اُسکے بیٹے اور بیٹی کے اس حساب سے تقسیم کیے جائین کہ بیٹے کو دوچند یعنے ۶۲ - اور بیٹی کو ۳۱ حصے ملین - یہ اخیر حساب حصون کا پسر اور دختر کے حصون کو جو ۲-۱ اور ۳۱ مین کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہی اور ۳۱ - ایک ثلث ہی ۹۳ حصون کا جنکے پانے کی زوجہ مستحق تھی - چوتھے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کو قاعدہ اول تقسیم بموجب آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا اُنمین سے ایک حصہ زوجہ کا حق تھا اور سات حصے اسکے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے مگر چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہی لہذا مناسبت باہم اُن حصص کی تعداد کے جو متوفی کو قبل وفات حاصل تھے اور اُنکے جنمین اب اُسکی جائداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضروری - پچھلی تقسیمون کے بموجب اُسکو ۳۸۴ - یعنے پہلی تقسیم مین ۲۵۲ - اور دوسری تقسیم مین ۷۰ - اور تیسری مین ۶۲ حصے ملے اب اس جائداد کے آٹھ حصے کرنے چاہیین مثلاً ۸ × ۴۸ = ۳۸۴ - انمین نسبت متداخل ہی اور عدد ۸ - ۴۸ متوافق ہین اس صورت مین اصول مناسخت

علے ہذا القیاس دختروں کے ورثہ کی نسبت یہ لکھا ہی — بیٹیان جو متوفی کے نطفہ سے ہون تین صورت مین ورثہ پاتی ہین — اگر ایک دختر ہو تو نصف جائداد کی مستحق ہی اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو انکو دو ثلث ملیگا اور اگر ایک بیٹا بھی موجود ہو تو ذکور کا حصہ نسا کی نسبت

ماخذ درباب استحقاق ورثہ دختر کے۔

کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہ ہی کہ پہلی تقسیمون کے کل حصص کو بالاجمال اور بالانفراد چوتھے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ثمن کے ساتھ بالاجمال ضرب دین لیکن چونکہ ایک ثمن بالاجمال حصون کا اس صورت مین صرف ایک ہی لہذا اسی ضرب دینا فضول ہی اور بیٹے کے ۳۸۴ حصون کو اُسکی وفات کے بعد باہم اُسکی زوجہ اور پسر کے تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے ۴۸ حصے یعنے ایک ثمن زوجہ کا حق ہی اور باقی ۳۳۶ پسر کو ملنے چاہییں یہ اخیر حساب حصون کا پسر اور زوجہ کے حصون کو ۷ — اور این ۴۸ کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہی اور ۴۸ — ایک ثمن ہی ۳۸۴ — حصون کا جنکے پانے کا اصل مالک کا بیٹا مستحق تھا۔ پانچوین مرتبہ کی تقسیم مین پوتے کی وفات کے بعد اُسکے ۳۳۶ حصے اُسکی ماں کو ملنے اور اسی طور سے بیٹے کی زوجہ کو ۳۸۴ حصے ملتے لیکن اصل مالک کی دختر نے جو زندہ ہی اپنے باپ اور بہن اور ماں سے ۱۹۲ حصے عوض اتنا پائے لہذا اب اخیر مرتبہ کی جائداد کے ۵۷۶ حصے کرنے لازم ہین اُنمین سے ۳۸۴ حصے یعنے دو ثلث بیٹے کی زوجہ کا حق ہی اور ایک ثلث یعنے ۱۹۲ حصے اصل مالک کی دختر کو ملینگے۔

ماخذ درباب استحقاق وراثت ہمشیرکے۔

دوچند ہوگا اور نسار واسطہ دار عصبہ مین شمار ہوتی ہین ہمشیر کے استحقاق وراثت کی نسبت کتاب مذکور مین یہ مندرج ہی — اگر بھائی حقیقی ہون تو انکا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہوگا اور اناث اسوجہ سے کہ متوفی کے ساتھ مساوی درجہ کا رکھتی ہین عصبہ شمار کیجاتی ہین —

ماخذ درباب استحقاق وراثت ماں کے۔

ماں کے استحقاق ارث کی نسبت اس طور پر مرقوم ہی — ماں کو تین صورتوں مین ورثہ ملتا ہی اگر اسکی یا اُسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین موجود ہو تو ایک سدس پہونچتا ہی اور اسی قدر اس صورت مین بھی جب دو بھائی یا بہن یا دو سے زیادہ ہون اور لحاظ واسطے کی جہت کا نہ کیا جائیگا اور اُنکے نہونے کی صورت مین ماں کو کُل جائداد سے ایک ثلث دیا جاتا ہی۔ اُس کتاب مین مسئلہ رد کی بابت یہ درج ہی — کہ رد عول کی صورت معکوس ہی اور جب کچھ جائداد بعد تقسیم مستحقین کے بچتی ہی اور اور کوئی دعویدار جائز باقی نہین رہتا اُسوقت اس صورت پر عمل کیا جاتا ہی یعنے جو جائداد فاضل رہتی ہی وہ حصہ دارون کی طرف بموجب اُنکے حقوق کے عود کرتی ہی —

مقدمہ ۸۷

س — ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بھائی اور ایک بہن اور زوجہ کی ماں اور زوجہ کا بھائی چھوڑ کر وفات پائی اس صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ کے متوفی کی جائداد کن کو اور کس حساب سے

ملیگی۔

ج۔ اس صورت مین کل اشخاص مذکورہ بالا مستحق وراثت ہین جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہیین منجملہ اُنکے متوفی کے بھائی کو چھ اور اُسکی بہن کو تین حصے ملینگے اور ایک حصہ زوجہ کی ماں کا اور دو حصے زوجہ کے بھائی کا حق ہی۔[1]

استحقاق بھائی اور بہن کا بمقابلہ زوجہ کی ماں اور زوجہ کے بھائی کے

[1] چونکہ دعویدار اس صورت متوفی کی زوجہ اور بھائی اور بہن ہین لہذا جائداد کے ابتداءً چار حصے کرنے چاہیین یہ کم سے کم تعداد حصص کی ہی اُنمین سے زوجہ کو ایک ربع یعنے ایک حصہ پہونچتا ہی اور بھائی کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ بہن کا حق ہی زوجہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کے کم سے کم تین حصے کرنے چاہیین اُنمین سے ایک ثلث زوجہ کی ماں کو ملیگا لیکن قاعدہ مناسخت کے بموجب باہم اُسکے حصہ کی تعداد یعنے ۱ - عدد اور عدد تقسیم یعنے ۳- کی مناسبت دیکھنی چاہیے اور چونکہ اُنمین نسبت متباین ہی یعنے صرف ایک سے منقسم ہوسکینگے لہذا اصول مناسخت کی دفعہ ۹ کے بموجب اول قسم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے حصص کے ساتھ بالاجمال ضرب دین مثلاً ۴ × ۳ = ۱۲ - اور ۱ × ۳ = ۳ اور ۲ × ۳ = ۶ - بعد ازان دعویداران حال کے حصص کو اُس تعداد کے حصص کے ساتھ جنکے پانے کی زوجہ پہلی تقسیم کے وقت مستحق تھی ضرب دین لیکن چونکہ وہ عدد صرف ایک ہی لہذا ضرب دینا فضول ہی۔ پس منجملہ کل حصوں کی

اس صورت مین جب زوجہ قبل تقسیم جائداد کے وفات پاوے۔

مقدمہ ۵۵

س - مالک ایک جائداد آراضی کا دو زوجگان کے بطن سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا ایک زوجہ ابھی حیات ہی مالک کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا جو زوجہ اول سے تھا تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اب ایک بیٹا اور اُسکے حقیقی چار بہنین اور علاتی بھائی متوفی کے تین بیٹے اور مالک مذکور کی مان یعنی کل ۹ شخص دعویدار وراثت ہین اس حالت مین شرع کے بموجب ۹ - اشخاص مذکورۂ بالا کے باہم کس حساب سے جائداد تقسیم ہوگی

ج - اس صورت مین مسئلہ مناسخت کے بموجب مورث کی جائداد کے ۱۹۲ - حصے کیے جائینگے منجملہ اُنکے ۲۴ - اُسکی زوجہ ۲۴ اُسکے بیٹے اور ۱۲ - حصے ہر ایک دختر کو ملینگے اور ۱۴-۱۴-۱۴ حصے اُسکے تینون پوتون کو جو اُسکے پسر متوفی کے بیٹے ہین سہو پہنچینگے اور پسر مذکور بعد وفات اپنے باپ اور قبل تقسیم جائداد کے مر گیا - ۱

استحقاق ایک بیٹے اور چار بیٹیون اور ایک زوجہ اور ایک اور بیٹے کے تین بیٹونکا اس صورت مین جب یہ بیٹا قبل تقسیم مر گیا ہو -

تعداد کے جو ۱۲ - ہے اصل مالک کا بھائی ۱۶ - اور اُسکی بہن ۳ حصے پائیگی اور ایک حصہ زوجہ کی مان کا حق ہی اور ۲ - اُسکی زوجہ کے بھائی کو ملینگے -

۱ اس تمثیل مناسخت مین تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے بموجب جائداد کے ۴۸ حصے کیے گئے تاکہ جملہ دعویداروں مین جو مورث کی وفات کے بعد حصہ پانے کے مستحق تھے تقسیم ہون چونکہ بنظر دیے جانے ایک ثمن یعنے حصہ زوجہ کے ابتدائے جائداد کے

مقدمہ ۸۹

س - ایک شخص نے جو نصف مکان اور اور جائداد موروثی کا مالک تھا تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑ کر وفات پائی اور قبل تقسیم ہونے جائداد موروثی کے اسکا ایک بیٹا بھی علاوہ اپنے دو بھائیون اور ایک بہن کے ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین جائداد مذکور اِن اشخاص مین کس حساب سے تقسیم ہوگی -

ج - اصول مناسخت کی رو سے مورث کی جائداد کے ۷۰ حصے ہونے چاہیین منجملہ اُنکے ہر ایک بیٹے کو ۲۶ - اور بیٹی کو ۱۳ اور متوفی بیٹے کی زوجہ کو پانچ حصے ملینگے - ۱

استحقاق دو بیٹون اور ایک بیٹی اور ایک اور بیٹے کی زوجہ کا جسکا شوہر قبل تقسیم مر گیا ہو -

---

آٹھ حصے کرنے چاہیین تھے اور بعد دیے جانے زوجہ کے صرف ۸/۱ حصہ آٹھ دعوید ار دینین اس حساب سے کہ ذکور کو اناث کی نسبت دو چند ملے تقسیم ہونے چاہیے تھے - لہذا اب ایک بیٹے کی وفات کے بعد باہم اُسکے ۶ ا حصون اور اُسکے وارثون کی تعداد کے جو ۱۲ ہی مناسبت دیکھنی چاہیے اور انمین مناسبت تباین ہی پس اصل تقسیم کی تعداد کو دوسری قسم کے وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴ × ۶ × ۳ = ۱۹۲ - اصول مناسخت کی دفعہ ۹ معائنہ کیجائے ۱ اس طور پر حصون کی تقسیم ہونے کے واسطے اول یہ امر دریافت کرنا ضرور ہی کہ اگر مورث کی وفات کے بعد جائداد تقسیم ہوتی تو تینون بیٹون اور دختر کو کس حساب سے ملتی اور چونکہ ذکور کو اناث کی نسبت دو چند حصہ ملتا ہی لہذا جائداد کو بغیر کسر کے تقسیم کرنے کے واسطے سات حصون مین بنانا چاہیے جنمین سے

مقدمہ ۹۰

س — ایک شخص صرف ایک دختر حمیدہ چھوڑ کر مرگیا بعد ازان حمیدہ نے ایک پسر زید اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی بعدہ

دو حصے بھائی متوفی کا حق تھا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ باہم اُسکے دو بھائیون اور دختر اور زوجہ کے تقسیم ہونا لازم ہی لیکن زوجہ کا حصہ بحالت لاولد ہونے کے ایک ربع ہی لہذا اعداد کم سے کم چار حصون مین تقسیم کیجائے۔ بعد دیلے جانے زوجہ کے حصہ کے ۳ حصے ۵ وارثون مین تقسیم کیے جائینگے اصل مین وارث ۳ ہین مگر ۵۔ اسواسطے شمار کیے گئے ہین کہ بلحاظ حصے کے ایک مرد دو عورتون کے برابر تصور کیا جاتا ہی ظاہر کہ یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اسواسطے قاعدہ یہ ہی کہ مناسبت باہم وارثون اور حصص کے دیکھنی چاہیے اور وہ اس صورت مین متباین ہی یعنے ان اعداد کی تقسیم بموجب تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۹۰ کے صرف عدد ایک سے ہوسکتی ہی یعنے ۴ = ۵ — ۱ — قاعدہ سوم کے بموجب وارثان کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ — اگر یہ صورت مناسخت کی نہوتی تو ان اعداد سے مختلف حصے وارثون کے قائم کیے جاتے مگر چونکہ یہ مناسخت کی صورت ہی لہذا مناسبت باین نتیجہ مذکورہ بالا اور متوفی کے حصص کی تعداد کے دیکھنی چاہیے اُنمین نسبت متداخل ہی مثلاً ۲۰ × ۱۰ = ۲ — اس صورت مین مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ

شوہر بھی ایک زوجہ جمیلہ اور ایک بیٹا زید جسکا اوپر ذکر ہوا اور جو پہلی زوجہ سے تھا اور ایک بیٹا عمرو اور چار بیٹیاں سکینہ و خاتون و فہمیدہ و عمدہ جو زوجہ حی القائم سے ہین چھوڑکر مرگیا اور ہمین حیات شخص مذکور کے اسکی جائداد تقسیم نہین ہوئی اس صورت مین اشخاص مذکورہ بالا کے باہم جائداد کس حساب سے تقسیم ہوگی ۔

استحقاق شوہر اور پسر کا اس صورت مین جب شوہر قبل تقسیم کے ایک زوجہ اور ایک اور بیٹا اور چار بیٹیان چھوڑ کر مرگیا ہو ۔

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین جائداد کو ۲۵۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے ۲۰۶ حصے زوجہ اول کے بیٹے اور ۱۴ ۔ زوجہ حی القائم کے بیٹے اور زوجہ کو ملینگے اور باقی ۲۸ حصے چارون بیٹیون مین تقسیم ہونگے یعنے ہر دختر کو ۷ حصے پہونچینگے ۔ سے

یہ ہے کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے مقسوم الیہ کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۱۰×۷ = ۷۰ ۔ الخ ۔

لے اس صورت مناسخت مین فہرست مرقومہ ذیل سے ورثا کے قائم مقام ہونے کی ترتیب واضح ہوگی

حمیدہ ۔ ۴ × ۶۴ = ۲۵۶

بکر ۔ ۱ × ۶۴ = ۶۴ زید ۳ × ۶۴ = ۱۹۲

بکر ۔ ۱ × ۶۴ = ۶۴

عمدہ	فہمیدہ	خاتون	سکینہ	عمرو	جمیلہ	زید
۷	۷	۷	۷	۱۴	۸	۱۴ = ۶۴

حمیدہ کی وفات کے بعد جو تقسیم ہونی چاہیے تھی اسمین حمیدہ کی جائداد کو کم سے کم چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا تاکہ ایک ربع شوہر کو ملتا اور

مقدمہ ۹۱

س - ایک شخص زید ایک زوجہ حمیدہ اور تین بہنیں جمیلہ اور فہمیدہ وعمدہ اور چچا کا بیٹا بکر چھوڑ کر مرگیا بعد ازاں اُسکی ایک

شوہر کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کے کم سے کم آٹھ حصے کرنے چاہیئں تھے تاکہ اُسکی زوجہ کو ایک ثمن دیا جاتا مگر ثمن دینے کے بعد بقیہ حصص اور دعویداران بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور چونکہ باہم اُنکی تعداد حصص کے مناسبت دیکھنے کے بعد نسبت متباین پائی گئی لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ - کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو ورثار کی تعداد کے ساتھ جو ۸ ہے ضرب دینے چاہیے اور ۸ تعداد اسواسطے ہے کہ باعتبار حصہ کے ایک مرد دو عورتوں کے بجائے شمار کیا جاتا ہے مثلاً - ۸×۸ = ۶۴ - پس بموجب مسئلہ مناسخت کے مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جنکے پانے کا متوفی اول مرتبہ تقسیم کے وقت مستحق تھا اور ان حصص کی تعداد جنپر دوسرے مرتبہ کی تقسیم میں جائداد کو منقسم کرنا چاہیے دیکھنی ضرور ہے اور انمیں نسبت متباین پائی گئی پس مناسخت کی دفعہ ۹۸ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھ ضرب دیں اور اس حساب سے بیٹا جو زوجہ اول سے ہے ۲۰۶ - حصے یعنے اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت ۱۹۲ - اور دوسرے مرتبہ ۱۴ - حصے پائیگا -

بہن فہمیدہ نے بحین حیات اشخاص متذکرہ بالا ایک دختر خاتون چھوڑ کر وفات پائی بعدہ عمدہ بھی ایک دختر سکینہ چھوڑ کر مر گئی اس صورت مین شرع کے بموجب اصل مالک کی جائداد حی القائم کے باہم کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے۔

استحقاق ایک زوجہ اور تین ہمشیر در حالیکہ بیٹے کا اس صورت مین جب دو بہنین بلا تقسیم ایک ایک دختر چھوڑ مری ہون۔

ج ۔ صورت متذکرہ بالا مین اول زید کی تجہیز و تکفین عمل مین آنی چاہیے اور اخراجات مراسم کے فضول نہون بلکہ بطریق مناسب عمل مین آئین اور قرضہ واجب اسکا ادا کیا جائے بعد ازان جو بچے اسمین سے ایک ثلث اسکی وصیت کے بموجب صرف ہو بقیہ جائداد مسئلہ مناسخت کے بموجب ۳۶ حصون مین تقسیم کیجائے اُنمین سے ۹ حصے حمیدہ اور ۸ اسے جمیلہ اور ۳ عمدہ اور ۸ خاتون اور بقیہ ۵ سکینہ کو ملینگے۔ ۱

---

۱ اس صورت مین اصول وراثت کی دفعات ۱۴ و ۲۴ و ۶۵ کے بموجب جائداد کو ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اُنمین سے زوجہ کا حق ایک ربع اور بہنون کا دو ثلث لیکن عدد ۸ یعنی ۱۲ کا دو ثلث تین بہنون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور ۳ اور ۸ مین نسبت متبائن ہے لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷۷ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو ان ورثا کی تعداد کے ساتھ جنکو بلا کسر حصہ نہین ملسکتا ضرب دینا مثلاً ۱۲ × ۳ = ۳۶ ۔ ان حصص کی تقسیم اس طور پر ہونی چاہیے

حمیدہ	جمیلہ	فہمیدہ	عمدہ	بکر
۹	۸	۸	۸	۳

فہمیدہ کی وفات سے کے بعد ان حصص کی تعداد یعنی ۹۸ مین جنکے پانے کی
وہ مرتبہ اول کی تقسیم مین مستحق تھی اور ان حصص کی تعداد یعنی ۴ مین جنپر اُسکی
جائداد کو اب تقسیم کرنا ضروری ہی نسبت متداخل پائی گئی لہذا دوسرا حساب کرنا
ضرور نہین ہی اور اسکے ۸ حصون کی اس طور پر تقسیم ہوگی۔

جمیلہ	عمدہ	خاتون
۲	۲	۴

علیٰ ہذا القیاس اس قاعدہ سے کے بموجب عمدہ کی وفات کے
بعد اُسکے دس حصون مین سے نصف اُسکی دختر سکینہ اور نصف
اُسکی ہمشیر جمیلہ کو ملیگا۔

دوسرا باب

نظائر بیع

مقدمہ ١

س ـــ چند اشخاص کسی قدر آراضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک شریک نے بغیر استرضا ر اور شرکا کے ایک دستاویز مشعر انتقال جزو حقیت منجملہ آراضی مشترکہ مذکور کے ایک شخص اجنبی کے نام بغیر تصریح حدود اربعہ کے لکھدی اور دستاویز مین اسی قدر لکھا کہ آراضی منتقلہ خاص میری ملک ہے ہی ایسی صورت مین دستاویز جائز ہی یا نہین ـ

فرق درمیان بیع وہبہ کی شرائط جائز کے

ج — اگر دستاویز انتقال کا مضمون یہ ہی کہ مقر نے حقیت اپنی منجملہ جائداد مشترکہ غیر منقسمہ منتقل کی تو در صورت ہونے دستاویز ہبہ کے وہ بسبب عدم تصریح حدود اربعہ کے شرعاً جائز متصور نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ہبہ بحالت نہونے تصریح جائداد موہبہ ناجائز ہی لیکن اگر یہ دستاویز بیعنامہ ہو تو وہ جائز تصور کیجائیگی کسواسطے کہ اس قسم کے معاہدہ کی نسبت شراکت اور عدم توضیح اور شرکا کی عدم استرضا اور نہونا تصریح حدود اربعہ کا مانع نہین ہی بلکہ معاملہ بیع بہر تقدیر جائز اور واجب التعمیل ہی۔

مقدمہ ۲

س — ایک شخص نے ایک جزوی قطعہ آراضی کرایہ لیکر اسپر مکان تعمیر کیا اور درخت نصب کیے اور بعد ازان اُسنے دو بیٹے اور ایک زوجہ اور ماں چھوڑ کر وفات پائی اور جائداد غیر منقسم ہی اُسکی وفات کے بعد اور اُسکی ماں کی حیات مین اُسکی زوجہ اور اُسکے بیٹون نے مکان اور درختون کو بیع کیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیع جائز ہی یا نہین یا ماں بھی اپنے بیٹے کے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانے کی مستحق ہی اور اگر ہی تو متوفی کے ترکہ سے اشخاص مذکور کو کس حساب سے حصہ ملیگا۔

جائداد منقسمہ کا بیع بنسبت حصہ بایع کے صحیح ہی نہ مقابلہ اس شخص کے جو شریک بیع نہو

ج — اگر بقیہ وارثون نے جائداد غیر منقسمہ کو حسب تصریح سوال کے بیع کیا تو معاملہ بیع اُنکے حصص کی نسبت واجب التعمیل ہی لیکن جو وارث شریک بیع نہو وہ ترکہ سے اپنا حصہ پانے کا مستحق ہی کیونکہ اُسکا استحقاق دوسرے وارثون کے فعل سے باطل

نہین ہوتا ہے[1]

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے حین حیات اپنی جائداد اراضی کو تین مساوی حصون پر تقسیم کرکے ایک جزو اپنی ہر زوجہ کے نام بغرض وین مہر کے بیع کیا اور جائداد مبیعہ کا ایک جزو تقسیم ہو گیا اور باقی بدستور غیر منقسم رہا بعد ازان متوفی کا بیٹا جو دوسری زوجہ سے تھا اُس حصہ پر وراثتہً قابض ہوا جو اُسکی ماں کے نام بیع ہوا تھا اور اُسنے بھی حصہ مذکور کو بغرض وین مہر اپنی زوجہ کے نام بیع کیا مگر آراضی مبیعہ بظاہر اُسکے قبضہ اور اہتمام مین رہی ایسی حالت مین اس طرح بیع باوجود نہونے ثبوت قبض و تصرف مشتریہ کے شرعاً جائز ہی یا نہین -

ج - معاہدہ بیع کا جواز اسپر موقوف نہین ہی کہ مشتری فوراً قابض کرایا جاوے اور اگر جائداد مبیعہ غیر منقسمہ ہو تو بھی معاملہ

فوراً قابض کرانا یا جائداد مبیعہ کا تقسیم ہونا لازمہ بیع نہین ہی -

[1] شرع کی رو سے بیع اور ہبہ مین فرق ہی یعنی اگر صورت مذکورہ بالا مین جائداد بجاے بیع کے بذریعہ ہبہ منتقل ہوئی ہوتی تو معاہدہ جائز نہین تصور کیا جاتا کسواسطے کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ ضرور ہی اور ظاہر ہی کہ بحالت عدم تصریح و تعین اس جزو کے جسکو ہبہ کی رو سے منتقل کرنا منظور ہو قبضہ نہین دیا جا سکتا

بیع مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا پس جس بیع کے ذریعے سے کہ اصل
مالک نے آراضی کو بقدر تین مساوی حصون کے اپنی تین زوجگان کے
نام منتقل کیا وہ جائز ہی گو کسی قدر جزو آراضی مذکورہ کا تعین ہوا ہو اور
بائع کی دوسری زوجہ سے جو بیٹا تھا وہ اپنی مان کے حصہ پر وراثۃً
قابض ہوا لہذا جو بیع کہ اسکی جانب سے اسکی زوجہ کے نام دَین
مہر کی عوض بابت حصۂ مذکور عمل مین آیا وہ بھی جائز ہی اور جو قابض اور
متصرف رہنا نامبردہ کا حصہ مبیعہ پر بعد بیع کے قابل لحاظ نہین ہی مشتری
کو اختیار ہی کہ جب مناسب سمجھے حصۂ مبیعہ پر دخیل ہو جائے ۔[۱]

مقدمہ ۴

س ۔ زید نے اپنا مکان مع آراضی متعلقہ عمرو کے ہاتھ بہ تعین
دو ہزار روپیہ کے بیع کیا چنانچہ عمرو نے اس شرط کو قبول کیا
او زید کو پچیس روپیہ بیعانہ دے کر باقی روپیہ کے ادا کرنے کا وعدہ
بہ تعین تاریخ خاص قرار پایا کہ اسی تاریخ بیعنامہ حسب ضابطہ لکھا
جائیگا زید نے ان شرائط پر راضی ہو کر جائداد عمرو کے حوالہ کی اور
عمرو نے اسپر قابض ہو کر اپنی جانب سے چند شخصونکو آباد کیا ایسی صورت مین

---

[۱] جو مسئلہ کہ اس مقدمہ مین قرار پایا ہی تائید اسکی مراتب مندرجہ دونون
مقدمات مذکور الصدر سے ہوتی ہی ۔

اسطرح کا بیع کامل ہی یا احد المتعاقدین کو اسکے استرداد اختیار حاصل ہی
یا عمر سے کل زرثمن جبرًا ادا کرانا چاہیے۔

ج - از روے حالات مندرجہ سوال کے بیع کامل ہی اور متعاقدین
سے کسی کو اسکے استرداد کا منصب نہین ہی اور زرثمن مشتری پر واجب الادا ہی
چنانچہ ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ معاملہ بیع کا ایجاب وقبول سے مکمل ہوتا ہی
اور ان دونون لفظون کا استعمال بزمانہ ماضی اس نہج پر ہوتا ہی یعنے
ایک فریق کہے کہ مین نے بیع کیا اور دوسرا کہے کہ مین نے خرید کیا
اور واضح ہو کہ اگر کسی طرح کے اور الفاظ بھی جنکا یہی مقصود ہو بیان
کیے جائین توبھی معاملہ بیع مکمل ہوتا ہی مثلا بایع کہے کہ مجھکو یہ قیمت منظور ہی
یا مین نے یہ شی بعوض اسقدر ثمن کے تمکو دی یا کہے تم اس شی کو
اسقدر قیمت کی عوض لیلو - جب ایجاب وقبول کا اظہار بغیر کسی
شرط کے بخوبی ہو جاے تو بیع واجب التعمیل ہوتا ہی اور متعاقدین مین کسیکو
استرداد کا اختیار نہین رہتا سلہ بیع اس صورت مین جائز ہوتا ہی کہ زرثمن نقد
دیا جاے یا اسکے ادا کرنے کا زمانہ معین کیا جاے علی ہذا القیاس کنز الدقائق مین بھی یہ لکھا ہی

مراتب جنکی روسے
بیع مکمل اور منعقد
التعمیل تصور
کیا جاتا ہی۔

سلہ اگر جائداد مبیعہ مین کچھ نقص پایا جاے یا معائنہ اسکا نہو تو مشتری استرداد کا
مجاز ہی - دفعات ۲۱ و ۲۶ - اصول بیع ہدایہ ۲ صفحہ ۲۶۳ -- واضح ہو کہ بموجب
مسلک شافعی رہ متعاقدین کو تابرخاست ہونے مجلس عقد بیع کے استرداد کا اختیار
حاصل ہی لیکن یہ راے منسوخ ہوگئی ہی۔

تعریف بیع

کہ جب ایک شی کا مبادلہ دوسری شی کے ساتھ فریقین کی رضامندی سے عمل مین آئے اُسکو بیع کہتے ہین اور تکمیل اسکی ایجاب وقبول سے ہوتی ہی اور عمل مین آنا اُسکا بابت زر نقد یا بوعدہ اداے آئندہ جائز ہی۔

مقدمہ ۵

س — ایک شخص نے اپنے بیٹے کے نام اپنی جائداد غیر منقولہ مختار کے وزریعے سے بیع کی اور اُسکے نام بیعنامہ مہر و دستخط سے مصدق کر کے حسب ضابطہ لکھدیا بعد ازان باپ بیٹے کو زرثمن ہبہ نامہ کے ذریعہ سے دیدیا اور باپ بوجہ نابالغ ہونے بیٹے جائداد پر قابض رہا اور اُسنے بیعنامہ وہبہ نامہ اپنے پاس رکھا بعد تکمیل بیعنامہ کے جسمین کچھ شرط مندرج نتھی اور قبل دیے جانے اسکے مشتری کو استرداد اُسکا بائع کو اظہار سے منظور ہوا کہ یہ دستاویز بلحاظ ایک ایسی شرط کے لکھی گئی تھی جس سے خلاف ورزی وقوع مین آئی اور جب نوبت بعدالت پہونچی تو بائع نے تحریر ہونا بیعنامہ کا پابندی شرط مذکورہ ظاہر کیا اور تائید اپنے اظہار کے اُسنے قابض رہنا اپنا جائداد مبیعہ پر اور نہ حوالہ کرنا بیعنامہ کا مشتری کو بیان کیا اور مظہر ہوا کہ جس شرط کی رو سے بیعنامہ لکھا ہو گیا تھا اُسکی خلاف ورزی منجانب مادر مشتری کے ہوئی اور اسی وجہ سے بیع ناجائز ہی ایسی حالت مین اسطرح کا بیع جائز ہی یا ناجائز۔

بیع کرنا باپ کا نابالغ بیٹے کے نام

ج- اگر باپ نے اپنے پسر نابالغ کے ہاتھ ایک شخص ثالث کی
معرفت اپنی جائداد بیع کیا ہو اور شخص مذکور نے نابالغ کے باپ کے
سامنے یہ ظاہر کیا کہ مین نے بحیثیت مختاری جائداد بیٹے کے ہاتھ
بیع کی اور باپ نے رضامندی اپنی نسبت اس امر کے ظاہر کی ہو تو بیع
جائز ہوگا اور اگر ایسا نہین ہوا یا بیع مین ایسی شرط کی گئی جو اسطرح کے
معاہدہ کے خلاف ہو تو بیع باطل اور ناجائز ہوگا چنانچہ فصول عمادیہ
اور فصول استروشنی مین یہ لکھا ہے کہ اگر ایک شخص دوسرے کو اپنی جانب
طرف سے بغرض بیع کرنے جائداد اپنے پسر نابالغ کے نام مختار قرار دے
یا مختار مذکور بغرض خریدنے جائداد واسطے پسر نابالغ کے مقرر کیا جائے
تو بغیر موجود ہونے اور رضامندی باپ کے اسطرح کا معاہدہ جائز
نہین ہے علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی ایسی شرط جو لازمہ
معاہدہ نہو درج کیجاے اور اس سے بائع یا مشتری کا فائدہ متصور ہو
یا شی مبیعہ کو فائدہ پہونچتا ہو تو ایسا معاہدہ ناجائز ہے [۱] پس عدالت کو
تجویز و تنقیح اس امر کی چاہیے کہ بیع بصورت مقدم الذکر واقع

اگر بیع مین ایسے شرائط واقع ہون جنکو ایسے معاہدہ سے علاقہ نہین نہین ہو تو وہ بیع ناجائز متصور ہوگا—

[۱] اصول بیع دفعہ ۱۷- اس قاعدہ کا مقصود یہ ہے کہ ناجائز معاہدات کا انسداد ہو
اور بعد تکمیل معاملہ بیع و شری کے تکرار واقع نہو چنانچہ ہدایہ مین ایک یہ مثال لکھی ہے کہ
ایک شخص نے غلام اس شرط سے بیع کیا کہ مشتری اسکو بعد لینے کے آزاد کر دے اس صورت مین ایسی
شرط سے معاہدہ بیع ناجائز متصور ہوتا ہے کیونکہ مشتری پر بلا معاوضہ کے نقصان عائد ہوتا ہے اور اس

ہوا یا نہین اور اگر ہوا تو جائز ہی کہ اگر انعقاد پچھلی صورت کے موافق ہوا ہی تو ناجائز ہی لیکن مضمون دستاویز اسی طرح کا ہی جو بالعموم انہی طرح کے معاملات بیع و شری مین لکھا جاتا ہی اور اس سے یہ پایا نہین جاتا کہ کوئی شرط خلاف معاہدہ ہوئی ہو۔

مقدمہ ۲

س — ایک عورت کے ایک نابالغ بیٹا اور صرف وہی اسکی ولی اور محافظ تھی بیٹے کی جائداد غیر منقولہ سے ایک جز واسطے سبیل مصارف نالش کے جو بابت حصول جائداد مشترکہ دونون کے

صورت خاص مین شی مبیعہ یعنی غلام کا فائدہ متصور ہی لیکن اگر شرط لازمہ معاہدہ سے نہو اور اس سے کسی فریق یا شخص خاص کا فائدہ متصور نہ ہو تو معاہدہ ناجائز متصور نہین ہوسکتا مثلاً ایک شخص دوسرے کے ہاتھ کوئی جانور اس شرط سے فروخت کرے کہ مشتری اُسکو بیچدے تو ایسی صورت مین تکرار واقع نہین ہوسکتی کیونکہ کوئی خاص شخص مشتری کی نسبت دعویدار نہین ہوسکتا ہدایہ صفحہ ۴۴۶ جلد ۲۔

پس اگر مقدمہ مذکورہ بالا مین وجہ ثبوت سے یہ پایا گیا ہو کہ باپ نے وقت کرنے بیع بنام اپنے بیٹے کے کوئی ایسی شرط کی ہو جس سے خاص اُسکا نفع متصور تھا تو بیع کو ناجائز اور باطل تصور کرنا چاہیے۔

داٹر کی گئی تھی بیع کیا اور وہ مقدمہ آخر کار حسب مراد اسکے فیصل ہوا۔
بعد ازان اسنے بیعنامہ تجربہ اپنے اور بیٹے کے دستخط سے لکھدیا
ایسی صورت مین اسطرح کا بیعنامہ مصدقہ اور بیع جائز ہی یا نہین۔

پسر نابالغ کی جائداد کا بیع مان کی جانب سے۔

ج — مان کو وراثتہً اپنے نابالغ کی جائداد کی نسبت نفاذ
استحقاق کا منصب نہین پہونچتا پس بیع کرنا پسر نابالغ کی جائداد غیر منقولہ
کے ایک جزو کا محض ناجائز اور غیر صحیح ہوتا ہے

۱ ایک ہی سال و ماہ کی نوین تاریخ کو یہی سوال دوسرے شخص سے جو اصل
عہدہ دار کا قائم مقام تھا پوچھا گیا اُنھون نے بجواب اسکے لکھا کہ اگر بیع سے پسر
نابالغ کی نسبت نفع کی امید تھی تو بھی مان اُسکی جائداد اراضی کے بیع کرنے کی مجاز
نہین ہی لیکن ہرگاہ نابالغ نے بیعنامہ پر دستخط کر دیے تو اس سے تو اس سے رضامندی
اُسکی ثابت ہی اور اگر اُسکو شعور کافی واسطے سمجھنے بیع و شری کے حاصل ہی تو ایسا بیع
بشرطیکہ اُسکا باپ یا اُسکے باپ کا وصی یا اُسکا دادا یا حاکم وقت منظور کرے
تو جائز ہوگا لیکن یہ فتوی مقدمہ مذکورہ سے غیر متعلق تھا کیونکہ بیع کے وقت
نابالغ کا کوئی ایسا دل موجود نہ تھا۔
۲ مان کو وراثتہً صرف اسقدر اختیار ہی کہ بچہ کو بحالت طفولیت پرورش
کرے اور اُسکا ازدواج کر دے لیکن پچھلا امر صرف اُسی حالت مین ضرور ہی
جب سوائے مان کے کوئی واسطہ دار پدری موجود نہ ہو اور جن شخصون کو
نابالغون کی جائداد کی نسبت اختیار حاصل ہی اُنکی تفصیل اسی ترتیب

مقدمہ ۷

س — ایک شخص نے جائداد نادری کا ایک جزو بہ تعین حصص بیع کیا اور شی مبیعہ کے کل زر ثمن کے وصول پانے سے مقر ہو کر بیع کو تسلیم کیا اور مشتری نے بھی جائز ہونا معاملہ کا ظاہر کیا اور بایع اور مشتری نے بایع کے اور شرکا پر واسطے حصول دخل جائداد مبیعہ کے بنظر تکمیل معاہدہ نالش کی اور مدعا علیہون نے استحقاق بایع تسلیم کیا ایسی صورت مین بیع صحیح و جائز ہی اور مشتری بذریعۂ اسکے قبضہ پانے کا استحقاق رکھتا ہی یا تقسیم نہونا جائداد کا کل وارثون مین واسطے ناجوازی بیع کے کافی ہی اور اگر بایع اپنے بیان تحریری مین ہونا بیع اور وصول پانا زر ثمن کا تسلیم کرکے بسازش مدعا علیہون کے کہ انمین سے ایک اسکی نانی اور باقی خالات ہین دعوی سے دست بردار ہو تو دست برداری سے ایسی استحقاق و ہم دعویدار یعنی مشتری کا زائل ہوگا یا نہین —

ج — جس بیع کا ذکر سوال مین ہی وہ شرعاً ہر طور پر جائز اور واجب التعمیل ہی اور تقسیم نہونا جائداد کا بموجب شرح وقایہ کے عدم

جائداد غیر منقولۂ مشترکہ کے جزو کا بیع اس صورت مین جب بایع بعد انعقاد اسکے بیع سے دستبردار ہو

سے ہی یعنی باپ یا وہ شخص جسکو باپ نے ولی مقرر کیا ہو یا اور یا جس شخص کو دادا نے ولی نامزد کیا ہو — اور اگر انمین سے کوئی نہ ہو تو حاکم وقت۔ دفعات ۸۰ اصول ولایت و نابالغی —

جوائز بیع نہین ہی اور منجملہ سو حصون کے دس حصہ تک کا بیع جائز ہی
علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص منجملہ کسی مکان یا حمام
جسمین سو حصے ہون دس حصے خرید کرے تو ایسا بیع کل علما کے نزدیک
جائز ہی اور بایع جو بعد تسلیم بیع اور وصول کل زرثمن کے دست بردار ہو
یہ امر کسی طرح باعث ناجائزی استحقاق مشتری نہین ہو سکتا اور ہدایہ مین
یہ بھی مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص بصحت او رسن بلوغ مین کسی حق کو تسلیم
کرے تو ایسا اقرار اُسپر واجب التعمیل ہی پس ایسی حالت مشتری کو
حصہ مبیعہ کا استحقاق پہنچتا ہی۔

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے اپنا مکان بیع کر کے مشتری سے زرثمن
وصول کر لیا اور بیعنامہ بتصدیق چار گواہون کے لکھدیا لیکن اسپر
بایع نے دستخط نہ کیے اور نہ قاضی کی مہر ہوئی ورنہ رجسٹری سے
مسجل ہوا اور نہ تاریخ و ماہ تحریر ہوا بعدہ بایع نے معاملہ بیع کی نسبت
اعتراض پیش کیے اور چھے مہینے بعد تحریر ہونے دستاویز
مذکور کے اُسنے مشتری مذکور پر کرایہ کی بابت نالش دائر کی ایسی
صورت مین اسطرح کا معاملہ بذریعہ بیعنامہ کے جائز ہی یا نہین۔
ج۔ بیع کی تکمیل بذریعہ ہونے ایجاب و قبول فیما بین بایع و
مشتری کے ہوتی ہی علاوہ اِسکے مشتری نے زرثمن بایع کو دا

اگر بیع اور طور پر مکمل ہو تو بے ضابطگی بیعنامہ سے کچھ خلل واقع نہین ہوتا۔

کردیا اور بایع نے اُسے بلا تامل لے لیا ایسی صورت مین بایع کا شرعا موثق نہین ہر اور بایع کو شخص ثالث سے جو دعویدار حق شفع ہر کچھ واسطہ نہین ہے شفیع کو مشتری پر [1] نالش کرنے کا اختیار ہر اور تحریر نہونا تاریخ کا بیعنامہ مین یا نہونا مہر اور رجسٹری کا فی الواقع ایک بے ضابطگی ہر لیکن اس امر سے نفس بیع [2] مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا اور بایع کا دعویٰ بابت کرایہ قبل بیع کے جائز ہو۔

مقدمہ ۹

س — ایک شخص نے دو بیعنامے یکے بعد دیگرے اپنی زوجہ کے نام لکھدیے اور بعد تحریر اُنکے نو برس تک اپنی کل جائداد پر قابض رہا اور اسی عرصہ مین حسب اقرار مصرحہ دستاویزات سابق اُسنے کوئی بیعنامہ باضابطہ ایسا نہ لکھدیا جو قاضی کی مہر سے مسجل ہوا ہو اس صورت مین جائداد مذکورہ بالا بعد وفات شخص مذکور کے اُسکی زوجہ کی تصور کیجائیگی یا خاص متوفی کی متصور ہوکر اُسکے ورثا مین تقسیم ہوگی۔

[1] اس مقدمہ مین بایع نے یہ بیان کیا کہ مجھ کو مشتری کے ہاتھ جائداد کے بیع کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ اس سے استحقاق شفیع کا حرمان متصور تھا لہذا بیع ناجائز ہر لیکن یہ عذر اُسکا بمقابلہ مشتری کے بیجا قرار پایا۔

[2] دفعہ ۳ — مطالبات وغیرہ —

ج بیعنامون سے معلوم ہوتا ہی کہ شوہر نے اپنی کل جائداد آراضی اور مکانات معہ جملہ دستاویزات اور اثاث البیت اور کل اشیا کو جو وراثتہً حاصل ہوئے اس جائداد کے جو یوم بیع تک اُسکو حاصل ہو بالعوض مبلغ ... ہزار روپیہ مہر کے اپنی زوجہ کے نام بیع کیا شرائط اس معاہدہ کے ناجائز ہیں اور یہ معاہدہ باطل اور نادرست ہی کیونکہ شی مبیعہ کی تصریح نہیں ہوئی اور معاہدہ بیع ابہام کے باعث سے باطل ہو جاتا ہی[1] لہذا بایع کے ورثا کو ایسے بیعنامہ کے مسترد کرنے کا اختیار ہی اور ضابطہ کے بموجب[2] قاضی کی مہر ہونے یا بعد بیع کے[3] نو برس تک بایع کے قابض رہنے سے یہ ضرور نہیں ہی کہ بیع ناجائز تصور کیا جائے اور بیع مسترد ہونے اور بایع کے قرضہ ادا کیے جانے کے بعد اُسکی جائداد اور ورثا میں تقسیم ہونی چاہیے —

شوہر بیعہ کی نسبت ابہام کے باعث سے معاہدہ باطل ہو جاتا ہی —

مقدمہ ۱۰

س — ایک شخص نے اپنی کل جائداد بیع مقاصہ کے[4] طور پر اپنی زوجہ کے نام بیع کی اور دستاویز انتقال میں منجملہ اور جائداد کے

۱۔ اصول بیع دفعہ ۱۳ —

۲۔ اصول مطالبات دفعہ ۲ —

۳۔ اصول بیع دفعہ ۱۴ —

۴۔ مبادلہ جائداد کا بالعوض جائداد کے بیع مقاصہ کہلاتا ہی یعنی یہ ایک صورت بیع و شری کی ہی لیکن ایسا مبادلہ جسکو

کچھ آراضی ایسی مندرج ہی جسکی نسبت مالک نے قبل تکمیل بیع مقاصہ کے ایک شخص غیر کے نام چھ سال کے واسطے بعوض چار یا پانچ سو ایک روپیہ کے پٹہ کردیا تھا اس صورت مین اگر مشتریہ کو بنا سبکے بموجب اراضی مذکورہ پر قبضہ حاصل نہوا ہو تو ایسی دستاویز صحیح متصور ہوگی یا نہین۔

ج — صورت مذکورہ بالا مین شرعاً بمواضع مصرحہ دستاویز بیع مقاصہ خواہ ایک ہو یا دو سے زیادہ دستاویز کی رو سے منتقل ہو جاینگے گو بائع قبل تحریر ایسی دستاویز کے جائداد مذکورہ چھ برس کے واسطے اجارہ دیدیا ہو اور معاہدہ مذکورہ بالا کے بموجب مشتریہ یعنے اسکی زوجہ مالک جائداد متصور ہوگی اور چونکہ معاہدہ بیع مقاصہ ہی شرعاً حاصل ہونا دخل قبضہ کا ضرور نہین ہی لہذا دستاویز بیع مقاصہ آئندہ صحیح تصور کیجائیگی گو مشتریہ کو کئی سال تک قبضہ حاصل نہوا ہو۔

بیع مقاصہ کی صورت مین فی الفور حاصل ہونا قبضہ کا ضرور نہین ہی۔

دو شخصون مین ہوتا ہی اسکی نسبت بلحاظ ایک دوسرے کے قطعی بیع کا اطلاق نہین ہو سکتا ہی۔
ہدایہ مترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۱۳۱ —

۲ اگر سوال یا اسکے جواب مین بتصریح یہ امر نہین لکھا ہی کہ یہ مقدمہ بابت مہر کے مابین زوجہ و شوہر کے تھا مگر گمان کیا جاتا ہی کہ شوہر نے اپنی کل جائداد بعوض مہر شروط کے منتقل کردی لہذا یہ معاملہ مثل ہبہ بالعوض کے ہی۔ نظائر وراثت کے اٹھارھوین مقدمہ کی نسبیہ معائنہ کی جائے۔

مقدمہ ۱۱

س - اگر ایک شخص نے اپنے حین حیات اپنی جائداد بطور بیع بالوفا دس برس کے واسطے منتقل کردی ہو تو بعد اُسکی وفات کے اُسکی زوجہ قبل انقضاے مدت معینہ بلا ایفاے شرائط معاہدہ کے شخص ثالث کے نام ایسی جائداد کو بطور بیع کامل فروخت کرنے کی مجاز ہی یا نہین -

ج - ایسا بیع شرعًا صحیح ہی لیکن نفاذ اسکا بیع بالوفادار کی خوشی پر منحصر ہی اگر اسکی مرضی ہو تو نفاذ اسکا ہوسکتا ہی لیکن وہ اسکو مسترد نہین کرسکتا بیع کامل کے مشتری پر بھی نفاذ ایسے معاہدے کا منحصر ہی اگر وہ چاہے تو انقضاے میعاد انتظار کرے یا وہ فورًا بیع بالوفادار کو اُسکا روپیہ ادا کردے اور اگر ضرورت ہو تو عدالت سے بیع مشروطہ کا استرداد کرادے کیونکہ بیع مشروطہ اور رہن کا اثر آپس مین تقریبًا مساوی ہی اگر راہن شی مرہونہ کو بلا اجازت مرتہن کے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہی مگر بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہی اور مشتری کو بھی اختیار ہی کہ تا انقضاے مدت رہن کے انتظار کرے یا عدالت مین نالش کرکے فک الرہن کرا دے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہی - راہن کا بیع کرنا اپنی شی مرہونہ کا مرتہن کی خوشی پر منحصر ہونا چاہیے اور بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی یا اُسکے قرض ادا کرنے سے ہوسکتا ہی پہلی صورت مین زر ثمن بعوض شی مرہونہ کے جمع کردینا چاہیے - مسائل صحیحہ کی رو سے

ذکر بیع کامل کا بمقابلہ بیع بالوفا کے -

مرتہن کو بیع کے مسترد کرنے کا اختیار حاصل نہین ہی لیکن مشتری کو اختیار رہیگا انفکاک رہن تک انتظار کرے یا عدالت کے ذریعے سے فک الرہن کرالے۔ خلاصہ مین بھی فتاوی نجم الدین نفی سے یہ منقول ہی کہ۔ قواعد جو رہن سے متعلق ہون وہی بیع بالوفا سے بھی تعلق رکھتے ہین۔

رہن کے قواعد بیع شرعیہ سے بھی متعلق ہین۔

مقدمہ ۱۲

س۔ شوہر نے حالت بیماری مین پانچ روز قبل وفات کے اپنی کل جائداد کو منجملہ زوجگان کے ایک زوجہ کے ہاتھ بیع کیا اس صورت مین یہ بیع شرعًا جائز ہی یا نہین۔

ج۔ جو بیع قریب الموت ہونے کی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاوے اسکا صحیح ہونا اور ورثا کی رضامندی پر منحصر ہی اگرچہ انھون نے بیع کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کی ہی تو ایسا معاہدہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا ورنہ باطل اور نادرست تصور کیا جائیگا چنانچہ خزینۃ المفتیین مین لکھا ہی کہ۔ اگر ایک شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین منجملہ ورثا کے ایک وارث کے نام اپنی جائداد بیع کرے اور پانچ روز بعد مرجاوے اور اسکی وفات کے بعد اسکے اور وارث ایسی بیع کی نسبت رضامندی ظاہر نہ کرین تو وہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا

ذکر اس بیع کا جو قریب الموت ہونے کی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاوے۔

۱؎ وجہ اسکی یہ ہی کہ جو شخص قریب الموت ہوتا ہی اُسکا استحقاق قطعی اُسکی جائداد کی نسبت

مقدمہ ۱۲۳

س - ایک شخص نے جو مقروض تھا بلا ادائے قرضہ دیگر اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو بلا تصریح اپنی زوجہ کے نام بعوض مہر کے ہبہ کر دیا اور زوجہ نے اس ہبہ کی عوض مین مہر معاف کیا۔ جائداد مذکور دونون واہب اور موہوب الیہ کے قبض و تصرف مین رہی اور ظاہر دونو کی غرض اس سے یکسان متعلق معلوم ہوئی۔ شوہر ابھی تک بقید حیات ہی اس صورت مین زوجہ بترجیح دعاوی اور قرضداروں کے جو شخص غیر ہین اپنے قرضہ مہر کے پانے کی مستحق ہی یا نہین۔

ج - شرعاً زوجہ کا مہر داخل قرض ہی اور ادا کرنا اسکا مثل مطالبات واجب اور قرضخواہون کے لازم ہی اور قرضہ دین مہر کا ادا کرنا اور دیون پر مقدم ہی اور مدیون کو اختیار ہی کہ ان دونون قسم کے قرضون سے جسکو چاہے پہلے ادا کرے یا منجملہ اپنی جائداد کے ایک جزو سے کسی خاص قرضخواہ کا قرضہ دیدے پس بلحاظ اس قاعدہ کے اگر شوہر زوجہ کا دین مہر قبل ایفائے مطالبات اور قرضخواہون کے جو شخص غیر ہین ادا کرے تو یہ امر جائز ہی اور اگر وہ اپنی جائداد غیر منقولہ دین مہر کے عوض ہبہ کردے تو یہ عمل بھی جائز ہی اور گو ایسا معاملہ درحقیقت داخل بیع ہوگا

مبادلہ کے جملہ معاہدات مین تصریح شی کی ضرور ہی۔

نافذ قیاس نہین کیا جاسکتا کیونکہ اُسکے وارثون کا دعویٰ وجود پذیر ہوتا ہی۔

لیکن برائے نام ہبہ کہلائیگا لیکن اس صورت مین دین مہر کی تصریح
پائی نہین جاتی اور نہ جائداد غیر منقولہ کا موقع و حدود اربعہ درج ہین
حالانکہ شرعًا مبادلے کے لے جملہ معاہدات مین تصریح شئی متبدلہ کی
ضروری ہی لہذا ہبہ نامہ بسبب عدم تصریح اُن مراتب کے ناجائز
اور ناقابل نفاذ ہی اور اگر قطع نظر اس اعتراض کے یہ معاملہ مثل ہبہ تصور
کیا جاے تو یہ پایا نہین جاتا کہ موہوب لہا کو شرع کے مطابق قبضہ ملا۔

مقدمہ ۱۴

س ۱- ایک شخص نے اپنی جائداد بشمول جائداد دوسرے
شخص کے معاہدۂ واحد کے ذریعے سے بیع کی اور تصریح اس
امر کی نہوئی کہ منجملہ زرثمن موصولہ کے کس شخص کا حصہ کسقدر ہی
پس ایسا معاہدہ جو دوسرے شخص کی جائداد کی نسبت ہونا جائز ہی
یا صحیح و نافذ متصور ہو سکتا ہی۔

ج ۱- اگر کوئی شخص اپنی جائداد بشمول دوسرے شخص کی ملکیت
کے بغیر تصریح زرثمن ہر جائداد کے بیع کرے تو ایسی حالت
مین دو صورتین لازم آتی ہین یعنے ایک صورت یہ ہے کہ

فضولی عدور بابیع اُس جائداد کے وبائع کی ملک سے ہو۔

لہ امر ضروریات سے ہی کیونکہ دفعہ ۱۲۳- اصول بیع کی رو سے لازم ہی کہ اس
قسم کے معاہدات مین ایسی تصریح کر دیجائے جس سے درباب مقصود
متعاقدین نزاع واقع نہو سکے۔

بائع دوسرے شخص کی جائداد کو بشمول اپنی جائداد کے بیع کرکے ہونا
اسکا خاص اپنی ملک سے بیان کرے اور ایسی حالت مین وقت دعویدار
ہونے اصل مالک کے مشتری اسقدر زرثمن پانے کا بائع سے مستحق ہوگا
جو منجملہ جائداد مبیعہ بقدر اُسکے حصہ کے ثابت ہو اور بقیہ جائداد مبیعہ کی
نسبت معاہدہ بیع نافذ متصور ہوگا کیونکہ اگر ایک جزو کی نسبت دعویٰ ثابت ہو
تو اس سے کل معاملات کے جواز مین خلل واقع نہین ہوسکتا اور وجہ اسکی
یہی کہ زرثمن بابت کل جائداد مبیعہ کے دیا جاتا ہی اور اسی حساب سے نسبت
زرثمن کی بمقابلہ ہر جزو جائداد مذکورہ کے دیکھی جاتی ہی ۔ دوسری صورت
یہ ہی کہ ایک شخص اپنی جائداد بشمول دوسرے کی ملکیت کے بیع کرے
اور جزو جائداد فی الحقیقت دوسرے شخص کا ہو اور گو فائدہ اُسکا بیع سے
متصور ہو لیکن بیع بغیر اُسکی رضامندی کے عمل مین آئے اور زرثمن مین
کسی طرح کی تصریح نہ کیجائے تو اسطرح کا بیع ناجائز ہی اور جواز اسکا مالک کی
رضامندی پر منحصر ہی یعنے مالک کو اختیار ہی کہ اپنی جائداد کی نسبت بیع کو
بحال رکھے یا مسترد کرے لیکن بائع کے حصہ کی نسبت بیع جائز اور
اُسپر واجب التعمیل ہوگا ۔

س ۲ ۔ ایک شخص نے جو نہایت مقروض تھا کل جائداد اپنی زوجہ
کے نام دین مہر کے عوض بیع کردی اور اس بیع کے ہونے سے
اسکے اور قرضخواہون کو اپنے مطالبات کے وصول کی کچھ امید باقی ہی
اسطرح کا بیع صحیح و جائز ہی یا نہین ۔

ج ۲ - اگر شخص مذکور اُسوقت جب اُسنے اپنی کل جائداد اپنی زوجہ کے نام بعوض دین مہر بیع کی مرض مہلک مین مبتلا تھا تو بیع ناجائز ہی - کیونکہ ایسی صورت مین مالک کو یہ اختیار نہین ہی کہ جزو دین ادا کرکے بقیہ قرضخواہون کو محروم رکھے لیکن اگر شخص مذکور بیع کے وقت تندرست اور صحیح الحواس تھا تو بیع جائز ہی کیونکہ اُسکو ایسی حالت مین باوجود نہایت مقروض ہونے کے اپنی ملکیت پر اختیار کلی حاصل تھا -

بیع جو مدیون کی جانب سے حالت بیماری مین ہو -

بیع جو بحالت صحت واقع ہو -

مقدمہ ۱۵

س - ایک عورت نے اپنی جائداد آراضی کسی شخص غیر کے ہاتھ بیعنامہ کے ذریعے سے منتقل کی اور بعد ازان وہ مرگئی اور دس برس بعد اُسکی وفات کے اُسکا بھتیجا جائداد مبیعہ کی نسبت استحقاق وراثت کی روسے دعویدار ہوا اور دو گواہان حاشیہ کی بیعنامہ کی شہادت سے واضح ہوتا ہی کہ عورت مذکورہ بیعنامہ تحریر ہونے کے وقت صحیح الحواس نہ تھی ایسی صورت مین شرع کا حکم کیا ہی -

ج - جو بیع اشخاص علیل کی جانب سے بحالت نزاع اور اختلال حواس کے عمل مین آئے شرعًا ناجائز ہی لیکن بایع کے وارث اور قرضخواہ جائداد مبیعہ کو بغیر واپسی زرثمن موصولہ کے واپس نہین کر سکتے اور جبتک زر مذکور واپس نہوگا جائداد مبیعہ مشتری کے قبضہ مین کفالتًا رہیگی -

جو بیع بحالت عدم صحت حواس عمل مین آئے وہ ناجائز ہی - شرط منعقد ہوگی شرط منعقد مشتری

تیسرا باب

نظائر شفع

مقدمہ ۱

س۔ ایک شخص نے کچھ آراضی بیع کی اور شفیع اور بھی اسکا مختار اُس آراضی سے فاصلۂ بعید پر رہتا تھا بیع کے سات یا آٹھ مہینے بعد مختار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اُسنے مشتری اور بھی بائع کو اپنی دعوی سے بذریعہ تحریر کے اطلاع دی اور زر ثمن بھیجدیا اور اس اثنا مین ایک مہینہ اور گذر گیا اسکے اخیر پر مختار مذکور نے دعوی اپنا عدالت مین پیش کیا ایسی صورت مین دعوی شفیع جائز ہے یا نہین۔

دعوی شفع مین تعمیل چند مراتب کی ضرور ہی

ج - سوال سے معلوم ہوتا ہی کہ شفیع فاصلۂ بعید پر تھا اور اُسکا مختار بھی موقع انعقاد بیع سے دور تھا اور سات آٹھ مہینے بعد بیع کے شفیع کے مختار نے اراضی مشفوعہ کے بیع سے اطلاع پاکر بایع اور مشتری کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر مطلع کیا اور مشتری کے پاس اسقدر زرثمن بھی بھجوا دیا جو اُسنے ادا کیا تھا اور بعد ایک مہینہ کے دعوی اپنا عدالت مین رجوع کیا ایسا دعوی شرعًا جائز ہی کیونکہ وقوع مین آنا امر اجتوابت اور اشتہاد کا بعد اطلاع کے لازم ہی اور اس مقدمہ مین سات آٹھ مہینے بعد واقع ہونے بیع کے مختار نے دعوی اپنا بمجرد ہونے اطلاع بیع کے بذریعہ تحریر کے پیش کیا اور زرثمن بھی بھجوا دیا اور اگر اس اثنا مین ایک مہینہ زائد گذر گیا تو اس سے حق شفیع زائل ہوسکتا اسکو عدالت مین دعوی رجوع کرنے کا اختیار ہی جن شرائط کی تعمیل شرعًا واسطے اظہار استحقاق شفیع کے واجب ہی وے یہ ہین کہ دعوی بگواہی گواہان فورًا پیش کیا جاے یعنی شفیع عقار پر جسکی نسبت اُسکو شفع کا دعوی ہو بایع یا مشتری کے پاس جو قابض جایداد مذکور ہو جاوے اور کہے کہ مین دعویدار حق شفع کا ہون اور مین نے اپنا دعوی بھی پیش کر دیا ہی اور اب تک دعویدار ہون اور اُسی وقت اس دعوی کی تائید مین یہ امر گواہون کے سامنے بیان کیا جاے اگر دعویدار فاصلہ بعید پر ہو اور خود موجود نہو سکتا ہو تو اپنا مختار بھیجدے اور اگر مختار بھی نہ بھیج سکے تو بایع یا مشتری کو بذریعہ خط کے اطلاع دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو بھی اسکا استحقاق شفیع قائم رہتا ہی

اور جب کبھی اُسکو اس امر کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملے وہ اپنے
دعوی کو پیش کر سکتا ہی اگر بعد اظہار دعوی بگواہی گواہان بایع یا مشتری
جائداد دعویدار کے حوالہ کرے تو عدالت مین رجوع کرنے کی ضرورت
نہین ہی لیکن اگر وے حوالہ کرنے مین انکار کرین تو ایک مہینہ کے اندر
دعوی عدالت مین رجوع کرنا چاہیے اگر دعویدار اس عرصہ مین اپنے
استحقاق کی نسبت نالش نہ کرے تو امام محمد رح کے قول کے بموجب وہ دعوی
قابل سماعت ہوگا اور منصفان حال کی راے کے مطابق ہی اور وقایہ کے
شارح نے بھی ایسا ہی لکھا ہی لیکن ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب عدالت
مین دعوی پیش کرنے کے واسطے زمانہ کا تعین نہین ہی اگر قبل انقضاء عرصہ
بعید کے دعوی پیش کیا جائے تو مسموع ہوگا گو ایک مہینہ سے متجاوز ہو گیا
ہو یہ مقولہ منصفان سلف کا ہی اور مصنف ہدایہ نے بھی انھین کے مطابق لکھا ہی
لیکن اس مقدمہ مین مقولہ امام محمد کے بموجب بھی استحقاق شفیع کی نسبت کچھ
خلل عائد نہین ہوتا کیونکہ دعوی پیش کرنے کی تیاری مین ایک مہینہ
گذر گیا لہذا اُسکے دعوی کو ایک مہینہ منقضی ہو گیا آئیندہ قابل سماعت ہی
اس مقولہ کی تائید مین اقوال مندرجہ ذیل لکھے جاتے ہین - شرح وقایہ مین
لکھا ہی کہ دعویدار حق شفع کو چاہیے کہ مجلس مین جہان علم مین آنا
بیع کا سنے قبل برخاستگی مجلس مذکور اپنا دعوی صاف بیان کرے
مثلاً کہے کہ مین نے حق شفع کا دعوی پیش کیا کہ مین شفع کا دعویدار
ہون یا کہ مین اُسکی نسبت دعوی کرتا ہون - کرخی رح نے

فوراً دعوے پیش کرنے کا ذکر -

مسئلہ کے بموجب دعوی پیش کرنے کا استحقاق برخاستگی مجلس تک ہے
لیکن اور علما کے بموجب اگر بعد اطلاعیابی بیع کے تھوڑی بھی مقدار
خاموش رہے تو اُسکا استحقاق جاتا رہتا ہے یہی معنی طلب مواثبت کے ہین
یعنے دعوی پیش کرنے مین عجلت درکار ہے بعد ازان دعویدار کو لازم ہے کہ عقار
یا بایع یا مشتری کے سامنے جو جائداد مذکور پر قابض ہو چند شخصونکو اپنا
گواہ قرار دے اور یہ کہے کہ فلان شخص نے فلان جائداد خرید کی ہے اور ہمیر
مجھے شفع کا استحقاق ہے اور مین نے اپنا دعوی پیش کیا ہے اور مجھکو ابھی تک
اُسپر دعوی ہے اُسکے تم گواہ رہو یہ طریقہ استشہاد کا ہے واضح ہو کہ جہانتک
ممکن ہو اور دعویدار سے ہو یہی طریقہ عقار یا شخص قابض کے سامنے
عمل مین لانا چاہیے اور اگر اس باب مین دعویدار سے غفلت وقوع مین آئے
تو اُسکا دعوی باطل اور نادرست ہو جائیگا اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص
جو استحقاق شفع رکھتا ہے حج کو نہ گیا ہو اور اپنا دعوی فی الفور ظاہر کرے مگر موقع
جائداد یا شخص قابض کی موجودگی مین اس امر کی بابت گواہ قرار نہ دے سکے
تو اُسکو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اس امر کے واسطے اپنا مختار مقرر کرے
اور یہ نہو سکے تو قاصد یا خط نہ بھیجے اور اگر یہ بھی وہ نہ کر سکے
تو بھی اُسکا استحقاق قائم رہیگا اور جب کبھی ممکن ہو وہ اپنا دعوی
پیش کر سکتا ہے لیکن اگر وہ دیدہ و دانستہ مطابق قاعدہ مصرحہ
بالا کاربند نہو کر غفلت کرے تو اُسکا دعوے باطل اور نادرست
متصور ہوگا ــــ بعد ازان وہ اپنا دعوی عدالت مین اس طور پر

استشہاد

پیش کر سکتا ہی - فلان شخص نے فلان جائداد خرید کی ہی اور میری
جائداد ایسے موقع پر واقع ہونے کی جہت سے مجھکو جائداد مبیعہ پر
شفع کا استحقاق پہونچتا ہی لہذا مجھکو قبضہ اسکا ملے - اسکو طلب نقیض
خصومت کہتے ہین دعوی پیش کرنے مین تاخیر ہونے سے شفع کے
استحقاق مین خلل واقع نہین ہوتا اگرچہ امام محمدؒ کے قول کی رو سے جسکے
بموجب بعض وقات عمل ہوا ہی خلل ہوتا ہی لیکن ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ
اگر وہ شخص جسکو حق شفع کا استحقاق پہونچتا ہی طلب خصومت کی رو سے
دعوی پیش کرنے مین تاخیر کرے تو بھی حنفیہ کے بموجب اسکا استحقاق
نہین جاتا رہتا ہی اور یہی قول مسلم ہی اور اُسی کے بموجب اکثر فیصلہ ہوا ہی
علی ہذا القیاس ابو یوسفؒ کی رائے بھی ہی امام محمدؒ لکھتا ہی کہ اگر کوئی شخص
باوجود مستحق ہونے کے ایک مہینہ تک بعد قرار دینے گواہ کے خصومت کے
پیش کرنے مین توقف کرے تو اسکا حق ساقط ہو جاتا ہی اور یہی رائے
زفرؒ کی بھی ہی - اور ایک رائے ابو یوسفؒ کی یہ ہی کہ اگر قاضی کے ایک
اجلاس کے بعد تک خصومت دائر کرنے مین تاخیر ہو تو استحقاق
باطل اور نادرست ہو جائیگا کیونکہ اگر وہ بلا اظہار کسی عذر کے دانستہ
اول اجلاس قاضی مین خصومت دائر نہ کرے تو ثبوت ظنی اس امر کا
ہوگا اُسے طلب خصومت منظور نہین ہی اور محمدؒ نے اپنی رائے کی
تائید مین یہ وجہ بیان کی ہی کہ اگر تاخیر کرنے کے باعث سے استحقاق
شفع کبھی نہ زائل نہ سمجھا جائے تو مشتری کو بڑی دقت ہوگی کیونکہ وہ جائداد

پرپہی اندیشہ ہے کہ شفیع کے دعوی کے باعث سے وہ اُسکے قبضہ سے جاتی رہیگی) استفادہ نہین اُٹھا سکتا لہذا محمدؒ کہتا ہی کہ زیادہ سے زیادہ مہلت ایک مہینہ کی قرار دی ہی اور ابو حنیفہؒ کی راے کی تائید مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ جب استحقاق بگواہی گواہان بخوبی ثابت ہو جائے تو وہ مثل اور قسم کے استحقاق سے زائل نہین ہو سکتا الا اُس صورت مین کہ شفیع خود اُسکا استرداد علانیہ ظاہر کرے اور یہ راے محمدؒ کی کہ توقف سے مشتری کو دقت ہوگی موثق نہین ہی کیونکہ اگر شفیع موجود نہو تو ارجاع نالش مین توقف ہونے کی وجہ سے استحقاق اُسکا ناجائز نہین ہوتا پس اگر دعویدار شفع موجود ہو یا غیر موجود دونون حالت مین مشتری کی نسبت مساوی دقت عائد ہوتی ہی اور اگر پایا جائے کہ قاضی شہر مین موجود نہ تھا اور اس سبب سے ارجاع خصومت مین توقف ہوا تو بموجب راے متفقہ تینون علماے مذکورۃ الصدر شفیع کا استحقاق ناجائز نہین ہو سکتا کیونکہ ارجاع خصومت صرف قاضی کی موجودگی مین ممکن ہی اور یہی وجہ ہی کہ توقف بر لحاظ نہین کیا جاتا اور واضح ہو کہ اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بدرجہ مساوی مؤثر ہین تعمیل اُنکی دونون پر یکسان واجب ہی اور اس طرح کا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکھتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ مرد یا عورت یا فاسق یا شخص ازاد یا رق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع بلا خصومت کے بطور مساوی پہونچتا

توضیح دعویداران شفع۔

ہ-۱۳

مقدمہ ۲

س — شہامت علی بشمول مدعیان اس مقدمہ کے جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھا اور ہر شخص کا حصہ معین تھا اور وے اپنے اپنے حصہ کی بابت مالگزاری سرکار جدا گانہ ادا کرتے تھے ماہ بھادون مین شہامت علی نے منجملہ جائداد کے اپنے حصہ کا ایک جزو منی رام کے ہاتھ بیچ کیا اور ماہ اسوج کے اخیر مین مدعیون کو اس معاملے کے حال سے اطلاع ہوئی اور پندرہوین ماہ کاتک کو یعنے تخمیناً اطلاعیابی کی تاریخ سے ایک مہینہ بعد انھون نے استحقاق شفع اپنا پیش کیا لیکن وہ یہ امر ثابت نہ کر سکے کہ انھون نے اطلاعیابی کے بعد میعاد مناسب کے اندر دعوی اپنا بایع اور مشتری کے روبرو فوراً پیش کرکے گواہون سے تائید اسکی چاہی ایسی صورت مین دعوی شفع انکا بحالت نہونے ثبوت استشہاد اور فوراً پیش ہونے دعوی کے جائز و صحیح ہوگا یا نہین —

حق شفع کس طور پر قائم ہوتا ہے —

ج — جبتک دعوی شفع فوراً پیش ہوا اور گواہون کے روبرو ظاہر نہ کیا جاوے استحقاق شفع شرعاً قائم نہین ہوتا چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہے کہ شفع کا استحقاق گواہون کے روبرو ظاہر کرنے سے ثابت

لہ اصول شفع دفعہ ۳۸

ہوتا ہی اور اگر دعوی فوراً ایپش نہ کیا جاوے اور اظہار اُسکا گواہونکے روبرو نہو تو وہ زائل ہو جاتا ہی مختار الفتاوی سے جو مصدر ہین عبارت انتخاب کی ہی اُسمین یہ لکھا ہی کہ اگر دعوی شفع فوراً ایپش نہ کیا جائے تو وہ زائل ہو جاتا ہی اور شرح وقایہ مین بھی یہ مرقوم ہی کہ اگر ممکن ہو تو جائداد مبیعہ پر دعوی کا اظہار گواہون کے روبرو لازم ہی یا قابض جائداد کے روبرو اور اگر باوجود ممکن ہونے اس امر کے دعوی اس طور پر پیش نہ کیا جائے تو استحقاق جاتا رہیگا

مقدمہ ۳

س — دعوی شفع کے پیش کرنے کے لیے کوئی میعاد خاص شرعاً مقرر ہی یا نہین اور اگر ہی تو کسقدر اور اگر کوئی شخص جس سے پہلے بعد تحریر ہونے بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مُہر و دستخط سے مکمل ہی اور بعد ادا ہو جانے زرثمن منجانب بائع کے مشتری کو جائداد مبیعہ کی نسبت استحقاق شفع اپنا پیش کرے تو آیا دعوی قابل سماعت ہی یا نہین اور دعویدار شفع دخیل ہونا اپنا جائداد مبیعہ پر بذریعہ اجارہ ظاہر کرتا ہی اور بعد بیع کے مشتری نے بائع پر واسطے ثابت کرنے استحقاق مالکانہ اور داخل خارج نام اپنے بطور مالک کے نالش دائر کی مگر تصفیہ اُس نالش کا فریقین مین راضی نامہ کے ذریعے سے ہو گیا اور بعد اسکے دعویدار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اُسکا بیان یہ ہی کہ اگر پیشتر سے مطلع ہوتا تو اُسکا

نسبت بیع کے تسلیم کیا جائے تو بھی یہ امر قابل لحاظ نہین ہی کیون کہ جبتک صداقت بیعنامہ کی آئینًا ثابت نہوئی بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور نہین کیا جاتا اور یہ نالش تاریخ فیصلہ مقدمہ مرجوعہ مشتری سے ایک مہینے کے اندر دائر ہوئی ہی ایسی حالت مین مدت معینہ بیعنامہ کی تاریخ سے جو مشتری کے نام لکھا گیا محسوب ہونی چاہیے یا اُس نالش کے تصفیہ کی تاریخ سے جو مشتری نے دائر کی تھی۔

ج۔ جبتک طلب مواثبت ثابت نہو استحقاق شفیع قائم نہین ہو سکتا اور اس امر کے واسطے میعاد خاص معین نہین ہی بلکہ جملہ عالمون کا اس باب مین اتفاق ہی کہ جب دعویدار کو بیع سے اطلاع ہو اُسی وقت بلا توقف دعوے شفیع پیش کرے اور یہ امر اس مرتبہ ضروری ہی کہ اگر کچھ توقف واقع ہو تو دعوے شفیع باطل ہو جاتا ہی کیون کہ یہ دعوے ضعیف بنیاد پر مبنی ہی اور بعد طلب مواثبت اور استشہاد کے طلب خصومت واجب ہی اور طلب خصومت سے یہ مراد ہی کہ دعوے عدالت مین پیش کیا جائے اور ایک مسئلہ کے مطابق میعاد طلب خصومت کا تعین اس طور پر کیا گیا ہی کہ اگر کسی طرح کا حرج کامل واقع نہ ہو تو تاریخ مواثبت سے ایک مہینہ[۱] کے

پیش سا ہونا دعوے شفیع کا اس صورت مین کہ شفیع با وجود مطلع ہونے بیع کے بوجب ضابطہ ہونے استحقاق مشتری کے دعوے پیش نہ کرے

[۱] اکثر فتاوی مین بالاتفاق یہ تجویز ہوا ہی کہ گذرنا نہبت کا طلب خصومت سے پہلے دعوی شفیع کو بنداتہ باطل نہین کر سکتا کیونکہ طلب مواثبت اور استشہاد کے بعد استحقاق شفیع کامل اور ناقابل بطلان ہے۔ جامع الرموز

اندر طلب خصومت لازم ہی اور اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہی کہ شفیع
قبل ہونے تصفیہ نالش مرجوعہ مشتری کے بیع کے حال سے مطلع تھا
اور اُسوقت اُسکی جانب سے اول طلب مواثبت اور بعدہ طلب
خصومت کا ہونا واضح نہین ہوتا بلکہ قاصر رہنا اُسکا ان امور کی تعمیل سے
ظاہر ہوتا ہی پس دعوے اُسکا قابل سماعت نہین اور مدعی خود واقف
ہونا اپنا بیع سے بعد ہونے راضی نامہ مقدمہ مرجوعہ مشتری کے بیان
کرتا ہی یہ امر اُسکے دعوے مین مفید نہین ہی کیونکہ اس طور پر واقف
ہونا اُسکا فی الحقیقت بطور اطلاع مرتبہ ثانی کے ہی اور اُسپر شرعًا
لحاظ نہین ہو سکتا کیونکہ شرع کا مقصود اول مرتبہ کی اطلاع سے ہی
پس مدعی کے بیانات اس باب مین التفات کے قابل نہین ہین

مقدمہ ۴

س — دو شخص ایک ہندو اور دوسرا مسلمان کچھ آراضی پر
بالاشتراک قابض تھے مسلمان کے وارثون نے جائداد مشترکہ کا ایک
جزو ایک شخص ثالث کے ہاتھ جو ہندو ہی اور فریقین سے کچھ واسطہ
نہین رکھتا بیع کیا ہندو شریک نے بیع کی نسبت عذر پیش کر کے جسقدر
قیمت مشتری نے دی تھی اُس سے زیادہ پیش کی اور استحقاق شفع
حسب ضابطہ ظاہر کیا ایسی حالت مین دعوی شفع آراضی مبیعہ کی نسبت
جائز متصور ہوگا یا جو بیع شخص اجنبی کے ہاتھ ہوا ہی اُسکو جائز متصور کرنا چاہیے

ج - چونکہ شخص شریک کی جائداد آراضی مبیعہ سے مختلط ہی اور مشتری شخص اجنب ہی لہذا مسلمان شریک کے وارثون کا فعل ناجائز اور ہندو شریک کے حق مین جسنے عذر دار ہوکر استحقاق شفع حسب ضابطہ پیش کیا مضر متصور ہی پس اُسکا استحقاق قابل تسلیم ہی اور بیع جو شخص اجنب کے ہاتھ ہوا ہی مسترد ہونا چاہیے

ہندو کو بمقابلہ مسلمان بائع کے بھی استحقاق شفع پہونچتا ہی

مقدمہ ۵

س - تین شخصون نے اراضی کے بائع و مشتری پر باستحقاق شفع نالش کی اور اُنکے حق مین فیصلہ اس مضمون سے صادر ہوا کہ مدعا علیہم اسکے روپیہ سکہ بابت زرثمن آراضی متنازعہ مدعیان سے لیکر انکو اسکی دخیل کرادین لیکن مدعیون نے مطابق حکم فیصلہ کے زرثمن ادا کیا اور نہ فیصلہ کو جاری کراکے آراضی پر دخیل ہوے اس اثنا مین ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ نے وفات پائی اور بقیہ مدعیان نے بعد گذر جانے گیارہ برس گیارہ مہینے سولہ یوم تاریخ صدور فیصلہ سے درخواست اجازت واسطے جمع کرنے زرثمن اراضی مذکورہ اور ملنے دخل کے گذرانی ایسی حالت مین مدعی کو اپنے استحقاق کے نفاذ کا اختیار بذریعہ اس فیصلہ کے جو ابتدائً اُسکے حق مین صادر ہوا ہوپہنچتا ہی یا نہین -

ج - شرع کے بموجب دعوی شفع جائز ہی اور اگر شفیع نے آراضی متنازعہ کا زرثمن وقت دائر ہونے نالش داخل نہ کیا ہو تو بھی فیصلہ

کس صورت مین فیصلہ مالبعہ شفیع کے حق مین غیر مفید تصور کیا جاتا ہی

حاکم کا جسکی رو سے استحقاق مذکور تسلیم ہوا ہی اُسکے حق مین مفید ہی لیکن
اُسپر واجب ہی کہ جب حاکم اسکے حق مین فیصلہ صادر کرے اسوقت
زر مذکور داخل کر دے چنانچہ ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ شفیع اپنے استحقاق
شفع کی بابت نالش دائر کر سکتا ہی گو اُسنے زر ثمن آراضی متنازعہ عدالت
مین داخل نہ کیا ہو مگر جب قاضی اسکے حق مین فیصلہ کرے تو
اسکو زر ثمن لانا ضرور ہی اور اگر فیصلہ یہ ہوا ہو کہ زر ثمن آراضی فوراً
جمع کیا جاوے اور آراضی پر مدعیان کو قبضہ دلایا جاوے تو اس
صورت مین مسئلہ مذکورہ بالا کے بموجب اگر زر ثمن کے ادا کرنے مین
توقف عائد ہو تو شفع کا دعوی باطل ہو جاتا ہی علی ہذا القیاس زر ثمن کے
ادا کرنے کے واسطے زمانہ خاص معین کیا جاوے یا مہلت معمولی ایک
مہینہ کی دیجاوے اور قبل انقضاے اس مدت کے زر مذکور ادا نہ کیا جاوے
تو شفع کا استحقاق زائل ہو جاتا ہی چنانچہ فتاوے نقشبندی مین یہ لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص ایک مکان العوض کسی قدر زر نقد کے خریدے تو قاضی
دعویدار حق شفع کے مفید فیصلہ نہین کر سکتا تا وقتیکہ دعویدار زر ثمن
داخل نہ کرے یا زمانہ خاص ادا کرنے کے واسطے معین ہو جاوے
اگر وہ مطابق اقرار ادا کرے تو اسکا دعوی بحال رہیگا ورنہ ساقط
ہو جاویگا - اس مقدمہ مین دونون مسائل مذکورہ بالا کے بموجب
شفع استحقاق زر ثمن کے ادا کرنے مین توقف ہونے کے باعث سے
باطل اور نادرست ہی

مقدمہ ۶

س - اگر کوئی شخص اپنی جائداد آراضی کو اپنے باپ یا بھائی کے ہاتھ بیع کرے تو شرع کے بموجب ایسی بیع کے باعث سے جو واسطہ دار کے نام عمل مین آئے شخص اجنب کا استحقاق شفع جاتا رہتا ہی یا نہین -

ج - شرعاً شخص اجنب کا دعوی جو استحقاق شفع رکھتا ہو اس وجہ سے کہ مشتری بایع کا واسطہ دار ہی زائل نہین ہوجاتا واسطہ دار ہونا شفع سے استحقاق کی کوئی وجہ نہین ہی -

حق شفع کا دعوے بمقابلہ بایع کے واسطے دارون کے —

مقدمہ ۷

س - ایک شفیع اور بایع و مشتری کے باہم آراضی کی بابت تنازع پیدا ہو شفیع کا بیان ہی کہ مشتری نے زرثمن صرف دوسو روپیہ ادا کیا اور بایع اور مشتری کہتے ہین کہ زرثمن آٹھ سو روپیہ ادا کیا گیا ہی اور بوجہ مساوی ہونے وجہ ثبوت فریقین کے فیصلہ نہین ہوسکتا اور شفیع کہتا ہی کہ اگر ایسے معاملونمین تنازع ہو تو شرع کا حکم ہی کہ بایع اور مشتری کو حلف دلانا چاہیے لہذا استفسار کیا جاتا ہی کہ شرع محمدی کے بموجب بایع اور مشتری کو انکے اظہار کی تصدیق کے لیے حلف دلانا ضرور ہی یا نہین -

ج - اگر باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی بابت جو ادا کیا گیا ہو اختلاف ہو تو شرع کے بموجب صرف مشتری کو حلف

قاعدہ اُس صورت مین جب باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی نسبت اختلاف ہو —

دلانا ضرور ہی اگر دونوں وجہ ثبوت پیش کریں تو شفیع کی وجہ ثبوت کو ترجیح ہی یہ رائے بموجب مسئلہ مندرجہ ہدایہ کے ہی۔

اگر مشتری اور شفیع مین زمین کی بابت اختلاف ہو تو مشتری کے اظہار کا اعتبار کرنا چاہیے کیونکہ اس صورت مین شفیع اپنے حق شفع کا دعوے بعوض کم قیمت کے کرتا ہی جسکی نسبت مشتری کو انکار ہی شرع کے بموجب مدعا علیہ کا بیان حلفی معتبر متصور ہونا چاہیے دونوں کو حلف دینا نہ چاہیے کیونکہ شفیع بمقابلہ مشتری کے دعویدار ہی نہ مشتری بمقابلہ شفیع کے اور شفیع کو اختیار ہی چاہیے جائداد مذکور کا دعوی کرے یا دعوی سے دست بردار ہو پس دونوں کو حلف نہین دلایا جا سکتا۔

اگر دونوں وجہ ثبوت پیش کریں تو ابو حنیفہ اور محمد رح[1] کے قول کے بموجب شفیع کی وجہ ثبوت کا زیادہ تر اعتبار کرنا چاہیے۔

---

[1] اصول شفع دفعہ ۱۲۔ ابو یوسف کی رائے مختلف ہی اُنکے نزدیک مشتری کا وجہ ثبوت زیادہ تر قابل اعتبار ہی لیکن مصنف مذکور کی دلائل کی تردید ہدایہ مین بخوبی ہو گئی ہی۔ ترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۵۰ معائنہ کیا جاوے۔ اس مقدمہ مین جو فتوی دیا گیا ہی وہ شہادت کے قواعد عامہ کے مطابق ہی مدعا علیہ کا حلف زیادہ تر قابل اعتبار ہی اور مدعی کا وجہ ثبوت۔

مقدمہ ۸

س ا — ایک قطعہ آراضی بیع کیا گیا اُسکے ایک جانب ہندو کا مندر اور دوسری جانب ایک شخص کی جائداد ہی مندر کا مہتمم اور شخص مذکور دونون شفع کے حق کا دعوی کرتے ہین اس صورت مین فریقین سے کس شخص کا استحقاق زیادہ ہی —

صورت جسمین چند اشخاص دعویدار حق شفع ہون —

ج ا — صورت مذکورہ بالا مین فریقین سے کسی کو ترجیح نہین ہی حق شفع کے دونون مساوی دعویدار ہین اور قیمت جائداد بحصص مساوی ادا کرنے کے بعد ہر ایک مستحق پانے ایک نصف کا ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ جب حق شفع کے متعدد اشخاص مستحق ہون تو سب کا استحقاق مساوی متصور ہوگا اور اُنکی جائداد کی کمی و بیشی پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اُسی کتاب مین یہ لکھا ہی کہ اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بدرجہ مساوی مؤثر ہین اور تعمیل اُنکی دونون پر یکسان واجب ہی اور اس طرح کا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکھتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ مرد یا عورت یا طفل یا بالغ یا مرد نیک یا فاسق یا شخص آزاد یا رق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع یا خصومت بطور مساوی ہو سکتا ہی —

س ۲ — اگر جائداد مشفوعہ کی نسبت کچھ تنازع دائر ہو تو اس وجہ سے شفع کا دعوی ناجائز ہو جائیگا یا نہین —

شفع کا دعوے اُس جائداد کی نسبت جو معرض تنازع مین ہو۔

ج ۲ ۔ جس شخص کو شفع جار کا استحقاق حاصل ہو اُسکا دعوی بہر صورت درست ہی جائداد مذکور متنازعہ ہونے کی جہت سے شفیع کا استحقاق باطل نہین ہوسکتا۔

مقدمہ ۹

س ۔ ایک شخص نے اپنی آراضی ایمہ کو بیع بالوفا کے طور پر دس برس کے واسطے بیع کیا اور بیع بالوفا دار کو جائداد مذکورہ پر قبضہ واقعی دلایا اور چند سال کے بعد بایع مذکور نے بیع بالوفا دار کا روپیہ ادا کرنے کے واسطے جائداد مذکور کو شخص ثالث کے ہاتھ بذریعہ بیع کامل فروخت کیا اس صورت مین اس موضع کے مالک کا دعوی شفع جسمین آراضی ایمہ مذکور واقع ہی قابل سماعت ہی یا نہین اور مالک مذکور زر مالکانہ پاتا رہا ہی۔

ج ۔ اگر حاکم اہل اسلام کوئی ملک فتح کرے تو اُسکو اختیار ہی کہ وہ قابضان اراضی کو پھر آباد کرے اور اُن سے مالگزاری لے یا آراضی مذکور کو انھین شرائط پر ملک مے کے اور باشندگان کے قبضہ مین منتقل کرے یا اپنی فوج کے سپاہیون مین بدین شرط کہ محاصل سالانہ کا دسوان حصہ داخل کیا کرین تقسیم کردے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ فتح کے اوائل زمانہ مین کل آراضی داخل بیت المال متصور ہوتی ہی حاکم کو اختیار ہی کہ اپنے حکمران ہونے کے زمانہ سے آراضی کا محاصل داخل خزانہ عامرہ کرے اور کسی خبر و آراضی کا

ستحقاق مالکیت کسی کو عطا نہ کرے اور آراضی کو اجارہ پر دے علے ہذا القیاس
حاکم وقت کو اختیار ہی کہ جو آراضی بسبب لاوارث فوت ہونے مالکان
سابق کے داخل بیت المال ہو اسکو اجارہ پر دے نسخہ بحر الرائق کے
مصنف نے بضمن بیان مسئلہ شیخ ابن ہمام کے اُس آراضی کی نسبت
جو شہر کے اندر واقع ہو یہ لکھا ہی کہ جو آراضی شہر کے اندر واقع
ہو وہ قابل ادا ے خراج نہین ہی لیکن چونکہ شہر مین کوئی ایسا شخص نہین ہوتا
جس سے آراضی کا خراج لیا جاے لہذا اُسکی بابت خراج بصورت کرایہ
مکان لیا جاتا ہی یہی کیفیت ہندوستان کی بھی پائی جاتی ہی یعنی بلک حاکم
کے قبضہ مین فتح کے ذریعے سے آیا ہی اور بہت سی آراضی بعد فتح کے
ملکیت سرکار ہوگئی ہی یا بسبب وفات پانے مالکان سابق اور موجود
نہونے اُنکے وارثون کے آراضی معافی ضبط ہوگئی ہی اور بعض شخص مقدم
یعنی سرگروہ مواضع مستاجران کہلاتے ہین اور وے مالک تصور کیے
جاتے ہین اور اُنکو محاصل آراضی سے کچھ حق نامزد نانکار یا مالکانہ
ملتا ہی اور جیسا کہ حاکم وقت کو اختیار ہی کہ جس وقت چاہے مطالبہ بابت
اپنے خراج کے چھوڑ دے ویسا ہی یہ بھی اختیار ہی جو شخص مستحق متصور
ہو اُسکو اراضی بطور معافی عطا کرے اس باب مین اختلاف ہی کہ جو آراضی حاکم
کی جانب سے عطا ہو وہ موہوب الیہ کی ملکیت سے متصور ہوسکتی ہی
یا نہین لیکن وجوہ اختلاف ایسے ہین جنکا بیان کرنا اس موقع پر فضول ہی
حقیقت یہ ہی کہ موہوب لہ کو اسی قدر استحقاق پہونچتا ہی جو اُسکو

آراضی کا
بیع شفعہ کا
جائز ہو اور
جس زمیندار
کے علاقہ
مین آراضی
مذکور واقع ہو
اُسکو شفیع کا
استحقاق
پہونچتا ہی

انتقال کی روسے حاصل ہوا خواہ وہ استحقاق صرف بابت معافی خراج
کے ہو یا بابت قبض و دخل مالکانہ اس آراضی کے جو پیشتر سرکار کی
ملک سے ہو۔ لسنخہ المحیط مین یہ لکھا ہی جو جا بذریعہ عطیہ دوام کے
واسطے ملے وہ ملکیت مطلق تصور کیجاتی ہی اور مختصر المحیط مین بھی یہ
لکھا ہی کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے یہ سوال پوچھا کہ اگر بادشاہ کچھ مال
خزانہ عامرہ سے کسی شخص مستحق کو عطا فرماوے تو ایسا موہوب لہ مالک
مطلق متصور ہوگا یا نہین ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ موہوب لہ کو مال مذکور کے
بطور مالک صرف کرنے کا اختیار ہی اُسی شخص نے ایک اور سوال پوچھا کہ موہوب
الیہ وارث چھوڑکر مر جاوے اور اُسکی وفات کے بعد حاکم عصر
وہی جائداد کسی اور شخص کو عطا کر دے تو عطیہ ثانی جائز ہی یا
نہین ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ عطیہ ثانی ناجائز و باطل ہی تعبیر واقعی
اس مسئلہ کی صرف ایسی جائداد کی نسبت صادق آسکتی ہی جو جسمانی اور
قابل قبضہ واقعی ہو اور غیر جسمانی یا ایسی شی کی نسبت جسمین کمی بیشی کا
احتمال ہو مثلاً آمدنی خراج کی نسبت اطلاق اُسکا نہین ہوسکتا
والیان ہندوستان فرمان کے ذریعے سے آراضی عطا کرتے تھے
اور فرمانون مین عمدہ داران مفصل کے نام یہ حکم ہوتا تھا کہ بعد پیمائش
آراضی اور تصریح اُسکی حدود کے پابندگان عطیہ کو اُسپر دخل کامل
دلایا جاوے اور اسطرح کی عطیات کی روسے صرف محاصل کا
استحقاق حاصل نہین ہوتا تھا بلکہ حقیت کا اور اسی نظر سے عہدہ داران

آراضی کی پیمائش کرکے تصریح حدود اُسکے اسپر باشندگان عطیہ کو اُن زمینداروں کی رضامندی سے جنکے علاقہ مین واقع ہوتی تھی قابض کرانے تھے اور جب زمینداروں کے ساتھ بندوبست کیا جاتا تھا اُسوقت بابت اسقدر آراضی کے جو اُنکے علاقہ مین لیجاتی تھی خراج منہا کر دیا جاتا تھا۔ سوال سے واضح ہوتا ہے کہ زمیندار کا دعوی شفع اس عقدہ مین اس غرض پر مبنی ہے کہ ایمہ دار مالک مطلق ہے اور بلحاظ رواج اس نواح کے جس سے یہ سوال متعلق ہے ایمہ دار کو آراضی کے بیع کرنے یا اجارہ دینے کا اختیار حاصل ہے ایسی صورت مین دعوی شفع کا اس زمیندار کی جانب سے جسکے علاقہ مین آراضی واقع ہے بوجہ قرب و اختلاط دونون علاقون کے صحیح و جائز ہے۔

س ۲ ۔ شفیع کو اسقدر زر ثمن دینے سے انکار ہے جو مالک آراضی مشفوعہ طلب کرتا ہے اور شفیع مذکور ایک رقم خاص سے زائد قیمت نہین دیا چاہتا بعد ازان مالک نے آراضی مذکور کو بعوض زر ثمن مظہرہ اپنے شخص ثالث کے ہاتھ بیع کیا ایسی صورت مین شفیع کو بعد اس معاملہ کے نالش شفع دائر کرنے کا استحقاق پہونچتا ہے یا نہین۔

ج ۲ ۔ جب تک آراضی فی الواقع دوسرے شخص کے ہاتھ بیع نہو لی ہو شفیع کا دعوے قائم نہین ہو سکتا اور سوال سے واضح ہوتا ہے کہ شفیع نے قبل بیع یعنی پیشتر پیدا ہونے استحقاق شفع کے آراضی کے لینے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ مین زیادہ قیمت نہین دے سکتا چونکہ اسکی جانب سے انکار قبل بیع یعنی پیشتر قائم ہونے استحقاق

اگر شفیع اسقدر زر ثمن کے دینے سے انکار کرے جو بایع نے قبل بیع طلب کیا ہو تو اُس سے استحقاق شفع زائل نہین ہوتا ہے۔

شفع کے ہو المذا یہ انکار سابق اسکا مزیل دعوی شفع مابعد نہین ہوسکتا لیکن اگر بیع ہو جانے کے بعد شفیع نے آراضی کو بعوض اسی قیمت کے خریدنا چاہا ہو جو وہ پیشتر دیا چاہتا تھا اور جو قیمت باہم بایع و مشتری کے قرار پائی ہو اُسکا دینا منظور نہو تو اسطرح کا انکار صریح بمنزلہ دست برداری استحقاق شفع کے ہی۔ سطہ

۱ اس سوال کی اصل یہہ ہی کہ ضلع شاہ آباد کی عدالت مین ایک مقدمہ دائر ہوا اور عدالت مذکور کے مفتی نے فتوی اس مضمون سے دیا کہ زمیندار کو استحقاق شفع حاصل نہین ہی اور اپنی راے کی تائید مین اُنھون نے یہ لکھا کہ اراضی ایمہ جو زمیندار کے علاقہ مین واقع ہی قابل بیع نہین ہی کیونکہ ایمہ دار صرف حق سرکار کا مالک ہی اور سرکار نے اسکو اپنا حق بعد منہائی مالکانہ بقدر دسوین حصہ کے دیدیا ہی پس ائمہ دار کو اراضی مین کچھ استحقاق کامل حاصل نہین ہی بلکہ اُسکو صرف بقدر اپنے محاصل کے حق پہونچتا ہی اور محاصل کی بابت شفع کا دعوی نہین ہو سکتا بعد ازان یہی سوال پٹنہ کی عدالت اپیل کے مفتی سے پوچھا گیا جواب اُسکا خلاف جواب مفتی شاہ آباد کے تھا اور اس اختلاف کی جہت سے بھیجا جانا سوال کا صدر دیوانی عدالت مین مناسب متصور ہوا چنانچہ پہلے سوال کے جواب مین مفتیون نے بنظر تردید اس راے کے کہ عطیۂ شاہی مین حق محدود حاصل ہوتا ہی بطوالت بحث کی ہی اور یہ لکھا ہی کہ بعض صورتون مین اس قسم کے عطیات سے حق مالکیت کامل حاصل ہوتا ہی یہی قاعدہ قوانین سرکار

ہین بھی تسلیم کیا گیا ہی اور اسمین کچھ شک نہین ہی کہ جن شخصون کو عطیات شاہی
حاصل ہوئے اور معافی موروثی اُنکی حاکم مجاز کے حکم سے بعد حاصل
ہوتے حکومت دیوانی کے سرکاری کمپنی کو منظور ہوئی اُن شخصون کو مثل زمیندار ان
خراج گزار کے استحقاق منتقل کرنے اپنی اراضی کا حاصل ہی اور اسس مقدمہ مین
جو اختلاف راے ہوا اُسکی وجہ یہ معلوم ہوئی ہی کہ چند مفتیون نے ایمہ داران کو
صرف اسقدر پیداوار کا مستحق تصور کیا جو بصورت خراجی ہوتے اراضی کے
حق سرکار ہونا اور بقیہ حق اصل مالک کا سمجھا گیا اور باقی مفتیون کی یہ راے
ہوئی کہ ایمہ دارون کو اراضی معافی پر استحقاق کامل ہو سکتا ہی اور اصل زمیندار
محاصل کا دسوان حصہ پاتا ہی اور اسی جہت سے زمیندار مذکور ہر شخص سے
جسکے ہاتھ اراضی منتقل ہو حصہ مذکور پانے کا مستحق ہی چنانچہ پچھلی راے نہایت
معقول اور رواج کے مطابق معلوم ہوتی ہی اور اگر پہلی راے زیادہ تر صحیح تصور
کیجاتی تو اس صورت مین حق شفع لازم نہین آتا کیونکہ اس حالت مین صرف
محاصل کا بیع ہوا ہوتا حالانکہ مطابق دفعہ ۳ اصول شفع کے شفع کا استحقاق مال
منقولہ سے متعلق نہین ہی۔

چوتھا باب

نظائر ہبہ

مقدمہ ۱

س — ایک شخص نے تین وارث چھوڑ کر وفات پائی اور اُسنے اپنے حین حیات ہبہ نامہ اُنمین سے ایک کے نام بابت اپنی کل جائداد کے بمحرومی اورون کے تحریر کیا ایسا فعل اُسکا جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہی تو ثابت ہونا باقی وارثون کے دستخط کا ہبہ نامہ پر ضرور ہی یا نہین اور ایسی شہادت واسطے اُسکے جواز کے لابد متصور ہی یا نہین —

ہبہ جو بحالت صحت یا علالت مرض مین آوے

ج - اگر واہب ہبہ کرنے کے وقت صحیح الحواس اور تندرست ہو تو جائز ہو کہ وہ اپنی کل جائداد منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کردے اور گو وہ ہبہ کے وقت بیمار ہو تو بھی ہبہ جائز ہی الا اس صورت مین کہ وہ بیماری سے شفا پائے لیکن اگر ایسی بیماری کے باعث سے وہ وفات پائے تو واہب کی جائداد کا انتقال صرف ایک ثلث مال کی نسبت درست متصور ہوگا یعنی موہوب لہ صرف ایک ثلث پانے کا مستحق ہوگا اور باقی دو ثلث اُسکے اور وارثون مین تقسیم ہونگے۔ چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ عام قاعدہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد کی نسبت کسی طرح کی ایسی دستاویز ہبہ لکھدے جسکا نفاذ فوراً منظور ہو یعنی اُسکی وفات کی قید نہو تو دستاویز مذکور اُسکی کل جائداد کی نسبت درست ہوگی اور اگر وہ بیمار ہی تو صرف ایک ثلث کی نسبت اور یہ بھی واضح ہو کہ بیماری جس سے کوئی شخص شفا پاوے بمنزلہ تندرستی کے تصور کیجاتی ہی کیونکہ شفا پانے کے بعد ظاہر ہی کہ کوئی اور شخص مستحق اُسکی جائداد کا نہین ہی۔ دستاویز کے جواز کے واسطے شہادت اور وارثون کی ضرور نہین ہی وہ بلا انکی شہادت کے بجمیع الوجوہ صحیح ہی اسکی صداقت اشخاص اجنب کی گواہی سے ہوسکتی ہی علاوہ اسکے گواہون کی شہادت سوا نکاح کے اور کسی معاہدہ مین ضرور نہین ہی اور اسطرح کی گواہی بحالت ضرورت صرف مقدمات مرجوعہ عدالت مین درکار ہوتی ہی۔

نکاح کے علاوہ اور کسی معاہدہ کے لیے گواہون کا ہونا ضرور نہین ہی۔

لیکن چونکہ موہوب لہ وارث ہی لہذا وہ بلا رضامندی وارثون کے ایک ثلث پانے کا بھی مستحق نہین ہی۔ اصول ہبہ دفعہ ۱۱۔

مقدمہ ۲

س - ایک شخص نے اپنی جائداد آراضی سے بارہ آنے کا حصہ زوجہ کے نام حسب ضابطہ ہبہ کردیا بعد ازان زوجہ نے قابض و متصرف ہوکر اُسے اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کیا ایسا زبانی ہبہ شرعاً جائز ہوا یا نہین اور اسکی وجہ سے پوتے کی زوجہ اسطرح منتقل کی ہوئی جائداد پاسکتی ہی یا نہین -

آراضی کا زبانی ہبہ جائز ہو -

ج - اس صورت مین اگر واہب نے جائداد آراضی کو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرکے علاحدہ کردیا ہو اور زوجہ کا اسپر قبضہ کامل کرادیا ہو تو ایسا ہبہ شرع کی رو سے درست اور صحیح ہو اور اگر بعد ازان موہوب لہانے اسطور پر حاصل کی ہوئی جائداد اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کرکے اسکو اُسپر قابض کرادیا ہو تو یہ ہبہ بھی درست اور صحیح متصور ہونا چاہیے بشرطیکہ عمل مین آنا اس معاہدہ کا دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہو - [1]

مقدمہ ۳

س - ہبہ بالعوض بلاعوض یا بیع ایسی جائداد جسکا تعین نہوا ہو یا جسکی تفریق دیگر جائداد سے عمل مین نہ آئی ہو جائز ہی یا نہین -

---

[1] اصول مطالبات دفعہ ۳ -

ج — ہبہ بالعوض یا بلا عوض جائداد غیر معینہ کا ناجائز ہی الا اُس صورت مین کہ تعین اُسکا ممکن ہو یا علیحدگی اُسکی عمل مین آسکتی ہو لیکن ایسی جائداد کا بیع ہو سکتا ہی اور نفاذ اُسکا بقدر استحقاق بایع کے ہوگا اور اس سے ان شخصون کے استحقاق مین جو شریک معاہدہ نہون کچھ خلل واقع نہوگا۔

ذکر اُس ہبہ اور بیع کا جسکا تعین نہوا ہو۔

مقدمہ ۴

س — ایک شخص تین زوجہ چھوڑکر مرگیا اول زوجہ سے ایک پسر اور دختر اور دوسری اور تیسری سے ایک ایک دختر تھی قبل وفات کے اُسنے اپنی تینون زوجہ کے نام کل جائداد کا ہبہ نامہ لکھدیا لیکن جائداد مذکور اُنکے باہم تقسیم نہ کی اور نہ اُنکو قابض کرایا اس صورت مین ایسا ہبہ نامہ درست ہی یا نہین اور دستاویز مذکور کے ذریعہ سے زوجگان کے وارث جائداد پر قابض ہو سکتے ہین یا نہین۔

ج — ہبہ نامہ جائز نہین ہی واہب کے وارث اُسکی جائداد ورانۃً پاوینگے۔[۱]

ہبہ غیر منقسمہ جو تین شخصون کے نام کیا گیا ہو اور وے اسیر واہب کی عین حیات قابض نہوے ہون ناجائز ہی۔

[۱] شرع کے بموجب ایسا معاہدہ خواہ وہ وصیت سے متعلق ہو یا ہبہ سے ناجائز قرار دینا چاہیے — پہلی صورت مین وہ خلاف شرع اس باعث سے ہی کہ مسلمان کو اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ وصیت کرنے کا اختیار نہین ہی دوسری صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہی۔

س ۲ - اگر منجملہ زوجگان کے کوئی زوجہ یا اُنکے وارثون مین کوئی شخص جزو آراضی کو جو زوجگان کے شوہر متوفی کی تھی بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل کرے تو ایسا بیع یا ہبہ کسی قدر جائز متصور ہوگا یا نہین۔

ج ۲ - عمل مین آنا ہبہ کا منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کسی شخص کی جانب سے جائز ہوگا لیکن انمین سے ہر ایک کو اپنے اُن حصص جائز کے بیع کرنیکا اختیار ہی جو اُنکو وراثتہً ملے ہون مگر وے اپنے حصون کو بہ تعین پیمایش آراضی کے بیع نہین کر سکتے ہے۔[1]

اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کرنا جائز نہین ہی اور بقدر اپنے استحقاق کے بیع کرنا جائز ہی۔

مقدمہ ۵

س - ایک عورت نے دو شخصون کے نام ہبہ نامہ لکھدیا اور اپنی کل جائداد منقولہ کے حق وحقوق منتقل کر دیے اور اُسنے

---

[1] اس رائے کی وجہ یہ ہی کہ ہبہ کے جواز کے لئے قبضہ دلانا ضرور ہی لیکن چونکہ زوجگان حصص کی تصریح نہین ہوئی تھی لہذا ایسی شئ پر جو نامعلوم اور غیر مصرح ہو قبضہ نہین ہو سکتا بخلاف اسکے بیع جائز ہی کیونکہ ایسے معاہدہ جواز کے لئے فوراً قبضہ دلایا جانا ضرور نہین تقسیم کی رو سے حصہ معینہ کی تصریح اور تنقیح آیندہ ہوگی لیکن بیع کرنا بحساب پیمایش اراضی بیع بائع کے حق وحقوق کا ہی جسکی تنقیح آیندہ ہوگی لیکن بیع کرنا بحساب پیمایش اراضی اُس صورت مین جبکہ تعداد نامعلوم اور غیر مصرح ہو باطل وناجائز ہی۔

یہ بھی اجازت دی کہ جائداد کو آپس مین تقسیم کر لین چنانچہ انھون نے جائداد کو دو یا تین مہینے بعد ہبہ کے باہم تقسیم کر لیا۔ ایسا امر شرعًا درست ہی یا ہبہ نامہ کے جواز کے لئے انتقال جائداد کے وقت اُسکا تقسیم ہونا ضرور تھا۔

ج۔ شرع کے بموجب جو چیز قابل تقسیم ہو اور دو شخصون کو دیجائے اُسکو واہب ہبہ کے وقت یا فورًا بعد انتقال اور قبل حوالہ کرنے کے تقسیم کر دے تاکہ مشاع یعنی غیر مصرحہ ہونے کا اعتراض عائد نہو اور قبضہ کامل جو ہبہ کے جواز کے لئے ضروری ہی حاصل ہو جائے اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ موہوب لہم نے برضامندی واہب کے دو یا تین مہینے بعد تحریر دستاویز انتقال کے جائداد آپس مین تقسیم کر لی یہ امر جائز نہین ہی اور اسکے جائز ہونے کے واسطے ضرور تھا کہ جائداد حوالہ کیجانے کے وقت تقسیم کی جاتی۔

اگر دو شخصون کے نام ہبہ ایسی جائداد کا جو تقسیم کے قابل ہو عمل مین آئے تو قبل حوالہ کرنے جائداد کے تقسیم اُسکی ضرور ہو۔

سا ضلع شاہ آباد کی عدالت کے اس سوال کے جواب مین جائز ہونا ایسے امر کا اقرار دیا اور اُسکے نزدیک تقسیم کرنے کی نسبت زوجہ کی اجازت ہبہ کے جواز کے لئے کافی تھی گو یہ تقسیم اور موہوب لہم کی جانب سے اُسکا نفاذ دو یا تین مہینے کے بعد انتقال جائداد کے عمل مین آیا مگر جبکہ اور مفتیون او راَخر کار مفتیان متعینۂ صدر دیوانی عدالت سے پوچھا تو جو مسئلہ اس جگہ بیان کیا گیا ہی وہی صحیح معلوم ہوا۔

مقدمہ ۴۱

س - ایک شخص نے اپنے بھتیجے کے نام ہبہ نامہ تحریر کیا اور اسکی روسے ایک ایسی جائداد کا استحقاق مالکیت اُسکو دیا جسپر واہب قابض نہ تھا مگر اُسکے حاصل کرنے کے واسطے اُسنے اپنی زوجہ کے نام نالش دائر کی تھی اور اُسی ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اُسنے اور حقیت اراضی بھی جسپر وہ قابض تھا منتقل کی تحریر دستاویز کے ایک مہینے بعد واہب نے وفات پائی موہوب لہ ہبہ نامہ مذکورہ کی روسے جائداد متنازعہ کی نسبت دعوی پیش کرتا ہی ایسی صورت مین دعوی اُسکا ہبہ نامہ کے ذریعہ سے درست ہی نہین -

ج - ہبہ اُس جائداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز وباطل ہی اور جس دستاویز کی روسے ایسا ہبہ عمل مین آئے وہ غیر موثر ہی کیونکہ ہبہ کا لازمہ قبضہ ہی اور ہبہ ایجاب و قبول و قبضہ کے ذریعہ سے جائز ہوتا ہی اور ہبہ ہونے کی صورت مین دخل کا ہونا واسطے ثبوت حقیت مالکیت کے ضرور ولابد ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کا جواز بذریعہ ایجاب وقبول اور قبضہ کے ہوتا ہی اور حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا ہی کہ ہبہ بغیر قبضہ کے جائز نہین ہی علی ہذا القیاس اگر شی موہوبہ رہن ہو یا اُسکو کسی شخص نے غصب کر لیا ہو تو اُسکا ہبہ بھی جائز نہین ہی اور شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہی چونکہ ہبہ ناجائز ہی لہذا موہوب لہ کا دعوے قابل سماعت نہین ہی اور ہبہ نامہ

ہبہ اُس جائداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز وباطل ہی -

بابت اُسقدر اراضی کے جسپر واہب کبھی قابض نہ تھانا جائز ہی لیکن اور اراضی موہوبہ کی نسبت موہوب لہ استحقاق رکھتا ہی بشرطیکہ واہب نے اُسکو اراضی مذکورہ پر قابض کرایا ہو اور اگر واہب نے موہوب لہ کو اُسپر کبھی قبل وفات اپنے دخل نہ دیا ہو تو موہوب لہ کا دعوی اُسکی بابت بھی قابل سماعت نہین ہی۔[1]

مقدمہ ۷

س۔ ایک شخص نے منجملہ ایک موضع کے کسی قدر جزو اراضی جسکا تعین نہین ہوا تھا اپنے نواسون کو دیا بعد ازان اُسنے بسبب وفات اپنے بیٹے کے کل اراضی موضع مذکور مع کل اور جایداد کے اپنے پوتے کے نام ہبہ کی لیکن شخص مذکور کے سوا جایداد منتقلہ مین اور شخص بھی شریک تھے اور ہبہ کے وقت اُسکی دو بیٹیان بھی موجود تھین اور وہ جایداد موہوبہ پر حین حیات اپنے قابض رہا اور موہوب لہ کا دخل اُسپر نہین ہوا اسطرحکا ہبہ شرعاً جائز ہی یا نہین۔

[1] اس قاعدہ کی وجہ یہ ہی کہ تقابض بدلین اُس صورت مین نہین ہو سکتا جب واہب شی موہوبہ پر قابض نہ ہو اور اُسپر لحاظ نہین کیا جاتا کہ جایداد موہوبہ واہب کے قبضہ سے کسطور پر جاتی رہی گو استحقاق اُسکا صریح قائم یا اُسپر اُسکو دعوی ہو جیسا کہ رہن یا غصب کی صورت مین ہوتا ہی۔ لیکن اگر واہب جایداد مذکورہ کو حاصل کر کے موہوب لہ کو اُسپر قابض کرا دے تو یہ امر کافی ہی۔

ہبہ کے ناجائز ہونے کی صورت ۱۲

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلا ہبہ جو نواسون کے نام ہوا باطل اور ناجائز ہی کیونکہ جائداد موہوبہ کا تعین نہین ہوا تھا اور اُس سے استرداد عمل مین آیا اور ہبہ ثانی بھی جسکے ذریعہ سے کل اراضی مع کل جائداد شخص مذکور کے اُسکے پوتے کے نام منتقل ہوئی باطل اور ناجائز ہی کیونکہ واہب کو حقیت مطلق حاصل نہ تھی اور وہ خود اپنی حیات مین اُسپر قابض رہا اور موہوب لہ کو دخل نہین ملا لیس جو شرائط کہ واسطے جواز ہبہ کے درکار ہین وے اس ہبہ مین -

مقدمہ ۸

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی اور بڑا بیٹا اپنے حین حیات پدر متوفی کی جائداد پر قابض رہا اور مان اور چھوٹے بھائی کی پرورش کرتا رہا بعد ازان بڑا بیٹا علاوہ مان اور چھوٹے بھائی کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑکر فوت ہوا اور اُسکے بعد باہم اُسکی زوجہ اور دختر اور بھائی کے یہ قرار پایا کہ منجملہ سولہ حصوں جائداد اراضی کے دس حصہ اُسکے بھائی اور مان کو ملین اور بقیہ چھ حصے اُسکی زوجہ اور دختر پائین -

سلہ ہر چند بموجب دفعہ ۱۲ - اصول ہبہ کے ہبہ بالعموم مسترد نہین ہوسکتا لیکن اس صورت مین استثنا خاص کیا گیا ہی جب باپ اپنے بیٹے یا پوتے کے نام کچھ جائداد ہبہ کرے یعنی ایسے ہبہ کے استرداد کو جائز قرار دیا ہی -

چنانچہ اقرار نامہ لکھا گیا اور اُسکو جملہ اشخاص مذکور الصدر نے سوائے متوفی
کی ماں کے مصدق کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ ماں شریک تحریر دستاویز
ہوئی یا نہین اور ہر چند اراضی کی تقسیم عمل مین نہین آئی لیکن اشخاص مذکورہ
بالا اپنے حصص پر جداگانہ قابض رہکر محاصل سے متمتع ہوئے
تھوڑے عرصہ بعد بھائی نے منجملہ اپنے حصہ دس آنہ کے دو آنہ کا منافع
ایک شخص اجنب کے نام بصورت ہبہ منتقل کردیا پس اگر واہب نے
موہوب لہ کو اپنی حیات مین قابض نکرایا ہو تو اسطرح کا انتقال اسکی
وفات کے بعد جائز ہی یا نہین اور اگر دخل ہونا موہوب لہ کا فرض کیا جا
تو انتقال مذکور جائز ہی یا نہین اور دونون صورتون مین صرف ماں کو موہوب لہ
کے بیدخل کرنے کا اختیار پہونچتا تھا یا نہین اور اگر متوفی کی زوجہ نے اپنے
شوہر کی کل جائداد کو موہوب لہ مذکور کے نام قبل تحریر ہونے اقرار نامہ کے
قطعی ہبہ کردیا ہو تو کیا صورت ہوگی۔

ج۔ مقدمہ کے کل حالات سے واضح ہوتا ہی کہ ہبہ ناجائز ہی اور
وفات واہب کے وہ قطعًا باطل و بیکار ہی اور جائداد منتقلہ واہب کے
وارثون کی طرف عود کر گئی کیونکہ ظاہر ہی کہ صرف محاصل کا انتقال
عمل مین آیا اور اراضی کل وارثون کی جائداد مشترکہ تھی اور تقسیم اسکی
عمل مین نہین آئی حالانکہ شرع کے مطابق محاصل غیر موصولہ کا ہبہ بغیر اراضی کے
قطعی ناجائز ہی اور قابض و متصرف ہونا یا نہونا موہوب لہ کا اراضی مشترکہ
کے محاصل پر قابل لحاظ نہین ہی کیونکہ دونون حالتون مین ہبہ ناجائز ہی اور جبتک

شی موہوبہ کا تعین نہ کیا جاوے قبضہ جائز متصور نہین ہوسکتا پس ایسی حالت مین واہب کی مان یا اُسکا کوئی اور وارث موہوب لہ کے بے دخل کرنے کا مجاز ہی اور نان کو اپنے شوہر کی کل جائداد کے ہبہ کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ جائداد مذکور اُسکے کل وارثون کی حقیت مشترکہ تھی اور چونکہ خود اُسکا حصہ بھی مجمل اور ناقابل ملنے قبضہ محکومہ شرع کے ہی لہذا اُسکا ہبہ بھی ناجائز ہی اور بہر صورت ہبہ کلیۃً باطل وغیر صحیح متصور ہی چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہی شیر غیر دوشیدہ اور اُون جو بکری کی پیٹھ سے تراشا نہ گیا ہو اور فصل اور اشجار استادہ یا میوہ جو درختون پر ہو اُن اشیا سے ہین جنکا تعین ممکن نہین اور جبتک اُنکی علیحدگی واہب کی جائداد سے عمل مین نہ آوے اور بعد ازان اُنکا قبضہ دیا جاوے اُنکا ہبہ ممنوع ہی لیکن چونکہ اس صورت خاص مین درخت قطع نہین ہوئے تھے اور موہوب لہ کو واہب کی حیات مین حسب ضابطہ قبضہ حاصل نہین ہوا ہی لہذا موہوب لہ کا وارث کسی فعل کے ذریعہ سے واسطے ثبوت جواز ہبہ کے وعویدار ہونے کا مجاز نہین ہی کیونکہ وہ معاملہ سے محض بے علاقہ ہو اور ایجاب اُسکی جانب سے نہین ہوا تھا بلکہ اُسکے مورث کی طرف سے اور مورث مذکور تفریق اور قبضہ ملنے سے بیشتر ہدایہ کے اُس باب مین جو نسبت استرداد ہبہ کے یہ لکھا ہی کہ اگر واہب مرجاوے تو اُسکے وارثون کو معاملہ ہبہ سے کچھ تعلق نہ ہوگا کیونکہ شی موہوبہ اُنکی جانب سے دیگئی پس چونکہ یہ معلوم ہوتا ہی

جو درخت واہب کی اراضی پر استادہ ہون اُنکا یا اُنکی پیداوار غیر موصولہ کا ہبہ بغیر ہبہ اراضی کے ناجائز ہی۔

کہ افراق جائداد عمل مین نہین آئی اور نہ موہوب لہ کو اُسپر قبل ملا لہذا جائداد کا
انتقال واہب کی جانب سے اُسکی حیات مین نہین ہوا اور بعد اُسکی
وفات کے وہ جائداد اُسکے وارثون کو پہونچتی ہی ہدایہ مین بھی یہ لکھا ہی
کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ دینے کی نسبت حکم صریح ہی اور اسی
وجہ سے قبضہ کامل لازمہ ہبہ ہی لیکن جو اشیا رقابل تقسیم ہین اُنکے جزو
مجمل کی نسبت قبضہ کامل حاصل ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ جزو موہوبہ پر
بغیر جزو متعلقہ اُسکے قابض کرانا ممکن نہین ہی اور یہ صورت قبضہ
ناقص کی ہی اور وقایہ مین بھی یہ لکھا ہی کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہی
اور شرح وقایہ مین یہ درج ہی کہ جو شی قابل تقسیم ہو اُسکے جزو کا ہبہ جبتک
جزو مذکور منقسم نہ ہوجائے ناجائز ہی یعنی قبضہ شی مصرحہ پر
ہونا چاہیے اور اُس سے کوئی اور شی متعلق نہ ہو پس ظاہر ہی
کہ جس جائداد کا تعین نہ ہو اُسکا قبضہ بھی بذاتہ بلاتعین ہی اور اسی وجہ سے
جائز متصور نہین ہوسکتا۔ ٹ

ٹ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہی کہ جو درخت اراضی پر نصب ہون اور قطع نہ کیے گئے
ہون وے زمین سے متعلق تصور کیے جاتے ہین اور زمین ایک جائداد جداگانہ
ہی اور ہبہ مین داخل نہ تھی پس ہبہ کے روسے شی موہوبہ پر بغیر اشتمال قبضہ
اُس شی کے جو ہبہ نہین ہوئی قبضہ نہین مل سکتا اور یہی اعتراضات محاصل
غیر موصولہ کے ہبہ کی نسبت بھی صادق آتے ہین اور نظر اسکے

مقدمہ ۹

س — ایک دختر صغیرہ کا باپ جو اُسکا ولی جائز بھی ہی دختر سے تین منزل کے فاصلہ پر مقیم ہی اور دختر کی مان نے کچھ جائداد اُسکے نام ہبہ کر دی اور چونکہ موہوب لہا نہایت صغیر سن ہی لہذا اُسکی جانب سے ایجاب ہبہ نہین ہو سکا اور بسبب دختر کی نابالغی کے اُسکی مان یعنے واہبہ جائداد موہوبہ پر قابض رہی ایسی صورت مین اسطرح کا ہبہ جسکے ذریعہ سے موہوب لہا کو قبضہ حاصل نہوا جائز اور واجب التعمیل ہی یا نہین —

ج — اگر مان نے خاص اپنی جائداد اپنی دختر صغیرہ کے نام جو اُسکے پاس رہتی ہی ہبہ کی اور دختر کی جانب سے بسبب اُسکی نابالغی کے ایجاب ہبہ نہ ہو سکا اور اسی سبب سے جائداد موہوبہ واہبہ کے قبضہ مین رہی اور باپ اُسوقت کسی مقام بعید پر تھا تو ایسا ہبہ شرعاً جائز اور واجب التعمیل ہی ایسی صورت مین مان کا قبضہ بمنزلہ قبضہ دختر کے متصور ہوگا اور جب مان نے رضامندی ظاہر کر دی تو ہبہ بغیر قابض ہونے موہوب لہا کے مکمل ہی یہ مسئلہ مطابق ہدایہ اور چند کتابون کے ہی چنانچہ جوہرنیرہ مین جو نکاح کا باب ہی اُسمین مصفی اور فتاوی کبری سے لفظ غیبت منقطع کی

ہبہ بنام موہوب لہا نابالغ کے بحالت موجود ہونے ولی جائز کے —

جس شی کا وجود زمانہ آیندہ پر منحصر ہو اُسکا ہبہ بھی ناجائز و باطل ہی گو اُسکے پیدا کرنیکا ذریعہ موہوب لہٗ کو حاصل ہو گیا ہو دفعات ۵ و ۶ - اصول ہبہ

تصریح اسطور پر لکھی ہی کہ نابالغ کا ولی تین منزل کے فاصلہ پر ہوا ور
فتاوے سراجیہ مین اسی لفظ کی توضیح اس طور پر کی گئی ہی کہ ولی تین روز
کی راہ پر ہوا ور رسول الارکان مین اس لفظ کی نسبت یہ لکھا ہو کہ ایک
منزل سے اسقدر مسافت مراد ہی جو ایک شخص برفتار مناسب سال کے
چھوٹے سے چھوٹے دن مین طلوع آفتاب سے غروب تک طی کرسکے

مقدمہ ۱

س — دو بھائیون کا ترکہ تمام وکمال انکی زوجگان کو ملیگا یا نہین اور
اگر کل انکو نہین ملیگا تو وہ کسقدر حصہ کی مستحق ہین ور باقی جائداد کسکو
ملیگی اور زوجگان کو اپنے شوہر متوفی کی جائداد کے ہبہ کرنے کا اختیار ہی
یا نہین اور اگر ہی تو ہبہ نامہ جو انھون نے اپنے شوہر کے ورثا سے
ایک شخص کے نام تحریر کیا شرعاً صحیح ہی یا نہین —

ج — اگر شوہر کا ترکہ واسطے ادائے دین مہر زوجگان کے
جسکے دعوی کا انکو استحقاق پہونچتا ہی کافی نہو تو کل ترکہ انکو
ملنا چاہیے اور اگر ادا ہونا دین مہر کا اس سے بخوبی ممکن ہو تو پہلے
وہ ادا کیا جائے اس سے جو کچھ بچے اسکے چار حصے کیے جائین
منجملہ اسکے ایک ربع زوجگان کو بذریعہ وراثت شوہر کے ملیگا
بشرطیکہ انکے یا انکے بیٹے کی اولاد نہوا ور اگر دین مہر واجب نہو اور اسکا ایفا

کسی طور پر ہو گیا ہو تو کل ترکہ ایک ربع زوجگان کو ملیگا اور بقیہ تین ربع شوہر
کے اور وارثون کو دیے جائینگے اور اگر زوجگان اپنے شوہر کی
جائداد پر بذریعۂ استحقاق مالکیت مثلاً بعوض دین مہر کے قابض ہون
تو انکو اُسکے ہبہ کرنے کا اختیار ہی ورنہ وہ صرف بقدر اپنے حصہ کے
ہبہ کرسکتی ہین اور شوہر کی کل جائداد کا ہبہ جو اُسکے ایک وارث کے
نام ہوا ہی ناجائز ہی شوہر کے وارث نے جو جائداد پہلی صورت مفروضہ
مین بذریعۂ قبضۂ کامل ہبہ کی وہ موہوب لہ کی ملکیت خاص متصور ہوگی
اور دوسری صورت مین موہوب لہ صرف بقدر حقوق واہبون کے جائداد
پائیگا اور بقیہ جائداد ان شخصون کو ملیگی جو استحقاق وراثت کی رو سے
مستحق ہون کیونکہ قابض ہونا واہبان کا بذریعۂ استحقاق مالکیت مطلق کے
موجب عدم جواز و ابطال ہبہ متصور نہین ہوسکتا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ
تعین ہونا اُنکے حصون کا بزمانہ مابعد [1] معلوم ہوا ہر چند زوجگان ہبہ نامہ

عدم تعین جائداد موہوبہ جسکی کیفیت بعد ہبہ کے معلوم

[1] مراد اس سے یہ ہی کہ جسوقت کوئی شخص جائداد کسی کے نام ہبہ کرے اُسوقت
واہب بظاہر اُسکا مالک مطلق ہو لیکن اگر بعد ہبہ کے کسی زمانہ مین حقدار ہونا
شخص ثالث کا نسبت ایک جزو جائداد موہوبہ کے ثبوت کو پہونچے تو ایسی حالت مین
موہوب لہ بقدر حقیت واہب کے بلحاظ اس امر کے کہ غیر معین ہونا جائداد کا بزمانہ بعد دریافت
ہوا مستحق ہوگا یعنی گویا یہ امر بزمانہ مابعد دریافت ہو کہ واہب ہبہ کے وقت کل جائداد موہوبہ
کا مالک مطلق نہ تھا تو بھی ہبہ بقدر اُسکے حصۂ خاص کے جائز سمجھا جائیگا اور اگر شخص

کے تحریر ہونے کے وقت جائداد موہوبہ پر قابض نہ تھیں لیکن اگر موہوب لہ
انکی رضامندی سے بذریعہ فیصلہ عدالت بعد ازان قابض ہوگیا تو قابض
نہونا واہبان کا ہبہ کے وقت اسکے عدم جواز کے لیے کافی نہیں ہے
بحر الرائق مین درباب ہبہ قرضہ یا قبنی کے یہ لکھا ہی کہ اگر کسی شخص نے اپنا قرضہ
یا قبنی دوسرے شخص کو جو اسکا قرضدار نہیں ہی ہبہ کر کے اسکو ہدایت کی
کہ قرضہ میرا وصول کر کے اپنے تصرف مین لاؤ تو ایسا ہبہ جائز ہی ظاہر ہی
کہ ایسی صورت مین قرضہ منتقلہ واہب کے قبضہ مین نہ تھا لیکن ہبہ باوجود
اس امر کے جائز ہی اور موہوب لہ بعد وصول کرنے اسکا مالک
مطلق متصور ہوگا اور یہی صورت اس مقدمہ کی ہی کیونکہ
ہبہ نامہ کے مضمون سے واضح ہوتا ہی کہ واہبان نے موہوب
لہ کو واسطے حاصل کرنے قبضہ کامل کے ہدایت کی تھی —

ثالث کے استحقاق کا وجود جائداد موہوبہ کی نسبت ہبہ کے وقت تسلیم
ہوا ہو تو ایسا نہ ہوتا کیونکہ ایسی حالت مین ہبہ ابتداءً سے کالعدم و
غیر صحیح تصور کیا جاتا ہی —

۲ — لیکن یہ ضرور ہی کہ جسقدر جلد ممکن ہو واہب موہوب لہ کو قابض
کرا دین مگر حسب ضابطہ ہونا اقرار جدید کا ہبہ کی نسبت لازم نہین ہی اور
گو یہ قطعًا ضرور نہین ہی کہ جائداد موہوبہ واہبہ کے قبضہ مین ہو لیکن وجود
اُسکا وقت ہبہ کے ہونا چاہیئے اصول ہبہ دفعہ ۵ —

مقدمہ ۱۱

س ۱ ۔ اگر آقا اپنے غلام کے نام کل جائداد اپنی ہبہ کردے تو شرط واسطے جواز ایسے ہبہ کے اول آقا پر آزاد کرنا غلام کا واجب ہی یا نہین ۔

ہبہ بنام غلام ۔

ج ۱ ۔ اگر آقا غلام کے نام اپنی کل جائداد بغیر پیشتر سے آزاد کرنے غلام کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ باطل و ناجائز متصور ہوگا کیونکہ جو شی غلام حاصل کرے آقا اُسکا مالک ہی پس اگر آقا غلام کے نام جائداد ہبہ کیا چاہے تو اول آزاد کرنا غلام کا شرط لازم ہی ۔

س ۲ ۔ ایک ہبہ نامہ مین یہ لکھا گیا کہ واہبان نے موہوب لکو کل آراضی واقعہ فلان مقام قطعاً ہبہ کی اسطرح کا ہبہ نامہ بحالت عدم تصریح حدود آراضی کے ناقص تصور کیا جائیگا یا نہین ۔

ج ۲ ۔ اگر آراضی موہوبہ کی حدود معروف ہون اور اُنکی تصریح کی ضرورت نہو اور نہ اُنکی نسبت کسی طرح کا شک واقع ہو تو ہبہ کے وقت اُنکی تصریح نہین ہی اگر ہبہ نامہ مین حدود درج نہوے ہون لکھا جانا اُنکا بسبب سہو کاتب کے متصور ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کے دستاویزات شرعی مین حدود کا لکھنا دستورات سے ہی لیکن ایسے سہو کے سرزد ہونے سے ہبہ ناقص نہین ہوسکتا اور اگر آراضی موہوبہ کی حدود مین شک واقع ہو تو تصریح اُن کی ہبہ کے وقت ضرور ہی ۔

اگر اراضی کے حدود معروف ہون تو ہبنامہ مین اُنکی تصریح ضرور نہین ہی ۔

س ۴۳۔ اگر مدن خان اور اصالت کا وارث غلام حسین خان وغیرہ اُسوقت موجود تھو جب مدن خان اور اصالت نے مدعی کے نام ہبہ کیا تو اس باعث سے ہبہ ناجائز ہوگا یا نہین

ج ۴۳۔ جب کوئی شخص اپنی جائداد کو شخص اجنب کے نام ہبہ کرے تو ورثا کا علم یا اُنکا موجود ہونا ہبہ کے جواز کے لیے شرعاً ضرور نہین ہی

ہبہ کے باب مین واہب کے ورثا کی اجازت ضرور نہین ہی

س ۴۴۔ مدعی نے مدن خان کے گھر مین ایام طفولیت سے تربیت پائی اور اپنے باپ اور اپنی قوم اور مذہب کو چھوڑکر مسلمان ہوگیا اور مدن خان اور اُسکی زوجہ کے مسن اور ضعیف ور لاولد ہونے کے باعث سے جملہ کاروبار کا اہتمام اسکے ذمہ تھا اور ہر امر اُسکے اختیار مین تھا اُنھون نے اپنی کُل جائداد اور اسباب کو مدعی کے نام ہبہ کیا اگر صرف ایک جزو ہبہ کیا جاتا تو اس صورت مین البتہ شک پیدا ہوتا کہ کسقدر جائداد دی گئی اور کسقدر نہین اس صورت مین شرع کے بموجب ہر ایک شی کی تصریح ضرور تھی یا نہین اور ہر چیز کا نام اور ذکر ہبہ نامہ مین تصریحاً درج کرنا چاہیے تھا یا نہین

ج ۴۴۔ جبکہ اسیا کہ ہبہ کی گئین وے واہبون اور موہوب لہ کو بخوبی معلوم تھین اور موہوب لہ نے لینا اُنکا قبول کرکے انپر قبضہ حاصل کیا اس صورت مین جواز ہبہ کے لیے تصریح ضرور نہین دستاویزات باضابطہ مین تصریح عموماً درج کیجاتی ہی لیکن اگر یہ امر فروگذاشت کیا گیا تو ہبہ شرع کے بموجب ناجائز نہین قرار دیا جائیگا

جب واہب اپنی کل جائداد صرف ایک شخص کے نام ہبہ کرے تو تصریح ضرور نہین ہی۔

مقدمہ ۱۲

س — ایک شخص کے دو بیٹے تھے انمین سے ایک حین حیات باپ کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مر گیا شخص مذکور نے اپنے نصف جائداد کو پسر متوفے کی زوجہ اور دختر کے نام بلا تعین حصص ہبہ کیا اور اُنکے ساتھ جائداد بالاشتراک قابض رہا اور تھوڑے عرصہ بعد اُسنے موہوب لہم سے ایک اقرار نامہ بدین مضمون کہ اُنھون نے اپنی جانب سے جائداد موہوبہ کا اُسے مہتمم مقرر کیا لکھا لیا شخص مذکور اپنے حین حیات نصف جائداد کا محاصل منہ موہوب لہم کو ہمیشہ دیتا رہا اس صورت مین واہب کی وفات کے بعد ایسا ہبہ بلا تعین جائداد جو دو شخصونکے نام عمل مین آیا شرعاً جائز متصور ہوگا یا نہین —

ج — اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہی کہ مالک متوفے نے اپنے پسر کی زوجہ اور دختر کے نام اپنی نصف جائداد کو غیر معین طور پر ہبہ کیا اور اُنکے حصص کی کچھ تخصیص نہ کی اور اُنسے ایک اقرار نامہ بدین مضمون کہ اُنھون نے اپنی جانب سے اُسنے منصرم مقرر کیا تحریر کرا لیا اور وہ حین حیات اپنے ہمیشہ نصف جائداد کا منافع موہوب لہم کو دیتا رہا اس صورت مین اگر جائداد مذکور تقسیم کے قابل نہو مثلاً جاہ یا تالاب وغیرہ کی قسم سے ہو تو ہبہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر جائداد موہوبہ مثل آراضی قابل تقسیم کے تھی اور موہوب لہ دو شخص تھے اور اُنکے حصص کا تعین نہین کیا گیا تو حسبِ علما کی رائے

جائداد غیر معینکا ہبہ دو مفلسون کے نام جائز ہوگو جائداد مذکور قابل تقسیم ہو۔

یہ ہی کہ اگر موہوب لہم مفلس اور محتاج ہوں تو ایسا ہبہ جائز ہی اور بعد وفات واہب کے استرداد اُسکا نہوگا لیکن اگر موہوب لہم دولتمند ہوں تو ہبہ ناجائز ہوگا اور قبضہ کا حاصل ہوجانا قابل لحاظ نہوگا اور واہب یا موہوب لہ کے مرجانے کی صورت مین استرداد ہبہ نہین ہوسکتا۔

اصول ہبہ دفعہ ۷ شرع کا ایک قاعدہ یہ ہی کہ جب دو یہ دو سے زیادہ موہوب لہم ہوں تو اُنکے حصص کا تعین اور تفریق ضرور ہی لیکن اس قاعدہ کی نسبت اس صورت مین استثنا ہی جب ہبہ مفلس کے نام عمل مین آئے اور اُسکی دو وجہ ہین اور اُن وجوہ کے جواز کی جو تعبیر کی گئی عمدگی نیت کی وجہ سے قابل اعتراض نہین ہی بعض علمانے یہ وجہ لکھی ہی کہ جو شی ہبہ کی جاتی ہی وہ فی الحقیقت خداوند کریم کے نام کہ وہی مبداء فیض ہی دی جاتی ہی اور اُسکے وسیلے سے محتاج کو پہونچتی ہی اور بعض علما کے نزدیک وجہ اس امر کی یہ ہی کہ ایسا ہبہ بطور ہبہ بالعوض کے ہی اور اسمین اصول ہبہ کی دفعہ ۵ اکے بموجب تقابض بدلین ضرور نہین ہی اور اسی وجہ سے اعتراض مشاع جو مانع قبضہ ہی ایسی حالت وارد نہین ہوسکتا اور جو مسرت کہ ایسے فعل نیک کے کرنے طبیعت کو حاصل ہوتی ہی وہی مطابق رائے علماء مذکور کے شی موہوبہ کا معاوضہ تصور کیجاتی ہی

مقدمہ ۱۳۳

س ۱ - دو شخص ایک جائداد کے بالاشتراک مالک ہین اُنمین سے ایک نے اپنی حقیت دوسرے کے نام منتقل کی اس صورت مین واہب کے شریک جائداد ہونے کی وجہ سے ایسا انتقال ناجائز ہوگا یا نہین۔

ج ۱ - واہب صحیح الحواس ہی تو اُسکے شریک جائداد ہونے سے انتقال ناجائز نہین قرار دیا جائیگا کیونکہ اس صورت مین شارع کا اعتراض جس سے انتقال ناجائز ہوجاتا ہی عائد نہین ہوتا اور یہ صورت وہ ہی جسمین جائداد منتقلہ پر مالکیت کا استحقاق واہب اور موہوب لہ کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہین ہی۔

اعتراض شارع اس صورت مین صادق نہین آتا جب واہب کا صرف ایک موہوب لہ ہو۔

س ۲ - اگر موہوب لہ جائداد کے انتقال کے وقت طفل نابالغ ہو اور اُسکی جانب سے اُسکے دادا کا بھائی قابض ہو تو ایسا قبضہ شرعاً کافی متصور ہوگا یا نہین۔

ج ۲ - ایسا قبضہ شرعاً کافی تصور نہ کیا جائیگا کیونکہ شرع کے بموجب موہوب لہ کا قبضہ ضروری ہی الا اُس صورت مین کہ ہبہ باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام عمل مین آئے علاوہ اسکے استثنا کی اور چند صورتین بھی ہین شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ باپ اگر اپنے طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو صرف اظہار ایسے امر کا جواز ہبہ کے لیے کافی ہی لیکن اگر شخص اجنبی ہبہ کرے تو بشرط ذی ہوش ہونے کے طفل کا قابض ہونا ضرور ہی یا اسکا باپ یا دادا یا ان کے وصی قابض ہو اور اُس حالت مین قبضہ ہو سکتی ہی جب طفل

ہبہ جب باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام کیا جاے۔

اُسکے پاس رہتا ہو اور شخص اجنب بھی اگر وہ طفل کا محافظ ہی قبضہ پا سکتا ہی یہ مسئلہ ہدایہ اور دیگر کتب کے بموجب ہی معنے اس مسئلہ کے یہ ہین کہ اگر باپ اپنے بیٹے یعنے نابالغ پسر کے نام جسکو نیک و بد کا تمیز نہو ہبہ کرے تو صرف اظہار ہبہ اُسکی تکمیل کیلیے کافی ہی اور موہوب لہ کی جانب سے ایجاب یا اُسکا قبضہ ضرور نہین ہی لیکن اگر کوئی شخص اجنب طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو تکمیل ہبہ اُس صورت مین ہوگی جب موہوب لہ بشرط ذیہوش ہونے کے اُسپر قابض ہو یا اُسکی جانب سے اُسکا باپ یا دادا یا وہ شخص جسکو اُنھون نے طفل مذکور کا ولی مقرر کیا ہو قبضہ پائے اور اگر اُنمین سے کوئی بھی نہو تو جائداد ماں کے قبضہ مین رہے یا اُس شخص غیر کے قبضہ مین جسکے ذمے طفل مذکور کی تربیت ہو اور اُسکی حفاظت مین وہ رہتا ہو لہذا دادا کے بھائی کا قبضہ شرعًا کافی متصور نہوگا الا اُس صورت مین کہ موہوب لہ بزمانہ نابالغی اُسکی حفاظت مین رہتا ہو

بعض صورتون مین ولی کا قابض ہونا کافی ہے

س ۴۴ - اگر دادا کے بھائی نے موہوب لہ کو اُسکے بالغ ہونے تک قبضہ نہ دیا ہو تو اس وجہ سے انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین گو نابالغ کا بزمانہ نابالغی واسطہ دار مذکور کی حفاظت مین رہنا تسلیم کیا گیا ہو

ج ۴۳ - یہ وجہ ناجواز ہونے انتقال کی نہین ہی کیونکہ اس صورت مین قابض ہونا دادا کے بھائی کا نابالغ کے قابض ہونے کے برابر ہی

قابض ہونا محافظ کا

س ۴ ۔ حقیت کے انتقال کے وقت اگر ایک تیسرا شخص بھی جائداد مذکور کا شریک ہو تو اس وجہ سے واہب کے حصہ کا انتقال ناجائز متصور ہو گا یا نہیں ۔

ج ۴ ۔ اس صورت مین انتقال جائداد بلا شک ناجائز ہو گا کیونکہ اس سے اعتراض مشاع عائد ہوتا ہی تا وقتیکہ جائداد مشترکہ سے واہب کے حصہ کی علیحدگی و تفریق قبل یا بعد ہبہ عمل مین نہ آسے استحقاق ملکیت کا انتقال جائز متصور نہو گا ۔

ہبہ مشاع ہونے کی وجہ سے کسی صورت مین ناجائز متصور ہو گا ۔

مقدمہ ۱۴

س ۔ ایک شخص دو زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مر گیا چند سال بعد اُسکی وفات کے دونون زوجہ نے اپنی جائداد شوہری کا کل حق و مرافق دختر کے نام ہبہ کے ذریعے سے منتقل کیا اور دختر نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اپنی دونون مان کو انکی حین حیات خور و نوش دیتی رہیگی اور بعد اُنکی وفات کے تجہیز و تکفین عمل مین لائیگی واہبون نے جائداد کا زر محاصل موہوب لہا کو دلا دیا اور موہوب لہا نے بعد ازان قبل وفات اپنی سوتیلی مان کے جائداد آراضی کو جو اسطور حاصل ہوئی تھی مدعا علیہ کے نام ہبہ کیا اور مدعا علیہ چار مہینے بعد وفات واہبہ کے جو اپنی سوتیلی ماں کے عین حیات مر گئی جائداد موہوبہ پر ہبہ نامہ کے ذریعے سے قابض ہوا مگر گواہی گواہان ثابت ہوا کہ موہوب لہ واہبہ کا یا تو چچا کا بیٹا تھا یا ماموں کا

موہوب لہا اول کی ماں یعنی منجملہ دو زوجگان کے ایک زوجہ جو بقید حیات ہے چاہتی ہے کہ ہبہ جو اُسنے پیشتر کیا تھا مسترد کرے اس صورت مین شرع کے بموجب وہ ہبہ کے مسترد کرنے اور جائداد کو موہوب لہے ثانی کے قبضہ سے لینے کی مجاز ہے یا نہین ۔

ہبہ جسکے شرائط ناجائز ہون ۔

ج ۔ ہبہ جو دو زوجگان نے اپنے حصص جائز کا کیا وہ شرع کی رو سے جائز ہے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ہبہ کرین تو ایسا ہبہ جائز ہے ۔ دختر نے جو اقرار نامہ اپنی ماں کے نام لکھدیا اس سے ہبہ کے جواز مین فرق نہین آتا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ ہبہ کے شمول مین جو اور شرائط ناجائز کیجائین اُنسے ہبہ کی نسبت کچھ اثر نہین ہوتا اور موہوب لہ کو قبضہ دینے سے ہبہ کی تکمیل واہبان کی جانب سے ہو جاتی ہے اور وقایہ مین یہ بھی مندرج ہے کہ ہبہ کی تکمیل قبضۂ کامل سے ہو جاتی ہے ۔ واہبہ اس ہبہ کے جو اُسنے اپنی دختر کے نام کیا مسترد کرنے کی مجاز نہین ہے اور اُسکے استرداد مین دو موانع عائد ہوتے ہین بموجب مسئلہ مندرجہ کنز الدقائق کے اول مانع موہوب لہا کی وفات ہے فریقین سے ایک کا مرجانا استرداد ہبہ کے لیے مانع ہے ۔ اور مانع ثانی یہ ہے کہ ہبہ اُس شخص کے نام ہوا ہو جسکے ساتھ نکاح ہونا ممنوع ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر ایک شخص کوئی شے اپنے واسطہ دار کے نام جس سے نکاح کرنا منع ہے ہبہ کرے تو اُسکا استرداد ناجائز ہے [1] ۔ موہوب لہا نے اپنی کل جائداد موہوبہ کو اپنے چچا یا

ماں کی طرف سے جو ہبہ عمل مین آئے مسترد نہین ہو سکتا اور نہ بعد وفات موہوب لہ کے ۔

[1] اصول ہبہ دفعہ ۱۲۰ ۔

ماموں کے بیٹے کے نام ہبہ کیا لیکن موہوب لہ حین حیات واہب کے جائداد پر قابض نہوا اس وجہ سے ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہی چنانچہ ابراہیم شاہی میں لکھا ہی کہ تا وقتیکہ موہوب لہ کو جائداد پر قبضہ کامل نہ دلایا جائے ہبہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اور ہدایہ میں یہ بھی لکھا ہی کہ اگر مجلس میں جو تحریر دستاویز ہبہ کے وقت منعقد ہو موہوب لہ بلا اجازت واہب کے جائداد موہوبہ پر قابض ہو جائے تو رعایۃً یہ امر جائز ہی۔ اگر بخلاف اسکے وہ بعد برخاستگی مجلس کے قابض ہو تو یہ امر جائز نہیں ہی الا اس صورت میں کہ قبضہ باجازت واہب کے حاصل ہوا ہو۔ ہبہ جو واہبہ نے اپنے چچا یا ماموں کے بیٹے کے نام کیا باطل و ناجائز ہی لہذا جائداد متنازعہ دختر کی جائداد تصور کیجائے اور اُسمیں سے اول اُسکی تجہیز و تکفین بمقدار مناسب کیجائے بعد ازاں اُسکا قرضہ واجب ادا ہونا چاہیے اور بعد ادا ہونے قرضہ کے جو کچھ بچے اُسمیں سے ایک ثلث بموجب اُسکی وصیت کے صرف کیا جائے اور بعدہٗ اگر کچھ جائداد باقی رہے تو اُسکے تین حصے کیے جائیں منجملہ اُنکے ایک حصہ ماں کو فرضاً پہونچیگا اور باقی دو حصے اُسکے چچا کے بیٹے کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملینگے اور اگر وہ چچا کا بیٹا نہیں ہی بلکہ ماموں کا تو وہ ترکہ سے کچھ حصہ پانے کا مستحق ہوگا کل ترکہ دختر کا ماں کو فرضاً اور ردکی رو سے ملیگا[1]

اگر موہوب لہ کو قبضہ نہ ملا ہو تو جائداد موہوبہ ہاں کے طرف فرضاً عود کر سکتی ہی

ماں کا حصہ بحالت موجود ہونے چچا کے بیٹے کے۔

ماموں کا حصہ بحالت موجود ہونے ماموں کے بیٹے کے۔

---

[1] وجہ اسکی یہ ہی کہ چچا کا بیٹا عصبات سے ہی اور بشمول ذوی الارحام کے ترکہ سے حصہ پا سکتا ہی حالانکہ ماموں کا بیٹا صرف واسطہ داران

مقدمہ ۱۵

س - ایک شخص نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح کیا اور گو
پہلی زوجہ اپنے دین مہر سے دست بردار نہین ہوئی تھی اور نہ اُسکا ایفا
عمل مین آیا شخص مذکور نے اپنی کل حقیت دین مہر کے عوض دوسری زوجہ کو
دیدی لیکن اُسکو حقیت پر قابض نہ کرایا بلکہ خود دخیل رہا بعدازان اُسنے
صحت حواس مین ایک دستاویز تحریر کی اور اُسکے ذریعہ اپنی دونون
زوجگان کے وارثون کے نام اپنی کل حقیت بعد باقی رکھنے کسی جز کے
بالاشتراک منتقل کی ایسی صورت مین ہبہ جو دین مہر کے عوض جو دوسری زوجہ
نام ہوا با وجود واجب الادا ہونے مہر پہلی زوجہ کے جائز و قابل بحالی ہی
یا نہین اور با وجود عمل مین آنے ہبہ مابعد کے شخص مذکور کو اختیار
تقسیم کرنے اپنی جائداد کا دونون زوجگان کے وارثون مین حاصل ہی یا نہین

ج - اگر شخص مذکور نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری زوجہ کے نام
جائداد بتحریر اس امر کے منتقل کی انتقال کل حقیت کا بعوض
کسی قدر دین مہر زوجہ ثانیہ کے عمل مین آیا تو ایسی صورت پر
شرعاً ہبہ بالعوض کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ اس طرح کا

تعریف ہبہ بالعوض

بیع مین داخل ہی اور واسطہ داران مذکو در صورتیکہ
ذوی الارحام سے کوئی شخص بذریعہ استحقاق رو ترکہ پا سکے ورثہ
نہین مل سکتا -

ہبہ بالعوض مثل بیع کے ہی اور اُسمین قبضہ دلانا ضرور نہین ہی۔

معاہدہ بلحاظ شرط اور اُسکے اثر کے مثل بیع ہی چنانچہ یہ راے مسلمہ عام ہی اور ایسی صورت مین حاصل ہونا قبضہ کا لابد نہین ہی اور واجب الادا ہونا پہلی زوجہ کے مہر کا مانع انعقاد اس اس قسم کے معاہدہ کا نہین ہی کیونکہ جو شخص قرضدار ہو اُسکی نسبت درباب انتقال جائداد کے امتناع نہین ہی پس اسطرح کا معاہدہ بحالی کے قابل ہی اور شی مبیعہ مشتری کی ملک تصور کیجاویگی اور بائع کو اختیار نہین ہی کہ اسی شی کو دونون زوجگان کے وارثون کے نام بعد بیع ہو جانے کے منتقل کرسے لیکن اگر شخص مذکور نے دوسری

تعریف ہبہ بشرط العوض

زوجہ کے نام اپنی کل حقیت کو اس شرط سے ہبہ کیا تھا کہ موہوب لہا بعوض اس ہبہ کے کس قدر دین مہر اپنا اُسکو دے اور موہوب لہا نے اس شرط کو تسلیم کیا تو یہ صورت ہبہ بشرط العوض کی ہی اور ایسا معاملہ بلحاظ شرط کے شرعًا ہبہ اور بلحاظ تاثیر کے بیع تصور کیا جاتا ہی اور اُسکے جواز کے لیئے قبضہ کا ہونا ضرور ہی اور تاوقتیکہ تقابض بدلین عمل مین نہ آئے ہبہ قابل وثوق تصور نہین کیا جا سکتا بلکہ جائداد موہوبہ بدستور واہب کے تصرف مین رہتی ہی پس ایسی صورت مین شخص مذکور کو اختیار ہی کہ اپنی جائداد دونون زوجگان کے ورثا کے نام منتقل کردے کیونکہ مالک کو اپنی ملکیت پر اختیار ہی مطلق حاصل ہوتا ہی شرح چلپی

ماخذات درباب ہبہ بالعوض

جو ماخذات سے لکھے ہین اُنکی تفصیل یہ ہی کہ۔ مین نے یہ غلام تمکو بعوض تمھارے اس لباس یا ایک درم کے۔ اگر شخص مخاطب نے اس امر کو قبول کیا تو یہ صورت بلحاظ شرط اور ہی

بنظر تاثیر معاہدہ کے مثل بیع ہی اور یہ راے مطابق مسئلہ کافیہ
اور بالعموم بموجب اور کتب کے ہی اور شرح وقایہ مین بھی یہ لکھا ہی
کہ جس صورت مین استحقاق کسی شی کا بمبادلہ دوسری شی کے
حاصل ہوتا ہی اسکو بیع کہتے ہین اور ہدایہ مین یہ مرقوم ہی کہ اگر ایک
شخص دوسرے سے یہ کہے کہ مین نے تمکو یہ شی اس شی کے عوض دی ہی
تم اس چیز کو اسقدر مبادلہ کے عوض اور ان الفاظ کی مراد یہی ہی کہ مین نے
فلان شی تمھارے ہاتھ بیع کی یا تسے خریدی علی ہذ القیاس وقایہ مین یہ
درج ہی کہ جب یہ صورتین ہون تو بیع مکمل تصور کیا جاتا ہی ان صورتون سے
ایجاب وقبول مراد ہی یعنی ایجاب وقبول ہونے کی حالت مین بیع بتکمیل
ہوتا ہی اور اس سے یہ مستنبط ہی کہ قبضہ دیا جانا لابد نہین ہی اور اگر ایجاب
وقبول نہو تو بیع واجب التعمیل نہین ہو سکتا شرح وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر
کوئی شخص صحت حواس مین جائداد منتقل کرے تو اسکا ضعیف العقل یا
بدوضع و یا مقروض ہونا مانع انتقال نہین ہو سکتا یہ مسئلہ ابو حنیفہ کا ہی
لیکن بموجب طریقہ شافعی اور دو خلفا کے ضعیف العقل ہونا مانع انتقال
ہو سکتا ہی اور اغلبین اکابر کی یہ راے ہی کہ اگر قرضخواہ عدالت مین سوال
اس مضمون سے گذرانے کہ قرضدار نادہند اپنی جائداد بذریعہ بیع یا اور
کسی طرح کے معاہدہ کے منتقل نہ کرے تو حکم امتناعی صادر ہو سکتا ہی
اور بموجب راے علماء شافعی کے شخص بدوضعی کی نسبت بنظر اصلاح
اسکے انتقال کے باب مین امتناع ہو سکتا ہی اور شرح چلپی مین

امتناع بسبب شخص ضعیف العقل کے

امتناع بحالت بدوضعی

یہ لکھا ہی کہ اگر قرضہ کی حفظ کے واسطے قرضخواہون کو حکم امتناعی صادر کرانا منظور ہو تو اُنکو چاہیے کہ عدالت سے واسطے انسداد تلاف جائداد کے درخواست کرین لیکن اس مقدمہ مین یہ پایا نہین جاتا کہ قرضخواہون نے کوئی درخواست اس قسم کی پیش کی اور وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ ہبہ بشرط العوض بلحاظ اُسکی شرط کے مثل ہبہ مطلق کے ہی اور اسی وجہ سے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہی اور اُسی نسخہ مین یہ درج ہی کہ اس طرح کا ہبہ بلحاظ اُسکی تاثیر کے بیع کی مثل ہی شرح وقایہ مین بشرط العوض کی تعریف اس طور پر لکھی ہی کہ ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ مین نے تمکو یہ شی اس شرط سے دی کہ تم مجھے فلان شی دو وعلیٰ ہٰذا القیاس ہدایہ مین یہ درج ہی کہ ہبہ بشرط العوض کی صورت مین تقابض بدلین ضروری ہے

امتناع کی صورت مین

ماخذات ہبہ بشرط العوض

---

۱ اس صورت مین بھی امتناع بصورت عام نہین ہو سکتا ہی لیکن مدیون کی نسبت امتناع ہو سکتا ہی وہ کوئی ایسا فعل نہ کرے جو صریح سازشی اور اُسکے قرض خواہون کے حق مین مضر ہو دفعہ ۷-۱ اصول مطالبات -

۲ اس مقدمہ سے ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض مین امتیاز معلوم ہوتا ہی دفعات (۱۵ و ۱۶) اصول ہبہ بادی النظر مین یہ امتیاز صرف لفظی معلوم ہوتا ہی لیکن جب ان دونون معاملون کے شرائط پر نظر کیجاتی ہی تو امتیاز قطعاً بلا وجہ نہین پایا جاتا یعنی علماء کا یہ قول ہی کہ ہبہ بالعوض باعتبار اس لفظ کے ہر معنی کی بیع کے مثل ہی اور جواز بیع کے واسطے تقابض بدلین ضرور نہین ہی اور جن شرائط کے رو سے اسطرح کا معاہدہ عمل مین آتا ہی اُنکا مفہوم یہ ہی

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص رئیس کی جسکی وفات سات یا آٹھ برس گذرے
تین زوجہ تھین پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تھین اور دوسری سے
دو بیٹے اور تین بیٹیان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تھی پہلی زوجہ
معہ اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی کے کل ترکہ پر

کہ جن دونون چیزون کا مبادلہ منظور ہی وے موجود ہین اور ایک فریق کو دوسرے کے
فریب سے نقصان پہونچتا ہی یعنی اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مین نے
تمکو یہ شی دی مراد اُسکی یہ ہی کہ معاوضہ موجود ہی اور بائع قبل جدا کرنے اپنی جائداد
کے معاوضہ لے لے اور اسی وجہ سے اسطرح کا معاملہ بلحاظ اُسکی شرط اور بھی
نظر اُسکی تاثیر کے شرعًا داخل بیع ہی اور ہبہ بشرط العوض کی نسبت علمار کی یہ راے ہی
کہ اسطرح کا ہبہ بیع کی قبیل سے نہین ہی کیونکہ جو الفاظ اُسکی تعریف مین لکھے گئے ہین اُنسے
متعلق ہونا ایک شرط کا پایا جاتا ہی مثلاً ایسی صورت مین کہا جاتا ہی کہ مین نے تمکو یہ شی
دی بشرطیکہ تم مجکو فلان شی دو ایسے معاہدہ کو اہل شرع نے بلحاظ اُسکی شرط کے داخل
ہبہ قرار دیا ہی اور ایسی حالت مین حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہی کیونکہ اگر وہ بغیر ایسی
شرط کے جائز اور واجب التعمیل تصور کیا جاوے تو ممکن ہی کہ معاوضہ نہ دیا جائے
اور ایسی صورت مین معاہدہ کالعدم متصور ہوگا اور بلحاظ تاثیر اسطرح کا معاہدہ
بیع کے قبیل سے قرار دیا گیا ہی یعنی بعد تقابض بدلین اسکا اثر مثل بیع کے ہوجاتا
ہی

قابض ہی اور دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولاد انکی موجود ہی اور اب دوسری زوجہ کی اولاد پندرہ ہزار سے کسی قدر کم روپیہ کی بابت یعنی منجملہ ۹۲ سہام ترکہ کے ۹۴ سہام کی دعویدار ہی اور پہلی زوجہ اور اُسکی اولاد کو جو اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہین جواب دعویٰ مین یہ عذر ہی کہ شخص مذکور نے چند سال پیشتر اپنی وفات کے کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ موروثی ومکسوبی اپنی پہلی زوجہ کے نام دستاویز ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے بابت اُسکے دین مہر کے جو بقدر تین لاکھ روپیہ کے تھا منتقل کر دی اور تصدیق دستاویز مذکور حسب ضابطہ عمل مین آئی بتائید اس عذر مدعا علیہون نے دستاویز ہبہ بالعوض پیش کی اور گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہی کہ شخص متوفی نے یہ دستاویز بنظر رفع خفگی زوجہ کے تحریر کی تھی اور زوجہ کسی مرخانگی کی وجہ سے ایک مرتبہ ناراض ہوکر شوہر کے گھر سے بھائی کے جانا چاہتی تھی علاوہ اسکے شہادت سے پایا جاتا ہی کہ ہر چند دستاویز ہبہ بالعوض مین یہ لکھا ہی کہ متعاقدین کے باہم تقابض بدلین عمل مین آیا لیکن فی الواقع شوہر اپنی کل جائداد پر تا وفات قابض رہا ایسی صورت مین اسطرح کی دستاویز اصول وراثت کے بموجب مانع وارث ہی یا نہین ـــ

ہبہ کی دو قسمین ہین
ہبہ مطلق و ہبہ مقید

ج ـ ہبہ کی دو قسمین ہین اول ہبہ مطلق اور وہ یہ صورت ہی کہ شی موہوبہ کی بابت کچھ معاوضہ نہین لیا جاتا اور واہب اپنی جائداد کو قطعاً دیدیتا ہی اور ایسی حالت مین جواز ہبہ کے واسطے ـــ

حاصل ہونا قبضہ کا شی موہوبہ پر ضرور ہی اور دوسری قسم ہبہ کی مقید ہی اور
اُسکی دو قسمین ہین یعنی ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض ہبہ بشرط العوض
کی یہ صورت ہی کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شی بشرط ملنے دوسری
شی کے موہوب لہ سے دے اور اس حالت مین بھی حاصل
ہونا قبضہ کا شی موہوبہ لابد ہی اور اُسکی علیحدگی اور تفریق بھی واہب
صرف بطور عام ہبہ جائداد سے ضرور ہی لیکن اسطرحکا ہبہ اول مرتبہ
مین واہب بطور عام کے ہی اور مرتبہ اخیر مین یعنی بعد ملنے معاوضہ کے
مثل بیع کے ہی پس اگر اسطرح کا ہبہ بغیر قبضہ عمل مین آئے تو وہ بعد
ادا ہونے جملہ مطالبات سابقہ ذمگی جائداد مثل قبضہ ودین مہر ووصیت
وغیرہ اصول وراثت کے بموجب مانع ارث نہین ہوسکتا دوسری قسم
ہبہ بالعوض ہی اور اُسکی صورت یہ ہی کہ ایک شخص دوسرے سے کہے
کہ مین نے تمکو یہ فلان شی کی بابت مثلاً بعوض اُس پارچہ یا اُس غلام یا
بابت ایک ہزار درم کی فلان شی دی اس قسم کا ہبہ بموجب رائے
مسلمہ عام کے مرتبۂ اول واخیر مین مثل ہبہ کے ہی اور ایسی حالت مین
دیا جانا قبضہ کا موہوب لہ کو لابد نہین ہی چنانچہ دستاویز نوشتہ شوہر سے
واضح ہوتا ہی کہ وہ بھی اسی قسم کی ہی اور اگر وہ حسب ضابطہ ثابت ہوتو فی الواقع
وراثت کا دعوی باطل متصور ہوگا یہ رائے مطابق مسلہ حمدیہ خلاصہ دیگر رسائل فقہ کی ہی

ہبہ بشرط العوض—

ہبہ بالعوض—

سدا دفعات ہبہ ۱۵ و ۱۶

مقدمہ ۱۷

س — ایک شخص دو زوجہ چھوڑ کر مرگیا مگر اپنی حین حیات کل جائداد کو مع اثاث البیت روپیہ و زر نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے عوض ہبہ کیا شخص مذکور کی وفات کے بعد باہم اُسکی دونون زوجہ کے بابت ورثہ کی تنازع پیدا ہوا — ایک زوجہ کی جسکے نام کہ کل جائداد ہبہ کی ایک دختر ہی اور دوسری کی دو دختر ہین — اس صورت مین شوہر کا ہبہ کرنا جائز ہی یا نہین اور اگر نہین ہی تو ان دونون مین جائداد کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے —

ج — اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ ہبہ اس قسم کا عمل مین آیا جسکو شرع کے موجب ہبہ بالعوض کہتے ہین اور اس قسم کا ہبہ بلحاظ نا و تاثیر کے متشابہ بیع کے ہی لیکن اس معاملے کے جواز مین اس وجہ سے شبہ ہی کہ معاوضہ کی چیزون مین کچھ زر نقد بھی داخل تھا اور ایسے معاہدہ کو بیع صرف کہتے ہین اس قسم کے معاہدہ کے جواز کے لیے قبضہ لابد ہی اگر قبضہ ہوگیا ہی تو ایسا معاہدہ صحیح متصور ہوگا ورنہ باطل و ناجائز اور طرفین کو معاہدہ کے استرداد کا اختیار ہی علی ہذا القیاس ورثا اور قرضخواہون کو اختیار ہی کہ معاہدہ کو مسترد کرکے شی منتقلہ کو بعد ادا کرنے اُس چیز جو اُسکے معاہدے مین دی گئی ہو واپس لین تا وقتیکہ ہبہ عمل مین نہ آوے شی مذکور مشتری کے قبضہ مین بطور کفالت رہے

ہبہ بالعوض کی وہ صورت جسمین طرفین سے روپیہ معاوضہ مین دیا گیا ہو۔

لیکن جب معاوضہ پھر واپس لیا جائے اُسوقت شئی مذکورہ کی نسبت
حکم فرائض جاری ہوگا اور اس صورت مین شئی مذکورہ کے ۸۴ حصے
کرنے چاہیین منجملہ اُنکے ہر زوجہ کو ۱۳- اور ہر دختر کو ۱۴- سہام ملینگے

مقدمہ ۱۹

س- ایک عورت نے اپنی جائداد دوسری عورت کے نام
اس شرط سے ہبہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جائداد مذکور سے
متمتع رہے اور بعد اُسکی وفات کے موہوب لہا کو ملے چنانچہ
موہوب لہا نے اس اقرار کے بموجب جائداد کا محاصل منافع وصول
کرکے واہبہ کے حوالہ کیا اور جائداد کے ایک جزو پر واہبہ بھی ہمیشہ
قابض رہی ایسا ہبہ شرع کے بموجب جائز ہی یا نہین اور اسکے
ذریعے سے موہوب لہا جائداد مذکور کو بذریعہ بیع منتقل کرنیکی
مجاز ہی یا نہین اور بیعنامہ موہوب لہا نے تحریر کیا اسوجہ سے
کہ اُسکی تحریر مین واہبہ بھی شریک تھی اور اُسنے اپنے دستخط باضابطہ
کردیئے تھے جائز اور واجب التعمیل ہی یا نہین اور بعد اسکے
اگر واہبہ اسی جائداد کو شخص ثالث کے ہاتھ ہبہ کرے تو
ایسا ہبہ درست سمجھا جائیگا یا نہین-
ج- ہبہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہین ہوسکتی
اور اس مقدمہ کے حال سے واضح ہوتا ہی کہ واہبہ نے جائداد کے

اگر ہبہ ناجائز ہو اور واہبہ بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے لکھا جائے دستخط بنا کرے تو بیع جائز ہی-

ایک جزو پر خود قابض رہکر بقیہ جائداد پر موہوب لہا کو قابض کرا دیا حالانکہ اسطرح کا قبضہ واسطے اثبات جواز ہبہ کے کافی متصور نہین ہو سکتا اگر واہبہ نے موہوب لہا کو کل جائداد پر قابض کرا دیا ہوتو ہبہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل و ناجائز ہو جاتی لیکن جبکہ واہبہ جزو جائداد پر خود قابض رہی تو قبضہ کامل قرار نہین پا سکتا اور بغیر اسکے ہبہ غیر موثر ہی لیکن چونکہ واہبہ نے اس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا دستخط اپنا حسب ضابطہ ثبت کردیا لہذا اُسکے اس فعل سے رضامند ہونا نسبت بیع کے واضح ہی اور اس سے ظاہر ہی کہ معاہدہ بیع واہبہ اور موہوب لہا کی رضامندی سے عمل مین آیا ایسی صورت مین بیعنامہ کو جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے اور معاہدہ بذریعہ اسکے عمل مین آیا قابل بحالی ہی اور واہبہ کو اختیار نہین ہی کہ اُسی جائداد کو بعد ازان دوسرے کے ہاتھ منتقل کرے [1]

---

[1] بادی النظر مین فیصلہ اس مقدمہ کا قاعدہ عام ہبہ کے خلاف معلوم ہوتا ہی اور اگرچہ واسطے تسلیم جواز بیع کے کوئی وجہ صراحتاً نہین لکھی ہی لیکن وجہ یہ ہی کہ واہب نے موہوب لہا کو شی موہوبہ پر اس شرط سے قابض کرادیا کہ شی مذکورہ مشتری کو دیجائے اور اس وجہ سے ناجواز ہی ہبہ مرتفع ہوگئی اور قاعدہ یہ ہی کہ جب کوئی جائداد شخص ثالث کے نام منتقل ہو جاتی ہی تو استرداد اُسکا نہین ہو سکتا۔

مقدمہ ۱۹

س ا۔ ایک عورت نے اپنی کل جائداد اپنے پوتے کے نام جو پانچ برس کا تھا ہبہ کی اور پانچ برس بعد اُسنے جائداد موہوبہ کو اپنے کل وارثون مین کہ منجملہ اُنکے پوتا بھی داخل ہی تقسیم کی ایسی صورت مین جائداد کا ہبہ جو ایک وارث کے نام ہوا جائز اور درست ہی یا نہین اور اسکو بعد ہبہ کے جائداد موہوبہ کے واپس لینے کا اختیار ہی یا نہین۔

ج ا۔ اسطرح کا ہبہ جائز و درست ہی اور قابل استرداد نہین ہی کیونکہ دادی اور پوتے مین ایسا واسطہ ہی جسمین نکاح جائز نہین ہی اور اسطرح واسطہ مانع استرداد ہبہ ہی دادی نے جو اپنی جائداد کو پانچ برس بعد ہبہ کے اپنے کل وارثون مین بالعموم تقسیم کیا یہ امر ناجائز اور نادرست ہی اور پہلا ہبہ بدستور نافذ تصور کیا جائیگا شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ جو شی موہوب لہ کے قبضہ مین ہو اُسکے ہبہ کی تکمیل کے لیے قبضہ جدید ضرور نہین ہی اور جو ہبہ باپ کی جانب سے اولاد کے نام عمل مین آئے تکمیل اُسکی محض بیان سے ہو جاتی ہی اور جو شخص اجنبی کی طرف سے طفل کے نام عمل مین آئے اور اگر طفل ذی شعور ہو تو اسکو شی موہوبہ پر قابض ہونا چاہیے اُسکا باپ یا دادا اسکی طرف سے جائداد پر دخیل ہوں یا ولی جو اُنکی جانب سے مقرر کیا جائے یا طفل کی ماں بشرطیکہ طفل اسکے ساتھ رہتا ہو قبضہ حاصل کرین یا

ہبہ جو دادی کی جانب سے پوتے کے نام عمل مین آئے

ہبہ غیر قابل استرداد

شخص اجنب قابض ہوسکتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ طفل مذکور اُسکے گھر مین تربیت پاتا ہو اُسی نسخہ مین استرداد ہبہ کے موانع سات قرار دیے ہین ۱— داخل ہونا شی مملوکہ کا ہبہ مین ۲— وفات موہوب لہ ۳— دیا جانا معاوضہ کا موہوب لہ کی طرف سے واہب کو ۴— انتقال ہبہ ۵— ہبہ کا ہونا باہم زوجہ و شوہر کے ۶— ہونا ہبہ کا ان رشتہ داران مین جنکے ساتھ نکاح ناجائز ہی ۷— تلف ہونا شی موہوبہ کا۔[1]

س ۲— مثلاً یعنی موہوب لہ کی دادی اور ماں نے بعد وفات پدر موہوب لہ اور پانچ برس بعد ہبہ کے جائداد موہوبہ کو اپنے اور وارثون مین تقسیم کیا ایسی صورت مین اسطرح کی تقسیم جائز ہی یا نہین

طفل کیجانب سے کسکو قبضہ ملنا چاہیے۔

ج ۲— چونکہ ہبہ ابھی جائز قرار دیا گیا ہی اور استرداد اسکا ناجائز ہی لہذا تقسیم مابعد کو باطل تصور کرنا چاہیے اور زندہ ہونا یا وفات پانا موہوب لہ کے باپ کا ہبہ کے وقت اس امر مین مطلق مؤثر نہین ہی چنانچہ جو فقرہ شرح وقایہ سے منقول ہوا ہی وہ اس جواب کی تائید کے لیے کافی ہی اور سوا اسکے فقرہ ذیل جو ہدایہ سے

[1] اصول ہبہ دفعہ ۱۳— اس دفعہ مین استرداد ہبہ کے موانع پانچ لکھے ہین اور رشتہ داران کی نسبت جو امتناع ہی اُسمین ہبہ مابین شوہر و زوجہ کے بھی داخل ہی اور تلف ہوجانا شی موہوبہ کا موانع مذکور کی تفصیل مین سہواً متروک ہوگیا اور وفات پانا واہب کا بھی مانع استرداد ہبہ ہی—

منقول ہی اس صورت سے متعلق ہی اور وہ فقرہ یہ ہی کہ اگر باپ کوئی شئی
اپنے پسر صغیر السن کے نام ہبہ کرے تو پسر بذریعہ ہبہ کے مالک ہوگا ہی
الا اس صورت مین الخ یہی قاعدہ اس صورت کی نسبت بھی صادق
آتا ہی جب مان کوئی شئی اپنے پسر صغیر السن کو جسکی وہ پرورش
کرتی ہو ہبہ کرے اور شرط یہ ہی کہ باپ اسکا مرگیا ہو اور کوئی شخص ولی
مقرر نہ کیا گیا ہو علی ہذا القیاس یہی قاعدہ اس حالت سے بھی
متعلق ہی جب پسر صغیر السن بسبب وفات پانے باپ اور نامزد
نہونے ولی کے کسی اور شخص کی حفاظت مین ہو اور اُسکے
نام ہبہ عمل مین آئے اور اگر شخص اجنب کی جانب سے
کسی طفل کے نام ہبہ عمل مین آئے تو تکمیل ایسے ہبہ کی اس
صورت مین ہوتی ہی کہ طفل کے باپ کو شئی موہوبہ پر قابض کرادیا جائے
اگر کوئی شخص کسی یتیم کے نام کچھ جائداد ہبہ کرے اور اسکی جانب
سے اُسکا ولی یعنی وصی جو باپ نے نامزد کیا ہو یا دادا اُس پر
قابض ہو تو ایسا ہبہ جائز ہی اگر کسی طفل کا باپ مرگیا ہو اور اسکی
پرورش مان کرتی ہو اور مان اس شئی پر جو طفل کے نام ہبہ ہوئی
قبضہ حاصل کرے تو اسطرح کا ہبہ صحیح ہی قاعدہ اس حالت مین
بھی صادق آتا ہی جب طفل یتیم کسی شخص اجنب کی حفاظت مین ہو اور
اگر طفل شئی موہوبہ پر خود قابض ہوجائے تو یہ امر جائز ہی الا اس
صورت مین کہ طفل ذی شعور ہو۔

مقدمہ ۲۰

س ا - دو بھائی بالاشتراک رہتے تھے دونون کا انزدواج ہو گیا تھا اور ایک بھائی کے ایک پسر اور تین بیٹیان تھین دونون بھائیون نے اپنی کُل جائداد پسر مذکور کے نام جو صرف ساڑھے سات برس کا تھا ہبہ کر دی اور اُسکے نام ایک ہبہ نامہ لکھدیا ایسا ہبہ شرعًا جائز ہی یا نہین -

باپ و چچا کا ہبہ کرنا پسر نابالغ کے نام -

ج ا - باپ اور چچا نے جو اپنے مال مشترکہ کو نابالغ کے نام ہبہ کیا وہ جائز ہی بشرطیکہ قبضہ کامل دلایا گیا ہو یعنی چچا جائداد منتقلہ کی شرکت سے دست بردار ہو گیا ہو اور جائداد مذکور باپ کے حوالہ کی گئی ہو جو نابالغ پسر کی جانب سے قابض ہونے کا مجاز ہی لیکن اگر چچا باپ کے ساتھ جائداد پر بالاشتراک قابض رہا ہو تو یہ ہبہ نامہ ناجائز ہوگا باوجود اس مسئلہ کے اگر باپ قریب بمرگ ہونے کی حالت مین اپنی کل جائداد ایک پسر کو

ہبہ قریب المرگ ہونے کی حالت میں

بمحرومی اور ورثہ کے ہبہ کرے تو یہ بالکل ناجائز متصور ہوگا کیونکہ ایسی حالت مین ورثا کو عمومًا اُسکی جائداد پر استحقاق قائم بالوجود حاصل ہو جاتا ہی لہذا اسطور کا انتقال ناجائز ہی لیکن اگر اسطرح کا ہبہ بحالت تندرستی کیا جاوے تو واہب کا یہ فعل مذموم اور داخل زیادتی تصور کیا جائیگا اور مورث کا اپنے ورثا کو ضرر پہونچانا گناہ ہی -

دیگر ورثا کو محروم رکھنا مذموم ہی -

س ۲ - اگر صورت مذکورۂ بالا مین واہب اتلاف استحقاق کا لزوم قرار دیا جاوے تو بھی ہبہ درست اور صحیح تصور کیا جائیگا یا نہین

ج ۲ — کُل جائداد کا ایک وارث کے نام بمحرومی دیگر ورثا کے
ایسی صورت مین ہبہ کرنا جسکا ذکر سوال اول کے جواب مین کیا گیا
درست اور صحیح ہی گو ایسا فعل ابو حنیفہ کے مسائل کے بموجب مذموم ہی
لیکن نعمان ابن بشیر محدث اور امام ابو یوسف اور محمد امجد مصنف فتاوا
قنوجی نے ایسے ہبہ کو فعل بیرحمی اور جبر سمجھکر ناجائز بیان کیا ہی اور
لکھا ہی کہ ایسی صورت مین جائداد وارثون کے نام باہم مساوی طور پر
تقسیم ہونی چاہیے فتاواے سراج المنیر مین درباب جواز مسائل مذکورہ
بالا کے یہ مواخذہ مندرج ہین اگر دو شخص یا دو سے زیادہ ایک مکان
ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر دو شخص بالاشتراک
ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہی فتاواے سراج المنیر
مین مندرج ہی کہ جائداد موہوبہ کی تفریق اور تصریح قبضہ دلانے کے وقت
ضرور ہی اور درمختار مین یہ درج ہی کہ اگر حالت تندرستی مین کوئی شخص
اپنی کُل جائداد ایک لڑکے کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہی مگر
واہب گنہگار تصور کیا جائیگا۔ مشکوۃ شریف مین نعمان ابن بشیر کی
ایک روایت اس طور پر لکھی ہی کہ جب مین صرف سات برس کا تھا تو میرے
باپ نے مجھے ایک غلام دیا مگر میری مان اس باب مین معترض ہولی
اسوجہ سے حضرت پیغمبرؐ کو بلایا اور اُنکے سامنے یہ امر بیان کیا گیا
حضرت نے میرے باپ سے پوچھا تمھارے اور بھی اولاد ہی یا نہین
اور جب جواب مین ہونا اوس اولاد کا تسلیم کیا گیا تب حضرتؐ نے

گرہبہ جائز تصور ہوگا

مواخذہ بابت جواز ایسے ہبہ کے۔

ایسا ہبہ مبہم ہی

میرے باپ سے پوچھا کہ تمنے اپنی اولاد سے ہر ایک اسی طور کا
ہبہ کیا ہی یا نہین اس سے میرے باپ نے انکار کیا تب حضرتؐ نے
کہا کہ یہ بڑی بے انصافی ہی اور فرمایا کہ گھر جاؤ اور خدا کا خوف کرو اور اپنی
جائداد کو اولاد کے باہم مساوی طور پر تقسیم کر۔ در مختار مین لکھا ہی کہ
ایک طفل کی جانب ازدیاد محبت کا اظہار قابل الزام نہین ہی کیونکہ یہ امر
طبیعت سے متعلق ہی علی ہذا القیاس ہبہ کی صورت مین بھی کمی و
بیشی الزام سے قابل نہین بشرطیکہ مورث کا منشا یہ ہو کہ اوروارثون کو
مضرت پہونچے ورنہ جائداد مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے مصنف
موخرالذکر کی رائے کے بموجب دختر اور بیٹے کے نام ہبہ
مساوی چاہیے اور یہی رائے مسلمہ ہی۔ مصنف موخرالذکر سے
یہان ابو یوسف مراد ہی معاملات مین اسی رائے کے مطابق عمل ہوتی ہی
چونکہ مضرت رسانی کی وجہ سے استحقاق ورثا کا مساوی سمجھا گیا ہی
لہذا ہر صورت مین جبکہ جائداد کی تقسیم بنظر مضرت رسانی غیر مساوی
طور پر عمل مین آئے ضرور ہی کہ مساوی طور پر جائداد تقسیم کرائی جاے
لیکن جب ایک شخص اپنی کل جائداد ایک طفل کو دیدے تو اس صورت
مین ضرور ہی کہ اورون کو مضرت بھی بڑی ہوئیگی۔ مولانا محمد امجد شارح مصنف
فتاوے قنوجی نے اس باب مین اپنی رائے یہ لکھی ہی کہ مقولہ یہ ہی کہ مورث کا جبر لینے وارثا
جانب جائز نہین ہی اور گو فی الواقع مراد اس مقولہ کی یہ ہی کہ اگر باپ حالت صحت
مین ایک بیٹے کے نام اپنی کل جائداد یا کسی قدر جزو اُسکا نامزد اسکے

حصہ سے ہبہ کرے تو یہ امر موجب اتلاف استحقاق اور وارثون کا ہی
لیکن اس سے بالعموم صرف یہی معنی مفہوم نہین کیے جاتے ہین

مقدمہ ۲

س ۱- ایک شخص کی دو زوجہ تھین اُنمین سے ایک کے نام اُسنے دستاویز تحریر کی اور اُسکے ذریعے سے اپنی جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ کے کُل حقوق بالعوض دین مہر منتقل کر دیے دو برس بعد اُسنے ایک دستاویز دوسری زوجہ کے نام لکھدی اور اُسکے ذریعہ سے اپنی نصف جائداد کا استحقاق بالعوض دین مہر کے اُسکے نام منتقل کر دیا اور اس امر مین زوجۂ اول کی منظوری تحریری حاصل کر لی اس صورت مین شخص مذکور کی وفات کے بعد زوجۂ ثانی دعوے دین مہر کے ذریعہ سے مستحق پانے نصف جائداد کی ہی یا نہین۔

ج ۱- اس صورت مین شوہر نے اپنی جائداد کے کل حقوق زوجۂ اول کے نام قبل دینے نصف جائداد کے دوسری زوجہ کو دین مہر کے عوض منتقل کر دیے لہذا دوسری مرتبہ کا انتقال نادرست ہی کیونکہ حق مالکیت نسبت شی موہوبہ کے شوہر سے منتقل ہو کر زوجہ کو حاصل ہو چکا تھا اور یہ راے اُس صورت مین صادق آتی ہی کہ پہلی زوجہ کی جانب سے اجازت حاصل نہین ہوئی تھی لیکن اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ دستاویز مشعر اجازت بجواب مقصد ہی اس صورت مین صرف اسی قدر لکھا ہی کہ شوہر کو اختیار ہی کہ منجملہ اس جائداد کے

زوجہ کے نام ہبہ کرنا جائداد مہر کا درست نہین ہی گو شخص مذکور کی تحریری اجازت سے ایسا عمل مین آیا ہو۔

جائے سے پیشتر اپنی پہلی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض منتقل کی نصف اسکا بذریعہ دستاویز اپنی دوسری زوجہ کے نام منتقل کرے اور ہبہ جو دوسری زوجہ کے نام عمل مین آیا اُسکے حق مین محض بے فائدہ ہی کیونکہ بعد تحریر ہونے دستاویز ہبہ منجانب شوہر کے رضامندی پہلی زوجہ کی اُسکے نفاذ کے واسطے ضروری ہی لیکن حاصل ہونا اُسکی اجازت کا پایا نہین جاتا اور صرف اجازت تحریری کی رو سے دوسری زوجہ کو نصف جائداد کے پانے کا استحقاق شرعاً حاصل نہین ہو سکتا لیکن اس مقدمہ کے ثبوت پایا جاتا ہی کہ پہلی زوجہ کی اجازت کبھی حاصل نہین ہوئی۔

س ۲ - اگر پہلی زوجہ نے دوسری زوجہ کی نسبت اجازت تحریری نہ دی ہو تو وہ بعد وفات شوہر کے مستحق پانے نصف جائداد کی جسپر اُسکو شوہر کی حیات مین قبضہ حاصل نہین ہوا ہوگی یا نہین۔

ج ۲ - ایسی صورت مین دوسری زوجہ بدرجہ اولے کچھ نہ پائیگی

اجازت نہونے کی صورت مین دوسری زوجہ کو بدرجہ اولی کچھ جائداد نہ ملیگی۔

---

۱ - یہ مسئلہ فی الحقیقت شرع کے مطابق ہی گو اسکے جواز مین کسی قدر شبہہ معلوم ہوتا ہی اور وجہ اسکی یہ بیان کی گئی ہی کہ جب تک پہلی زوجہ کی جانب سے جائداد کا انتقال شوہر کے نام بذریعہ ہبہ اور طور پر عمل مین نہین آتا شوہر اُسکو ہرگز منتقل نہین کر سکتا یا اگر پہلی زوجہ نے شوہر کو اپنا مختار واسطے انتقال کے نامزد کیا ہوتا تو وہ مجاز انتقال متصور کیا جاتا اور انتقال اصل مالکہ یعنی زوجہ کی طرف سے متصور کیا جاتا نہ مختار کی جانب سے۔

س ۳۲ — پہلی زوجہ نے اپنی کُل ملکیت کا ہبہ نامہ اسپر کے نام تحریر کیا جسکو اُسنے بحالت نابالغی متبنے کیا اور نام اُسکے پسر متبنی کا اُسکی درخواست کے مطابق ملکیت کے بعض حصص کی نسبت بطور مالک درج ہوا لیکن بعض کی نسبت نہین لکھا گیا اور یہ ثابت ہی کہ تحریر ہبہ نامہ سے ڈھائی برس تک زوجہ قابض رہی اور بظاہر مالک تصور کیگئی اور یہ بھی ثابت ہی کہ اُسنے باوصف موجود ہونے والدین نابالغ کے جسکو اُسنے متبنے کیا تھا جزو جائداد کو اپنے نام سے رہن کیا ایسی صورت مین اگر ان کو اپنے پسر نابالغ کی جانب سے قبضہ حاصل ہوا ہو تو ہبہ بخوبی جائز تصور کیا جائیگا یا کل ملکیت کا ہبہ اس وجہ سے نادرست اور ناجائز متصور ہوگا کہ موہوب لہ قبضہ کامل حاصل یا نام اسکا بطور مالک مطلق داخل نہین ہوا —

ج ۳۲ — جائداد کے اُن حصص کا ہبہ جنکی نسبت نابالغ کا نام بطور مالک داخل ہوا اور جنپر وہ بطور جائز قابض ہوا بلاشک درست ہی مگر اہل فقہ کی راے بابت اُن حصص جائداد کے مختلف ہی جنپر واہب بظاہر مالک کے طور پر قابض رہا بعض کی یہ راے ہی کہ واہب کا قبضہ نابالغ موہوب لہ کی جانب سے جو واہب کے کنبہ کے ساتھ رہتا ہو مگر اُس سے رشتہ داری نہ رکھتا ہو ہبہ کے جواز کے لیے کافی نہین ہی بشرطیکہ موہوب لہ کا باپ زندہ ہو اور درصورت زندہ اور موجود ہونے باپ کے ایسا قبضہ کافی تصور نہ کیا جائیگا بعض کی یہ راے ہی کہ ایسے واہب کا قبضہ جو موہوب لہ سے قرابت نہ رکھتا ہو

کس صورت مین فیصلہ شخص اجنب کا موہوب لہ نابالغ کی جائداد پر کافی متصور ہوتا ہی۔

اُس ہبہ کے جو کے لیے جو نابالغ کے نام عمل مین آ سکے کافی ہی یہ راے حال کے اہل فقہ مثلاً مصنفان جامع رموز و برجندی و درمختار و ابراہیم شاہی و کوہستانی و ملتقط وغیرہ کی ہی اور اُنکا بیان یہ ہی کہ فیصلجات مطابق اس مسئلہ کے ہین جسکے رو سے ایسے شخص اجنب کا قبضہ جسکے گھر مین نابالغ موہوب لہ رہتا ہو کافی متصور کیا گیا ہی اور رو سے اہل فقہ جنکی راے بالعکس راے مذکورۂ بالا کے ہی یہ بیان نہین کر سکے کہ اُنکی راے کے بموجب عمل کیا جاتا ہی موہوب لہا کا اپنے نام سے رہن کرنا ناجائز تھا یہ فعل اُسکا نابالغ موہوب لہ کے استحقاق کی نسبت کچھ موثر نہوگا نہ کسی صورت سے ہبہ ناجائز قرار پا سکتا ہی کیونکہ واہبہ کی جانب سے رہن کرنا ہبہ کے استرداد کا ثبوت نہین ہو سکتا اسلیے کہ ایسی صورت مین ہبہ کا استرداد ناجائز ہی علاوہ اسکے واہب کا جائداد موہوبہ کے محاصل کو اپنے تصرف مین لانا اور اسی قبیل کے فعل کا اظہار صراحتہً ہونا چاہیے نہ کنایتہً اور کسی جگہ یہ نہین لکھا ہی کہ ہبہ کے استرداد کی دو قسمین ہین یعنی ایک صراحتہً اور دوسری کنایتہً ـ[1]

[1] اول اور سوم سوال کی بابت قاضیون کے باہم اختلاف راے تھا قاضی نقضات نجم الدین علی خان کی یہ راے تھی کہ زوجہ اول کی تحریر زوجۂ ثانیہ کے حق مین انتقال جائداد کے جواز کے لیے جو شوہر کی جانب سے اُسکے نام عمل مین آیا کافی ہی علاوہ ازین اُنکی یہ بھی راے تھی کہ رہن جو واہبہ کیجانب اور اُسکے نام سے عمل مین آیا اُس سے ہبہ کے استرداد کنایۃً مراد تھی

س ۴ - اگر جائداد پر جسکو موہوب لہا نے اپنے متبنے پسر کے نام منتقل کیا موہوب لہا مذکورہ بالاشتراک اپنے بھائی کے قابض رہے تو اسوجہ سے اس حصہ کے ہبہ کے جواز مین جو اُسکے ملک سے تھا اعتراض عائد ہوگا یا نہین -

ج ۴ - چونکہ بھائی کو بالاشتراک استحقاق مالکیت حاصل ہی لہذا بوجہ مشاع ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہی

ہبہ کرنا جائداد مشترکہ کا -

مقدمہ ۲۶

س ۱ - ایک شخص نے اپنا مکان سکونت دوسرے شخص کے نام منتقل کیا مگر قبضہ اُسکا نہ چھوڑا واہب اور موہوب لہ دونون ہی موہوبہ پر بالاشتراک قابض رہے اس صورت مین ایسا ہبہ شرعاً جائز ہی یا نہین -

ج ۱ - ایسا ہبہ شرعاً جائز نہین ہی کیونکہ ہبہ کی صورت مین شرط محکمۂ شرع یہ ہی کہ موہوب لہ بلاشرکت غیرے شی موہوبہ پر قبضہ کامل حاصل کرے اور واہب اُسکو بالکل حوالہ کردے اور جائداد منتقلہ کا بالکل قبضہ چھوڑ دے اور موہوب لہ کو اُسپر کلیتہً اختیار حاصل ہوجاوے لیکن اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ واہب نے شی موہوبہ کا قبضہ نہین چھوڑا بلکہ بالعکس اسکے واہب اور موہوب لہ

ہبہ مکان کا اس صورت مین باطل اور ناجائز ہی جب واہب بعد ہبہ کے اسکے کسی جزو پر دخیل رہے -

اور اسپر عمل ہوجانا چاہیے مگر کثرت رائے کے بموجب جو جوابات مذکورہ بالا مین مندرج ہی عمل کیا گیا -

بالاشتراک شی مذکور پر دخیل رہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنی وفات تک اس مکان میں رہا بلکہ اُسی گھر میں اُسنے وفات پائی یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہی اور کتب فقہ مین یہ امر صاف لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ایک مکان کسی دوسرے شخص کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے اور وہ خود اُسمین رہے یا اُسمین اپنا کچھ مال بھی رکھے تو ایسا ہبہ بوجہ نہ حوالہ کیے جانے اور نہ دلائے جانے قبضۂ کامل کے ناجائز ہی

مستثنا — الا اس صورت مین جب زوجہ ایک مکان اپنے شوہر کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ صحیح تصور کیا جائیگا گو وہ اپنے شوہر کے ساتھ اُسپر دخیل رہے اور اپنا کل مال اُسمین رکھے کسواسطے کہ زوجہ اور اُسکا مال دونون شوہر کے قبضۂ جائز مین رہتے ہین علی ہذا القیاس بعض اہل فقہ کی رائے یہ ہی کہ باپ اپنے نابالغ بیٹے کے نام مکان ہبہ کرلے اور وہ خود اُسپر دخیل رہے اور وہ اپنا اسباب اُسمین رکھے تو ایسا ہبہ اس مسئلہ کے بموجب کہ باپ کا قبضہ جائداد موہوبہ پر مختار تا تصور کیا جاتا ہی جائز ہی اور اس مسئلہ کی روسے باپ کا قبضہ بیٹے کے قبضہ کے مساوی ہی لیکن بعض اہل فقہ کو اس مسئلہ کی نسبت بھی اعتراض ہی بلے لیکن یہ امر صاف ظاہر ہی باستثناء دو صورتون مذکورہ بالا کے یعنے ہبہ جو زوجہ کی جانب سے شوہر کے نام یا باپ کی طرف سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام ہبہ کرے تو ہبہ کے جواز کے لیے مکان کے قبضہ سے دستبردار ہونا

لہ اصول ہبہ دفعہ ۹۵

ضرور ہی اور مکان مذکور اس طور پر کلیتہً خالی کرے کہ اپنی جائداد سے ایک تنکا تک وہان نہ چھوڑے اور اُسکے استعمال اور نفع سے کسی طور پر متمتع نہو اور اُسکو تمام وکمال موہوب لہ کے حوالہ کر دے اور صرف اسی صورت مین تفویض و قبضہ کامل اور جائز ہونا ہبہ کا متصور ہوگا اس صورت مین واہب مکان موہوبہ مین بعد ازان مثل سابق تا دم زیست سکونت پذیر رہا لہذا ایسا ہبہ قطعی اور بلا شبہ باطل و ناجائز ہی بدین وجہ کہ ملکی نسبت واہب کا استحقاق ملکیت اُسکے مرنے تک قائم رہا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے وارثونکو وہ استحقاق پہونچیگا چنانچہ مواخذہ یہ ہی مین — ہدایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ کا بالتخصیص حکم ہی لہذا قبضہ کامل داخل شرط ہبہ — شرح وقایہ مین مندرج ہی کہ ہبہ کی تکمیل اس طور کے قبضہ کامل سے ہوتی ہی جو بلحاظ قسم موہوبہ کے موزون ہو منقولہ و غیر منقولہ جائداد کی نسبت قبضہ کا طور مناسب جداگانہ ہی شارح مرزا چلپی کہتا ہی کہ ہبہ کے استحقاق کا ثبوت شئی موہوبہ کی علیحدگی اور تفویض پر منحصر ہی — قاضی خان لکھتا ہی کہ ایک شخص نے اپنا مکان دوسرے آدمی کے حوالہ کیا لیکن اپنا اسباب اسمین رہنے دیا یہ امر ناجائز ہی کیونکہ شئی موہوبہ کا استعمال بابت شئی غیر موہوبہ کے عمل مین آیا لہذا یہ تفویض کامل نہین ہی یعنی واہب کی جانب سے تفویض کامل عمل مین نہین آئی کیونکہ گو مکان حوالہ کیا گیا مگر بدستور واہب کے تصرف مین رہا مصنف مذکورہ بالا نے یہ مثال بھی لکھی ہی کہ اگر کوئی شخص اپنا

مواخذ نسبت اس مسئلہ کے جسکی رو سے واہب کا کلیتہً جاتا رہنا اور موہوب لہ کو قبضہ کامل حاصل ہونا ضرور ہی۔

مکان دوسرے شخص کو دے اور اُسمین اُسکا مال یا ایک کیسہ
محمولہ خوراک رکھا ہو تو ان صورتون مین ہبہ ناجائز ہوگا کیونکہ شی موہوبہ کا
استعمال اُس شی کے واسطے عمل مین آیا جو داخل ہبہ نہین ہی اور یہ
امر مانع تفویض کامل ہی تو بلحاظ معنی متعارفہ کے مانع تفویض نہین ہی
مگر تفویض کامل ہبہ کی شرط ہی نہ صرف تفویض فصول عمادیہ
مین لکھا ہی کہ ہبہ اس صورت مین جب اجازت استعمال شی
موہوبہ کی نہ دیجاے صحیح نہین ہی اگر واہب شی موہوبہ کو اپنے
کام مین لائے تو یہ امر مانع تکمیل ہبہ ہی کیونکہ ہبہ کی شرط قبضہ ہی موہوب
کو قبضہ کامل حاصل کرنا چاہیے جو اس صورت مین نہین ہو سکتا ہی
اگرچہ قبضہ کا ہونا بلحاظ عام معنی کے قرار دیا جاسکتا ہی مگر استعمال
شی موہوبہ کا حاصل نہین ہوتا نسخہ اشباہ نظائر کی کتاب اول مین جو
درباب ہبہ ہی یہ لکھا ہی کہ ہبہ اس صورت مین جب استعمال شی موہوبہ کا
حاصل نہو ناجائز ہی الا اس حالت مین جب ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ
بیٹے کے نام عمل مین آئے یہ امر ذخیرہ مین لکھا ہی اور مصنف نسخہ مذکور نے
یہ صورت جسمین باپ نے نابالغ بیٹے کو کچھ دیا ہو مستثنی کی ہی۔ قاضیخان نے
لکھا ہی کہ اگر اراضی کا ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اور
باپ بعد ازان اُسمین زراعت کرے یا ایک مکان اُسکو دے کر بعد ازان
اُسمین رہے تو ایسا ہبہ ناجائز ہی۔ نسخہ مجردین ابو حنیفہ رض کی یہ
راے لکھی ہی اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کو مکان ہبہ کرے

اور پھر وہ اسمین رہے یا اپنا اسباب رکھے یا اورون کو اسمین بلا کرایہ رہنے کی اجازت دے تو ایسا ہبہ جائز اور باپ کا یہ فعل بطور مختار تصور کیا جائیگا لیکن اگر باپ مکان کا کرایہ حاصل کرے تو ہبہ باطل و نادرست متصور ہوگا۔ ابو حنیفہ کا یہ مقولہ وہ ہی جو اُنھون نے پیچھے لکھا ہی البتہ اگر اُنھون نے باپ اور نابالغ بیٹے کی صورت مستثنٰی نہین کیا تھا اور بوجہ نہ حاصل ہونے استعمال شی موہوبہ کے ایسے ہبہ کو ناجائز قرار دیا تھا۔[1]

تکمیل ہبہ کے شرائط ضروری

س ۲۔ ہبہ جو زبانی بلا تحریر دستاویز عمل مین آئے وہ جائز ہی یا نہین —

ج ۲۔ زبانی ہبہ جائز ہی اسواسطے کہ صرف ایجاب و قبول امور ضروریہ ہبہ کے ہین اور مکان کا قبضہ کامل حاصل ہونا اور اسمین نہونا واہب کے مال کا اور اسکا واہب کے تصرف مین نہ آنا تکمیل ہبہ کے شرائط ہین اور دستاویز نہ امور ضروریہ مین داخل ہین اور نہ شرائط مین اسواسطے ایسے ہبہ کی صورت مین جو زبانی عمل مین آیا ہو ایجاب و قبول کا

---

[1] مراد اس سے یہ ہی کہ جواز ہبہ کے مقولہ کے بالعموم بیان کرنے مین جسکے واسطے واہب کے قبضہ کا کلیۃً جاتا رہنا اور موہوب لہ کا بالکل قابض ہونا ضرور ہی ابو حنیفہ نے کوئی استثنار اس ہبہ کی نسبت نہین بیان کیا جو باپ کی جانب سے بیٹے کے نام عمل مین آئے لیکن اس خاص ہبہ کی صورت کے بیان مین اُسنے لکھا ہی کہ باپ بیٹے کی جانب سے مختار تا اُس جائداد پر قابض ہو سکتا ہی جو اُسنے بزمانہ نابالغی بیٹے مذکور کو دی ہو۔

ہونا قرار پائے اور قبضۂ کامل کی شرط کا ہونا بھی پایا جائے
یعنی شی موہوبہ کسی طور پر واہب کے تصرف مین نہو اور شی
مذکور کی نسبت اعتراض مشاع عائد نہو تو ایسا ہبہ جائز ہی گو کوئی دستاویز
تحریر نہوئی ہو لیکن اس مقدمہ کی کیفیت سے ثابت ہوتا ہی کہ مکان
موہوبہ مین واہب تادم مرگ سکونت پذیر رہا پس واہب کی شی موہوبہ پر متصرف
اور اُس سے متمتع ہونے کی وجہ سے ہبہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا
اور اس صورت ایک اور وجہ ہبہ کے باطل اور ناجائز کرنے کی یہ ہی
کہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ مکان مذکور دو شخصون یعنی واہب کی پوتی اور
اُسکے شوہر کو دیا گیا اور ہدایہ اور اور کتب فقہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دو
آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہی کیونکہ ایسے ہبہ مین
اعتراض مشاع عائد ہوتا ہی اور اس صورت مین مکان دو شخصون کو بالاشتراک
دیا گیا اور اُنکے حصص کی تفریق نہین کی گئی اور جس ہبہ کی تصریح نکیجائے
وہ شرعاً ناجائز ہی لہذا دو وجہ سے ہبہ ناجائز ہی اول یہ کہ واہب
اسمین سکونت پذیر رہنے کے باعث سے اُسپر متصرف اور اُس سے
متمتع ہوتا رہتا اور ہبہ کا غیر مصرح ہونا دوسری وجہ ناجوازی کی ہی۔
اور تحریری دستاویز کا ہونا یا نہونا مساوی ہی۔ وجوہات ناجوازی کے
باعث سے ہبہ ناجائز قرار دیا جائیگا گو دستاویز تحریری موجود ہو اور اگر
ہبہ کے جواز کے لئے وجوہ کافی ہین تو وہ جائز متصور ہوگا گو دستاویز
نہ تحریر ہوئی ہو اس صورت مین نہونا دستاویز کا سبب ناجوازی

ہبہ ایک شخص کی جانب سے دو آدمیون کے نام۔

ہبہ کا نہین ہی مگر وجوہ یہ ہین کہ واہب مکان مذکور پر متصرف اور اُس سے متمتع ہوتا رہا اور ہبہ مین اعتراض مشاع لازم آتا ہی —

ماخذات در باب شرائط ضروری ہبہ کے —

ماخذات ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایجاب و قبول ضرور ہی اور ہبہ ایک معاہدہ ہی اور جملہ معاہدات مین ایجاب و قبول کا ہونا ضرور ہی اور ہبہ کی نسبت استحقاق ملکیت قائم ہونے کے واسطے قبضہ لازم ہی

ہبہ ایک آدمی کے نام دو شخصون کی جانب سے —

اور اُسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر دو شخص بالاشتراک مکان کو ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہی کیونکہ وے اسکو کلیتہً حوالہ کر دیتے ہین اور موہوب لہ کل مکان پر متصرف ہو جاتا ہی اور قبضہ ہونے کے وقت اشتراک جائداد نہین ہوتا ہی اگر ایک شخص ایک مکان دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ابو حنیفہ کے بموجب ایسا ہبہ ناجائز ہی مگر دو خلفاء کے نزدیک ایسا ہبہ جائز ہی کیونکہ واہب منجملہ موہوب لہم کے ہر ایک کو اپنا کل مکان دیتا ہی اور اسمین صرف انتقال واحد ہی لہذا جائداد کی نسبت اسطرح کا اشتراک نہین ہی جو ایک مکان کو دو آدمیونکے ہاتھ رہن رکھنے مین ہوتا ہی - اس امر کی نسبت ابو حنیفہ اپنی رائے کی تائید مین دو وجہ لکھتا ہی اول یہ کہ ایسی صورت مین ہر ایک کو نصف مکان ہبہ کیا جاتا ہی اور اس سے ظاہر ہی کہ اگر ایک شخص کوئی ایسی شی جو تقسیم کے قابل ہو دو شخصون کو دے اور اُنہین سے ایک لینا ہبہ کا قبول کرے تو ہبہ اُسکے حصہ کی نسبت جائز متصور ہوگا پس ظاہر ہی کہ ہر ایک موہوب لہ کے قابض ہونے کے وقت جائداد کا اشتراک واقع ہوگا - دوسری وجہ

کہ جب ہر ایک موہوب لہ کا استحقاق ملکیت نصف مکان کی نسبت قرار
پایا تو ظاہر ہی کہ انتقال مین بھی اُسی قدر تصور کیا جائیگا کیونکہ ملکیت اور
انتقال کا استحقاق متحد ہی پس جب استحقاق ہر موہوب لہ کا بہ نسبت ایک
ایک نصف کے ثابت ہی تو غیر معین ہونا اشتراک نسبت شی موہوبہ کے
بخوبی متحقق ہی رہن کی صورت مین ایسا نہین ہوتا کیونکہ رہن کے ذریعہ سے
تصرف حاصل ہوتا ہی نہ استحقاق مالکیت اور منجملہ دونون مرتہنون کے
ہر مرتہن کا استحقاق تصرف کلیۃً وقطعاً ثابت ہوتا ہی کیونکہ اگر راہن ایک
مرتہن کا قرضہ ادا کرے تو بھی دوسرے مرتہن کا استحقاق درباب تصرف
کامل بدستور قائم رہتا ہی قائم رہتا ہی اُسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ ایسی شی
کے جز و کا ہبہ جو قابل تقسیم نہو ناجائز ہی الا اُس صورت مین کہ اُسکی تقسیم اور تفریق
عمل مین آئے اور تقسیم سے اُس جگہ مراد یہ ہی کہ واہب کی جائداد سے شی موہوبہ کی
علیحدگی عمل مین آسے اور اُسپر ملکیت کے استحقاق کا نفاذ واہب کی
جانب سے جاتا رہے اور شرع کے بموجب مراد اُسکی یہ ہی کہ استعمال
شی موہوبہ کا بنظر نفع واہب کے عمل مین نہ آئے۔ مثلاً ایک شخص اپنا
مکان دوسرے آدمی کو دے مگر اُسمین اپنا اسباب رکھے یا اُسمین رہے
تو ایسا ہبہ ناجائز ہی کیونکہ صورت اول مین مکان موہوبہ واہب کی جائداد
یعنی اُسکی اثاث البیت کے نفع کے لیئے کام مین لایا گیا اور دوسری
صورت مین گو وہ اُسکی جائداد کی نظر سے کام مین نہ آیا مگر اُسمین رہنے کی
وجہ سے واہب کو نفع پہونچا۔

رہن رکھنا مکان کا دو شخصون کے ہاتھ

مانفاذ -

س ۳۳- اگر ایک شخص اپنی پوتی کے شوہر کے نام بحالت موجود ہونے ایک دختر اور تین اور پوتیون کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہی یا نہین -

ج ۳۳- سوال مذکورہ بالا کی صورت مین ہبہ شرعاً جائز ہی کیونکہ ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق اپنی جائداد دیڈالنے کا اختیار ہی اگر اسکی اسکی خوشی ہو تو اسے اپنی اولاد سے صرف ایک طفل کو یا اشخاص اجنب یا محتاجون کو دے سکتا ہی اُسکے اطفال یا اُسکے اولاد سے کسی کو اسکی راے کے خلاف معترض ہونے کا استحقاق نہین ہی کیونکہ ورثا کو استحقاق جائداد مورث کی وفات کے بعد حاصل ہوتا ہی نہ کہ اُسکے حین حیات لہذا اگر باوجود ہونے ایک دختر اور چار پوتیون کے وہ اپنی کل جائداد کو ایک پوتی کے شوہر کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے تو ایسا ہبہ بلاشک جائز ہی لیکن اس صورت مین مابین دعوی شی موہوبہ اور گواہون کی شہادت کے بڑا اختلاف معلوم ہوتا ہی اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ جب دعوی اور شہادت مین اختلاف ہو تو ایسی شہادت کو نامنظور کرنا چاہیے اختلاف یہ ہی کہ مدعا علیہا نے جواب مین یہ دعوی پیش کیا ہی کہ ہبہ اُسکے اور اُسکے شوہر کے نام بالاشتراک عمل مین آیا پس اس دعوی کے بموجب ایک ہبہ دو شخصون کے نام ہوا جو مشاع کی وجہ سے ناجائز ہی اور اسی واسطے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس امر پر لحاظ نہوگا کہ ایسی ہبہ کا ہونا گواہون سے ثابت ہی یا نہین لیکن ردجواب مین یہ دعوی پیش گیا گیا ہبہ صرف مدعا علیہا کے نام ہوا

باپ کا اختیار اپنی جائداد کی نسبت -

واقع ہونا اختلاف بیانی کا غذات سوال و جواب مین لیے دعوی کے

اور وجہ ثبوت سے جو تائید جواب گذرانا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہبہ صرف
شوہر مدعا علیہا کے نام عمل مین آیا یہ تینون بیان ایک دوسرے کے
مخالف ہین اول بیان یہ ہی کہ مدعا علیہا اور اُسکا شوہر دونون موہوب لہ
ہین اور دوسرا یہ کہ صرف مدعا علیہا موہوب لہا ہی اور تیسرا یہ کہ صرف
مدعا علیہا کا شوہر موہوب لہ ہی یہ فرض کرنا کہ ہبہ شوہر یا زوجہ کے نام
بوجہ انکے شامل ہونے کے بمنزلہ اُس ہبہ کے ہی جو دونون کے نام
بالاشتراک عمل مین آئے غلط عام ہی اور شرع مین اسکی کچھ اصل نہین ہی
اسی واسطے گواہون کی شہادت جو دعوی مظہرہ کے جواب کے مطابق
نہین ہی اور نہ دعوی مظہرہ رد جواب کے شرعاً کالعدم اور ناقابل سماعت ہی
اور انکی گواہی کا غذات سوال وجواب کے خلاف ہی اور اس سے غیر
صحیح ہونا گواہی کا واضح ہی پس ہبہ کا ہونا قرار نہین دیا جا سکتا علاوہ اسکے
یہ بھی واضح ہی کہ چونکہ خود واہب مکان مین سکونت پذیر تھا اور اس
وجہ سے قبضہ غیر مکمل رہا للہذا ہبہ بنفسہ ناجائز ہی پس ایسے ہبہ کے
ثبوت اور غیر ثبوت سے کچھ غرض نہین ہی چونکہ مکان موہوبہ کی علیحدگی
واہب کی جائداد سے تا دم مرگ اسکے عمل مین نہین آئی لہذا اسکی
وفات کے بعد وہ اسکے ورثا کو ملیگا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ وجہ
ثبوت جو مدعی نے پیش کیا ہو اسکے دعوی کے مطابق
ہو تو ایسا دعوی قابل اعتبار ہی اور مخالف ہونے کی صورت
مین ایسا نہوگا کیونکہ استحقاق کے امور مین وجہ ثبوت کی

شوہر کے حقوق زوجہ کے حقوق سے مختلف ہین

تناقض ہونا شہادت کا بیان دعوی سے

ماخذ

تسلیم کے واسطے اول دعوی کا پیش کرنا ضرور ہی اور یہ امر پہلی صورت مین ہوتا ہی اور پچھلی مین نہین ۔۔۱

مقدمہ ۲۳

س ا۔ مساۃ ساجد النسا رنے فخر الدین حسین کے نام اپنا حصہ یعنی باپ کی جائداد کا ایک ارنج جو اسکو وراثہ ملا تھا ہبہ کیا اگر ایسا ہبہ بوجہ غیر منقسم ہونے جائداد کے یا بسبب کسی اور وجہ ناجوازی کے باطل و نادرست قرار پائے اور موہوب لہ یہ بیان کرے کہ واہبہ کی وفات سے وہ اور اُسکا ولی جائداد موہوبہ پر قابض رہا تو اس صورت مین موہوب لہ واہب کے ورثا کو جائداد کے اس منافع کا حساب دینا جو اسکے قابض ہونے کے زمانہ مین حاصل ہوا شرعا ضرور ہی یا نہین ۔

ج ا۔ اس صورت مین زر و اصلات مطابق قاعدہ متعلقہ بیع ناجائز کے جائداد مبیعہ سے متعلق تصور نہین کیا جاتا ہی یعنی داخل جائداد موہوبہ متصور نہ ہوگا چنانچہ ابو حنیفہ کی راے کے بموجب فخر الدین حسین پر ساجد النسا رکے وارثون کا مطالبہ بابت منافع کے عائد

ذکر زر و اصلات کا ناجائز ہبہ کی صورت مین ۔

---

۱ مراد اس سے یہ ہی کہ دعوی کی تائید مین قبل پیش کرنے وجہ ثبوت کے اول نوعیت دعوی کا اظہار ضرور ہی اور دعوے کا استحکام وجہ ثبوت کے ذریعہ سے ہونا چاہیے نہ وجہ ثبوت کا دعوی سے ۔

نہین ہوسکتا دونون خلفا کی راے بالعکس ہی مگر ابو حنیفہ کی راے مسلمہ ہی اور اُسکے بموجب عمل ہوتا ہی۔ [1]

س ۲- منجملہ چند دیہات کے ایک موضع گازرلگان کاشتکاران سے وصول کرنا موہوب لہ کی نسبت قرار دیا گیا مگر موضع مذکور کا محاصل کل شرکانے بالاجمال وصول کیا اراضی متعلقہ کاشتکاران کی تفریق اور حدود کی تصریح عمل مین نہین آتی اور نہ اس موضع کی تصریح دستاویز ہبہ مین درج ہوئی اسمین صرف جائداد موروثی کا ذکر عموماً۔

[1] اس مسئلہ کی نسبت بڑا ابہام واقع ہی۔ عبارت منقولہ ذیل ہدایہ سے شاید انکشاف اس مسئلہ کا ہو۔ واضح ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت ایک ہزار درم کا دعوی کرکے زرمذکور اُسسے وصول کرے اور بعد ازان فریقین اس امر کو تسلیم کرین کہ قرضہ واجب نہ تھا تو مدعی جو منافع اس عرصہ مین زرمذکور سے حاصل کرے جائز ہی کیونکہ بے اصلی اس معاملہ کی استحقاق کی ناجوازی کے باعث سے واقع ہوئی ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ قرضہ مدعی کے دعوی اور مدعا علیہ کے اقبال کے باعث سے عائد ہوا تھا اور بعد ازان یہ ظاہر ہوا کہ قرضہ کی بابت مدعی کا استحقاق نہین ہی بلکہ طرف ثانی یعنی مدعا علیہ کا ہی مگر پھر بھی ہزار درم جو مدعی نے اپنے دعوے کے مطابق وصول پائے وہ اُسکی ملک مین داخل متصور ہونگے گو استحقاق ناجائز کے ذریعہ سے ایسا تصور کیا جائے اور چونکہ اصلی اس معاملہ کی صرف ناجوازی استحقاق جائداد کے باعث سے تصور کی گئی ہی نہ قطعی معدوم ہونے استحقاق کی وجہ سے لہذا ایسی ناجوازی سے شی غیر معینہ مثلاً زرنقد کی نسبت کچھ موثر نہو گی۔

مندرج ہی اس صورت مین موضع مذکور کا ایک اربع ایسی دستاویز ہبہ کے بموجب موہوب لہا کا حق ہی یا نہین۔

ہبہ اراضی کی تکمیل محاصل کے انتقال سے نہین ہوتی۔

ج ۲- منجملہ دیہات کے صرف ایک موضع کے کاشتکاران کی تصریح سے موضع کے کسی جزو کا ہبہ درست نہین ہی الاؔ اُس صورت مین کہ ان اراضیات کی تفریق چنیر وے دخیل ہون اور حدود کی تصریح تقسیم جایداد عمل مین آئی ہو لیکن اگر اراضی مذکور دیگر جایداد سے پیمایش کے بموجب علیحدہ کی گئی ہو اور اراضی مقبوضہ کاشتکاران کی تصریح ہوئی ہو تو ایسی اراضی منقسمہ کا جایداد سے کچھ تعلق نہوگا اور بوجہ عائد نہونے اعتراض مشاع کے ایسے موضع کے ایک ربع کا ہبہ موہوب لہ کے قابض ہو جانے کے زمانہ سے کامل اور واجب التعمیل متصور کیا جائیگا۔

پانچواں باب

نظائر وصیت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص واسطے حصول قبضہ کسی قدر جائداد کے استحقاق ملکیت کی بنا پر اس بیان سے نالش کرتا ہی کہ متوفیہ نے اپنے عین حیات کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو مع جملہ حقوق و منافع کے اُسکے یعنی مدعی کے نام باستثنا اس جائداد کے جسکی بابت اب نالش دائر کی ہی اور جسکی نسبت اسوقت تنازع درپیش تھا منتقل کیا اور اسپر قابض کرا دیا اور علاوہ اسکے مالکہ نے اسکے نام

نام زبانی وصیت کی ہے[۱] اور باضابطہ اور علانیہ اسکو وصی اپنا مقرر کر کے واسطے وصول کرنے ہر قسم کے زر باقی کے جو اُسکا یا فتنی تھا اور اپنی جائداد اور جملہ مطالبات نزولی جائداد کے تصفیہ کا اختیار دیا ایسی صورت مین مدعی ایسے انتقال وصیت کے ذریعہ سے ایسی جائداد کی نسبت جو بحین حیات مالکہ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تھی استحقاق جائز رکھتا ہی یا نہین اور یا مین ہبہ اور تملیک کے شرعًا کیا فرق ہی اور نیز ایسے انتقال وصیت مذکورۂ بالا کے جواز مین کیا مواخذ ہین —

وصیت کی تعریف—

ج — وصیت سے جائداد کا وہ انتقال مراد ہی جو بعد وفات عمل مین آئے مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے کہ فلان چیز میری وفات کے بعد فلان شخص کو ملے اسطرح کی دیگئی شی کو موصی بہ کہتے ہین اور جو شخص دے اُسکو موصی اور جسکو دیجاے اسکو موصی الیہ کہتے ہین اور جس شخص کے ذمہ وصیت کی تعمیل ہو وہ وصی ہی اور وصیت کے جواز کے لیے جائداد موصی بہ کا موصی کے قبضہ مین اسکی وفات کے وقت ہونا ضرور ہے[۲] ورنہ وصیت کا کچھ اثر نہوگا مثلاً اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اسکی بھیڑون مین سے ایک ثلث فلان شخص کو ملے

ذکر اس امر کا کہ موصی بہ کا جو موصی کی وفات کے وقت اسکے قبضہ مین ہو

---

۱ ہبہ زبانی بلحاظ جواز شرعًا ہبہ تحریری کی مساوی ہی — اصول وصیت دفعہ

۲ وصیت کے عمل مین آنے کے وقت شی موصی بہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہی

اصول وصیت دفعہ ۶ —

اور یہ معلوم ہو کہ موصی کے پاس وقت وفات کے بھیڑین نہ تھیں تو ایسی وصیت اس قاعدہ کی رو سے کہ موصی کی وفات کے وقت جائداد کا اسکے قبضہ میں ہونا ضرور ہی باطل اور نادرست متصور ہوگی تملیک ایک عام اصطلاح ہی جو ہبہ سے خواہ وہ مشروط ہو یا غیر مشروط یا بیع یا وصیت سے متعلق ہو سکتی ہی لیکن ہبہ سے مراد یہ ہی کہ جائداد دوسرے شخص کے نام فوراً بلا معاوضہ منتقل کیجائے پس فرق مابین انتقال استحقاق مالکیت اور ہبہ کے یہ ہی کہ استحقاق مالکیت کا انتقال ایک عام اور ہبہ ایک خاص امر ہی اسواسطے جائداد جو مالکہ متوفیہ کے قبضہ میں نہ تھی اسپر مدعی کا استحقاق وصیت یا ہبہ کے ذریعہ سے شرعاً تصور نہیں کیا جا سکتا۔[1]

فرق مابین تملیک اور ہبہ کے۔

---

[1] فتویٰ مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ شرائط ہبہ اور وصیت میں فرق بہت کم ہی یعنی وصیت کی صورت میں واہب کو شی موصی بہ سے بلالحاظ موجود ہونے موصی الیہ کی قطعاً دست بردار ہونا لازم ہی اور اس سے شرط محکومہ شرع کی تعمیل لازم آتی ہی لیکن ہبہ کے جواز کے لیے موہوب الیہ کا قبول کرنا ضرور ہی اور وصیت کا ابطال بلاشک موصی کی مرضی پر منحصر ہے۔ ایک بڑا فرق وصیت اور ہبہ میں یہ معلوم ہوتا ہی کہ وصیت اس صورت میں بھی جبکہ شی موصی بہ وصیت کے وقت موصی کے قبضہ میں نہ ہو عمل میں آسکتی ہی بخلاف اسکے ہبہ ایسی صورت میں باطل و ناجائز متصور ہوگا علاوہ اسکے یہ بھی ضرور نہیں کہ چند اشخاص کے نام وصیت کرنے کی صورت میں موصی ہر ایک کے نام کے ہبہ کی تفریح و تصریح کرے۔

مقدمہ ۲

س۔ ایک عورت کچھ جائداد منقولہ چھوڑ کر مرگئی اور کوئی وارث نہونے کی وجہ سے اسکی جائداد کا عدالت مین تعلیقہ ہوگیا اور دعویداروں کے احضار کے لیے اشتہار جاری ہونے کے بعد ایک عورت نے حاضر ہوکر اپنے تئین متوفیہ کی اور اُسکی جائداد کا وارث ظاہر کیا اور مظہر ہوئی کہ متوفیہ نے اسکا نکاح کیا علاوہ اسکے مدعیہ نے گواہ چار پیش کیے انھون نے ازروے حلف بیان کیا کہ متوفیہ نے انکے سامنے متبنّیٰ کرنا مدعیہ کا بطور اپنی دختر کے بارہا تسلیم کیا اور اسکا نکاح بھی کیا اور یہی اُسکی وارث جائز ہی اس صورت مین مدعیہ کو متوفیہ کی جائداد پانے کا استحقاق ہی یا نہین یا جائداد مذکور داخل بیت المال کیجائے۔

سوال سے معلوم ہوتا ہی کہ متوفیہ عورت نے چار گواہونکے سامنے مدعیہ کو اپنا وارث قرار دیا اور ظاہر ہی کہ اس اظہار سے نیت اور مراد اُسکی یہ تھی کہ مدعیہ اُسکی وفات کے بعد وارث ہو اور ان الفاظ کی تعبیر بجز اسکے اور کسی طرح پر نہین ہوسکتی کہ ایسی وصیت نسبت کل جائداد کے مفہوم کیجاے اور ہرچند یہ امر عبارت سے واضح نہین ہی لیکن بیان کے منشا پر لحاظ ہونا ضرور ہی

اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دے تو شخص مذکور بطور موصیٰ الیہ مستحق ارث ہوگا۔

۱۔ در صورت نہ ہونے وارثون اور قرض خواہون کے وصیت کل جائداد کی شرعًا جائز ہی اور مثل ہبہ کے وصیت مین تصریح جائداد ضرور

مقدمہ ۳

س - اگر کوئی شخص اپنی جائداد کی جار اجنبی شخصون کے نام وصیت کرے تو ایسی وصیت جائز ہی یا نہین اور اگر وصیت کی کوئی شرط خلاف شرع ہو تو یہ امر قطعاً باعث ناجوازی وصیت ہوگا یا صرف شرط ناجائز کی نسبت موثر ہوگا اور اگر شرط ناجائز سے کل وصیت غیر صحیح قرار پائے تو تسلیم ہونا اُسکا اور اُسپر عمل کیا جانا دو یا تین برس تک بعد وفات موصی کے جب اُسکے جواز کا ہوگا یا نہین -

ج - ترکہ کے ایک ثلث کی نسبت وصیت شرعاً جائز ہی اور باقی دو ثلث وارثون کا حق ہی اور اس مقدمہ خاص مین زوجہ اور ایک بہن متوفی کی وارث ہین اور دو بون زوجہ کا حصہ ایک ربع اور باقی بہن کا حق ہی پس اگر منجملہ ان وارثون کے کوئی شخص دعوی اپنا بصورت جائز پیش کرے تو وصیت کی کل شرائط قائم نہین رہ سکتین اور جو جائداد ترکہ کی ایک ثلث سے زائد ہو وہ ان شخصون کو جو ورثا مین داخل نہون نہین ملسکتی پس وصیت کا ایک جزو خلاف اور دوسرا جزو مطابق شرع کے ہی لیکن جسقدر جزو وصیت کا ناجائز ہی اس سے عدم جواز وصیت کا لازم نہین آتا اور جن شخصون نے بعد وفات موصی کے وصیت کو تسلیم کرکے

وصیت جسکی ایک شرط ناجائز ہو -

سین ہی اور جیساکہ استرداد وصیت بالکنایہ ممکن مین آتا ہی ویسا ہی وصیت بھی بالکنایہ ہو سکتی ہی - اصول وصیت دفعہ ۱۱ -

نفاذ اسکی شرائط کا مدار رکھا وہ بغیر نالشی ہونے کے اس سے منحرف نہیں ہو سکتے ہے[1]

مقدمہ ۴

س — ایک شخص نے حین حیات اپنے باوصف موجود ہونے ایک زوجہ کے اپنی جائداد کو بھائی کے بیٹے کے نام وصیت کیا اور وصیت نامہ پر زوجہ کی تصدیق بھی ثبت ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد وہ لاولد مر گیا اور اسکی وفات کے بعد اسکا برادر زادہ اور زوجہ جائداد پر بالاشتراک قابض رہے اور جب زوجہ فوت ہوئی تو اسکا بھائی اسکے حصہ کے بابت منجملہ جائداد کے دعویدار ہوا ایسی صورت میں وصیت جو متوفی کی جانب سے نام برادر زادہ کہ وارثوں میں داخل ہے عمل میں آئی جائز ہے یا نہیں اور واسطے ابطال استحقاق وارثان زوجہ کے کافی متصور ہے یا نہیں —

ج — اگر زوجہ نے شوہر کی وفات کے بعد نسبت دستاویز نوشتہ شوہر کے رضامندی اظاہر کی تو بہر صورت جائز و صحیح ہے کیونکہ جو وصیت ایک وارث کے نام عمل میں آئی وہ صرف بحالت نارضامندی اور وارثوں کے[2] ناجائز ہو سکتی ہے اور ہر چند اس

اگر ایک وارث کے نام با جازت دیگر یا منسوبہ باقی وارثوں کی وصیت عمل میں آئے تو ایسی وصیت جائز ہے

[1] اس مقدمہ میں اصل امر متعلقہ شرع یہ ہے کہ اگر وصیت کی کوئی شرط ناجائز ہو تو اس سے اسکے جواز میں بالعموم خلل واقع نہیں ہو سکتا اصول وصیت دفعہ ۹ — [2] اصول وصیت دفعہ ۳ —

مقدمۂ خاص مین اظہار رضامندی صراحتًا ہوا لیکن اسکے مفہوم ہونے مین کچھ شک وشبہ نہین ہی۔

مقدمہ ۵

س ۱۔ منجملہ دو بھائیون کے ایک بھائی تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا اور دوسرے بھائی نے بعد ازان برادر متوفی کی اولاد یعنے اپنے بھتیجون اور بھتیجی کے نام کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ موروثی ومکسوبہ جو خاص اسکی اور برادر متوفی کی مملوکہ تھی وصیت کردی اور اسکو سات حصون پر تقسیم کرکے دو دو حصے ہر برادر زادہ کو اور ایک بھتیجی کو دیا لیکن اسنے اپنے حین حیات اُنکے حصص کو تقسیم نہین کیا اور اُنکو قابض نہ کرادیا بلکہ اُنکو صرف جائداد کے منافع وصول کرنے کا اختیار بلحاظ حصص مجوزہ کے دیا ایسی صورت مین وصیتنامہ جو برادر حی القائم نے تحریر کیا شرعًا درست ہی یا نہین۔

ج ۱۔ وصیت جسکا ذکر سوال مین ہی جائز ہی کیونکہ موصی ہی جائداد کا مالک ہی اور اسکو اختیار ہی جسکے نام چاہے وصیت کرے پس جسقدر وصیت کہ بابت جائداد منقولہ یا غیر منقولہ یا موروثی یا مکسوبہ مملوکہ موصی کے بھتیجون اور بھتیجی کے نام عمل مین آئی جائز ہی لیکن بھائی کی جائداد کی نسبت جو وصیت ہوئی وہ محض بیفائدہ ہی کیونکہ موصی لہ کے بھتیجی اور بھتیجون کو اپنے باپ کے ترکہ کی نسبت وراثت کا استحقاق کامل شرعًا حاصل ہی یعنے

ذکر وصیت کا بابت اُس جائداد کے جسکا ایک جزو موصی کی ملک تھا اور جو ایسے شخصون کے نام عمل مین آئے جنمین سے بعض وارث ہون۔

بیٹون کو بہ نسبت دختر کے دو چند حصہ ملیگا اور واضح ہو کہ وصیت کا مقصود استقرار ملکیت ہو حالانکہ جو وصیت اس مقدمہ خاص مین ہوئی وہ بیفائدہ تھی کیونکہ موصی الیہم بعد وفات اپنے باپ کے وراثۃً ترکہ کے مستحق ہوے لیکن برادر حقیقی القائم نے جو اپنی جائداد کو وصیۃً تقسیم کیا وہ ہرگز اس وجہ سے ناجائز نہین ہو سکتی کہ نا سپردہ ہے اسنے حین حیات حصص کو تقسیم نہ کیا اور نہ موصی الیہم کو اپنے قابض کرایا کیونکہ وصیت مین مشاع جائز ہی اور موصی نے جو موصی الیہم کو اختیار وصول کرنے منافع کا بابت اُنکے حصص کے دیا یہ فعل اُسکا صرف داخل اجازت ہی یعنی یہ اجازت اُسکی بمنزلہ اس امر کے تھی کہ اسکی جائداد سے اوستحقص متمتع ہون اور یہ امر جائز ہی کیونکہ جیسا کہ ہبہ کامل کی صورت مین ہوتا ہی ویسا اجازت دینے کی نسبت اعتراض مشاع وارد نہین ہو سکتا

فرق مابین ہبہ جائداد اور اجازت بابت نفاذ استحقاق کے۔

وصیت جو موصی نے تحریر کی انفاذ اُسکا اسکی وفات پر منحصر ہی اور بعد اُسکے فوت ہونے کے اسکی بھتیجی اُسکے ترکہ سے ساتوان حصہ پانے کی مستحق ہی کیونکہ وہ اُسکے ورثا مین داخل نہین اور بعد ملنے ساتوین حصے کے جسکی نسبت اُسکو وصیتاً استحقاق پہونچتا ہی بقیہ جائداد سے بھائی کے بیٹونکو از روے استحقاق وراثت کے حصہ مساوی ملنا چاہیے چنانچہ

تفریع فرق۔

ماخذات ذیل سے اس راے کی تائید ہوتی ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو وصیت اس شی کی بابت عمل مین آئے جسکی وصیت کا اختیار موصی کو حاصل ہو جائز ہی اور جسکی نسبت اختیار نہو وہ ناجائز ہی اسی نسخہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص

ماخذات در باب مسئلہ وصیت و شی موصی بہ کے۔

اپنی جائداد کا ایک ثلث شخص کے نام اور دوسرا ثلث کسی اور کے
نام وصیت کرے اور ورثا دونون وصیت نامون کی تحریر کی نسبت رضامند
ہون تو ایسی صورت مین ایک ثلث دونون یابندگان وصیت مین مالمناصفہ
تقسیم ہوتا ہی کیونکہ اگر وصیت نامہ ترکہ کے ایک ثلث سے زائد جائداد
کی بابت ہو اور وارث کل جائداد کی بابت لکھا وصیت نامہ کا منظور
کرے تو جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہی وصیت بقدر ایک ثلث کے
محدود کیجاتی ہی اور چونکہ اس صورت خاص مین دونون دعویدارون کا
استحقاق بدرجہ مساوی جائز ہی اور ایک ثلث قابل تقسیم ہی لہذا تقسیم
اسکی دو دعویدارون مین بطور مساوی کیجائے علی ہذا القیاس شرح وقایہ
مین یہ لکھا ہی کہ جیسا ہبہ مطلق سے استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہی ویسا ہی
اس صورت مین حاصل ہوتا ہی جب اسکے نفاذ کے واسطے اجازت دیجائے
مثلاً کسی شخص کے پاس ایک ظرف پانی سے بھرا ہوا ہو اور وہ اُن
شخصون کو جنھون نے طہارت بطور تیمم کی ہو کہے کہ جسکو ضرورت
ہو اس پانی سے وضو کرے اور پانی ایک شخص کے وضو کے واسطے کافی ہو
تو اُسکا تیمم بیفائدہ ہی کیونکہ جب ایک شخص نے منجملہ جماعت کے پانی سے
وضو کیا تو باقی شخصون پر تیمم کے ذریعہ سے طہارت لازم آئی کسلیے کہ وضو
کی اجازت ہر شخص کو بالانفراد دی گئی تھی لیکن اگر اس شخص نے جسکا پانی تھا یہ
کہا ہو کہ یہ پانی تمھارے سب کے واسطے موجود ہی اور وے اُسکو اپنے کام مین لاوین
تو اس سے طہارت جو پیشتر تیمم کے طور پر کی گئی ہی بیفائدہ قرار نہیں پا سکتی

فرق مذکورہ بالا کہ
مو اخذ۔

کیونکہ بموجب مسئلہ دو خلفا کے ہبہ غیر مصرحہ کی صورت مین استحقاق مالکیت
کل موہوب لہم کو بالاشتراک حاصل ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ پانی اسقدر نہ تھا
شخص کے وضو کے واسطے کافی ہوتا لیکن جو دلیل کہ بموجب مسئلہ
ابو حنیفہ رہ کے زیادہ تر مسلمہ ہی وہ یہ ہی کہ پانی بدستور واہب کی ملکیت
تصور کیا گیا اور حاصل ہونا اختیار کا ثابت نہین ہی کیونکہ جب ہبہ ناجائز
ہو تو وہ اختیار بھی جو اسکے ذریعہ سے مفہوم کیا جاوے لامحالہ باطل ہی
پس اگر کل جماعت کے آدمی ایک شخص کو پانی کے صرف کے واسطے
اجازت دین اور وہ اسکو صرف مین نہ لاوے تو جو طہارت اس شخص نے
بذریعہ تیمم کے طور پر کی وہ بیفائدہ ہوگی یہ رائے مطابق مسئلہ دو خلفا کے ہی
نہ مطابق ابو حنیفہ رہ کے کس واسطے کہ ابو حنیفہ کا یہ قول ہی کہ جب اہل جماعتکو
استحقاق مالکیت حاصل نہ تھا تو انکو اجازت دینے کا اختیار کہان سے
حاصل ہوا پس عبارت منقولہ بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ہبہ مطلق اور اختیار کے
دینے مین فرق ہی یعنی ہبہ مطلق کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہی
کہ اختیار دینے کے لیے اور مشاع سے ہبہ ناجائز ہوتا ہی نہ صورت
اختیار یہ فرق بخوبی مستنبط ہی چنانچہ اس باب مین ہدایہ سے منقول ہی
کہ اگر کوئی شخص منجملہ اپنے وارثون کے چند کے نام وصیت
کرے تو یہ جائز نہین ہی اور واضح ہو کہ اس امر کی تنقیح کے
واسطے کہ جس شخص کے نام وصیت عمل مین آئے وہ وارث ہی
یا نہین موصی کی وفات کے زمانہ پر لحاظ کرنا چاہیے نہ اس زمانہ پر

موصی الیہ جو قبل وفات
موصی کے وارث قرار پاوے

جب وصیت کیجائے کیونکہ وصیت کا نفاذ بعد فوت ہونے موصی کے ہوتا ہے یعنی شرح ہدایہ مین اس فقرہ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بحالت موجود ہونے بیٹے کے بھائی کے نام وصیت کرے اور بیٹا باپ کی حیات مین مرجاے تو وصیت ناجائز ہے۔[1]

س ۲- اگر وصیت نامہ مین الفاظ اثاث البیت داخل نہوسے ہون تو اس قسم کی جائداد باوصف نہونے اسکی تصریح کے داخل وصیت تصور کی جائیگی یا نہین۔

ذکر اُس وصیتنامہ کا جسکی عبارت عام طور پر لکھی گئی ہو۔

ج ۲- اثاث البیت کو بھی داخل وصیت تصور کرنا چاہیے کیونکہ وصیت نامہ مین الفاظ مقبوضات اور اراضیات مستعمل ہوتے ہین اور الفاظ مقبوضات اثاث البیت پر بھی حاوی ہے علی ہذ القیاس لفظ اراضیات مین باغات و شوارع وغیرہ بھی داخل ہین گو ذکر انکا بصراحت درج نہین ہے لیکن وصیت نامہ کی شرائط کو برادر موصی کی کل اولاد سے کچھ تعلق نہین ہے پس برادر موصی کی دختر کو کل جائداد سے ساتوان حصہ مع اثاث البیت اور ہر قسم کی جائداد کے شرائط وصیت کی رو سے ملیگا اور جو کچھ بچے وہ برادر موصی کے بیٹون مین بوجہ استحقاق وراثت کے بحصص مساوی تقسیم ہوگا اور بھائی کی دختر وارثون مین نہین ہے حالانکہ بیٹے داخل ہین اور جو تصریح کہ اوپر

[1] اگر کوئی شخص وقت تحریر ہونے وصیت نامہ کے مستحق وراثت ہو اور بعد ازان قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جائے تو وہ جائداد موصی سے پاسکتا ہے۔ اصول وصیت [illegible]

لکھی گئی وہ شرع کے مطابق ہی - ماخذات - تلویح اور فقہ کے اور رسائل
مین یہ لکھاہی کہ جو لفظ بصورت عام واقع ہو وہ جملہ جزئیات پر حاوی ہوتا ہی
اور اس قاعدہ کو ان کل الفاظ سے جو بمعنی عام مستعمل ہوین
متعلق تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو کچھ میرے قبضہ
مین ہی یا جو اشیا میرے پاس ہین تو یہ الفاظ ہر قسم کی جائداد پر جو مظہر کے قبضہ
مین ہو حاوی ہین پس بموجب ان فقرون کے جو کفایہ اور ہدایہ سے
منقول ہوئے ہین وصیت نامہ کی تعبیر اسی طور پر ہونی چاہیے ۔[1]

[1] بیان جو اس جگہ درباب مسئلہ تیمم کے تمثیلاً واقع ہوا ہی توضیح اسکی ضرور ہی
شرع محمدی مین یہ حکم ہی کہ اگر طہارت کے واسطے پانی میسر نہ ہو تو خاک سے
طہارت کی جائے اور یہ بھی حکم ہی کہ جسقدر جلد ممکن ہو وضو کیا جائے اور اگر اس
باب مین غفلت ہو تو تیمم بیکار ہو جاتا ہی پس پہلی صورت جو اس تمثیل مین بیان کی گئی ہی
منجملہ ان شخصون کے جو تیمم کر چکے تھے ہر شخص کو بالانفراد وضو کا اختیار حاصل
تھا یعنی مالک کی اجازت سے ہر شخص پانی صرف مین لا سکتا تھا اور چونکہ
پانی اسقدر موجود تھا کہ اُنمین سے کوئی شخص اُسے صرف مین لاتا لہذا طہارت
جو پہلے بطور تیمم کے کی گئی تھی لہذا بیکار ہو گئی لیکن دوسری صورت جو لکھی گئی
ہی اُسمین ہبہ بسبب ہونے تصریح ہر حصہ دار کے حصہ کے ناجائز تصور
ہوا اور اگر وہ نافذ بھی تصور کیا جائے تو منجملہ موہوب لہم کے کوئی موہوب لہ
خاص ہبہ سے مستفید ہونے کا مجاز نہ تھا کیونکہ ہبہ کل شخصون کے نام بالا
جمال عمل مین آیا اور کل جماعت کے صرف کے واسطے پانی کافی نہ تھا ۔

چھٹا باب

نظائر نکاح ومہر وطلاق ونسب

مقدمہ ۱

س ۱- ایک عورت نے دوسری عورت کے نام کچھ روپیہ لیکر اقرار نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ مین اپنی لڑکی کا نکاح اسکے لڑکے کے ساتھ کر دونگی اور لڑکی معاہدہ کے وقت صرف تین مہینے کی تھی اور اُسکی مان نے لڑکے کو اپنے گھر مین رکھا اُسکی تربیت کی بعدہ لڑکی کی مان منحرف ہوئی اور اُسنے معاہدہ کے نفاذ سے انکار کیا ایسی صورت مین لڑکے کی مان کو شرعاً یہ استحقاق پہونچتا ہی یا نہین کہ لڑکی کی مان کو تعمیل معاہدہ کے واسطے

مجبور کرائے یا جو روپیہ کہ اُسنے لڑکی کی ماں کو اقرار نامۂ نکاح کی بابت دیا ہی وہ اُسکی واپسی کی مستحق ہی۔

ج ا۔ جو روپیہ لڑکے کی ماں نے نکاح کی بابت دیا اُسکو صرف اُسی قدر زر وصول کرنے کا استحقاق شرعاً حاصل ہی اور اُسکو کل زر مذکور ملنا چاہیے۔ فتاوی قاضی خان مین یہ مسئلہ لکھا ہی کہ ایک شخص دوسرے شخص کی لڑکی سے خواستگار نکاح ہوا اور اُسکے واسطے تحائف بھیجے بعد ازان لڑکی کے والد نے نکاح کرا دینے سے انکار کیا اس صورت مین یہ تجویز ہوئی کہ جو کچھ بطور مہر یا معاوضہ نکاح دیا گیا وہ بلا لحاظ اُسکے موجود ہونے یا نہونے کے واپس ملنا چاہیے اور جو کچھ بطور تحفہ بھیجا گیا وہ درصورت موجود ہونے کے قابل واپسی ہی لیکن اگر کم یا تلف ہو گیا تو دعوی اُسکا مثل قرضہ کے نہین ہو سکتا۔

اقرار نکاح شرعاً قابل نفاذ نہین ہی۔

س ۲۔ ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تربیت پاتا تھا اُسنے ایک اور عورت کی لڑکی سے نکاح ہو جانے کا پیام کیا اور لڑکی کے والدین کے گھر مین زیور و لباس وغیرہ بھیجا یا دیدیا ایسی صورت مین معاہدہ نکاح کامل اور واجب التعمیل ہی یا نہین اور اگر نہین ہی تو عورت مذکور کو استحقاق واپسی اُس شی کا جو دیگئی تھی شرعاً حاصل ہی یا نہین۔

ج ۲۔ ایسی صورت مین معاہدہ نکاح واجب التعمیل اور کامل نہین ہی کیونکہ نکاح کے جواز کے لئے ایجاب و قبول طرفین کا لازم ہی حالانکہ اس صورت خاص مین ایجاب و قبول کا عمل مین آنا پایا نہین جاتا

جو شی نکاح کی بابت دیجائے وہ واپسی کے قابل ہی۔

جو شے تحفہ دیجاے اور وہ موجود ہو تو واپس لیجا سکتی

لیکن جو کچھ لڑکی کے والدین کو نکاح کی بابت دیا گیا اُنکے گھر بھیجا گیا شرعًا قابل استرداد ہی نسخہ مختصر عثمانی مین جسکا حوالہ فتاوائے حصو مین دیا گیا ہی یہ لکھا ہی کہ ایک شخص نے اُس لڑکی کے باپ کے پاس جس سے نکاح منظور تھا زیور نقرہ و طلا اور پوشاک وغیرہ اسباب بھیجا یا کچھ چیزین اُسکو زمانہ حال کے دستور کے مطابق چند مرتبہ دین ایسی صورت مین عقد نکاح لازم نہین آتا کیونکہ انعقاد نکاح کے واسطے شرعًا ایجاب و قبول ضروری ہی اور انکا عمل مین آنا اس صورت مین پایا نہین جاتا علی ہذا القیاس دستور القضات مین بھی یہی لکھا ہی اور فتاوائے قاضی خان مین ایک فقرہ اس مضمون سے تحریر ہی کہ ایک شخص نے کسی کی لڑکی سے پیام نکاح کیا اور اُسکے واسطے تحائف وغیرہ بھیجے الخ (یہ فقرہ اوپر منقول ہی)۔

مقدمہ ۲

سوال - نکاح کے واسطے لکھا جانا کسی دستاویز کا ضروری ہی یا نہین مثلًا ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نکاح ایک طوائف کی لڑکی کے ساتھ قرار دیا اور طوائف نے لڑکے کے والد کو کچھ روپیہ بھی دیا اور اس سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھا لیا کہ روپیہ وصول ہوا اور اسکی عوض لڑکی کے ساتھ نکاح کر دیا جائیگا اور شخص مذکور نے بعد لکھدینے دستاویز کے لڑکی کو جسکے ساتھ نکاح ہونے والا تھا اپنے گھر مین رکھا اور باوجود ان مراتب کے اقرار نکاح الفانہ کیا ایسا معاہدہ

مثل بیع کے واجب التعمیل متصور ہو سکتا ہی یا نہین شرعًا قابل نفاذ ہی۔

(ج) ۔ شرفا مین نکاح کی بابت کوئی دستاویز تحریر نہین ہوتی ممکن ہی کہ اسطرح کا دستور ذیل قومون مین جاری ہو لیکن اگر کوئی شخص روپیہ لیکر اسطرح کا اقرار نامہ لکھد تو وہ صرف بمنزلہ اقرار نکاح ہی اسپر ہرگز عقد نکاح واقعی کا اطلاق نہین ہو سکتا اور جو شخص ایسی دستاویز لکھدے اُسکو شرائط دستاویز سے منحرف ہونے کا اختیار ہی اور جس شخص کے ساتھ مناسب سمجھے اپنے لڑکے کا نکاح کرے لیکن اگر اسیع زر موصولہ طلب کیا جائے تو اسپر ادا کرنا زر مذکور کا واجب ہی اور واضح ہو کہ معاہدہ بیع کے شرائط مصرح و مختص ہوتے ہین لیکن جس قسم کے جس قسم کے معاہدہ کا سوال مین ذکر ہی اسمین ایسی کوئی شرط پائی نہین جاتی۔ [۱]

اقرار نامہ نکاح کی بابت لکھا جائے واجب التعمیل نہین ہی مگر جو کچھ روپیہ معاوضہ کی بابت دیا جاے وہ قابل واپسی ہی۔

[۱] اس صورت کے معاہدہ کو ہبہ بشرط العوض کہ سکتے ہین اور اثر اسکا مثل بیع کے ہی اور جب تک معاوضہ وصول نہو اس جائداد کو جو دی جائے اُسکو ہبہ مطلق متصور کرنا چاہیے اور اس قسم کی جائداد بحالت موجود ہونے کے قابل استرداد ہی یہ معاملہ مثل ہبہ بالعوض کے بھی تصور کیا جا سکتا ہی یعنی ایسی صورت مین واپس کرنا قیمت کا بحالت موجود نہونے جائداد کے لازم آتا ہی اور سوال مذکورہ بالا مین جو کہی صورتین قائم کی گئی ہین اُنین سے ایک یہ ہی کہ کل اشیاء محض تحفہ بغیر یعنی کچھ معاوضہ کے دی گئین پس اگر اشیاء مذکورہ موجود ہون تو از روے قاعدہ عامہ استرداد ہبہ کے دسے قابل واپسی ہین۔

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص نے باہم بیٹے اور بھتیجی کے بغیر رضامندی بھتیجی کی ماں کے اُس زمانہ مین جب ان دونون کی عمر صرف تین تین برس کی تھی نسبت مناکحت قرار دی لیکن بیٹے اور بھتیجی نے زمانۂ طفولیت مین ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی اس صورت مین ازدواج ان دونون کا شرعًا جائز ہی یا نہین۔

ج۔ سوال سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ بیٹے اور بھتیجی نے ایک ہی زمانہ مین بعہد طفولیت ایک مرضعہ کے دودھ سے پرورش پائی لیکن یہ نہین لکھا ہی کہ انکی عمر اُسوقت مین کیا تھی شرع مین نکاح ان اطفال کا جنھون نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی ہو بلحاظ اُنکی عمر کے جائز و ناجائز قرار دیا گیا ہی پس اگر بیٹے یا بھتیجی نے قبل ہونے تیس مہینے کی عمر یعنی ڈھائی برس کے یا بیشتر اُس سے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو نکاح فی مابین انکے زمانہ مابعد مین ناجائز ہی لیکن اگر بعد اس عمر کے اُنھون نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو نکاح جائز ہوگا علی ہذا القیاس اگر زمانہ رضاعت مین ایک کا سن عمر معینہ سے زائد اور دوسرے کا کم ہو تو یہ امر مانع نکاح نہوگا[1]

رضاعت سے نکاح باطل نہین ہوسکتا۔

[1] قاعدہ یہ ہی کہ جن صورتون مین نکاح بسبب قربت نسبتی کے ممنوع ہی ویساہی رضاعت کی وجہ سے ممنوع ہوسکتا ہی لیکن اس قاعدے کی نسبت دو استثنا ہین اور انکا ذکر مسائل نکاح کی دفعہ ۲۳ مین لکھا ہی۔

مقدمہ ۴

س - ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور بنظر رفع بدنامی کے اُسکے ساتھ بحالت اُسکے حاملہ ہونے کے نکاح کرلیا لیکن عورت بدستور اپنے والدین کے گھر مین رہی اور اب اُسنے شوہر پر دعویٰ بابت نان و نفقہ بقایاے چھ سال کے کیا ہے گواہ جو پیش ہوئے ہین بیان کرتے ہین کہ نکاح کو سولہ یا سترہ برس ہوئے اور یہ بھی ثابت ہے کہ زوجہ کبھی شوہر کے پاس نہ رہی اور نہ کبھی اُسنے نان و نفقہ اُس سے پایا ایسی صورت مین اسطرح کا نکاح جائز ہے یا نہین اور زوجہ کو سولہ یا سترہ برس بعد عقد نکاح کے بقایا ر نان و نفقہ کا استحقاق شرعًا ہو سکتا ہے یا نہین۔

نکاح مصاحبت زن حاملہ کے ساتھ۔

ج - شرعًا زن حاملہ کے ساتھ نکاح روا ہے لیکن اگر حمل کسی اور شخص سے ہو تو جبتک وضع حمل نہو مصاحبت ممنوع ہے ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت بصورت زنا حاملہ ہو تو اُسکے ساتھ نکاح جائز ہے لیکن شوہر کو تا وضع حمل اُسکے ساتھ مصاحبت نہ کرنی چاہیے - نان و نفقہ کا دعوی شوہر پر نہین ہو سکتا الا اُس صورت مین کہ شرط خاص قرار پائی ہو یا بذریعہ حکم عدالت کے تجویز ہوا ہو اور وقایہ مین یہ لکھا ہے کہ ایام ماضیہ کی نسبت نان و نفقہ واجب الادا نہین ہو سکتا الا اس صورت مین کہ قاضی کے حکم سے دلایا جائے یا متعاقدین مین شرط ٹھہری ہو اور ایسی صورت مین ادا کرنا اسکا واجب ہے۔

مقدمہ ۵

س - ایک عورت نکاح کے وقت ماں سے ۱۰ بگیہ اراضی اور ایک منزل مکان اور گاوخانہ بطور ہبہ ملا بعدہ وہ شوہر اور ایک دختر غیر منکوحہ اور ایک بیٹا چھوڑکر مرگئی پس متوفیہ کے شوہر اور اُسکی اولاد کو جائداد مذکور الصدر کس حساب سے ملیگی -

ج - جو جائداد منقولہ و غیر منقولہ عورت کو نکاح کے وقت یا اور طور پر حاصل ہو اُسکی نسبت وہ شرعًا مالک کامل تصور کیجاتی ہی لہذا اُسکی وفات کے بعد اُسکا ترکہ از روے فرائض کے چار حصوں پر تقسیم ہوگا منجملہ اُنکے شوہر کو ایک حصہ ملیگا اور اُسکا بیٹا دو حصے پائیگا اور اُسکی دختر کو ایک حصہ دیا جائیگا -

زوجہ کی جائداد شوہر کو شوہر کو نکاح کے ذریعے سے حاصل نہوگی -

مقدمہ ۶

س - عورت منکوحہ کا اپنے زیور و پوشاک وغیرہ اسباب کو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرنا جائز ہی یا اُسکو شرعًا شوہر کی اجازت بیشتر حاصل کرنی چاہیے -

ج - عورت منکوحہ کو اپنے زیور اور اشیا کا بذریعہ ہبہ منتقل کرنے کا اختیار ہی اور شرعًا شوہر کی اجازت اس باب مین ضرور نہین ہی -

عورت یعنی زوجہ کو اپنی جائداد خاص کی نسبت استحقاق مطلق حاصل ہی

مقدمہ ۷

س ۱۔ ایک شخص نے پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہونے کے بعد فرنگستان کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور عورت مذکور کو اپنے مذہب مین داخل کیا اس طرح کا دوسرا نکاح شرعاً جائز ہی یا نہین

ج ۱۔ ایسا نکاح جائز ہی کیونکہ عورت نے اسلام اختیار کیا اور دین مذکور کے بموجب چار نکاح [1] جائز ہین ایک شخص ایک ہی وقت مین چار زوجہ رکھہ سکتا ہی [2]

مذہب اور تعداد ازدواج کا ذکر

س ۲۔ شوہر نے اول زوجہ کا دعوے مہر ادا کرکے اس سے فارغخطی حاصل کی اور برضامندی طرفین مناکحت کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین آئی اور شوہر باوجود زندہ ہونے اسکے بیٹے اور بیٹی کے جو زوجۂ اول سے ہین اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ بلا اطلاع انکے بعوض دین مہر دوسری زوجہ کے ہبہ کے روسے منتقل کرتا ہی ایسا ہبہ شرعاً جائز ہی

ج ۲۔ صورت مذکورۂ بالا مین چونکہ نکاح اول کی تنسیخ عمل مین آئی لہذا شوہر اپنی جائداد کو بطور مصرحۂ بالا ہبہ کرنے کا مجاز ہی اور جائداد پر دوسری زوجہ کے قبضہ ہو جانے سے ہبہ مکمل ہی

کل جائداد کا ہبہ دوسری زوجہ کے نام جائز ہی گو اولاد زوجہ اول سے موجود ہو

---

[1] اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۸۔

[2] نکاح کے جواز کے لئے عورت کا مسلمان ہونا یا نہ ہونا ضرور نہین ہی

اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۰۔

تکمیل ہوجائیگی کیونکہ شوہر کو اپنی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہی اسکا بیٹا اور بیٹی بعد اسکی وفات کے وارث ہونگے نہ اسکے حین حیات سے[1]

مقدمہ ۸

س — ایک شخص نے قبل نکاح کے اپنی زوجہ کے ساتھ یہ زبانی اقرار کیا کہ بعد نکاح کے زوجہ کو اپنے والدین کے گھر میں رہنے کا اختیار ہوگا بعد ازدواج کے وہ خلاف اس اقرار کے زوجہ دوسری جگہ لیجا سکتا ہی یا اُسپر اس شرط کا ایفا ضرور ہوگا۔

ج — شرع کی رو سے ایسا اقرار ناجائز ہی لہذا شوہر کی نسبت ایفا اسکا ضرور نہیں ہی اور اُسے زوجہ کو اپنے گھر لیجانے کا اختیار ہی بشرطیکہ دین مہر اُسنے ادا کردیا ہو اور نہ ادا کرنے کی صورت میں زوجہ معترض ہونے کی مجاز ہی[2]

نکاح جو شرط ناجائز کے ساتھ عمل میں آوے۔

---

[1] واضح ہو کہ اس مقدمہ میں ادا کیا جانا زوجہ اول کے دین مہر کا بصراحت مذکور ہوا ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو زوجہ اول کی اولاد جائداد پدری سے بقدر دین مہر اپنی ماں کے دعویدار ہوتی۔

[2] شرع محمدی کا ایک عام قاعدہ یہ ہی کہ اگر ایسے معاہدہ کے ساتھ شرائط ناجائز عمل میں آئیں تو اُنکی خلاف ورزی سے خاص معاہدہ کے جواز میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا ایسی شرائط بالاصالت اسطور پر کالعدم تصور کیجاتی ہیں کہ گویا وے کبھی عمل میں نہیں آئی تھیں اصول بیع کی دفعہ ۱۶ اور اصول وصیت کی دفعہ ۱۹ اور اصول مطالبات کی دفعہ ۳ معائنہ کیجائیں۔

مقدمہ ۹

س — ایک شخص نے بعوض کچھ زر نقد کے اقرار نامہ اس امر کا تجویز کیا کہ وہ اپنی دختر کا نکاح ایک اور عورت کے پسر کے ساتھ کردیگا چنانچہ پسر کی ماں نے لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ لیا مگر اسکا لڑکا قبل نکاح کے مر گیا ایسی صورت میں دختر کا باپ دوسرے شخص کے ساتھ اسکے کر دینے کا مجاز ہی یا متوفی کی ماں —

ج — متوفی جسکے ساتھ لڑکی کا نکاح ہونا قرار پایا تھا اگر عمل میں نہیں آیا اسکی ماں شرعاً اس امر کی مجاز نہیں ہے کہ لڑکی کا دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرائے لڑکی کے باپ کو اختیار ہی جس شخص کے ساتھ مناسب سمجھے نکاح کرے اور اگر لڑکی ذی شعور اور بالغہ ہی تو اسکو بھی صورت اجازت ہی کہ کسی شخص کے ساتھ جو مساوی الدرجہ ہو نکاح کرلے اس امر میں سب علما کا اتفاق ہی —

استفتاء لڑکی کا جو منسوب ہوگئی ہو اور اسکا شوہر قبل نکاح مرجاوے —

مقدمہ ۱۰

س — اگر زید جمیلہ کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اسکی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھ حین حیات جمیلہ کے نکاح کرے اور شرعاً ایسا نکاح ناجائز قرار پاوے تو نکاح اول جائز متصور ہوگا یا نہیں اور جمیلہ مہر کی مستحق ہی یا نہیں —

زوجہ کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا حین حیات زوجہ کے

ج - زید کا نکاح جمیلہ کے ساتھ جائز متصور ہوگا گو اُسنے بعد ازان زوجہ کی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھ نکاح کیا ہو اور چونکہ حمیدہ بوجہ قرابت نسبی اُن واسطہ داروں مین ہی جنکے ساتھ نکاح کرنا جائز نہین ہی لہذا اسکا نکاح زید کے ساتھ باطل اور نادرست ہی اور وہ مستحق مہر کی نہین ہی لیکن اس امر سے معاہدہ اول جو جمیلہ کے ساتھ ہوا ہو ناجائز نہ تصور کیا جائیگا اور زید کی وفات کے بعد اُسکی جائداد سے جمیلہ اپنے کل مہر کے پانے کی مستحق ہی۔[1]

مقدمہ ۱۱

س - وے کونسے الفاظ اور مراسم ہین جنسے نکاح کی تکمیل ہوتی ہی -

مراسم ضروریہ نکاح

ج - نکاح کے لئے متعاقدین کی ایجاب و قبول نہایت ضرور ہی مثلاً شوہر یہ کہے کہ فلان عورت کے ساتھ بہ تعین استقدر

---

[1] اگر دونون بہنون کے ساتھ وہی شخص ایک ہی زمانہ مین نکاح کرتا یا اس امر کی تنقیح نہ ہو سکتی کہ کسکے ساتھ اول نکاح ہوا تو اس صورت مین دونون نکاح ناجائز قرار دیے جاسکتے بشرطیکہ زوجہ اول زندہ ہو اور تنسیخ مناکحت عمل مین نہ آئی ہو - زوجہ متوفیہ یا مطلقہ کی ہمشیر کے ساتھ نکاح شرع کے بموجب منع نہین ہی یہ مسئلہ محیط السرخسی مین فتاوی عالمگیری سے نقل ہی -

مہر کے مین نے نکاح کیا اور زوجہ یہ کہے کہ مین نے اس امر کو قبول کیا۔
یا زوجہ کی جانب سے اسکا وکیل یہ کہے کہ مین نے فلان
عورت کا بابت اسقدر مہر کے فلان شخص کے ساتھ نکاح کرادیا علی ہذا القیاس
شوہر کا وکیل یہ کہے کہ مین نے اس امر کو فلان شخص کی جانب سے تسلیم کیا
اور یہ شرط بھی ضروری ہے[1] موقع معاہدہ پر دو شخص آزاد اور صحیح الحواس اور
بالغ اور مسلمان[2] موجود رہین تاکہ ایجاب و قبول کی نسبت گواہ رہین یا
ایک مرد اور دو عورتین موجود ہون اور انکی نسبت بھی وہی شرائط
مقرر ہین۔ دعوت اور رسوم ابتدائی محض رواج مین داخل ہین
معاہدہ کی تکمیل کے واسطے ہرگز ضرور نہین ہین۔

س ۲۔ ثبوت نکاح کے واسطے کس قسم کی شہادت ضروری ہے۔

ج ۲۔ یہ ضروری ہے کہ گواہون کی شہادت جملہ صورتون مین

شہادت سمعی کس صورت مین منظور کئے قابل ہے

[1] بادی النظر مین یہ مسئلہ خلاف مسئلہ کے معلوم ہوتا ہے جو مرزا جان سے
مقدمہ مین لکھا گیا ہے نظائر نکاح کے مقدمہ ۷ کی تنبیہ معائنہ کی جاسکے مگر فی الواقع
دونون متوافق ہین مقدمہ مذکور مین یہ مقولہ تحریر ہوا ہے کہ شہادت سمعی نکاح کے
ثبوت کے لیئے کافی ہے مگر اسمین یہ فرق کر لیا گیا ہے کہ نکاح دو گواہون کے سامنے
جائز پر بموجب مسئلہ متذکرہ مقدمہ ہذا عمل مین آیا۔ دوسرے سوال کے جواب سے بھی یہی امر ثابت ہوتا ہے
[2] واضح ہو کہ جیسا اور معاہدات مین گواہون کی نسبت وضع اور قرابت کا اعتراض کیا
جاتا ویسا گواہان نکاح کی نسبت ضرور نہین ہے۔ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۵۔

باستثناء معاملات نسب و نکاح اور بعض خاص معاملا استثنائیہ کے چشم دیدہ ہو الا معاملات استثنائیہ مین شہادت سمعی جائز ہے اگر شرط یہ ہی کہ گواہ امر منظرہ کی نسبت بوجہ شہرت یا دریافت ہونے اسکے کسی ایسے شخص سے جسکی صداقت پر اسکو اشتباہ نہو یقین رکھتا ہو۔ یہ قول مطابق ہدایہ کے ہی۔

س ۴۳۔ شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھ جائز ہی یا نہین۔

ج ۴۳۔ شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھ فضول و بے سود ہی کیونکہ جاریہ سے ساتھ بوجہ استحقاق ملک کے متمتع ہونا اسی طور پر جائز ہو جیسا بذریعہ عقد نکاح کے لیکن باوجود اسکے اسطرح کا نکاح بنظر احتیاط و تہذیب جائز رکھا گیا ہی کیونکہ بالعموم یہ تسلیم کیا گیا ہی کہ جاریہ کا اطلاق بلحاظ اصل معنی اصطلاح کے صرف اسی عورت پر صادق آتا ہی جو دار الحرب مین اسیر یا ایسی کنیز کی اولاد سے ہو مگر جن عورات کو اصطلاح متعارفہ مین کنیز کہتے ہین اُنکے ساتھ مصاحبت جائز نہین اور وے عورات ہین جو ایام قحط سالی مین اہل اسلام وغیرہ خرید کرین پس ایسی عورات سے ساتھ مصاحبت جائز ہونے کے لئے نکاح کرنا زیادہ تر مناسب ہی۔

لفظ جاریہ کی تعریف شرع کے بموجب۔

س ۴۴۔ ایک شخص نے اپنی چار کنیزون کے ساتھ نکاح کیا اور بعد ازان اُن چارون کی حیات مین عورت حرہ کے ساتھ نکاح کیا ایسی صورت مین پانچوان نکاح جائز و صحیح ہی یا نہین۔

---

۱ اصول مطالبات دفعہ ۱۴۴

نکاح جاریہ کے ساتھ۔

ج ۸ - اگر یہ ثابت ہو کہ شخص مذکور نے جن چار عورتون کے
ساتھ نکاح کیا وے فی الواقع اسکی کنیز ہین تو اسکا نکاح اُنکے ساتھ
ناجائز و باطل ہی اور نکاح مابعد عورت حرہ کے ساتھ فی الحقیقت پانچون
نکاح تصور نہین کیا جائیگا اور وہ حین حیات کنیزون کے جائز ہی لیکن
اگر چارون کنیز فی الواقع از روے شرع اُسکی جاریہ نہین بلکہ بلحاظ
اصطلاح متعارفہ کے کنیز کہلاتی ہین تو اسکا نکاح اُنکے ساتھ شرعًا
روا ہی اور نکاح مابعد زن پنجم کے ساتھ پانچوان نکاح تصور کیا جائیگا
اور اسی جہت سے ناجائز ہوگا۔ لیکن دین مہر بعد تکمیل نکاح ناجائز کے
واجب الادا ہوتا ہی اور ایسی صورت مین شوہر پر ادا کرنا اُس دین مہر کا واجب
ہی جو منجملہ مہر مثل اور مہر مشروطہ کے قلیل ہو علی ہذا القیاس اولاد جو
نکاح ناجائز سے پیدا ہو باپ کے نسب سے کہلائیگی۔

مہر و نسب نکاح ناجائز کی صورت مین۔

مسئلہ ۱۲

س - ایک عورت بالغہ نے اپنی رضا و رغبت سے ایک شخص کے ساتھ گواہون کے
روبرو نکاح کیا بعد ازان عورت مذکور کے رشتہ دار اُسکو شوہر کے گھر سے زبردستی لیگئے
اور اُسکا نکاح اور ایک شخص کے ساتھ کردیا اب دونون شوہر واسطے قبضہ عورت کے دعویدار ہین اور

لیکن اگر اُس شخص نے جسکا ذکر سوال مین ہی دوسرے شخص کی صرف ایک کنیز کے ساتھ
نکاح کیا ہوتا تو بعد ازان وہ عورت حرہ کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز نہوتا۔ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۱

دونون نے اپنے اپنے گواہ پیش کیے ہین ایک کا یہ بیان ہو کہ نکاح حسب قاعدہ شرع کے پانچوین رمضان کو ہوا اور دوسرا مظہر ہو کہ نکاح اسی رمضان کی آٹھوین کو ہوا اور دوسرا شوہر یہ بھی اقرار کرتا ہو کہ عورت کا نکاح میرے ساتھ اسکے طلاق کے بعد ہوا ہی اور عورت اور اُسکے واسطہ دار نکاح ثانی کو جائز رکھا چاہتے ہین ایسی صورت مین منجملہ دونون دعویدارون کے شرعًا عورت کسکو ملنی چاہیے اور واسطے ثبوت نکاح کے ثابت کرانا عقد کا گواہون کی گواہی سے ضرور ہی یا نہین اور جواز نکاح کے واسطے رضامندی عورت اور ولیون کی درکار ہی یا نہین —

ج — گواہون کی شہادت سے ثابت ہی کہ دعویدار اول کا نکاح قبل نکاح دعویدار ثانی کے ہوا اور اسی جہت سے پہلا نکاح بلحاظ تقدم کے مرجح ہی[1] پس عورت دعویدار اول کو ملنی چاہیے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر دعویداران نکاح تاریخ نکاح بیان کرین تو شہادت اُس شخص کی جو تاریخ ماقبل ظاہر کرے قبول ہونی چاہیے علی ہذ القیاس شرح وقایہ مین یہ مرقوم ہی کہ اگر دو شخص نکاح کرنا اپنا ایک عورت کے ساتھ پہلے یا دیگرے ظاہر کرین اور اپنے اپنے نکاح کی نسبت گواہ گذرانین تو جس شخص کا نکاح قبل ہوا ہو وہ جائز ہی - دعویدار ثانی خود مظہر ہی کہ اسکا نکاح اسوقت ہوا جب زوجہ سے پہلے شوہر سے طلاق پا چکی تھی لیکن نکاح ثانی کو باطل و ناجائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ مدت عدت مین نکاح

اگر خود دعویدار نکاح ہونا اپنا عورت کے ساتھ بعد اُسکے طلاق پانے کے بیان کرے تو اس سے نکاح سابق کا ثبوت بمقابلہ اسکے لازم آتا ہی

[1] اصول مطالبات دفعہ ۱۴۴ -

نکاح ثانی مدت عدت مین۔

ثانی عورت کا ناجائز ہی اور ممکن نہین ہی کہ پانچوین سے آٹھوین تک مدت مذکورہ منقضی ہوگئی ہو لیکن اگر یہ یقین کیا جاے کہ پہلے دعویدار نے فی الواقع عورت کو طلاق دیا اور یہ بھی ثابت ہو کہ دعویدار مذکور نے باوصف رجعی ہونے طلاق کے اسکو پھر نہ بلایا اور مستبائن ہونا طلاق کا ثابت ہو تو ایسی صورت مین پہلے دعویدار کا نکاح بھی باطل اور ناجائز ہوتا ہی اور اگر خلاف اسکے عورت طلاق پانا اپنا ثابت نہ کرے اور نکاح گواہان مجاز سے ثبوت کو پہونچے تو عورت پہلے دعویدار کو ملنی چاہیے اور واضح ہو کہ اگر نکاح ثابت ہو تو وجہ یا اُسکے ولیون کی استرضا ضرور نہین ہی الا اُس صورت مین کہ متعاقدین کا درجہ مساوی نہو یا اور کسی طرح کا ایسا امر مانع شرعی عارض ہو جو واسطے ابطال عقد نکاح کے کافی قرار دیا گیا ہو۔!

مقدمہ ۱۳

س۔ مسماۃ ہندہ و زید پچیس برس تک بطور زن وشوہر یکجا رہے اور بسبب منقضی ہو جانے اسقدر عرصہ دراز کے وقوع نکاح کی نسبت کوئی گواہ رویت موجود نہین ہی لیکن زید کا اقرار درباب ہونے نکاح کے ہندہ کے ساتھ شہادت گواہان اور کاغذات سے ثابت ہو سکتا ہی

لے اصول متعلقہ طلاق کی نسبت اصول نکاح کی دفعہ ۲۴ و ۲۵ ۔ دیکھنی چاہیئے اور بابت مداخلت ولیون کے بھی اصول نکاح کی دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ کی جائین۔

ایسی صورت مین نکاح شرعاً ثابت ہی یا نہین اور اگر نکاح حسب حالات متذکرہ بالا کامل اور واجب التعمیل ہو تو زوجہ بعد لینے اپنے دین مہر کے کسقدر جائداد پانے کی مستحق ہی۔

ج۔ اگر زید و ہندہ پچیس برس تک بطور زن و شوہر یکجا رہے ہون یا اگر زید نے گواہون کے روبرو نکاح ہونا اپنا ہندہ کے ساتھ تسلیم کیا ہو تو ایسا اقرار اسکا واسطے ثبوت نکاح کے شرعاً کافی ہی اور اگر زید لاولد مر گیا تو اسکی زوجہ ترکہ سے ایک ربع پانے کی مستحق ہو گی اور اگر شوہر نے کچھ اولاد چھوڑی تو زوجہ ایک ثمن پائیگی اور اگر یہ ثابت ہو کہ کوئی رقم خاص بابت مہر کے قرار نہ پائی تھی تو زوجہ کو مہر مثل ملنا چاہیے کیونکہ شوہر پر ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے لازم ہی اور ورثا تا ادا ہونے دین مہر کے مستحق ترکہ نہین ہو سکتے۔

اگر شوہر کا اقرار ثابت ہو تو درصورت موجود ہونے بہتر ثبوت کے اقرار مذکور اثبات نکاح کے لیے کافی متصور ہی

مقدمہ ۱۴۱

س۔ صغیر السن لڑکی کا نکاح جسکا حقیقی چچا موجود ہو بلا اجازت اسکے چچا کے مگر باجازت مان اور نانا اور نانی کے درست اور جائز ہی یا نہین۔

ج۔ ہر چند اس مقدمہ مین واضح ہی کہ علاوہ اقرار شوہر کے ایک عرصہ تک ہمخانگی کا ثبوت بھی موجود ہی لیکن اگر ان دونون امور سے ایک امر بھی بخوبی ثابت ہو تو وہ واسطے ثبوت نکاح کے کافی تصور کیا جائیگا۔

نکاح اس صورت مین جب ہی جائز ہو گا

ج - چچا کی اجازت ضرور ہی الا جب وہ تین روز کے فاصلہ پر ہو تو واسطہ داران مذکور الصدر کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہی ۔[1]

مقدمہ ۱۵

س - مساوی الدرجہ ہونے کی حالت مین اسد علی خلف میر نجان کا نکاح مساۃ آغا کے ساتھ بلا رضامندی اسکے علی مظفر خان کے جائز ہو یا نہین -

واسطہ داری پدری اختیار نسبت ازدواج نابالغہ کے -

ج - اگر لڑکی نابالغہ ہی تو اُسکا نکاح محافظین کے اختیار مین ہی سلسلہ وراثت مین قریب ہونے کی وجہ سے واسطہ داری پدری اُسکے محافظ ہین اور باپ کا بھائی ایسے واسطہ دارون مین داخل ہی لہذا وہ نابالغہ کا نکاح کرنے کا مجاز ہی لیکن بالغہ ہو جانے کے بعد عورت کو اس معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہو گا جبتک لڑکی نابالغہ رہے اُسوقت تک اُسکے محافظ کو لازم ہی کہ تاوقتیکہ شوہر مہر نہ ادا کرے لڑکی کو شوہر کے گھر جانے سے باز رکھے اس باب مین بحر الرائق اور عالمگیری مین یہ مندرج ہی - اگر نابالغہ کا نکاح عمل مین آوے اور بغیر حاصل ہونے مہر کے وہ اپنے شوہر کے گھر جانا چاہے تو اس شخص کو

محافظین پر ادا کرنا مہر کا لازم ہی

[1] واسطہ دار پدری نہ ہونے کی حالت مین واسطہ دار مادری نفر صغیر السن کا نکاح کر سکتا ہی - اصول نکاح وغیرہ کی دفعہ ۱۹ معائنہ کی جاوے اور تین روز کے فاصلہ سے جو مراد ہی اُسکی نسبت ہبہ کا نوان مقدمہ معائنہ کیا جاوے -

جسکی حفاظت مین وہ قبل ازدواج تھی لازم ہے کہ اُسے ایسے امر سے باز رکھے تاوقتیکہ نابالغہ کی جانب سے وہ شخص جو دین مہر پانے کا مستحق ہو اُسے حاصل کرلے۔ جب چچا اپنی بھتیجی نابالغہ کا بہ تعین مہر خاص نکاح کرکے بغیر حاصل کرنے زرِ مہر کے اُسکو شوہر کے حوالہ کرے تو یہ نامناسب ہے اور لڑکی کو اُسکے گھر کے لوگ واپس لے سکتے ہین نکاح دختر بالغہ کا شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ بلا اجازت اُسکے محافظ کے صحیح و جائز ہے لیکن اگر فریقین مساوی الدرجہ نہون تو ولی معترض ہوسکتا ہے اور اگر لڑکی ذیشعور ہو مگر صغیر السن ہو اور وہ اپنا نکاح ایک مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ کرے اور بعدازان ولی بھی اس امر مین اپنی رضامندی ظاہر کرے ایسا نکاح درست متصور ہوگا مگر باوجود اُسکے عورت کو بالغہ ہونے کی صورت مین معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہے۔ اگر کوئی ولی موجود نہین ہے تو معاہدہ کا جواز عورت کے بالغہ ہوجانے کے بعد اُسکی مرضی پر بالکل منحصر ہے چنانچہ عالمگیری مین لکھا ہے کہ قاضی بدرالدین سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک دختر صغیر السن کا کوئی ولی نہ تھا اور اُسنے ایک شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ بلا موجودگی قاضی کے نکاح کرلیا قاضی نے جواب دیا کہ نکاح ہوگیا مگر اُسکا قائم رہنا عورت کے بالغہ ہوجانے کے بعد اُسکی مرضی پر منحصر ہوگا۔[1]

بالغہ عورت کا نکاح مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ

مساوی الدرجہ نہونے کی صورت

ازدواج نابالغہ کا ولی کی رضامندی سے

ولی نہونے کی صورت میں۔

---

[1] لیکن عورت کو چاہیے کہ بالغہ ہونے کے بعد فی الفور نکاح کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین لائے ورنہ اگر وہ بعد بالغ ہونے کے

مقدمہ ۱۶

س ۔ اس مقدمہ کی وجہ سے لطف النسا کا نکاح کبیر الدین کے ساتھ جائز معلوم ہوتا ہی یا نہیں اگر جائز ہی تو لطف النسا کو بعد بالغہ ہونے کے فسخ ازدواج کا استحقاق حاصل ہی یا نہیں اور اس وجہ سے کہ متعاقدین کی ایک ہی مرضعہ تھی یا کسی اور امر مانع سے نکاح باطل و ناجائز متصور ہی یا نہیں اور اگر نکاح بہر صورت شرع کے بموجب عمل مین آیا ہی اور کوئی امر اُسکے ناجائز قرار دینے کا نہ پایا جاے تو لطف النسا کو اُسکے شوہر کے حوالہ کرنا ضرور ہی یا وہ ایام نابالغی مین اپنے واسطہ دارون کی حفاظت و حمایت مین رہے ۔

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین وجہ ثبوت سے معلوم ہوتا ہی کہ نکاح جائز طور پر عمل مین آیا لیکن عورت کو بالغہ ہوجانے کے بعد نکاح کی تنسیخ کا اختیار ہی اگر لطف النسا ابھی تک بالغہ نہین ہی یعنی علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئی ہین تو وہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح مسترد کرسکتی ہی ۔ لیکن اگر بالغہ ہونے کے بعد وہ خاموش رہے اور

نابالغہ کا ازدواج ۔

کسی قدر عرصہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہیگی تو پھر اُسکو فسخ نکاح کا اختیار نہ رہیگا ۔

اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲ النہایت دفعہ ۱۹ ۔

لیکن دختر نابالغہ جسکا نکاح اسکے باپ یا دادا نے کیا ہو اُسکو بالغہ ہونے کے بعد نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہی صورت اس امر کی صرف اسیحالت مین مجاز ہی جب وہ اپنا نکاح خود کرے ۔

معاہدہ کے ابطال کے واسطے نالشی نہو تو پھر اُسکو یہ اختیار نہ رہیگا اور نکاح کو مسترد نہ کرا سکیگی — اگر یہ ثابت ہو کہ فریقین نے ایک عورت کا دودھ پیا ہی تو نکاح باطل و نادرست متصور ہوگا یہ امر اس مقدمہ مین بخوبی ثابت نہین ہی اگر لطف النسا نابالغہ ہی تو مان اُسکو اپنی ولایت مین رکھنے کی مستحق ہی اور تاوقتیکہ مہر مشروط نہ ادا کیا جاے مانکو اختیار ہی کہ شوہر کو زوجہ کے اپنے گھر لیجانے سے باز رکھے —

اختیار ولایت مان کی نسبت —

مقدمہ ۱۷

س — اگر گیارہ برس کی لڑکی اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بلا اجازت و استرضا اپنی مان اور اور محافظین کے نکاح کرے تو ایسا نکاح شرعًا جائز ہی یا نہین —

ج — اس سوال کا جواب لڑکی کے جوان یا بالغہ ہونے پر بالکل منحصر ہی اگر خاص علامات نو یا دس یا گیارہ یا چودہ برس تک کی عمر مین ظاہر ہون تو ایسی لڑکی شرع کی رو سے بالغہ بالعلامات کہلاتی ہی اور اگر علامات مذکورہ چودہ برس تک نہ ظاہر ہون تو بہر حال پندرہ سال کی عمر مین لڑکی بالغہ تصور کیجائیگی اور اسکو شرع کے بموجب بالغہ بالسن کہتے ہین اس صورت مین اگر لڑکی گیارہ برس کی ہی

صورتین جنکے باعث سے نابالغی جاتی رہتی ہی —

کسی واسطہ دار بعید نے کیا ہو یعنی نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین نہ آیا ہو — اصول نکاح دفعہ ۱۸ —

اور اسمین علامات بلوغ ظاہر ہو گئی ہین تو وہ اصطلاحاً بالغہ با علامات
ہی اور اسکو مساوی یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ بلا رضامندی
مان باپ اور ولی کے نکاح کرنے کا اختیار ہی ایسا نکاح شرعاً جائز ہی
یعنی ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہی اگر عورت
مذکور شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ اپنا نکاح کرے تو مان
باپ اور ولیون کو معترض ہونے کا اختیار نہین ہی لیکن اگر شخص
مذکور مساوی الدرجہ نہو تو انکو ایسا نکاح نہونے دینے کا استحقاق
حاصل ہی اور علامات بالغہ ظاہر ہو جانے مین کچھ شبہ ہو تو لڑکی سے
اس امر کا استفسار کرنا چاہیے اور اگر وہ مقر ہو تو اسے بالغہ تصور
کرنا چاہیے ورنہ نا بالغہ اور اگر اسکے اظہار سے تنقیح اس امر کی نہو سکے
تو وہ نابالغہ متصور ہوگی اور اگر پچھلی دونون صورتون مین لڑکی نے
بلا اجازت اور استرضا مان اور اور محافظون کے یا غیر مساوی الدرجہ
شخص کے ساتھ نکاح کیا ہی تو ایسا نکاح شرعاً درست ہی یعنے
ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہی لیکن اسکی مان یا
کسی اور ولی کو اختیار ہی کہ جاہین جب [۱] فسخ نکاح کرائین۔

بالغہ عورت بلا اجازت اپنے ولیون کے مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہی۔

مساوی الدرجہ نہونے کی صورت مین ولی معترض ہو سکتے ہین۔

ثبوت بلوغ۔

اگر بالغہ کا نکاح شخص مساوی یا غیر مساوی الدرجہ کے ساتھ ہوا ہو تو انفساخ اسکا ولیون کی جانب سے عمل مین آسکتا ہی۔

---

[۱] اس سے مراد یہ ہی کہ عورت کے اولاد پیدا ہونے کے قبل ایسا ہو سکتا ہی
اور شوہر سے اولاد پیدا ہونے کے بعد معاہدہ کی تنسیخ کے لیے ولیون کو شرعاً کسی
طرح کی مداخلت کا اختیار نہین ہی یہ مسئلہ کفایہ مین مندرج ہی۔ اصول نکاح وغیرہ کی
دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ معائنہ کیجائین۔

مقدمہ ۱۸

س ۱- ایک لڑکی نے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کی عمر مین بالغہ ہونا اپنا ظاہر کیا ایسا بیان کرنا اُسکا قابل اعتبار ہی یا نہین۔

کس صورت مین بیان بلوغ قابل اعتبار ہی۔

ج ۱- اگر ایک لڑکا یا لڑکی بعد ہونے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کے بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے تو بیان اسکا معتبر اور کافی تصور کیا جاوے چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر وے جوان ہون اور بالغ ہونا اپنا ظاہر کرین تو اُنکے قول کو صحیح قرار دیکر اُنکو بالغ تصور کرنا چاہیے۔

س ۲- اگر دختر نابالغہ کی ماں دعویدار ولایت ہو تو ایسا دعوے جائز ہی یا نہین۔

ماں کی ولایت کب تک درست ہی۔

ج ۲- حسب حالات مندرجہ سوال کے ماں کو دختر کی ولایت یا حفاظت کا اختیار نہین ہی کیونکہ ماں اور دادی کو صرف لڑکی کے بلوغ تک حفاظت کا اختیار ہی چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ ماں اور دادی لڑکی کی حفاظت کا اختیار اُسکے حائضہ ہونے تک حاصل ہوتا ہی۔

س ۳- لڑکی کو حسب حالات مندرجہ سوال ولی کے بغیر رضامندی ماں کے خود نکاح کرنے کا اختیار ہی یا نہین اور واضح ہو کہ لڑکی طفولیت سے اپنی ماں سے علحدہ رہی ہی۔

زن بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہی۔

ج ۳- جو لڑکی سن بلوغ کو پہونچی ہو اُسکو اپنے نکاح کا اختیار ہی حاصل ہی اور درحالیکہ لڑکی کو اپنے نکاح کے باب مین ولی

مجبر کی استرضا ضرور نہیں ہی تو بدرجۂ اولیٰ ماں کی رضامندی درکار نہیں ہی چنانچہ وقایہ میں لکھا ہی کہ زن حرہ جو سن شعور کو پہونچی ہو اُسکا نکاح بغیر رضامندی ولی کے جائز ہی گو شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ ہوا ہو ے

س ۴ — ماں کو کس زمانہ تک دختر کی حفاظت کا اختیار شرعاً حاصل ہی اور کس صورت خاص میں ماں کو اپنے اختیار کے نفاذ کا منصب ہی اور استحقاق حفاظت کبتک قائم رہتا ہی اور اختیار اس دختر کی نسبت بھی جو بالغ ہو نا اپنا ظاہر کرے حاصل ہی یا نہیں —

ماں کا اختیار ولایت کسقدر ہی —

ج ۴ — ماں کا اختیار دختر صغیر السن کی نسبت صرف اسی قدر ہی کہ وہ اُسکو اپنی حفاظت میں رکھے اور یہ استحقاق

ے یہ مسئلہ در باب جواز نکاح کے ہی اس سے یہ نہیں مفہوم کرنا چاہیے کہ ولیوں کو کسی حالت میں مداخلت کا اختیار نہیں ہی بلکہ اگر عورت شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھ نکاح کرے تو ایسی صورت میں اُسکے ولیوں کو نکاح سے باز رکھنے کا اختیار صریح حاصل ہی چنانچہ یہ امر لعائنہ اس مسئلہ کے واضح ہو سکتا ہی جو مقدمہ علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ نمبر ۵ لکھا گیا ہی اور درمیان نکاح زن بالغہ اور نابالغہ کے فرق یہ ہی کہ بالغہ کا نکاح جائز ہی لیکن اگر وہ شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھ ہو تو ولی اُسکو فسخ کرا سکتا ہی اور زن نابالغہ کا نکاح جو بغیر استرضاء صریحہ یا مفہومہ ولی کے ہوا ہو قطعاً ناجائز ہی —

شیر خوارگی سے حائضہ ہونے تک رہتا ہی۔ ۱

مقدمہ ۱۹

س ا۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور اُس سے ایک بیٹا اور ایک بیٹا جاریۂ غیر منکوحہ سے چھوڑ کر وفات پائی اور واضح ہو کہ جاریۂ مذکورہ ایک شخص کی کنیز تھی اور اُسکا نکاح ایک شخص ثالث کے غلام سے ہوا تھا بعد وفات شخص مقدم الذکر کے اُسکا بیٹا جو زن منکوحہ سے تھا کل ترکہ پر قابض ہوا اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکی ماں جزو ترکہ پر رسانہ دخیل ہوئی اور بقیہ جائداد پر جاریہ کے بیٹے نے قبضہ کر لیا ایسی صورت مین جاریہ کے بیٹے کو کسی قدر ترکہ پر قابض ہونے کا استحقاق پہونچتا ہی یا نہین اور اگر پہونچتا ہی اور اُسکو اور اصل مالک کی بیوہ جائداد کس حساب سے ملنی چاہیے۔

ج ا۔ جاریۂ غیر منکوحہ ایک اور شخص کی کنیز تھی اور اُسکا نکاح بنیتر کسی شخص کے غلام سے ہوا تھا پس جوڑ کا اس سے ہوا شرعاً شخص متوفی کی اولاد صحیح النسب تصور نہین کیا جاتا اور نہ وہ ترکہ کے کسی جزو کا مستحق ہی اور قابض ہونا اُسکا جزو ترکہ پر ناجائز ہی کیونکہ کُل جائداد استحقاق کی رو سے متوفی کی زن منکوحہ

۱۔ اس سوال کے جواب مین واسطہ داران پدری کا موجود ہونا فرض کیا گیا ہی لیکن بحالت نہونے واسطہ داران مذکور کے ماں کو دختر کے نکاح کا اختیار ہی

اور اُسکی اولاد کو پہونچتی ہی — ماخذات - طفل کے نسب کے ثبوت کے واسطے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ اُسکی مان اُسکے باپ کی فراش تھی چنانچہ شرح وقایہ کے اس باب مین جو متضمن تدبیر اور استحقاق نسب کے ہی فراش کی تین قسمین لکھی ہین یعنی ضعیف و متوسط وقوی - فراش ضعیف سے وہ کنیز مراد ہی جسکی اولاد کا نسب آقا کی نسبت قائم نہین ہوسکتا الا اُس حالات مین کہ آقا اُس اولاد کا اپنے صلب سے ہونا بیان کرے اور اس پچھلی صورت مین جاریہ ام ولد کہلاتی ہی اور فراش متوسط کی قسم مین داخل ہی اور ایسی عورت کی اولاد کا نسب آقا کی بغیر اسکے اظہار کے قائم ہوسکتا ہی لیکن باوجود اسکے بھی آقا بے تعلقی اپنی اولاد مذکور کی نسبت صرف بذریعہ انکار کے ظاہر کرسکتا ہی اور فراش قوی سے زن منکوحہ مراد ہی یعنے جو اولاد اسکے بطن سے ہو اُسکا نسب بغیر تصدیق شوہر کے ثابت متصور ہوسکتا ہی اور شوہر بے تعلقی اپنی ایسی اولاد سے صرف بذریعہ انکار کے ظاہر نہین کرسکتا بلکہ قسمیہ جس عورت کا ذکر سوال مین ہی وہ ان تینون قسمون کسی قسم مین داخل نہین ہی لہذا جو اولاد اسکے بطن سے ہی شخص متوفی اسکا باپ متصور نہین ہوسکتا بلکہ اُسکو غلام کے نطفہ سے تصور کرنا چاہیے جسکے ساتھ عورت مذکور کا نکاح ہوا تھا اور جیسا کہ سراجیہ مین لکھا ہی زوجہ ایک ثمن پانے کی مستحق ہی اور بقیہ ترکہ بیٹے کو بذریعہ عصوبت کے ملنا چاہیے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہی کہ اگر اپنے باپ بیٹے کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو زوجہ کو ایک

فراش کی تین قسمین ہین -

ان عورتون کی اولاد کے نسب کا ثبوت کس طور پر ہوسکتا ہی -

ثمن ملیگا — اور دوسرا قول یہ ہی کہ متوفی کی اولاد مین اول اسکے بیٹے شمار کیے جاتے ہین اور اُسکے بعد پوتے اور اسی سلسلہ مین اولاد —

س ۲ — اگر جاریہ جسکا ذکر پہلے سوال مین ہی شخص متوفی کی کنیز تھی اور نکاح اسکا پیشتر کسی اور شخص کے ساتھ ہوگیا تھا تو اس امر سے کسی طرح حکم تبدل لازم آتا ہی یا نہین —

ج ۲ — امر مذکورۃ الصدر سے اس صورت کچھ تبدل واقع نہین ہوتا یعنے جاریہ کا لڑکا اُسی شخص کی اولاد تصور کیا جائیگا جس سے جاریہ کا نکاح پیشتر ہوا تھا — فصول عمادیہ کے باب چہارم کے اخیر مین لکھا ہی کہ جو اولاد جاریہ سے ہو اُسکا نسب شوہر جاریہ کی نسبت تصور کیا جاتا ہی نہ آقا کی نسبت گو آقا اولاد مذکور کا دعویدار بھی ہو — اور وجہ اسکی یہ ہی کہ فراش ضعیف کا درجہ مثل فراش قوی کے قائم نہین ہو سکتا —

جاریہ منکوحہ کا آقا دعویدار ہونے کی صورت مین بھی اس اولاد کا باپ متصور نہین ہو سکتا جو جاریہ کے بطن سے ہو

مقدمہ ۲۰

س — ایک لڑکے نے ایک دختر کے ساتھ نکاح کیا لڑکے کی عمر صرف دس برس کی تھی اور دختر کی آٹھ یا نو برس سے زیادہ نہ تھی نکاح کے وقت شوہر نے گواہون کے روبرو زوجہ کو نیم ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا ازدواج کے تھوڑے عرصہ کے بعد دونون باہم نا اتفاقی ہوگئی اور زوجہ اپنے باپ کے گھر چلی آئی اور چند سال بعد شوہر

بیان ہے کہ اُسنے طلاق دیا ہے نالش دائر کی اس صورت مین اسقدر زر جو مدعا علیہ نے ایام نا بالغی مین بطور مہر دینے کا زبانی اقرار کیا تھا اس سے دلایا جا سکتا ہے یا نہین —

مہر جو شوہر کی نابالغی کے زمانہ مین مقرر ہو وہ حاصل نہین کیا جا سکتا

ج — اس صورت مین جسقدر زر مدعا علیہ نے اپنی نابالغی کے زمانہ مین بطور مہر دینے کا اقرار کیا وہ اس سے وصول نہین کیا جا سکتا کیونکہ نابالغ کا اقرار واجب التعمیل نہین ہے الا اس صورت مین کہ نابالغ کا ازدواج برضامندی اُسکے ولی کے عمل مین آیا اور زر مہر بموجب اسکی ہدایت کے مقرر کیا گیا ہو — اس حالت مین اگر بعد بلوغ مابین زوجہ اور شوہر کے بالکل علحدگی ہوجاوے تو کل زر معینہ مہر کا دعوی ہو سکتا ہے ورنہ شوہر کو صرف نصف دینا ہوگا نابالغ طلاق دینے کا مجاز نہین چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ طلاق دینا شوہر کا موثر ہوگا بشرطیکہ صحیح العقل اور بالغ ہو لیکن لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو موثر نہوگا چنانچہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ طلاق ہر صورت مین جائز ہے الا لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو جائز نہین ہے قاضی بدیع الدین سے

کون شخص طلاق دینے کا مجاز نہین ہے —

ایک نابالغہ لڑکی کی نسبت جسنے بلا موجودگی قاضی اور ولی کے اپنا نکاح خود کیا سوال پوچھا گیا قاضی نے جواب دیا کہ یہ معاہدہ معطل متصور ہوگا اور زوجہ کے بالغہ ہوجانے کے بعد اُسکی منظوری سے صحیح تصور کیا جائیگا یہی مسئلہ بحر الرائق مین بھی مندرج ہے —

مقدمہ ۲۱

س - ایک شخص نے قریب الموت صحیح الحواس ہونے کی حالت مین زرخاص کے لیے زوجہ کا مقروض ہونا بیان کیا اور ایک اقرار نامہ اس مضمون سے لکھدیا اور اسمین یہ بھی تحریر کیا کہ دستاویز مہر جسمین تعداد مہر مشروطہ لکھی تھی گم ہوگئی ہی اور علاوہ اسکے اُسنے ہبہ نامہ بھی اپنی زوجہ کے نام لکھدیا کہ جسکے ذریعہ سے اپنی کل جائداد بعوض مہر کے منتقل کردی تین یا چار روز کے بعد شخص مذکور اسی بیماری سے جسمین وہ مبتلا تھا مرگیا اس صورت مین اقرار نامہ اور ہبہ نامہ مذکورہ بالا ستر کا درست اور جائز ہی یا نہین -

ج - قریب الموت ہونے کی حالت مین اگر کوئی شخص اقرار نامہ اپنے وارثون کے حق مین لکھے تو وہ باطل و ناجائز متصور ہوگا اور زوجہ بھی ورثا مین داخل ہی لیکن اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین مہر کی بابت مقروض ہونے کا اقرار کرے تو ایسا اقرار اسقدر جائداد کی نسبت صحیح متصور ہوگا جسقدر کہ زوجہ کا مہر تصور کیا جا یا جسقدر مہر کہ اور مساوی الدرجہ عورات کو ملنے کا معمول ہو نہ اُس سے زیادہ - قریب الموت ہونے کی حالت مین ہبہ بلا قبضہ کرنے شی موہوبہ کے بالکل باطل و نادرست ہی -

مہر کا اقرار جو قریب الموت کیا جاے اُسکے ذریعے سے مہر معمولی سے زیادہ نہین ملسکتا

مقدمہ ۲۲

س - ایک عورت نے مہر کی بابت شوہر متوفی کی جائداد سے

ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کا بدین بیان دعوی کرتی ہی کہ یہی اسکا مہر مثل ہی اور اسی قدر مہر اُسکے اور واسطہ دارون کے واسطے اکثر باندھا گیا ہی اور نکاح کے دو گواہ جو اُسنے پیش کیے انکا بیان ہی کہ مہر جو مقرر کیا گیا اُسکی تعداد پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی ہی اس صورت مین زوجہ مہر لو بمطابق بیان گواہونکے مہر پانے کی مستحق ہی یا حسب تعداد اُسنے مہر مثل کی تعداد بیان کی ہی —

سجالت ہونے مہر معین کے مہر مثل کا استحقاق نہین ہوسکتا ہی

ج — معلوم ہوتا ہی کہ مدعیہ نے اپنا دعوی ایک لاکھ پچیس ہزار کا بیان کیا ہی مگر دو گواہ جنکی معرفت معاہدہ نکاح عمل مین آیا اور جنکو فریقین نے اپنی جانب سے کل اعتبار دیا تھا بیان کرتے ہین کہ تعداد مہر کی پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی مقرر ہوئی تھی لہذا در صورت معتبر ہونے گواہونکے دعوی صرف بقدر بیان گواہونکے صحیح ہی نہ اس سے زیادہ اور بیان مذکورہ بالا کے مطابق جسقدر زر مہر پانے کی زوجہ مستحق ہی اسکو سرعاً مہر معین کہتے ہین اور جسقدر مہر مثل کا وہ دعوی کرتی ہی وہ مہر مجہول کہلاتا ہی اور مہر مجہول کی صحیح تعداد دریافت کرنا اکثر دشوار ہی

مقدمہ ۲۲۳

س ۱ — ایک شخص اپنی جائداد منقولہ زوجہ کے قبضہ مین چھوڑ کر مرگیا اُسکے قرض خواہ اسکی جائداد سے زر قرضہ وصول کرنا چاہتے ہین اور زوجہ اُنکے دعوی کے خلاف اپنا دعوی مہر پیش کرتی ہی

اس صورت مین اگر جائداد متوفی اسقدر نہو جو ادا ے زر قرضہ اور مہر کے واسطے مکتفی ہو تو کیا کرنا چاہیے مہر کے دعوی کو قرضخواہون کے دعوی کا ترجیح ہی یا نہین اور کل دعویدارون کا استحقاق مساوی ہی اور کے جائداد کو رسدی طور پر تقسیم کرنا چاہیے یا کسی اور طور پر۔

مہر اور قرضہ کا دعوی مساوی ہی۔

ج ۱۔ زوجہ کا دعوے مہر شوہر متوفی کی جائداد پر درست ہی اور اور قرضخواہ بھی جو جائداد مذکورہ سے وصول کرنا قرضہ کا چاہتے ہین انکا دعوی بھی صحیح ہی اس صورت مین بعد دریافت کرنے مہر اور قرضہ کی تعداد کے کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو فراہم کرکے دیکھا جاوے کہ وہ کل دعوے کے ادا کے واسطے کافی ہی یا نہین اگر کافی ہی تو باہم تقسیم ہوجاوے ورنہ رسدی طور پر تقسیم ہو مہر اور قرضہ کی نسبت شرع کی رو سے کچھ فرق نہین ہی ایک دعوی کو دوسرے پر ترجیح نہین ہی جائداد کی تقسیم بلحاظ کل دعویدارون کے رسدی طور پر کرنی چاہیے۔

س ۲۔ مہر کی تعداد اور اسکا استحقاق شرع کی رو سے کسطرح قرار دیا جاتا ہی اور کس صورت مین اسکا دعوی کیا جاتا ہی۔

مہر کا ثبوت مثل اور دعوی کے ہی۔

ج ۲۔ مہر کا دعوی مثل اور دعوی کے قرار دیا جاتا ہی تنازع ہونے کی حالت مین وجہ ثبوت درکار ہی اور فریقین سے جو شخص استحقاق کا وجہ ثبوت پیش کرے اسکے حق مین فیصلہ کرنا چاہیے اگر وجہ ثبوت فریقین سے کوئی پیش نہ کرے تو مہر مثل یعنی اسقدر مہر دلایا جاوے جسقدر زوجہ کی چچی یا بہن کو

واجب الادا ہوناہو مہر کا۔

ملا ہوا نکاح کے بعد مصاحبت ہونے یا فریقین سے کسی شخص کے وفات پانے یا طلاق دیے جانے سے مہر واجب الادا ہوجاتا ہی اگر زوجہ حین حیات شوہر کے مہر کا دعویٰ نکرے تو اُسکی وفات کے بعد وہ اُسکی جائداد سے لے سکتی ہی[۲]

مقدمہ ۲۴

س۔ مدعا علیہا جس قرضہ کا دعویٰ کرتی ہی وہ شرعاً جائز ہی یا نہین اور اگر ہی تو اُسکے شوہر کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ صرف قرضہ مذکور کے واسطے کافی ہونے کی صورت مین زوجہ اُسکے پانے کی مستحق ہی یا وہ متوفی کے ورثا مین تقسیم ہونی چاہیے۔

ج۔ قرضہ جو مدعا علیہا کو اپنے شوہر سے مہر کی بابت یافتنی ہی لسکی تعداد دس ہزار اشرفی اور پچیس ہزار روپیہ تین معتبر گواہوں سے ثابت ہی اور قرضہ جو شرعاً ثابت ہوجائے اسکی بیباقی سوا باہم کے رفع داد یا ادا کر دینے کے اور کسی طور پر نہین ہو سکتی جب تک قرض دار زندہ ہی اُسوقت تک وہ خود دین دار ہی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد ذمہ دار تصور کیجاتی ہی لیکن مہر کی صورت مین مابین زر نقد اور جائداد کے فرق یہ ہی کہ عورت کو زر نقد لینے کا

مہر کی صورت مین فرق مابین زر نقد اور اور قسم کی جائداد کے۔

[۱] اصول مطالبات وغیرہ دفعہ ۳۰ و تنبیہ

[۲] اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۰۔

اختیار ہے کیونکہ اُسپر اُسکو اختیار کُلّی حاصل ہوتا ہے لیکن اور قسم کی جائداد
بطور کفالت اُسکے قرضہ کے ہے اور وہ بلا اجازت ورثا یا حکم
عدالت کے اُسکی جائداد بلا شرکت غیرے نہیں ہو جاتی ہے اگر
زر قرضہ جائداد کی نسبت سے زیادہ ہے تو باوجود متعرض ہونے
ورثا کے جائداد مذکور بہرحال ذمہ دار قرضہ ہوگی اور تا وقتیکہ ورثا
قرضہ مذکور ادا کرین قرض خواہ پر قابض ہو جائداد حوالہ کرنے کے
واسطے دعویٰ پیش نہیں کر سکتے ہین۔

مقدمہ ۲۵

س۔ اگر کابین نامہ نہو اور گواہون کی رو سے تعداد مہر
قرار پاسکے تو زوجہ کسقدر مہر شوہر سے پانے کی مستحق ہے۔

ج۔ وہ اپنا مہر مثل پانے کی مستحق ہے[1] اور اگر یہ دریافت نہوسکے
تو شرع کی رو سے دس درم پائیگی۔

[1] ایسی صورت میں جب تعداد مہر مقرر نہ کی گئی ہو۔

مقدمہ ۲۶

س۔ شخص مرنے زوجہ کے نام کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ
دستاویز کے ذریعہ سے بعوض مہر کے منتقل کر دی لیکن زوجہ اسپر

مہر مثل اسقدر مہر ایک ہی خاندان کی عورت نے اکثر پایا ہو اسی کو در اصل مہر مثل
کہتے ہین کم سے کم مہر کی تعداد دس درم ہے۔

قابض نہ ہوئی اس صورت مین وہ شوہر کی ملکیت سے جاتی رہی یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین کُل جائداد مصرحہ دستاویز بابت دین مہر زوجہ کے ذمہ وار متصور ہوئی اور دستاویز کی رو سے زوجہ کا استحقاق بخوبی قائم ہوگیا اور جائداد شوہر کی ملکیت سے بالکل جاتی رہی ایسی صورت مین قبضہ شرط ضروری مین داخل نہین ہر کسی طرح کی قیمتی شی بعوض مہر کے منتقل کیجا سکتی ہی بشرطیکہ تعین اس شی کا ہوسکتا ہو۔ ١

جائداد جو بعوض مہر دیجائے اُسپر قبضہ کا ہونا ضروری نہین ہے۔

مسئلہ ۲۷

س۔ زوجہ نے حین حیات شوہر کے دین مہر اپنا بخش دیا اور بخش دینا مہر کا فی نفسہ جائز ہو یا نہو مگر بسبب تحریر ہونے ابرار نامہ خلاف عرف کے بخش دینا مہر کا ناجائز تصور کیا جاسکیگا یا نہین۔

---

١ وجہ اسکی یہ ہی کہ منتقل کرنا بعوض مہر کے خاص ہبہ مین داخل نہین ہی ہبہ کی صورت مین قبضہ کا ہونا ضروری ہی لیکن یہ صورت بیع مبادلہ کے مشابہ ہی کیونکہ ہبہ بالعوض کل بیع آیا ہی یعنی مبادلہ جائداد کا بالعوض روپیہ کے اور ایسی صورت مین اصول کی دفعہ ۱۰ کے بموجب تقابض کی تعمیل زمانہ آئندہ پر منحصر ہوسکتی ہی اور اسی وجہ سے فوراً قبضہ کا ہونا معاہدہ کے جواز کے لئے ضروری نہین ہی

ابراء مہر

ج ـ اگر زوجہ مہر بخشی تو ایسا ابرار شرعاً درست ہی اور یہ ورہ بمنزلہ اُسکے ہی کہ مفروض کو قرضہ یا غنی معاف کردیا جاوے پس چونکہ ابرار مہر جائز ہی لہٰذا ابرار نامہ بھی قطع نظر مطابق یا خلاف ہونے عرف کے جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ شرع کی رو سے عرف بمقابلہ حکم شرع کے ہمیشہ غیر نافذ تصور کیا جاتا ہی مگر واضح ہو کہ ابرار مہر کا ثبوت درکار ہی کیونکہ کوئی دستاویز بطور شہادت قبول ہوسکتی ہی الا ثبوت قطعی تصور نہین کیجاسکتی ـ

مقدمہ ۲۸

س ـ اگر یہ فرض کیا جاوے کہ زوجہ لاولد نے دین مہر شوہر کو بخش دیا تو بحالت موجود ہونے شوہر کی ہمشیر اور چچا کے ترکہ شوہر متوفی سے زوجہ کو کسقدر جائداد ملیگی ـ

مہر بخش دینے سے استحقاق وراثت مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا ـ

ج ـ بعد ادا کرنے قرضہ و تگی متوفی اور اُن مراسم کے جنکی تعمیل مثل تقسیم ترکہ کے ضروری ہی ترکہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو فرضاً ایک حصہ یعنی ربع اور چچا کو ایک حصہ ملیگا اور باقی دو حصے بہن کو ملینگے اور زوجہ نے جو اپنا دین شوہر کو بخش دیا اُس سے زوجہ اسقدر استحقاق وراثت مین جو شرعاً نسبت وجہ ثبوت صرف دستاویز کے ہونے سے نہوگا بلکہ اس امر کی ہوسکتی ہی کچھ خلل واقع نہین ہوسکتا ـ

مقدمہ ۲۹

س ۔ دستاویز مین مہر کے معجل یا مؤجل ہونے کی کچھ تصریح
نہین ہوئی تھی ایسی صورت مین زوجہ کا دعوی مہر مین حیات شوہر کے
صحیح متصور ہو سکتا ہی یا نہین اور اگر یہ فرض کیا جاسے کہ زوجہ شوہر کی
حیات مین لاولد مر گئی اور اُسنے باوجود عرصہ دراز تک رہنے
شوہر کی حفاظت مین کبھی دین مہر کا دعوی نہ کیا تو اُسکے بھائی کا
بیٹا اُسکے شوہر سے یا اُسکی وفات کے بعد اُسکے وارثون سے
دین مہر کے وراثۃً دعوی کرنے کا مجاز ہی یا نہین اور اگر دعوی اُسکا
دین مہر کی بابت واجب لغو کیا جاسے تو کسقدر دین مہر اُسکو استحقاق
وراثت کے روسے ملیگا ۔

ج ۔ اگر دستاویز صحیح تصور کیجاے تو زر مندرجہ اُسکا زوجہ کی حیات
مین جب وہ شوہر کے ساتھ رہتی تھی واجب الادا تھا یعنی اُسکو اپنے شوہر سے
دعوی کرنے کا اختیار تھا اور اگر اُسنے دعوی نہ کیا اور وہ شوہر سے پہلے
لاولد مر گئی اور اُسنے تصفیہ اپنے دین مہر کا نہ کیا اور اپنے حق سے دست بردار نہ ہوئی
تو اُسکے بھائی کا بیٹا شرعاً مجاز ہی کہ دعوی مہر کا اُسکے شوہر یا شوہر کے وارثون سے کرے
لیکن نصف دین مہر شوہر کو وراثۃً پہونچتا ہی اور بقیہ نصف زوجہ کے بھائی کے بیٹے کا حق ہی
اگر فرض کیا جاسے ہی کہ زوجہ نے اور کوئی وارث ذوی الفروض یا عصبات سے نہ چھوڑا ہو

ذکر اُس دستاویز کا جسمین مہر معجل یا مؤجل کی تصریح نہو ۔

ا یہ صورت منجملہ اُن چند صورتون مجموعہ مسائل محمدی کے ہی

س ۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ زوجہ اور شوہر نے ایک دوسرے
کے نام وصیت نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ جو دونون مین سے

جنمین بسبب اتفاق راے علمار معتبر کے نہایت شک واقع ہو اور اسی وجہ سے
تنقیح اس امر کی کہ کس عالم کا قول قابل ترجیح ہو دشوار متصور ہو ممکن ہو کہ ادا دین
مہر کی شرط معجل ہو یا موجل یا اس امر کی تصریح نہو چنانچہ جب مہر معجل ہوتا ہو یا معجل
و موجل کی تصریح نہین ہوتی تو مسئلہ عام یہ ہو کہ کل دین مہر فوراً ادا کر دیا جاے یہ راے
ہدایہ اور فتاواے حمادیہ کے مؤلف کی ہو اور ہدایہ مین اسکی وجہ یہ لکھتے ہین کہ نکاح
مثل اُن معاہدات کے ہو جنمین بحالت نہونے شرط صریح درباب توقف
ادار معاوضہ کے فوراً ادا کرنا اُسکا لازم ہو اور دین مہر بھی نکاح کا معاوضہ ہو اور
خلاف اس مسئلہ کے مصنف شرح وقایہ و فتاواے عالمگیری بحوالہ قاضیخان
یہ لکھتے ہین کہ اگر ادار مہر کے زمانہ کا تعین نہو تو دین مذکور کو اسقدر عرصہ تک
جبر و ادا معینہ ادا کرنا چاہیے اور قول زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہو وہ یہ ہو کہ اگر درباب
زمانہ ادار دین مہر کے تعین نہ کیا جاے تو زر مذکور کچھ عرصہ بعد ادا ہوسکتا
ہو بشرطیکہ اس امر مین کچھ شک نہو مثلاً ملتوی رکھنا ادار دین مہر کا شوہر کی
وفات یا طلاق تک جایز ہو یہ مسئلہ مطابق فتاواے عالمگیری کے ہو اور اسمین
محیط السرخسی کا حوالہ ہو لیکن اور عالمون کو ظاہراً ان شرائط کی نسبت اعتراض ہو
سکتے ہین کہ ایسی صورت مین شرائط اور اُنکے زمانہ وقوع مین زیادہ تر شک ہو مگر چونکہ
دین مہر کا دعوی بغیر شرط وفا یا طلاق کے ہو سکتا ہو لہذا ان شرائط کی نسبت مباحثہ کرنا فضول ہو الا اگر

پہلے مرے اُسکا مطالبہ شخص حی القائم کی جائداد پر عائد ہوگا اور ایک دوسرے کا وارث تصور کیا جاوے گا اب اگر یہ فرض کیا جائے کہ تاریخ تحریر وصیت نامہ تک شوہر کے ذمہ دین مہر واجب الادا تھا اور زوجہ کسی طرح اپنے حق سے دست بردار نہ ہوئی اور نہ اُسنے حق مذکور کی بابت کچھ تصفیہ کیا تو ایسے وصیت نامہ کے روسے دعوے مہر کا شوہر کی جائداد پر ممنوع السماعت متصور ہوگا یا نہیں۔

اگر فیما بین شوہر اور زوجہ کے وصیت نامہ تحریر ہو تو اُسکے دین مہر کا استحقاق زائل نہیں ہوتا۔

ج — جو وصیت نامہ فیما بین شوہر اور زوجہ کے لکھا گیا اُسکی روسے مہر کا دعوی زائل نہیں ہوسکتا اور شوہر کسی حالت میں مہر کے مطالبہ سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا الا اُس صورت مین کہ دین مذکور ادا کر دیا جائے یا زوجہ اُس سے صراحتاً دست بردار ہو اور شوہر سے اُسکے حین حیات اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے ترکہ سے واجب الادا ہی۔

دین مہر تا وفات شوہر کے ادا نہ کیا جائے تو ایسے توقف کا جائز رکھنا معقول اور رہبی مطابق منشاء اصول عامہ کے ہی اور شرط ایسے امر سے متعلق ہوسکتی ہی جسکا وقوع یا عدم وقوع ممکن ہو پس اگر شرط ایسے امر سے متعلق ہو جسکے وقوع مین شک نہ ہو تو اُسپر فی الواقع شرط کا اطلاق نہین ہوسکتا بلکہ وہ بمنزلہ تعین مدت ادا کرنے زر دین کے ہی مثلاً اگر کسی ہنڈوی مین یہ شرط ہو کہ روپیہ فلان شخص کی وفات کے بعد ملیگا تو روپیہ ہنڈوی کا شخص مذکور کی وفات کے بعد اُسی طور پر واجب الادا ہوگا جیسا کسی میعاد خاص کے بعد ہوتا ہی

مقدمہ ۳۰

س — شوہر نے زوجہ کے نام کابین نامہ بہ تعین دس ہزار اشرفی اور پچاس ہزار روپیہ کے تحریر کیا اور اُسمین یہ لکھا گیا کہ دین مہر کا ایک جزو فوراً ادا کیا جائیگا اور باقی بہ توقف اور جسقدر روپیہ فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا اُسکی تعداد دستاویز مین مندرج نہین ہی ایسی صورت مین کسقدر دین مہر شرعاً وعرفاً فوراً ادا ہونا چاہیے اور کسقدر بہ توقف یعنی بعد وفات شوہر کے —

ذکر اُس صورت کا جب میعاد جزو دین مہر کی جو معجل ہو نہ لکھی گئی ہو۔

ج — چونکہ دستاویز مین مہر کی تعداد درج ہی لہٰذا اسقدر ابہام جس سے کل دعویٰ ناجائز متصور ہو واقع نہین ہی لیکن سوال مین لکھا ہی کہ جزو مہر معجل ہی اور اس سے لازم آتا ہی کہ جزو باقی زمانہ آئندہ مین جسکا تعین نہین ہی ادا کیا جائے ایسے ابہام کی صورت مین شرعاً عرف یعنی رواج مقام پر لحاظ کرنا چاہیے چنانچہ ہوتا اس نکاح کا مرشدآباد مین پایا جاتا ہی پس جو رواج اُسمقام اور قرب وجوار مین دربابِ دستاویزات مہر کی جاری ہین اُسی کے مطابق عمل ہونا چاہیے بالعموم یہ شرط ہوتی ہی کہ ایک ثلث فوراً ادا کیا جائے اور بقیہ دو ثلث توقف کے ساتھ۔ علاوہ اُسکے یہ شرط بھی اکثر ہوتی ہی کہ ایک نصف فوراً ادا کیا جائے اور نصف ثانی بتاخیر پس اس صورت خاص مین پہلے طریق پر عمل کرنا جائز ہی اور جملہ دیگر صورتون مین پچھلے طریقہ کے مطابق عمل

کرنا فی الحقیقت زیادہ تر قرین انصاف ہی

مسئلہ ۱۳۲

س- اگر باہم زن و شوہر کے اتفاق مصاحبت بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے ہوا ہو اور بعد ازان وہ بسبب نہ ملنے مہر کے معترض ہو تو ایسا اعتراض اُسکی جانب سے درست ہوگا یا نہین -

ج - اگر مہر کا ایک جزو معجل ہو تو زوجہ کو بنظر ملنے اُسکے معترض ہونے کا اختیار ہی علی ہذا القیاس اگر مہر کے معجل ہونے کا ذکر دستاویز مین نہو تو بھی زوجہ بغرض ملنے مہر حیثیت اپنے معترض ہو سکتی ہی الا اُس صورت مین کہ مؤجل ہونا کل دین مہر کا بہ تصریح قرار پایا ہو چنانچہ منہ الغفار مین یہ لکھا ہی کہ گو باہم زوجہ اور شوہر کے بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے

اگر دین مہر کے دینے مین تاخیر حق توقف واقع ہو تو زوجہ پر شوہر کی اطاعت واجب نہین ہی۔

۱- واضح ہو کہ قاعدہ مذکور الصدر اس قسم کے معاملات کے واسطے بطور کلیہ قرار نہین دیا گیا اور اس قسم کے مباحثات مین صرف رواج مختص المقام بمنزلہ مسئلہ شرع کے تصور کیا جاتا ہی اگر مہر کے معجل یا مؤجل ہونے کچھ تصریح نہوتی تو فوراً ادا کرنا کل دین مہر کا واجب ہوتا - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۲ - حکم شرع کا فی الحقیقت یہی ہی اور مصنف شرح وقایہ بھی اسکو تسلیم کرتا ہی مگر وہ یہ بھی لکھتا ہی کہ حسب رواج حال کے کبھی کبھی مقام خاص کے رواج پر بھی لحاظ کیا جاتا ہی جہان بنا بر مخاصمت پیدا ہو -

مصاحبت کا اتفاق ہوا لیکن زوجہ کو بنظر حاصل ہونے جزو یا کل
دین مہر معجل یا اُسقدر دین مہر مثل کے جسکا فوراً ادا ہونا دستور ہی اختیار
ہی کہ مصاحبت سے احتراز کرے یا شوہر کے ساتھ سفر
مین جانے سے منکر ہو یا ایک مکان سے دوسرے مکان مین
ہمراہ اُسکے نہ جاوے الا زوجہ کو صورت مین اس امر کا اختیار
نہوگا کہ موجل ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا چنانچہ ابو یوسف کا
یہ قول ہی کہ اس صورت خاص مین بھی تعبیر برعایت استحقاق زوجہ کی
گئی ہی اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت علمانے رائے
دی ہی اور درمختار مین بھی یہی مسئلہ اسطور پر لکھا ہی کہ عورت کو مصاحبت کی
نسبت محترز ہونے کا اختیار ہی اور ابو یوسف کا یہ قول ہی کہ گو موجل
ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا ہو تو بھی تو زوجہ اختیار مذکور
عمل مین لا سکتی ہی اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت
علمانے رائے دی ہی پس جب تک دین مہر ادا نہ کیا جائے شوہر کو
اختیار نہین ہی کہ زوجہ کو ہمخانگی کے واسطے مجبور کرے[1]

س ۲۔ زوجہ حسب حالات مذکورہ بالا در صورت نکرنے
اطاعت شوہر کے نان و نفقہ کی مستحق ہی یا نہین اور اُسکو قبل ملنے

[1] لیکن قول مسلمہ یہ ہی کہ اگر موجل ہونا کل دین مہر کا یعنی ادا کیا جانا اُسکا بزمانہ آئندہ صراحتاً قرار پایا ہو تو زوجہ کو قبل مدت معہودہ کے جزو مہر کی بابت دعویدار ہونے کا استحقاق نہین ہی کیونکہ وہ اپنے استحقاق سے برضا و رغبت دست بردار ہوئی۔

دین مہر کے جسکا فورًا ادا ہونا قرار پایا ہو مکان اور رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار حاصل ہی یا نہین۔

ج ۳۔ گو زوجہ حسب حالات مذکور الصدر خلاف مرضی شوہر کے کابند ہوئی ہو وہ مستحق نان و نفقہ کی ہی اور اُسکو مکان و رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار ہی الا اُس صورت مین کہ دین مہر جسکا فورًا دیا جانا قرار پایا ہو ادا کر دیا جائے۔

زوجہ مستحق نان و نفقہ کی ہی۔

س ۴۔ بعد مصاحبت کے سب حالات مذکورہ بالا زوجہ کو نسبت دین مشروط کے استحقاق پہونچتا ہی یا نہین۔

ج ۴۔ اس صورت مین دین مہر واجب الادا ہی چنانچہ اقوال مذکورہ بالا سے واضح ہی مصاحبت یا افتراق کلی یا فریقین سے ایک شخص کے مرجانے کی صورت مین دین مہر واجب ہوتا ہی اور یہ مسئلہ تمام کتب فقہ مین لکھا ہی۔

مصاحبت کے بعد بھی دین مہر واجب الادا ہوتا ہی۔

مقدمہ ۳۲

س ۱۔ شرعًا کوئی ایسی میعاد مقرر ہی کہ اُسکے گذر جانے کے بعد قرضہ کا دعوے نا قابل سماعت متصور ہو اور دین مہر بھی مثل اور قسم کے قرضہ کے تصور کیا جاتا ہی یا نہین یا اُسمین کچھ خصوصیت ہی۔

ج ۱۔ کوئی ایسی میعاد خاص معین نہین ہی جسکے منقضی ہونے کے بعد مہر کا دعوی ممنوع تصور کیا جائے اور اسطرح کا

دعوے دین مہر کیواسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہی۔

دعوی امثل اُن دیگر مطالبات کے متصور ہوتا ہی جو بغیر اقرار دین منجانب
مدیون یا بحالت عمل ہین آنے دست برداری دائن سے زائل نہین
ہو سکتے چنانچہ کافی مین یہ لکھا ہی کہ دین مہر بھی مثل ایسے قرضہ کے
تصور کیا جاتا ہی جو کسی شخص اجنب نے لیا ہو اور جبتک مدیون ادا
نکرے یا دائن اپنے دعوے سے دست بردار نہو ادا کرنا اسکا فرض ہو
علی ہذا القیاس فصول عمادیہ مین یہ مرقوم ہی کہ شوہر پر ادا کرنا زرجہ کے
دین مہر کا مثل اور قرضہ کے لازم ہی اور جبتک وہ ادا نہو ترکہ اسکے
وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتا۔

س ۲- اگر فوراً ادا ہونا مہر کا قرار پایا ہو اور زوجہ شوہر کی
حیات مین اسکی بابت دعویدار نہو اور شوہر نے بھی کچھ ادا نکیا ہو
تو حد سماعت بشرطیکہ کوئی ایسی حد معین ہو تاریخ نکاح سے محسوب
ہوگی یا روز وفات شوہر سے۔

ج ۲- دعوی مہر یا اور قسم کے قرضہ کے واسطے میعاد خاص
معین نہین ہی اور گو فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو تو بھی واسطے پیش ہونے اسکے دعوی کے
میعاد کا تعین کرنا فضول ہی لیکن مہر تاریخ نکاح سے واجب الادا ہوا اور اگر شوہر نے
اسقدر مہر جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا یا وہ جو بہ توقف ادا ہونا چاہیے تھا
اپنی حیات مین ادا نہین کیا تو وہ ترکہ سے وصول ہونا چاہیے۔

اگر فوراً ادا ہونا دین مہر کا قرار پایا ہو تو بھی سماعت عارض نہین ہو سکتی۔

س ۳- اگر یہ قرار پایا ہو کہ مہر کا ایک ثلث فوراً ادا کیا جاوے اور بقیہ
دو ثلث بتوقف ادا ہو اور زوجہ نے حیات شوہر کے مہر معجل طلب کیا اور شوہر نے بھی وجوہ امر کے

کہ وہ مصاحبت کے بعد چھتیس برس تک زندہ رہا مہر کی بابت کچھ نہ دیا تو ایسی صورت مین فیما بین مہر معجل و موجل کے فرق ہی یا نہین۔

شوہر کی وفات کے بعد کل دین مہر واجب الطلب ہوتا ہی۔

ج ۳۔ حسب حالات مذکورہ بالا بین مہر معجل اور موجل کے شرعاً کچھ فرق نہین آیا یعنی زوجہ کا مطالبہ بابت دونون قسم کے مہر کے شوہر کی جائداد پر پہونچتا ہی۔

س ۴۔ اگر شوہر نے زوجہ کی حیات مین زوجہ کو سوائے خورد و پوش کے اور کچھ بھی دیا تو ایسے تحائف فرید دین مہر سے مجرا ہونگے یا نہین اور شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اسکو حساب سمجھنا ضرور ہی یا نہین۔

عطیات شوہری کا اثر بنسبت دین مہر کے۔

ج ۴۔ اگر شوہر نے علاوہ ضروریات کے زوجہ کو دین مہر کے عوض کچھ زر نقد یا مال دیا تو ایسے تحائف دین مہر سے وضع کیے جائیں اور ایسی صورت مین شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اسکو حساب سمجھنا ضرور ہی لیکن اگر شوہر نے تحائف مذکو بلحاظ دین مہر کے نہین دیے تو یہ ایک صورت ایسی بخشش کی ہی جو بہ رضا و رغبت عمل مین آئی اور اسکا حساب سمجھنا بھی ضرور نہین ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر شوہر زوجہ کے واسطے کوئی چیز بھیجے اور زوجہ اسکو تحفہ قرار دے اور شوہر دیا جانا اسکا بعوض جزو دین مہر کے ظاہر کرے تو ایسی حالت مین شوہر کے بیان کو معتبر تصور کرنا چاہیے۔

س ۵۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ مہر کا دعوی میعاد معینہ کے

اندر پیش نہونے کی وجہ سے یا اس باعث سے کہ شوہر نے اپنی حیات مین اُسے ادا کر دیا ہو پیش نہ کیا جا سکتا ہو تو زوجہ کو ترکۂ شوہر سے بسبیل ارث اور حرام ہونے اپنے حصّہ جائز پانے کا استحقاق پہونچتا ہی یا نہیں اور اگر پہونچتا ہی تو کسقدر حصہ پائیگی۔

دعوے مہر کا بلحاظ ثبوت فریقین کے نامنظور نہین ہو سکتا۔

ج ۵ — اگر مہر کا دعوی میعاد معینہ کے اندر پیش نہین ہوا تو اس سے ابطال اُسکا لازم نہین آتا کیونکہ دعوے مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہی علی ہذا القیاس گذرنا مدت کا زمانہ انکاح سے باعث بطلان مہر نہین ہی کیونکہ اگر عدالت کے حکم سے دعوے مہر کا بوجہ تمادی ایام کے باطل قرار دیا جائے تو بھی ایسا حکم رد و منسوخ تصور کیا جائیگا فصول عمادیہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر قاضی دعوی مہر کو کسی وجہ سے سواے ثبوت وصول ہو جانے دین مہر کے زوجہ کو یا مقر ہونے اُسکے اس امر سے بلحاظ اس مسئلہ متعارفۂ عوام کے نامنظور کرے کہ زمانہ نکاح سے ایک عرصۂ دراز گذرا لہذا یہ ظن ہوتا ہی کہ دین مہر ادا ہو گیا یا اُسکی نسبت بریت جزای عمل مین آئی تو ایسا حکم رد و منسوخ متصور ہو گا علی ہذا القیاس اشتباہ و نظائر مین لکھا ہی کہ اگر مہر کا دعوی اس وجہ سے نامنظور کیا جائے کہ شوہر نے ایفا اُسکا حین حیات اپنے کر دیا تو بھی زوجہ بعد وفات شوہر بحالت موجودگی اولاد کے بھی بشمول اور وارثون کے اپنا حصہ پانے کی مستحق ہی اور اگر کچھ اولاد نہو تو زوجہ کا حصہ حسب مسئلہ مندرجہ سراجیہ کے ایک ربع ہی اور مسئلہ یہ ہی کہ اگر ابنی یا پسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد نہو اور ایک یا چند

بعد ملنے دین مہر کے زوجہ مثل اور وارثون متوفی کے اپنا حصہ پانے کی مستحق ہی

زوجہ ہون تو انکا حصہ ایک ربع ہوتا ہی اور اگر انکی یا پسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو ایک ثمن ملیگا۔

مقدمہ ۳۳

س۔ ایک عورت کے واسطے نکاح کے وقت دین مہر کا تعین ہوگیا اور ہر چند کسی طرح کی دستاویز اس باب مین تحریر نہین ہوئی مگر دین مہر کا اقرار گواہون کے روبرو عمل مین آیا البساط لقیہ کارروائی کا درست ہی یا نہین اور عورت شرعاً زر مشروطہ پانے کی مستحق ہی یا نہین اور عورت کی مان اور بھائی کو گذر جانے بارہ برس کے اُسکی وفات سے اُسکے شوہر پر واسطے وصول دین مہر کے نالش کرنے کا منصب ہی یا نہین اور ایسے دعوے کے واسطے کسقدر میعاد سماعت مقرر ہی اور بعد وفات عورت کے اُسکی جائداد درمیان اُسکے شوہر اور مان اور بھائی کے کسی طور پر تقسیم ہونی چاہیے

دین مہر کے واسطے دستاویز ضرور نہین ہی۔

ج۔ جو کارروائی کہ اس مقدمہ مین ہوئی وہ قطعی درست و صحیح ہی اور اگر دعوے مہر کا شہادت گواہان کی بنا پر بلا تحریر ہونے کسی دستاویز کے پیش ہو تو وہ شرعاً بہر صورت جائز ہی اور گو بارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہو عورت متوفیہ کی مان اور بھائی کو اسکے شوہر پر بابت نصف دین مہر مشروطہ کے دعویدار ہونے کا منصب پہونچتا ہی اور اسقدر عرصہ کے گذر جانے سے دعوی ناجائز نہین ہوسکتا اور چونکہ عورت متوفیہ نے شوہر اور مان اور بھائی کو وارث

زوجہ کے وارث دعوے مہر کا جبوقت چاہین کر سکتے ہین

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے مان اور بھائی کے۔

چھوڑے لہذا بموجب دفعہ ۴۶ اصول وراثت کے اسکی جائداد کو چھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اور چونکہ شوہر کا حصہ نصف اور مان کا ایک ثلث ہی لہذا شوہر تین حصے پانے کا مستحق تھا اور مانکو دو حصے چاہیے تھے اور بھائی ازروے عصوبت کے بقیہ ایک حصہ پانے کا مستحق تھا۔

مقدمہ ۲۴

س — ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام نکاح کے وقت کہ اسوقت وہ چھ یا سات یا نو یا بمرتبہ غایت دس برس کی تھی دستاویز مہر تحریر کی ایک سال اور آٹھ یا دس مہینے بعد نکاح کے شوہر نے وفات پائی ایسی صورت مین زوجہ کو شوہر متوفی کے ترکہ کی نسبت ازروے دستاویز مہر کے استحقاق وراثت پہونچتا ہی یا نہین۔

جو کچھ دین مہر قرار پایا ہو دعوے اُسکا بعد وفات شوہر بلا لحاظ زوجہ کی عمر کے ہو سکتا ہی۔

ج — بنظر حالات مندرجہ سوال کے جو کچھ بطور مہر معین و تجویز ہو کر دستاویز مین داخل ہوا وہ بعد وفات شوہر کے حسب دستاویز مذکور واجب الادا ہی اور شرائط اس دستاویز کی تسلیم ہونی چاہئین چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دین مہر بقدر دس یا دس سے زیادہ درم کے قرار دے اور بعد ازان مصاحبت ہو یا شوہر وفات پاوے تو دونون صورتون مین زوجہ کل مہر معین پانے کی مستحق ہی کیونکہ بوجہ وفات شوہر کے تکمیل نکاح لازم آتی ہی اور مصاحبت کی وجہ سے جملہ مراتب نکاح کامل اور موثر تصور کیے جاتے ہین

اگر شوہر اپنے حین حیات زوجہ کا دین مہر ادا کردے تو بہتر ہی ورنہ اُسکے ترکے سے وصول کیا جائیگا اور دعوے مہر کا تقسیم ترکہ پر مقدم ہی اور اگر ترکہ دین مہر یا فتنی سے زائد نہو تو وارثونکو اُسکی نسبت کچھ حق نہین پہونچتا ۔ لڑکی کے بالغ ہونے کا سن کم سے کم نوان سال ہی ۔

لڑکی کے بالغ ہونے کا سن

مقدمہ ۳۵

س ا ۔ اگر زن منکوحہ کو طلاق نہ دیا گیا ہو تو دستاویز مہر جائز اور قابل نفاذ اور شرعاً اور عرفاً درست ہی یا نہین اور نویسندہ دستاویز اور اُسکے وارثون پر زوجہ کے وارثون کا دعوی بابت دین مہر کے پہونچتا ہی یا نہین ۔ یا اسطرح کی دستاویز مہر صرف بنظر انسداد طلاق کے تحریر ہوتی ہی اور بحالت وقوع مین نہ آنے طلاق کے دین مذکور بعد وفات شوہر یا زوجہ کے واجب للادا نہین ہوتا ۔ ؎

؎ جو دین مہر اس مقدمہ مین قرار پایا وہ نہایت کثیر اور شوہر کے مقدور سے زیادہ ہو اور چونکہ دین مہر طلاق کی صورت مین واجب الادا ہوتا ہی لہٰذا ہندوستان مین یہ دستور ہوگیا ہی کہ بنظر انسداد طلاق کے مہر زیادہ باندھا جائے اور اس مقدمہ مین جو استفتا ہوا اُس سے تنقیح اس امر کی ضرور تھی کہ اسطرح کا اقرار جو شوہر کی جانب سے ہوا حقیقی اور واجب التعمیل تصور کیا جائے صرف مصلحۃً اور برائے نام ۔

ج ۱ — دستاویز مہر جو اس مقدمہ خاص مین بنام زوجہ حرہ کے لکھی گئی جائز ہو نا اُسکا نائب قاضی اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہی اور جسقدر روپیہ مہر دستاویز مین درج ہی وہ بسبب تکمیل نکاح کے بغیر ہونے طلاق کے بھی واجب الادا ہی اور اگر شوہر زوجہ کو طلاق دے یا وفات پاے تو بھی مہر کا دعوے ہو سکتا ہی اور شوہر پر ادا کرنا اسکا عند الطلب زوجہ یا اُسکے وارثون کے مثل اور قرضونکے لابد ہی اور اگر شوہر کچھ جائداد چھوڑ کر وفات پائے تو دین مذکور اُسکے وارثون کو ترکہ سے ادا کرنا چاہیے

مہر منشروطہ بلا لحاظ زائد ہونے اُسکی مقدار کے شرعاً واجب الوصول ہی —

س ۲ — شوہر نے زوجہ کے نام دستاویز مہر تحریر کرکے نکاح کے وقت اُسکے حوالہ کر دی اور زوجہ نے بغیر حاصل ہونے قبضہ کسی جائداد مصرحہ دستاویز کے شوہر سے پہلے وفات پائی ایسی صورت مین قابض ہونا زوجہ کے وارثونکا اس جائداد پر جو شوہر کے قبضہ مین رہے جائز ہی یا نہین اور اگر وارثان مذکور اس جائداد پر شوہر کی حیات مین قابض ہوے ہون تو شوہر کے وارثون کو اُسکی نسبت استحقاق وراثت پہونچتا ہی یا زوجہ کے وارثون کو بذریعہ دستاویز مہر کے —

ج ۲ — اس مقدمہ کی دستاویز مین دو امر درج ہین ایک مقدار مہر جو شوہر سے یافتنی ہی اور دوسرا ہبہ کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ و زر نقد و اسباب مقبوضہ شوہر کا بالعوض جزو مہر کے لیکن چونکہ دوسری شرط در باب معاوضہ کے معاہدہ مین داخل ہی اور مالیت اُسکی کہ وہ بھی جزو مہر ہی غیر منقح ہی لہذا اس طرح کا معاہدہ ناقص تصور کیا جاتا ہی اور زوجہ کو جائداد

شوہر کی کل جائداد کا دیا جانا بعوض جزو غیر مصرحہ مہر کے ناجائز و نادرست ہی

مقبوضہ شوہر[1] پر کچھ استحقاق نہین پہونچتا لیکن زوجہ اور اُسکے وارثون کو شوہر کی حیات مین مہر کے مطالبہ کا منصب پہونچتا ہی اور اگر شوہر مرجاے تو اُسکے وارثون سے۔ پس بعد وفات شوہر کے اسکے وارثون کو اُسکی جائداد پر قابض ہونے کا حق پہونچتا ہی لیکن زوجہ کے وارث مستحق اس امر کے ہین کہ شوہر کے ترکہ کو جو اُسکے وارثون کے قبضہ مین ہی نیلام کراکے زر مہر مصرحہ وصول کرین یا اگر شوہر کے وارث قبول کرین تو زوجہ کے وارثون کو اختیار ہی کہ جائداد بقدر دین مہر زوجہ کے لین۔

مقدمہ ۳۶

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام دستاویز مہر بابت انتقال حق ملکیت کسی قدر آراضی کے جو وقت تحریر دستاویز کے بقبضہ مالکانہ اُسکے نہ تھی لکھدی اور قبضہ اُسکا جائداد مذکور پر بعد ازان ہو ایسی صورت مین اس طرح کی دستاویز جایز اور واجب التعمیل ہی یا نہین

ج۔ حسب حالات مندرجہ سوال کے دستاویز مہر بالکل کالعدم دینا اس جائداد بعوض مہر کے جو شوہر کے قبضہ مین نہو دنا جائز ہی الا اُس صورت مین کہ شوہر نے بعد حاصل ہونے استحقاق

[1] جو مسئلہ اس راے مین لکھا گیا ہی وہ شرع محمدی کے ایک قاعدہ معروف پر مبنی ہی اور وہ یہ ہی کہ معاوضہ کے معاہدہ مین بدلین کی قیمت کا تعین ہونا چاہیے۔

نسبت آراضی مصرحہ دستاویز کے زوجہ کو اسپر حسب ضابطہ قابض کرا دیا ہی اور صرف اسی صورت مین دستاویز جائز اور واجب التعمیل ہوگی نہ اور حالت مین —

مقدمہ ۳۷

س — اگر دستاویز مہر جائز قرار دیجاے تو ادا ہونا زر مہر مندرجہ دستاویز کا زوجہ کو بعد وفات شوہر یعنے نویسندۂ دستاویز کے قبل تقسیم اُسکے ترکہ کے شرعًا واجب ہی یا نہین اور اگر کل ترکہ کی مالیت زوجہ کے دین مہر سے زائد ہو اور زوجہ ادا کرنا شوہر کے قرضۂ واجب کا منظور کرے تو ایسی صورت مین زوجہ بذریعہ اپنے اختیار خاص اور دعوی مہر کے جائداد آراضی اور مال پر قابض ہونے کی مجاز ہی یا نہین ج

مقدار مہر کی انتہا نہین ہی

ج — دستاویز مہر جو اس مقدمہ سے متعلق ہی جائز ہی کیونکہ وہ گواہون سے ثابت ہی اور اگرچہ لکھا جاتا کہ مقدار کثیر مہر کا کسی حکم صریح کے رو سے جائز نہین ہی لیکن باوجود اسکے یہ امر روا رکھا گیا ہی لہذا زر مندرجۂ دستاویز بیوہ پر جائداد اراضی شوہر متوفی سے قبل دعاوی وراثت کے واجب الادا ہی لیکن جس جائداد کا ذکر دستاویز مین بصراحت ہو اُسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت کے بذریعۂ دعوی مہر کے قابض نہین ہوسکتی گو ترکہ شوہر کا واسطے ادا اُسکے دین کے مکتفی ہویا ہو اور زوجہ کو جائداد مذکورہ کی

جائداد آراضی بر بابتہ دین مہر حسب استرضاے مقبوضہ وارثون کے قبضہ ہو سکتا ہی

نسبت صرف اُسی صورت مین استحقاق ملکیت حاصل ہوسکتا ہی
کہ وہ اُسے اپنے مہر کے روپیہ سے بذریعہ حکم عدالت یا حسب
استرضا وارثون کے خرید کرے الا جس جائداد کی تصریح دستاویز مہر
مین ہو اُسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت یا استرضا وارثون کے قابض
ہوسکتی ہی لیکن چونکہ اس مقدمہ مین زوجہ کے فریق مخالف نے اپنا مہتمم ہونا جائداد
اراضی پر زوجہ کی جانب سے بنظر مفاد اُسکے قبول کرکے اقرار ادا کرنے
کل حاصلات و منافع جائداد کا زوجہ کو کیا ہی اور فریق مذکور کو قرضہ ونگی شوہر
متوفی کی رسد ہی ادا کرنے سے انکار ہی اور زوجہ نے ادا کل قرضہ کا
اپنے ذمہ لیا ہی لہذا اس سے یہ ثبوت حاصل ہوتا ہی کہ فریق مذکور نے
قابض ہونا زوجہ کا جائداد پر تسلیم کر لیا۔

مقدمہ ۳۸

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ پر کسی قدر دین مہر تعین کرکے اُسکے نام
دستاویز مہر لکھدی اور اُس دستاویز مین اُسنے یہ بھی لکھدیا کہ مینے اپنا کل نقد و غلہ اور جائداد
منقولہ و غیر منقولہ جو کچھ بالفعل میرے قبضہ مین ہی یا آیندہ آوے بعوض
دین مہر کے زوجہ کو اس شرط سے دیا کہ جب زوجہ خواستگار مہر ہو اُسی
وقت مین اُسے بلا حجت و حیلہ ادا کر دونگا ایسی ایسی دستاویز کی رو سے
زوجہ کو بابت کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ استحقاق پہونچتا ہی یا وہ صرف زر
مصرحہ دستاویز کے پانے کی مستحق ہی

ذکر اُس دستاویز مہر کا جسمین زر خاص کا تعین بابت دین مہر کا ہو گیا ہو اور شوہر کی کل جائداد مقبوضہ و ممکن الوصول بابت مہر کے نامزد ہو گئی ہو

ج ۔ شوہر نے دستاویز مین یہ لکھا کہ مین نے اپنا کل نقد و جنس اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو کچھ بالفعل میرے قبضہ مین ہی یا آیندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو دیدیا یہ بیان بمنزلہ اظہار معاہدہ ناجائز بیع کے ہی یعنی یہ بیان معاہدہ واحد مین بائع کی جانب سے بابت اُس جائداد کے ہی جو اُسوقت اُسکے قبضہ مین تھی اور بھی جسکا وجود اُس زمانہ مین نہ تھا بلکہ وہ اُسکو زمانہ آیندہ حاصل ہوتی اور تصریح ثمن کی مطلق نہین کی گئی ہی اور بیان مذکور الصدر بمنزلہ ہبہ بالعوض کے نہین ہی کیونکہ ہبہ کیواسطے وجود بدلین کا ضرور ہی علاوہ اسکے معاملات بیع و ہبہ مین ہونا ایجاب و قبول کا ایک ہی موقع پر واجب ہی اور اگر قبل اظہار قبول کے معاہدہ سے انحراف کیا جائے تو وہ باطل و کالعدم تصور کیا جاتا ہی مگر اس مقدمہ مین ظاہر ہونا رضامندی کا بعد اظہار ایجاب کے پایا نہین جاتا بلکہ دستاویز کے فقرہ اخیر سے جسمین یہ شرط ہی کہ عندالطلب زوجہ کے دین مہر شرعًا بلا حجت و حیلہ ادا کیا جائیگا یہ مستنبط ہوتا ہی کہ شوہر نے اپنے اظہار سے انحراف کے عمل مین آیا ہو تو شوہر پر ادا کرنا مہر کا عندالطلب زوجہ کے لازم ہوتا پس جائداد منقولہ و غیر منقولہ وجہ کو بذریعہ دستاویز مہر کے نہین پہونچنی بلکہ وہ صرف مستحق پانے زر مندرج دستاویز کی ہی ۔ [1] کیونکہ اگر اظہار رضامندی لبوقع اظہار ایجاب کے ۔

[1] اس دستاویز کی اخیر کی شرط ناجائز تھی کیونکہ معاوضہ کے جملہ معاہدات مین یقینی ہونا اسکا ضرور ہی اور یہ واجب ہی کہ جس

مقدمہ ۹۳

س - زوجہ نے شوہر پر واسطے ایک ثلث مہر معجل کے نالش دائر کر کے زر مدعوہ کی بابت ڈگری حاصل کی بعد ازان وہ شوہر کی حیات مین مرگئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی ہمشیر نے اُسکے شوہر پر واسطے بقیہ دو ثلث دین مہر کے نالش کی ایسی صورت مین یہ نالش ہمشیر زوجہ متوفیہ کی شوہر کے نام شرعاً قابل سماعت ہی یا نہین اور بعد وفات زوجہ کے شوہر منجملہ دین مہر مصرحہ دستاویز کے کسی قدر مہر پانے کا مستحق ہی یا نہین ۔

ج - نالش جو زوجہ متوفیہ کی ہمشیر نے اُسکے شوہر پر بابت کل دو ثلث دین مہر کے دائر کی ہی قابل سماعت نہین ہی کیونکہ ہمشیر زوجہ کی ایک وارث ہی اور وہ کل مہر کا دعوی صرف بذریعہ وصیت کے کر سکتی ہی لیکن ہونا وصیت کا ایک ہی وارث کے حق مین جائز نہین ہی اور چونکہ مدعیہ زوجہ متوفیہ کی ہمشیر ہی لہذا اُسکو منجملہ اُس دین مہر کے جو ہنوز ادا نہین ہوا ہی ایک نصف ملنا چاہیے اور باقی نصف اُسکے شوہر کی طرف عود کریگا ۔

اگر علاوہ شوہر اور ہمشیر کے متوفیہ کا کوئی اور وارث ہو تو دین مہر انمین حصص مساوی پہونچیگا

شی کی بابت معاہدہ کیا جاسے وہ اُسوقت فی الواقع وجود رکھتی ہو یا ماخذ آیندہ مین جسکا تعین ہو سکتا ہو ہوجا سکے ۔ اصول بیع دفعات ۲ و ۱۴۱ ۔

مقدمہ ۴۰

س - زوجہ نے شوہر پر دین مہر کی بابت بہ تعین چالیس ہزار روپیہ اور ایک اشرفی کے نالش دائر کی اور طرفین کے رشتہ دارون کی گواہی سے واجب الادا ہونا زر مذکور کا ثابت ہی اور رشتہ دارون کی گواہی سے یہ متحقق کہ زوجہ اور شوہر کے خاندان کا مہر مثل اس مقدار سے کہین کم نہین قرار پایا ہی لیکن مدعا علیہ مظہر ہی کہ دین مہر بقدر اول مقدار معینہ شرع یعنی دس درم کے قرار پایا اور اُسنے واسطے ثبوت اس بیان کے دو گواہ پیش کیئے ہین جو اُس سے کچھ علاقہ نہین ایسی صورت مین زوجہ کا بیان قابل ترجیح ہی یا شوہر کا۔

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے زوجہ کا بیان حسب مسئلہ مرقومہ ہدایہ کے قابل ترجیح ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت برقرار رہنے نکاح کے درباب مقدار مہر کے تکرار ہو مثلاً شوہر ایک ہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو تو جو فریق اپنا بیان وجہ ثبوت سے ثابت کرے اُسی کا اظہار قابل اعتبار ہی اور اگر طرفین سے ثبوت موجود ہو تو زوجہ کے جانب کی شہادت پر اعتبار ہونا چاہیے کیونکہ ایسی شہادت سے اُسکا استحقاق بسبب مقدار کثیر کے ثابت ہوتا ہی علی ہذ القیاس تاتارخانیہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر طرفین سے ثبوت پیش ہو تو جسکا ثبوت مقدار کثیر کی بابت ہو وہی قابل لحاظ و ترجیح ہی اور اگر مقدار مہر کی بابت تکرار ہو

اگر مقدار مہر کی بابت نزاع ہو تو ثبوت مدخلہ زوجہ بمقابلہ شوہر کے قابل ترجیح ہی الا اُس صورت مین کہ زوجہ کا مہر مثل مقدار بدعوہ سے کم ہونا در صورت مین اگر مقدار مہر درجہ ثبوت سے متحقق نہو تو مہر مثل دلایا جائے

تو قاضی کو مہر مثل دلانا لازم ہی اور اس امر کی نسبت عالمگیری مین یہ لکھا ہی کہ اگر فیما بین شوہر و زوجہ کے مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو مہر مثل دلانا چاہیے نالش متعلقہ امور نکاح مین رشتہ دارون وارونکی گواہی کو اشخاص اجنب کی گواہی پر ترجیح ہی چنانچہ اس امر کی نسبت حاویہ مین یہ لکھا ہی کہ نکاح کی نالش مین فریقین کے واسطہ وارونکی گواہی بہ نسبت شہادت اشخاص اجنب کے مرجح ہی۔

۲۵ جس مقدمہ مین یہ فتوے دیا گیا اُسکا اپیل صدر دیوانی عدالت مین ہوا تھا اور عدالت مذکور کے مفتیون سے یہ پوچھا گیا کہ بعد معائنہ کاغذات مثل کے یہ لکھین کہ طلاق مطہرہ کی نسبت ثبوت کافی ہی یا نہین اور اگر طلاق وقوع مین آیا تو زر مدعوہ فی الواقع واجب الادا ہی یا نہین اور فتوی جو پرونشل کورٹ پٹنہ مین دیا گیا صحیح تھا یا نہین بجواب اس استفسار کے قاضی و مفتی نے جواب دیا کہ طلاق بخوبی ثابت ہی اور صرف بلحاظ اس ثبوت کے جو زوجہ کی جانب سے گذرا ہی واجب الادا ہونا زر مدعوہ کا شوہر سے پایا جاتا ہی اور یہ نسبت حکم عدالت ماتحت کے مفتی و قاضی نے یہ لکھا کہ فتوے مین جو یہ رائے تحریر ہی کہ زوجہ کی طرف کا ثبوت در صورت پیش ہونے منجانب طرفین کے قابل ترجیح ہی یہ رائے بعض اہل فقہ کے نزدیک درست ہی مگر بوجہ اسکے صحیح مسلمۂ عام نہین ہی اور شارح وقایہ یا مصنف ہدایہ نے بھی اُسکو جائز نہین رکھا اور جو فقرہ بحوالہ نسخہ نادیہ کے لکھا ہی اُسکی نسبت مفتی و قاضی مذکور نے یہ تحریر کیا کہ ہمکو یہ فقرہ اس کتاب مین

مقدمہ ۱۸۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو میری زوجہ نہین ہی اور اُس نے جواب دیا کہ تو میرا شوہر نہین ہی لیکن با وجود

کتاب مین نہین ملتا یہ امر عجیب معلوم ہوتا ہی کہ فتوی پرونشل کورٹ مین دیا گیا اُسپر پانچ مفتیون کے دستخط ہین اور استعجاب ہی کہ اُنہون نے ہدایہ کا حوالہ اسطور پر غلط دیا اور شرع کا یہ حکم نہین ہی کہ جملہ صورتون مین زوجہ کے ثبوت کو شوہر کے ثبوت پر ترجیح دیجائے الا اس صورت مین کہ زوجہ کا مہر مثل مہر مدعوہ اُسکے سے کم ہو چنانچہ جو عبارت ہدایہ سے منتخب کرکے ذیل مین لکھی جاتی ہی وہ صحیح ہی اور اُسمین جو عبارت زیر مدہی اُسکو مفتیون نے اپنے فتوی مین نہین لکھا تھا - اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت قائم رہنے نکاح کے مقدار مہر کی بابت تنازع ہو مثلاً شوہر ایک ہزار درم کہے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو

اور زوجہ کا مہر مثل ایک ہزار سے متجاوز ہنو تو شوہر کا بیان قابل اعتبار ہی لیکن اگر دو ہزار یا ہزار سے متجاوز ہو تو زوجہ کا بیان معتبر متصور ہوگا - اور فریقین سے جو فریق اپنے

بیان کی تائید مین ثبوت پیش کرے اُسی کا بیان بلحاظ دونون صورتون مذکورہ بالا کے اعتبار کے قابل ہوگا اور اگر طرفین ثبوت پیش کرین تو مہر مثل کی صورت مین یعنی بحالت

متجاوز ہونے مہر مثل کے ایک ہزار درم سے زوجہ کی جانب کا ثبوت قابل

اعتبار تصور کیا جائے گا کیونکہ ایسے ثبوت سے استحقاق اُسکا نسبت مقدار زائد کے ثابت ہوتا ہی جس قاعدہ کلیہ پر یہ مسئلہ شرع کا مبنی ہی وہ یہ ہی کہ اگر زوجہ کا مثل بقدر اُسکے دعوی

اس گفتگو کے زوجہ تا وفات شوہر کے اُسکے پاس رہی ایسی صورت مین الفاظ سے طلاق لازم آتا ہی اور زوجہ ورثہ سے محروم رہ سکتی ہی یا نہین۔

طلاق۔

ج۔ بنظر حالات مذکورہ سوال کے زوجہ منجملہ ترکہ شوہر کے حصہ پانے سے محروم نہین رہ سکتی کیونکہ اسطرح کا قول بمنزلہ طلاق و حرمان ورثہ کے تصور نہین کیا جاتا چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فقہ اور کتابون مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص زوجہ سے یہ کہے کہ تو میری زوجہ نہین ہی تو ایسے قول سے طلاق لازم نہین آتا گو شوہر کا مقصود اس سے طلاق ہو اور یہی رائے مسلمہ عام ہی۔

مقدمہ ۴۲

س۔ ایک شخص نے ۲۰ صفر سنہ ۱۲۳۲ ہجری مطابق ۷ پوس سنہ ۱۲۲۴ بنگلہ کو یہ بیان کیا کہ مین نے اپنی زوجہ کو حسب قواعد شرع کے سنہ ۱۱۷۶ مین جسکو ۶۴ برس سے زیادہ عرصہ گذرا تین مرتبہ طلاق دیا ایسی صورت مین طلاق کا نفاذ کس تاریخ سے تصور کیا جائیگا

سکے یا دعوی سے زائد ہوا اور طرفین کچھ ثبوت نہ رکھتے ہون تو زوجہ کا بیان قابل اعتبار ہی کیونکہ وہ بادی النظر مین زیادہ ترقرین قیاس ہی لیکن اگر ایسی حالت مین طرفین ثبوت رکھتے ہون تو شوہر کی طرف کا ثبوت قابل ترجیح ہی کس واسطے کہ ثبوت سے متحقق ہونا کسی ایسے امر کا مقصود ہوتا ہی جو بادی النظر مین واضح نہو

ج - حسب حالات مظہرہ سوال کے اگر زوجہ بیان کرے کہ مجھکو شوہر نے طلاق نہین دیا تو شرعًا طلاق اُس تاریخ سے قابل نفاذ ہوگا جب اُسکا اظہار ہوا ہو چنانچہ شرح وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے جسکا نکاح اُسکے ساتھ ایک روز پیشتر تاریخ مظہرہ طلاق کے ہوا ہو یہ کہے کہ مین نے تجھے کل طلاق دیا اور وہ اُس سے منکر ہو تو طلاق کا نفاذ صرف طلاق اظہار کے وقت سے ہوتا ہی -

مقدمہ ۳۴

س - ایک شخص شریف و نجیب کی دو زوجہ تھین اور ہر زوجہ سے اولاد تھی بعد اُسکی وفات کے اُسکی ایک زوجہ کے رشتہ دارون نے یہ بیان کیا کہ دوسری زوجہ متوفی کی منکوحہ نہ تھی بلکہ صرف بطور ملازم رکھی گئی تھی اور بسبب امتداد زمانہ کے ہونا نکاح کا بخوبی متحقق نہین ہو سکتا ایسی صورت مین اثبات نکاح کے لئے ثبوت کافی کیا ہی -

ج - اگر بسبب امتداد زمانہ کے نکاح ہونا اُس عورت کا جسکو فریق ثانی غیر منکوحہ بلکہ صرف بطور ملازم بیان کرتا ہی ثابت نہو اور وہ اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کرے اور وہ حرّہ ہو نہ کہ جاریہ اور شوہر نے نسب اسکی اولاد کا تسلیم کیا ہو تو اسطرحکا اقرار شوہر کا واسطے اثبات نکاح زوجہ مذکورہ کے کافی ہی لیکن یہ امر واسطے

اگر نسب اُس اولاد کا جو حرہ کے بطن سے ہو تسلیم کیا جائے تو یہی ثبوت حرہ کے نکاح کا شخص متوفی کے ساتھ کافی ہے

ثبوت دعوی مہر کے کافی نہین ہی چنانچہ اشباہ و نظائر مین یہ مرقوم ہی کہ تسلیم نسب سے تسلیم نکاح لازم آتا ہی نہ قبول کرنا مہر کا اور گو اس مقدمہ مین نکاح کا ثبوت نہین ہی لیکن باپ طفل کے نسب سے مقر ہی اور یہی امر ثبوت نکاح کے واسطے کافی ہی۔

مقدمہ ۴۴

س۔ زوجہ مطلقہ نے بابت ایام عدت یعنی تین مہینے اور تیرہ یوم کے بقدر چھ روپیہ بارہ آنہ نان و نفقہ کے نالش دائر کی پس سوال یہ ہی کہ بعد عمل مین آنے طلاق حسب شرع محمدی کے زوجہ کو شوہر سے بابت زمانۂ عدت کے نان و نفقہ پانے کا کچھ استحقاق پہونچتا ہی یا نہین اور زمانہ عدت کے واسطے کتنے مہینے اور دن معین ہین۔

زمانۂ عدت بعد طلاق

ج۔ اگر زوجہ جسکو شوہر نے طلاق دیا ہو بالغہ ہو تو شرع کے روسے زمانہ عدت پہیم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ زن حرہ کے واسطے زمانہ عدت پہیم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا اور زمانۂ عدت واسطے اُس عورت کے جو صغیر السن ہونے کی وجہ سے حائضہ نہوتی ہو تین مہینے ہین اور زن حاملہ کے واسطے عدت کا زمانہ وضع حمل تک ہی اور اُسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ زن حاملہ کی عدت تا پیدا ہونے زندہ یا مردہ طفل کے شمار کیجاتی ہی شوہر پر تا زمانۂ عدت کے واجب ہی

کہ زوجہ کو مصارف خورد پوش و سکونت بعد طلاق کے دے اور شرح وقایہ مین یہ حکم ہی کہ عورت کو طلاق رجعی یا غیر رجعی دیا جائے اور زوجہ کی علیحدگی شوہر سے بسبب کسی الزام کے وقوع مین نہ آئی ہو مثلاً افتراق بذریعہ اس اختیار کے جو زوجہ کو وقت بلوغ کے حاصل ہوتا ہی یا از روے اعتاق یا بسبب غیر مساوی ہونے عمر کے عمل مین آئے تو زوجہ کے واسطے خورد پوش اور مکان تجویز کر دینا چاہیے۔

زوجہ بابت ایام عدت کے نان و نفقہ کا دعوی کر سکتی ہی۔

مقدمہ ۴۵

س۔ طفل غیر صحیح النسب والدین سے کسکی اولاد تصور کیا جاتا ہی اور اگر دونون دعویدار ہون تو کسکے سپرد کرنا چاہیے۔

ج۔ شرع کے روسے طفل غیر صحیح النسب والدین سے کسی کی اولاد نہین ہی اور وجود اُسکا باطل ہی لیکن بنظر اُسکی پرورش اور پرداخت کے اسکو سات برس کی عمر تک مان کے حوالہ کرنا چاہیے۔ اور بعد اس عمر کے طفل کو اختیار ہی والدین سے جاہے جسکے پاس رہے یا اگر اسکی مرضی ہو تو بالکل علیحدہ رہے۔ [1]

طفل غیر صحیح النسب کسی کی اولاد نہین ہی مگر مان کو سات برس عمر تک اُسپر اختیار ہوپہنچتا ہی۔

[1] یہ مسئلہ بالکل مطابق احکام قانون انگلشیہ متعلقہ اس امر کے ہی اور قانون مذکور مین یہ حکم ہی کہ جبتک طفل غیر صحیح النسب سات برس کا اپنی مان سے علیحدہ نہین ہو سکتا لیکن شرع محمدی کے بموجب یہ قاعدہ صرف اولاد حرام سے مخصوص نہین گیا ہی بلکہ اولاد صحیح النسب و غیرہ صحیح النسب دونون سے متعلق ہی۔

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت عرصہ دراز تک ایک مرد کے ساتھ رہی لیکن نکاح ہونا اُنکا بخوبی ثابت نہین ہی بعد ازان اُنمین نفاق ہوا اور وے علیحدہ ہوگئے اب دونون بابت لڑکیون کے کہ جو اُنسے پیدا ہوئین تکرار ہی ایسی صورت مین ان دونون مین سے لڑکیان کسکو ملنی چاہیین -

صحیح النسبی کا خیال کسطور پر کیا جاتا ہی -

ج - اگر مرد لڑکیون کو اپنی اولاد بیان کرے تو ایسے بیان کو قطعی تصور کرکے منظور کرنا چاہیے الا اُس صورت مین کہ عورت کا بظاہر کوئی اور آشنا ہو اور نسب کا ثبوت ایسے بیان سے ہو سکتا ہی اور لڑکیون کی پرورش باپ پر واجب ہی نہ مان پر اور یہ لڑکیان حرہ ہین اور اسی جہت سے کنیز متصور نہین ہو سکتین پس اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ بنظر انسداد قیاس زنا کے نکاح تصور کرنا چاہیے لیکن اگر مرد یہ قبول کرے کہ لڑکیان بحالت زنا پیدا ہوئی ہین تو فیمابین اُنکے اور اُسکے شرعاً کچھ تعلق نہ ہوگا اور نہ اُسپر اُنکی پرداخت واجب ہوگی - [۱]

[۱] قانون مین اطفال کی نسبت اسقدر رعایت ملحوظ ہی کہ اگر ثبوت نکاح اُنکے والدین کا ممکن ہو تو حتی الوسع اُنکی نسبت غیر صحیح النسبی کا احتمال نہین کیا جاتا ہی -

مقدمہ ۷۴

س۔ محمود کے دو لڑکے زید و بکر ایک کنیز کے بطن سے ہوئے اور اُسنے اپنی صلب سے ہونا اُنکا حین حیات تسلیم نہین کیا اور نہ رسم نمک چشی ادا کی ایسی صورت مین زید و بکر کو ترکہ محمود کی نسبت باوجود عدم وقوع ان مراتب کے شرعًا استحقاق ورثہ پہونچتا ہی یا نہین۔

ج۔ ہر چند یہ صاف معلوم نہین ہوتا کہ محمود نے زید و بکر کے نسب کے صراحتًہ اقرار کیا لیکن باوجود اس امر کے دونون لڑکون کو اُسکے ترکہ سے ورثہ پانیکا استحقاق پہونچتا ہی کیونکہ گواہون سے یہ ثابت ہوا ہی کہ وہ اُس عورت کے بطن سے ہین جو محمود کے ساتھ رہتی تھی اور کنیز کہلاتی تھین اور دیگر حالات مقدمہ مثلًا شباہت ظاہری اور شہرت سے یہ ثابت ہی کہ زید و بکر محمود کے بیٹے ہین اور اُنکی ماں اُسکی منکوحہ تھی اور جن گواہون کو وقوع نکاح سے انکار ہی اُنکے بیان کا مقصود صاف یہ تھا کہ اُنھون نے یہ امر بچشم خود نہین دیکھا اُنکو اس امر کے وقوع سے بحث نہین ہی کیونکہ اگر ایسا ہو تو یہ صریح جھوٹ اور عداوت ہی علاوہ اسکے مسلمان کو زنا سے متہم کرنا ناجائز ہی اور نہونا شہادت رویت کا بحالت موجود ہونے ثبوت شہرت کے مضر نہین ہی کیونکہ اگر گواہون نے نکاح کا ہونا ثبوت شہرت کے ہوتا ہی تو وہ اس امر کی شہرت کی نسبت ادائے شہادت نہ کرتے اور وجہ ثبوت سے یہ امر صراحتًہ ثابت نہین ہی کہ متوفی نے

کس صورت مین اطفال کا نسب بغیر اقرار مرد کے ثابت ہو سکتا ہی۔

نسب اُن لڑکون کا تسلیم نہین کیا اور اگر اس امر کا ثبوت ہوتا تو بھی کچھ
مضر نہوتا کیونکہ لفظ غلام سے بلحاظ اُس معنی عام کے جو ہندوستان مین
رائج ہی غلامی براے نام مراد ہی یعنی قطع نظر بلازم ہونے یا خرید لئے جانے
وہ فی الواقع آزاد ہوتا ہی اور اُسکو کنیز یا غلام کہتے ہین اور واسطے ثبوت
نسب ایسی اولاد کے دعویداری ہونا یا اقرار مرد کا ضرور نہین ہی اسمین اتفاق ہی
کہ واسطے ثبوت نسب اولاد جاریہ کے ہونا دعویداری اور اقرار کا شرعًا
ضروری ہی لیکن پتہ چلتا ہے کہ وہ غلامی جسکا شرع مین ذکر ہی ہندوستان سے
مفقود ہی اور گواہون نے جو لفظ غیر منکوحہ بیان کیا ہی اس سے احتمال ہوتا ہی
کہ وہ عورت براے نام متوفی کی کنیز تھی کیونکہ جاریہ کا نکاح آقا کے ساتھ
جائز نہین ہی اور نکاح نہ ہونے کے رسم شرعًا اس مرتبہ واجب نہین ہی کہ اُسکے
نہونے سے نسب باطل ہو جاوے چنانچہ تائید اس راے کے
خلاصۃ المفتیین سے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہی اور وہ یہ ہی کہ شہادت
سمعی قابل منظوری نہین ہی الا چار صورتون مین اور وے یہ ہین وفات اور
نسب اور نکاح اور درباب قاضی کے نسب کی مثال یہ ہی کہ ایک شخص نے
اورون سے سنا کہ فلان شخص فلان کا بیٹا ہی ایسی حالت مین گو اُسنے وقوع
ولادت اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو لیکن وہ حسب مضمون بالا گواہی دینے کا مجاز ہی
علی ہذا القیاس ہم آجتک اس امر کو قبول کرتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
قحافہ کے بیٹے تھے حالانکہ قحافہ کو ہمنے کبھی دیکھا نہین اور
نکاح کی تمثیل یہ ہی کہ ایک شخص نے ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ

ماخذات بتائید منظوری شہادت سمعی نسبت ملاحظہ نکاح وغیرہ کے

ہمخانہ دیکھا ہی اور یہ مشہور ہی کہ عورت اُسکی زوجہ ہے ایسی صورت مین گواہ کو اداے شہادت کا اس مضمون سے اختیار ہی کہ وہ شخص مذکور کی زوجہ ہی گو گواہ مذکور عقد نکاح کے وقت موجود نہ ہو اور اگر گواہ ایسی صورت مین معائن ماجرا انھونا اپنا بیان کرکے بلحاظ شہرت کے اداے شہادت کرین تو ایسی گواہی کو جائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ ہدایہ مین بھی یہی مسئلہ لکھا ہی اور مضمون اُسکا یہ ہی کہ گواہون کو کسی صورت مین غیر چشم دیدہ امر کی نسبت گواہی نہین دینی چاہیے اِلّا معاملات نسب اور نکاح اور وفات اور اختیار قاضی اور مصاحبت زن اور مرد کی بابت ایسا ہو سکتا ہی - اگر کوئی شخص کسی معتبر آدمی سے کچھ سنے تو اُسکو امر سمعی کی نسبت اداے شہادت کا اختیار ہی اور یہ تعبیر رعایۃً کیجاتی ہی مثلاً اگر کوئی شخص مرد و زن کو مثل زوجہ و شوہر کے ساتھ رہتے ہوے دیکھے تو ایسی صورت مین وہ یہ گواہی دے سکتا ہی کہ انکا نکاح ہو گیا ہی یہی مسئلہ محیط السرخسی اور منح الغفار اور بحر الرائق اور دیگر کتب معتبرہ مین تسلیم کیا گیا ہی - ؎

؎ یہ فتوی قاضی القضات سے دیا تھا الکین محمد رشید مفتی اول نے اُنسے اس باب مین اختلاف کرکے یہ لکھا ہی کہ نسب کا ثبوت نہین ہی اور زید و بکر کو ترکہ محمود کی نسبت استحقاق وراثت نہین ہو نیکا اُنکی حجت یہ تھی کہ غلام دو قسم کے ہین ایک برائے نام اور دوسرے شرعی اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ زید و بکر کی مان پہلی قسم مین داخل یعنے

مقدمہ ۸۴

س - ایک شخص نے اپنے بیٹے کو عاق کردیا اور بعدازان قریب الموت ہونے کی حالت مین اپنی زوجہ یعنی لڑکے کی مان کو

برائے نام جاریہ اور درحقیقت حرہ تھی تو بنظر ثبوت نسب کے اثبات نکاح ضرور تھا اگر غلام شرعی ہونا زید و بکر کا قرار دیا جائے تو واسطے ثبوت اُنکے نسب کے محمود کی طرف سے اقرار ہونا چاہیے تھا اور علماء اسلام سے جو اس باب مین استفسار کیا گیا تو اُنکی رائے مین بھی اسی طرح کا اختلاف پایا گیا لیکن بہر حال اختلاف رائے ضرور باب لحاظ وقعت شہادت کے پایا گیا نہ درباب اصل مسئلہ شرع کے اگر شہادت سے نکاح کا ثبوت تصور نہ کیا جائے تو محمد رشید کی رائے کی صحت مین کچھ شک نہین ہی لیکن اگر شہادت سے اثبات نکاح قرار دیا جائے تو قاضی القضات کی رائے بھی صحیح ہی مصاحبت اور شہرت سے ثبوت ظنی بوجہ کافی حاصل ہوتا ہی اور شہادت سمعی ایسے معاملات مین قابل منظوری ہی عدالت نے لڑکون کے نسب کا ثبوت شہادت سے تصور کرکے مقدمہ بحق اُنکے تجویز کیا اور مقدمہ مین تین امر متعلقہ شرع طی ہوئے - اوّل یہ کہ نکاح کا ثبوت از روے شہادت کے جو شہادت رویت سے کسی قدر کم ہو مثلاً مصاحبت اور شہرت اور ثبوت سمعی اور قرائن سے ہو سکتا ہی دوسرے یہ کہ اگر عورت سفی الواقع جاریہ ہو یعنی دار الحرب مین اسیر ہوئی ہو یا ایسے اسیر کی اولاد ہو تو اُسکا نکاح آقا کے ساتھ شرعاً جائز نہین ہی اور ایسی جاریہ کے بطن سے جو اولاد ہو تو

طلاق دیا اسطرح کا عاق کرنا اور طلاق دینا جائز ہی یا نہین اور زوجہ
مطلقہ شوہر متوفی اسکے ترکہ سے ورثہ پانے کی مستحق ہی یا نہین ۔

ج ۔ اگر کوئی شخص کسی طفل کے نسبت سے اُسکی ولادت
یا مبارکباد دینے کے وقت منکر ہو تو ایسا انکار شرع کے رو سے جائز ہی
اور اگر شخص مذکور بعد اس امر کے اُس طفل کے نسب سے منکر ہو تو
ایسا انکار شرعاً غیر مؤثر ہوگا چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص بچے
کے نسب سے عین ولادت یا وقت ادائے رسم ولادت کے منکر ہو تو
اُسکا انکار موثر ہی ورنہ غیر موثر ہوگا اور ایسی صورت مین شوہر اور زوجہ
مورد لعن ہونگے[1] ۔ اگر ثبات صحت مین زوجہ کو طلاق دے تو طلاق
درست و جائز ہی اور زن مطلقہ کو شوہر کا ورثہ نہین پہونچ
سکتا لیکن اگر شوہر قریب الموت ہونے کی حالت مین زوجہ کو

نسب سے منکر ہونا کس صورت مین جائز ہی ۔

طلاق بحالت قریب الموت ہونے کے دیا جائے ۔

اُسکے نسب کا ثبوت آقا کے اقبال پر منحصر ہی تیسرے یہ کہ اگر عورت محض برائے نام
کنیز ہو یعنی ملازم رکھی گئی ہو تو آقا کا نکاح اُسکے ساتھ ہی کیونکہ ایسی صورت مین
اسپر شرعاً کنیز کا اطلاق جائز نہین ہو سکتا اور اگر ثبوت قرائن سے نکاح کا احتمال ہو
تو بغیر ہونے دعوی یا تسلیم نسب منجانب پدر ایسی اولاد صحیح النسب تصور کیجائیگی ۔

[1] فقہ کی اصطلاح مین لعن اُسے کہتے ہین کہ شوہر در صورت لگانے الزام
زنا اوپر زوجہ کے باظہار و تائید شہادت خدا کی قسم کھائے اور زوجہ کہے کہ
خدا کا غضب نازل ہو ۔ ترجمہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۳

طلاق منتبائن دے اور وہ قبل گزرنے زمانہ عدت زوجہ کے وفات پاوے تو طلاق صحیح ہی لیکن اسکو استحقاق ورثہ کا ہو چکیگا اور اگر شوہر تا زمانہ عدت[۱] زوجہ کے زندہ رہے تو زوجہ وراثت سے محروم ہو جاتی ہی۔ فتاوی نقشبندی مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کیحالت مین طلاق منتبائن دے اور قبل زمانہ عدت کے وفات پاوے تو زوجہ کو اسکا ترکہ ہو چکیگا لیکن اگر شوہر بعد گذر جانے زمانہ عدت کے فوت ہو تو زوجہ ترکہ نہ پائیگی۔

---

[۱] عدت سے یہ مراد ہی کہ زن مطلقہ چند عرصہ تک بنظر تنقیح اس امر کے کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے حاملہ ہی یا نہین دوسرے شخص کے ساتھ نکاح نہ کر سکے۔ ہدایہ جلد ۱۔ صفحہ ۸۲۔

ساتوان باب

نظائر ولایت ونابالغی

مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے کل جائداد اپنی زوجہ اور نابالغ کے نام ہبہ کی زوجہ کی وفات کے بعد زوجہ کے بھائی نے بذریعہ اجازت مندرجہ وصیت نامہ اصل مالک اور حسب تقرر منجانب اپنی ہمشیرہ کے یہ دعوی کیا کہ نابالغ اور اُنکی جائداد میرے سپرد کیجائے اور اصل مالک کا بھائی بھی باظہار اس امر کے کہ متوفی کی وراثت کے مجکو پہونچتی ہی دعویدار ہی ایسی صورت مین منجملہ اُن دونون شخصون کے کسکو شرعًا استحقاق ولایت پہونچتا ہی۔

ولایت نکاح نابالغان۔

ج ۔ نابالغون کی ولایت شرعاً دو قسم کی ہی یعنی ایک بابت نکاح کے اور دوسری بنظر حفظ مال کے چنانچہ استحقاق ولایت نکاح کا چچا کو لکھا ہی اور وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ رشتہ دار پدری بلحاظ قرب حق وراثت کے ولی ہوتا ہی مال کی حفاظت کا اختیار شرعاً پہلے باپ

ولایت مال

اور اُسکے وصی کو پہونچتا ہی بعدہ دادا اور اُسکے وصی کو پہونچتا ہی اور بعد ازان ولی کے تقرر کا اختیار حاکم وقت اور اُسکے کارپرداز کو پہونچتا ہی اور کارپرداز سے یہ مراد ہی کہ کوئی شخص حاکم کیطرف سے واسطے حفاظت جائداد نابالغون کے مقرر کیا جاوے اور وہ ولی شرعی تصور کیا جاتا ہی چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ پہلے باپ یا اُسکے وصی کو ولایت پہونچتی ہی بعد ازان دادا یا اُسکے وصی اور پھر حاکم وقت یا اُسکے کارپرداز کو۔ مان اور چچا اور ماموں کو جائداد نابالغ کی ولایت کا حق نہین پہونچتا ہی کیونکہ وے اشخاص مذکور الصدر کے شمار مین داخل نہین ہین ۔ مان کی طرف سے جو ولی کا تقرر ظاہر کیا گیا ہی وہ کالعدم ہی کیونکہ جب خود مان کو حق ولایت نہین پہونچتا تو وہ یہ حق دوسرے شخص کو نہین دے سکتی ہی اگر ماموں کا تقرر از رو ے وصیت اصل مالک کے گواہان معقول کی شہادت سے ہو تو اُسکو نابالغون کی ولایت کا اختیار رہ پہونچیگا ۔ اور اگر یہ امر ثابت نہو تو حاکم عصر کو تقرر ولی کا اختیار ہی

اصول ولایت دفعات ۵ و ۶ و ۷ ۔

مقدمہ ۲

س۔ زید و جمیلہ و عمرو نابالغ ایک جائداد کے بالاشتراک مالک ہین اور عمرو کا استحقاق مساوی اپنے چچا زید کے ہی اور زید کا تقرر بطور ولی کے حسب ضابطہ عمل مین آیا اور زید چچا اور اُسکی زوجہ جمیلہ نابالغ کے ولی اور منصرم اُسکے کل معاملات زر کے ہین اور کسی ضرورت کی وجہ سے اُنھون نے نابالغ کی جائداد کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتھ بیع کر دیا اور اُنکو اب تک بیع کے جواز پر بانظار اختیار کلی نسبت ذات و مال نابالغ کے اصرار ہی ایسی صورت مین اسطرح کا بذریعہ بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مُہر اور دستخط اور گواہی سے مصدق ہی جائز و قابل بحالی ہی یا نہین

ج۔ اگر جائداد مشترکہ زید اور جمیلہ اور عمرو کے غیر منقولہ یعنی اراضی کی قسم سے تھی تو باوجود اس امر کے کہ اُنکو نابالغ کی ذات و مال کی نسبت اختیار حفاظت حاصل ہی بیع کرنا جزو جائداد نابالغ کا ناجائز ہی الا ان خاص صورتون مین کہ نابالغ کا حصہ بعوض دوچند قیمت کے بیع ہو سکتا ہو یا علاوہ بیع کرنے جائداد کے کوئی صورت معاش کی نہو یا جائداد کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو یا نابالغ کی جائداد غصب سے محفوظ رہتی ہو یا اور اسی طرح کی ضرورت واقع ہو پس اگر زید اور جمیلہ نے کسی ایسی صورت مین نابالغ کا حصہ منجملہ اراضی کے بیع کیا تو بیع جائز اور واجب التعمیل ہی اگر

نابالغ کی جائداد اراضی کا بیع۔

اگر جائداد مشترکہ غیر منقولہ نہین ہی بلکہ منقولہ اور بیع کے ہونے سے
عائد ہونا نقصان کا نابالغ کو مساوی ہونا نفع و نقصان کا مقصود رہو
تو زید اور جمیلہ کو حصّۂ نابالغ کے انتقال کا اختیار نہین ہی لیکن اگر معاملہ
بیع سے صریح یہ ظاہر ہو کہ عمرو کو منافع ہوگا تو زید اور جمیلہ کو اسکے حصہ
بیع کا اختیار ہی قاعدہ کلیہ شرع کا اس باب مین یہ ہی کہ ولی یا وصی
یا کسی شخص کو جو نابالغ کی ذات و مال کا منصرم ہو بحالت یقین
نفع کے نابالغ کی جانب سے معاہدہ کا اختیار ہی اور اگر کسی معاہدہ سے
نقصان کا احتمال ہو تو یہ لکھا ہی کہ ولی قریب کو ایسے نابالغ کی جانب
سے انعقاد معاہدہ کا اختیار ہی لیکن ولی بعید یعنے چچا یا بھائی
کو نابالغ کی جانب سے ایسے معاہدہ کرنے کا اختیار نہین ہو چچا
اور ولی قریب سے باپ یا دادا یا وے شخص مراد ہین جو حسب ضابطہ
ولی مقرر کیے گئے ہو لیکن ولی بعید یعنی چچا اور بھائی کو نابالغ کی جانب سے
کسی معاہدہ کا اختیار نہین ہی لیکن جب نابالغ کا صریح نقصان متصور ہو مثلاً ہبہ
کرنے یا قرض دینے کی صورت مین تو کسی ولی قریب یا بعید یا منصرم یا کسی شخص کو
جسکی حفاظت مین نابالغ ہی اسکی جانب سے معاہدہ کرنے کا اختیار نہین ہی

جائداد منقولہ کے بیع کی صورت۔

ولیون کے اختیارات بالعموم۔

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص ایک بیٹا تین برس کی عمر کا اور ایک لڑکی

ل اصول ولایت وغیرہ دفعہ ۱۴ و ۱۵۔

شیر خوارہ اور ایک زوجہ ان بچون کی مان اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑ کر مرگیا
ایسی صورت مین نابالغون کی ذات کے حفظ کا اختیار شرعاً کسکو پہونچتا ہی اور
بعد ایفاے دین زوجہ کے کون شخص نابالغون کی جائداد کے اہتمام
اور ولایت کا مجاز ہی۔

ج ۔ اگر مان نکاح ثانی نہ کرے تو اسکو اپنے اطفال کے حفظ کا استحقاق
پہونچتا ہی لیکن اگر وہ ایسا کرے تو بمجرد وقوع اس امر کے استحقاق
اُسکا اس باب مین جاتا رہتا ہی الا بحالت طفولیت لڑکون کے اُنکی
مان اور اُسکے شوہر ثانی مین طلاق یا اور کسی وجہ سے علیحدگی ہو جاے
تو استحقاق اُنکے حفظ کا اسی کی طرف عود کرتا ہی کیونکہ جو اعتراض
اُسکی نسبت اس باب مین تھا وہ زائل ہو گیا لیکن اگر عورت کا نکاح
اطفال کے کسی واسطہ دار قریب مثلاً اُنکے چچا کے ساتھ عمل مین آئے
تو اُسکا استحقاق بابت پرداخت اطفال کے نہین جاتا رہتا پس بلحاظ
اس قاعدۂ شرعی کے اگر اطفال کی مان کا نکاح کسی شخص اجنبی کے
ساتھ ہو تو اسکو اپنے لڑکے کی پرداخت کا اختیار اُسکے ساتوین سال تک ہی
کیونکہ اس عمر مین لڑکا بغیر اعانت مان کے اُن افعال کو انجام دیسکتا ہی
جو نہایت ضرور ہون جب لڑکے کو اسقدر شعور حاصل ہو یعنے وہ
سات برس کا ہو جاوے تو وہ اسکے ولی حقیقی یا اُس شخص کے جو ولی
مقرر کیا گیا ہو سپرد کر دیا جاے اور اگر مان سے علیحدہ رکھنے مین کچھ تعرض
واقع ہو تو بھی مضائقہ نہین ہی کیونکہ ولی پر تربیت لڑکے کی واجب ہی اور لڑکی

مان کا استحقاق ولایت بوجہ اسکے نکاح ثانی کے زائل ہوجاتا ہے۔

اگر نکاح ثانی کسی رشتہ دار قریب کے ساتھ ہو تو حق مذکور باقی رہتا ہے۔

مان کا اختیار نسبت پرداخت اطفال کے کب تک رہتا ہی

مانکا استحقاق لڑکیون کی نسبت۔

تا ظاہر ہونے علامات بلوغ کے پاس رہے۔ [1]

مقدمہ ۴

س۔ اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنے مادر دختر کو سپرد کرے تو یہ امر شرعًا درست ہی یا نہیں۔

ج۔ اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی اسکی ماں کے سپرد کرے تو وہ شرعًا مجاز اسکا ہی۔ یہ مسئلہ متعدد کتابوں میں خصوصًا باب ہبہ ہدایہ سے بخوبی ثابت ہی۔ [2]

لڑکی کی ماں ولیہ مقرر ہوسکتی ہی۔

مقدمہ ۵

س ۱۔ اگر پٹہ بہر صورت مطابق احکام شرع کے ہو تو وہ صرف بسبب استمراری ہونے یا بوجہ وفات نویسندہ پٹہ اور فوت ہونے اسکے قائم مقام کے جسنے پٹہ کو بحال کیا منسوخ ہوسکتا ہی یا نہیں۔

ج ۱۔ اگر پٹہ بہر صورت احکام شرع کے مطابق ہو لیکن دیا جانا اسکا واسطے دوام کے یا وفات پانا نویسندہ پٹہ کا واسطے اسکی

ہونا تقرر میعاد یا فوت ہونا احد المتعاقدین منسوخی پٹہ کے واسطے کافی ہی۔

---

[1] اصول ولایت وغیرہ دفعات ۸ و ۹۔

[2] اگر ماں ولیہ مقرر نہ کیجاتی تو بھی اُسکو اپنی دختر کی حفاظت کا اختیار اُسکی ایک خاص عمر تک حاصل ہوتا۔ اصول ولایت و نابالغی دفعہ ۶ جو مسئلہ اس مقدمہ کا قرار دیا گیا ہی اُس سے صرف اسی قدر ثابت ہی کہ ماں مثل اور وں کے ولیہ مقرر ہوسکتی ہی

منسوخی کے کافی ہی کسواسطے کے کل ثبوت میں میعاد کی تصریح شرائط ضروری سے ہی اور موجود ہونا متعاقدین کا تا منقضی ہونے میعاد اُسکے نفاذ کے واسطے لازم ہی۔

س ۲ — فرض کیا جاے کہ پٹہ میعاد معینہ کے واسطے جائز تھا اور اصل نولیسندہ پٹہ قائم مقام نے اُسکو حسب ضابطہ بحال رکھکر ذکر اُسکا اُس ہبہ نامہ میں کیا جو اُسنے اپنے چھ بیٹوں یعنے فریقین اس مقدمہ کے نام لکھا اور جس شخص کے نام پٹہ لکھا گیا وہ نولیسندہ پٹہ کا پسر نابالغ ہی اور اُسکا نام میں حیات نولیسندہ پٹہ کے بطور مالک درج ہوگیا اور نولیسندہ پٹہ میں حیات اپنے پسر نابالغ کی جانب سے جائداد کا منصرم رہا اور اُسکی وفات کے بعد اور بحالت نابالغی مستاجر کے اُسکا برادر عمزاد اُسکی طرف سے مہتمم رہا اور مستاجر مذکور بعد بلوغ جائداد پر بتعمیل جملہ شرائط معاہدہ کے قابض ہوگیا ایسی صورت میں پٹہ جائز و صحیح ہی یا نہیں۔

ج ۲ — اگر پٹہ کا معاہدہ حسب بیان مندرجہ سوال کے باعتبار دیگر حالات کے جائز و صحیح ہی تو اُسکو بنظر حالات مرقومہ اسکے بحال رکھنا چاہیے کیونکہ مستاجر نولیسندہ پٹہ کے قائم مقام نے اُسکو بحال رکھا اور باوجود نابالغی مستاجر کے اُسکی طرف سے اُسکا ولی جائداد کا مہتمم رہا۔

اگر مستاجر نابالغ ہو تو بھی پٹہ جائز ہوگا۔

س ۳ — قاعدہ یہ ہی کہ جو ہبہ نابالغ کے نام عمل میں آوے اُسکی تکمیل نابالغ کے باپ یا ولی کے قابض کرا دینے سے ہوجاتی ہی ایسی صورت میں اگر مستاجر نابالغ کے ولی کا قبضہ ہوگیا ہو تو پٹہ

امر قاعدۂ مذکورہ کی رو سے واسطے اثبات جواز پٹہ کے کافی ہی یا نہین اور رضامندی نابالغ کی نسبت شرائط معاہدہ بعد اسکے بلوغ کے واسطے جائز اور واجب التعمیل ہونے پٹہ کے کافی ہی یا نہین۔

ج ۳۳۔ جیسا کہ نابالغ کے باپ یا ولی کا قابض ہونا تکمیل ہبہ موسومہ نابالغ کے واسطے کافی ہی ویسا ہی پٹہ کی صورت مین بھی درست ہی الا اس صورت مین کہ معاہدہ کی کوئی شرط نابالغ کے حق مین مضر ہو مثلاً اگر یہ شرط لکھی جاوے باوصف عائد ہونے نقصان نسبت جائداد کے سیلاب یا خشکی یا ضایع ہو جانے پیداوار کسی آفت کی وجہ سے مستاجر پر ادا کرنا مالگزاری کا واجب ہوگا تو نابالغ کو اختیار ہی کہ درباب ایفا ایسی شرائط کے جو اسکی نابالغی مین قرار پائی ہون اعتراض پیش کرے کیونکہ جو معاہدہ در اصل باطل ہو وہ زمانہ مابعد مین صحیح و جائز نہین قرار دیا جا سکتا۔

الا اس صورت مین کہ پٹہ مین کچھ شرائط مضر مرقوم ہون

مقدمہ ۶

س۔ ایک شخص نے قریب الموت ہونے کی حالت مین اپنی زوجہ اور داماد کے بھائی کو اپنے پسر اور دختر صغیر السن کی ذات و جائداد کا محافظ مقرر کیا لڑکے کی عمر چھ برس اور بیٹی کی عمر صرف دو برس کی تھی۔ اب پسر نابالغ ایک شخص اجنبی پر بابت کسی قدر مال منقولہ کے نالش دائر کی ہی ایسی صورت مین نابالغ کی نالش شرعاً قابل سماعت ہی یا نہین۔

ج۔ متوفی کی زوجہ اور اُسکے داداکے بھائی نے جو سوال داخل کیا اس سے واضح ہوتا ہی کہ متوفی نے حفاظت اپنے اطفال صغیر السن کی انکے سپرد کی اور اپنی کل جائداد کا امین بھی انکو بنظر پرورش اطفال کے قرار دیا پس زوجہ اور دادا کا بھائی بجمیع الوجود متوفی کے وصی ہین چنانچہ شرح وقایہ لکھا ہی کہ جس شخص کو باپ اپنے عیال واطفال اور جائداد کے حفظ کا اختیار دے وہ انکا وصی کہلاتا ہی۔ جو شخص حسب ضابطہ وصی قرار دیا جائے یہ اُسکو بیٹے کا ولی تصور کرنا چاہیے چنانچہ وقایہ کے ایک فقرہ سے یہ واضح ہوتا ہی کہ نابالغ ولایت شرع کی روسے اول باپ بعد ازان اُسکے وصی اور بعدہٗ دادا کو پہونچتی ہی۔

نابالغ اپنے کسی ولی کی مرضی سے نالش کرنے کا مجاز ہی

جو نالش دو وصیون کی جانب سے بالاشتمال یا ایک کی طرف سے بالانفراد بابت استحقاق یتیم کے دائر ہو وہ شرعاً قابل سماعت ہی چنانچہ وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دو آدمیون کو وصی مقرر کرے تو وے بالانفراد کارروائی کے مجاز نہین ہین الا اُس صورت مین کہ متوفی کی مراسم تجہیز وغیرہ ادا کیجائین یا کوئی دعوی واسطے قائم رکھنے اُسکے حق کے پیش کیا جائے پس جس نالش کا ذکر اس صورت مین ہی وہ صحیح ہی کیونکہ دونون وصیون نے دعوی مرجوعہ نابالغ کی پیروی بالاتفاق کی۔

آٹھوان باب

نظائر رقیت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص مسلمان حاکم وقت کی طرف سے بنظر انسداد فساد منجانب چند ہندوون کے متعین ہوا اور جب اسکو ہندوون فتح حاصل ہوئی تو اُسنے چند ہندوون کو اسیر کیا - منجملہ اُنکے ایک لڑکا کمسن تھا اُسکو نامبردہ نے اپنا غلام بنایا اور اُسکو عقائد اسلام تعلیم کرکے اپنا بیٹا قرار دیا اور اُسکی تربیت اور پرداخت فرزند کے طور پر کی ایسی صورت مین لڑکا جسکی پرداخت بطور بیٹے کے ہوئی شرعاً شخص مذکور کا غلام متصور ہو سکتا ہے یا نہین -

آزادی غلام کی کسطور پر مفہوم ہوتی ہی

ج — اگر لڑکا حسب قاعدۂ شرع کے غلام قرار دیا تو چونکہ شخص مسلمان نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا لہٰذا وہ آزاد تصور کیا جائیگا گو جس شخص نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا اُسکا یہ مقصود نہوا ور واضح ہو کہ سوال سے غلام ہونا لڑکے کا بخوبی پایا نہین جاتا اگر کوئی شخص کہے کہ فلان میرا بیٹا ہی یا میری بیٹی ہی تو بلا ثبوت اس امر کے مذکور کو آزاد کرنا مقصود تھا آزادی غلام کی لازم آتی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ ہر چند بلحاظ معنی اصلی ایسی اقرار کی آزادی لازم نہین آتی لیکن پھر اسکی مراد سے مفہوم ہوتا ہی اور مقر کے مقصود پر لحاظ نہین کیا جاتا پس اگر شخص مسلمان نے اس صورت خاص مین لڑکے کو صرف اپنا بیٹا ہی قرار نہین دیا بلکہ اسکی پرداخت بھی فرزند کے طور پر کی تو اسکو بدرجۂ اولیٰ آزاد تصور کرنا چاہیے اور جب آزاد ہونا اُسکا ایکمرتبہ ثابت ہو جاتا تو وہ کسی صورت مین حالت غلامی کی طرف عود نہین کر سکتا حق ملکیت جو کسی انسان کی ذات پر حاصل ہوتا ہی وہ اُسکے آزاد ہو جانے سے جاتا رہتا ہی کیونکہ انسان اس غرض سے پیدا نہین کیا گیا ہی کہ اُسکی ذات کسی شخص کی ملک تصور کیجائے۔

مقدمہ ۲

س — کس قسم کے غلام شرع کی رو سے جائز ہین۔

ج — خدا نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہی اور اُسکی ذات کسی کی ملک تصور کیجا سکتی الا جبکا فر کہ عملداری دا طاعت اسلام سے

باہر رہتا ہو وہ مستثنیٰ ہی — اہل اسلام کو اہل حرب پر استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہی اور استیلا کی یہ عبارت ہی کہ کوئی شخص بزور شمشیر مطیع کیا جاے پس ایک شخص دوسرے کی ذات پر صرف استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہی نہ خریداری یا ہبہ یا وراثت کے ذریعہ سے پس اگر کفار کا کوئی شہر بزور شمشیر فتح کیا جاے تو جو شخص اسیر ہون وے فتح کرنے والے کی ملک جائز تصور کیے جاینگے اور اسکو اختیار ہی کہ انکو قتل کرے یا غلام بنائے یا غازیون مین تقسیم کردے یا وہ انکو اہل اسلام کے ملک مین آزاد کرے اور اُنسے جزیہ لے لیکن اگر امام انکو غلام بنا لے تو وہ اُسکی ملک جائز ہونگے اور انتقال انکا بذریعہ بیع یا ہبہ یا وراثت سے ہو سکیگا لیکن اگر بعد اسیر ہوجانے کے وہ مسلمان ہوجائین تو اختیار انکے قتل کا جاتا رہتا ہی مگر وہ بدستور غلام متصور ہونگے کیونکہ غلامی کافر ہونے کا نتیجہ ہی اور اسیر کے مسلمان ہوجانے سے اسکی حالت سابقہ غلامی مین کچھ فرق واقع نہین ہوتا کیونکہ غلامی بصورت بخوبی ثابت ہونے استیلا کے اُسپر واجب آتی ہی اسی امر سے واضح ہی کہ غلام اور کنیز سے قواعد واحد متعلق ہین امام یا غازی جنکے قبضہ مین غلام تقسیم کی رو سے آئے ہون بیع ہون یا دیدیے جائین یا حق وراثت کی رو سے دوسرے کی ملک مین داخل ہون تو ایسی حالت مین غلامی کی تین قسمین یعنے بذریعہ خریداری اور ہبہ اور وراثت کے لازم آتی ہین اگر جاریہ کے بطن سے سواے اُسکے مالک جائز اور آقا کے کسی اور شخص سے اولاد پیدا ہوا در وہ شخص آزاد ہو یا غلام اور

تصریح ان مختلف طریقون کے جنسے غلامی لازم آتی ہی —

اُسی آقا کا غلام یا کسی اور شخص کا تو ایسی حالت پر رقیت کا اطلاق ہوگا
اور اُسکو خانہ زاد کہتے ہین لیکن اگر ہوتا اولاد کا مالک جائز کے صلب سے
تسلیم کیا گیا ہو تو ایسی اولاد آزاد تصور کیجائیگی اور جس عورت سے
ایسی اولاد ہو وہ بعد وفات اپنے مالک کے حرہ ہو جاتی ہی اور یہی قاعدہ
ایسی اولاد سے نہایت بعید سلسلہ تک متعلق ہوتا ہی اور اشخاص حضرات
آزاد جو اپنی اولاد کو ایام قحط مین بیچڈالتے ہین یہ امر نہایت نادرست و
بیجا ہی کیونکہ وہ اصول مذکورۃ الصدر کے خلاف ہی اور وہ اصول یہ ہی
کہ باستثنا کافر کے جو بمخالفت اسلام اسیر کیا جاے اور کسی شخص کی ذات
پر ملکیت حاصل نہین ہو سکتی پس جو شخص بطور جائز آزاد ہو اسکی ذات پر
ملکیت قائم نہین ہو سکتی اور چونکہ ایسی اولاد اپنے والدین کی ملک سے
تصور نہین کیجاتی لہذا بیع و شری اُسکا مثل اور اشیا کے جنپر ملکیت بطور
ناجائز حاصل ہو غیر صحیح ہی اور اگر کوئی شخص آزاد اپنی ذات کو حالت
قحط مین یا بوجہ ہونے تقاضاے شدید نسبت اپنے قرضہ کے جسکا ادا
ہونا اس سے ممکن نہو بیع کرے تو ایسا بیع بھی نادرست ہی کسواسطے کہ قحط کی صورت
مین بھوکے کو کسی شخص کی لاش سے اپنے پیٹ بھرنے کا اختیار رہی
حتے کہ باحتیاج کے لیے چوری کرنا بھی جائز ہی اور قرضدار مفلس پر
جرمانہ یا سزا نہین ہو سکتی اہل اسلام کے ملکون مین جو ملک مین
حبش کے باشندون کے خرید و فروخت کا دستور جاری ہو گیا ہی
ہم اُسکے قاعدہ کلیہ اور حالات مفصل سے مطلع نہین ہین لیکن سبب

ظاہری یہ معلوم ہوتے ہین کہ یا تو حبشی اپنی اولاد کو بیچتے ہین یا مسلمان لوگ
اور قوم کے آدمی اُنکو فریب و دغا سے اسیر کرتے ہین یا خفیہ سوا حل بحر سے
پکڑ لاتے ہین لیکن ایسی صورتون مین اُنپر غلام جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا
اور بیع و شری اُنکا ناجائز ہی لیکن اگر فوج اسلام امام کے حکم اُنکے ملک پر
حملہ کرکے اُنکو بزور شمشیر اسیر کرے تو وے غلام جائز ہونگے مگر شرط یہ ہی کہ
ایسے حبشی تابع حکومت اور ساکن ملک کفار کے ہون اور وہ ملک ایسا ہو
کہ اُسمین شخص مسلمان اپنی شرع کے احکام سے بخوبی مستفید نہو سکتا ہو اور ان
احکام کے بموجب اُسکا حفظ ممکن نہو اور اس ملک مین جو یہ دستور جاری
ہوگیا ہی کہ اور شخصون کے لڑکے لیکر مدت دراز یعنے ۷۰ یا ۸۰ برس تک
ملازمی مین رکھے جاتے ہین اور بذریعہ اس حیلے کے وے اور اُنکی
اولاد خانہ زاد کہلاتے ہین اس سے قواعد مذکورہ ذیل متعلق ہین اگر والدین اپنے اطفال
نوکری کرائین تو یہ جائز ہی لیکن جب طفل بالغ ہو جاوے تو حکومت والدین کی
جاتی رہتی ہی اور معاہدہ ملازمی اطفال کا باطل ہو جاتا ہی اور شخص آزاد کو
بعد ہونے سن تمیز کے اختیار ہی کہ کسی شخص کی ملازمی اختیار کرے
لیکن ایسی ملازمی عرصہ دراز یعنے ۷۰ برس تک نادرست ہی کیونکہ اسطرح
کی ملازمی صرف ایک حیلہ ہی اور اس سے غلام بنانا مقصود ہی حالانکہ
شخص آزاد کو اختیار ہی کہ منجملہ دونون صورتون مرقومہ ذیل سے کسی
کسی صورت مین معاہدہ ملازمی کو فسخ کرے اول اس قسم کے
معاہدات مین یہ دستور ہی کہ جو شخص ملازم رکھا جاوے اُسکو

تنخواہ اور خورد و پوش بطور معاوضۂ محنت کے ملتا ہی اور جسدن اُسکو یہ
ملے اُسدن اُسپر کام کرنا واجب ہی نہ اور صورت مین —
معاہدۂ ملازمی کی یہ بھی شرط ہی کہ کام بقدر اجر کے ہو اور تنقیح اس امر کی
بتدریج اور بمرور کسی قدر عرصہ کے ہو سکتی ہی پس جو کام کہ فی الواقع
بابت مزد محنت کے کیا جاوے اُس سے اس قسم کے معاہدہ کی تکمیل ہوجاتی ہی
اور ملازم کو اختیار رہتا ہی کہ اندر اُس میعاد کے جو در اصل قرار پائی ہو جسوقت
چاہیے معاہدہ کو فسخ کرے لیکن اور قسم کے معاملات مین مثل اجارہ اراضی
وغیرہ کے یہ ہرگز ضرور نہین ہی کہ مستاجر کو اسطرح کا اختیار دیا جاوے مگر
جو معاملات واسطے ملازمی عرصۂ دراز کے وقوع مین آتے ہین بلکہ اُس
حیلہ سے اشخاص آزاد مطیع اور غلام ہو جاتے ہین مذموم ہین اور ایسی ہی کی
اصلاح مناسب معلوم ہوتی ہی لہذا چاہیے کہ اشخاص آزاد کی ملازمی
ایک مہینے یا ایک سال یا غایت مرتبہ تین سال سے زاید نہو اور یہی
میعاد واسطے اجارۂ مال وقف کے ہی —
طوائف مین بھی یہ دستور ہی کہ لڑکیان والدین سے خرید کیجاتی ہین
یا خود لڑکیون کے ساتھ اسطرح کا معاملہ ہو جاتا ہی قطع نظر ناجائز
ہونے ایسی خریداری کے ایک اور خرابی جو اس دستور سے
پیدا ہوتی ہی یہ ہی کہ لڑکیون کو ناچنا اور گانا اور فاحشہ ہونا بطور
پیشہ کے سکھایا جاتا ہی حالانکہ یہ امور نہایت درست اور
شرعًا ممنوع ہین —

س ۲ — آقا کو غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً کیا اختیارات حاصل ہین —

خدمات متعلقۂ غلام —

ج ۲ — آقا کو اختیار ہی کہ غلام یا کنیز سے اسقدر کام لے جہانتک اسکی طاقت سے ممکن ہو یعنے آقا کو اختیار ہی کہ غلام اور کنیز سے کھانا پکوادے اور کپڑے بنوائے اور دھلوائے یا رنگوائے یا معاملات تجارت مین کام گماشتہ گری کا لے یا مویشی کی پاسبانی سپرد کرے یا زراعت و تردد آراضی یا نجاری یا آہنگری یا زرگری یا کتابت یا نساجی یا انکا کپڑا یا جوتہ بنائے یا ملاحی یا ریشم بافی یا آب کشی یا حجامی یا جراحی شلاً پچھنے لگانا یا مستاجری یا معماری وغیرہ کا کام لے اور آقا اختیار رہی کہ ان کامون سے کسی کام کے واسطے غلام کو کسی شخص کے پاس اجرۃ بھیجے اور آقا اور امور خانگی مین اپنی ذات یا اپنے اہل خاندان کے واسطے کام لینے کا مجاز ہی مثلاً وہ غسل یا طہارت کے واسطے پانی منگوائے یا تیل ملوائے یا پاؤن دھلوائے یا پوشاک پہنانے کا کام لے یا دربانی وغیرہ اس سے متعلق کرے اور کنیز بالغہ ہو تو اسکے ساتھ مصاحبت کرے مگر شرط یہ ہی کہ کنیز کا نکاح آقا نے کسی شخص کے ساتھ نہ کر دیا ہو —

س ۳ — وے کونسے جرم ہین جو درصورت سرزد ہونے آقا کی جانب سے غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً قابل سزا ہین اور سزا اسکے واسطے کیا ہو سکتی ہی

ج ۳ — اگر آقا غلام پر زیادتی کرے یعنی اس سے ایسا کام لے جو اسکی طاقت اور قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے ایسا بوجھ اٹھوائے

جو وہ نہ اُٹھا سکتا ہو یا اُسکو درخت پر چڑھنے کے واسطے کہے اور یہ اُس سے ممکن نہو تو حاکم وقت کو اختیار ہی کہ آقا کو سزا دے اور جو امر شرع کی رو سے ممنوع ہی اُسکے کرنے کے واسطے اگر آقا غلام سے کہے تو یہ امر بھی نادرست ہی مثلاً اگر آقا غلام سے واسطے مار ڈالنے کسی شخص بیگناہ یا کسی مکان میں آگ لگانے یا کسی شخص کے کپڑے پھاڑ ڈالنے یا زنا یا دزدی یا شرابخواری یا اشخاص نیک کی مذمت اور دشنام دہی کے واسطے کہے تو ناجائز ہی اور اگر آقا کسی زیادتی کا مجرم قرار پائے تو حاکم وقت مجاز ہی کہ اُسکو بطور تعزیر و عقوبت کے حسب قواعد عدالت عبرتاً سزا دے اور اگر غلام یا جاریہ سے گستاخی یا اُسی طرح کا کوئی اور قصور سرزد ہو تو آقا سوائے چشم نمائی کے اور سزا دینے کا مجاز نہین ہی کیونکہ احکام تعزیر قصاص کے صادر کرنے کا اختیار صرف حاکم وقت کو ہی بس اگر آقا اپنے اختیار سے متجاوز ہو کر زیادہ سزا دے تو اُسپر تعزیر واجب آتی ہی اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اُسکے ساتھ مصاحبت کرے اور اُسکو صدمہ شدید پہونچے یا وہ مرجائے تو حاکم عصر مجاز ہی کہ اُسکو حسب تصریح بالا از رو قواعد عدالت بذریعہ تعزیر و عقوبت کے سزا دے —

اگر آقا غلام کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے تو اسکو سزا ہو سکتی ہی لیکن یہ امر واسطے آزادی غلام کے شرعاً کافی نہین ہی —

س ۴ — غلام مستحق آزادی ہی یا نہین اور اگر ہی تو کس بدسلوکی کی وجہ سے اور عدالت کو در صورت ثبوت بدسلوکی کے اختیار صادر کرنے حکم آزادی کا حاصل ہی یا نہین اگر یہ بات ثابت ہو کہ جاریہ سے اُسکے مالک یا مالکہ نے ایام نابالغی مین کسب کرایا

یا مالک نے اُسکے ساتھ بزیادتی مقاربت کرنے کا اقدام کیا تو حاکم سزا کا
حکم صادر کرسکتا ہی یا نہیں —

ج ۴ — اگر آقا غلام یا جاریہ کے ساتھ زیادتی کرے یا اُسکو ناحق
مارے یا اُنکو کھانا کم دوے یا اُنسے ایسا سخت و مشکل کام لے جس سے اُنپر
تکلیف و رنج عائد ہو یا اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اُسکے ساتھ مصاحبت
کرے یا اُسکا نکاح کسی شخص کے ساتھ کرکے اُسکے ساتھ مقاربت کرنے کی
اجازت لے تو آقا ازروے شرع کے گنہگار تصور کیا جائیگا اور حاکم وقت
اُسکو قواعد عدالت کے موافق ازروے تادیب تعزیر کی سزا دیسکتا ہی لیکن
درصورت وقوع ایسے جرائم کے آقا کی جانب سے غلام کی آزادی لازم
نہین آتی اور نہ حاکم عصر کو کچھ اختیار آزاد کرنے کا حاصل ہی لیکن چونکہ اصل
قاعدہ جواز غلامی کا یہ ہی کہ جو شخص غلام کیا جاوے وہ کافر ہو اور مقابلہ
و مخالفت اسلام کے اسیر ہو اسلیے بلحاظ اصل امر کے اور بھی بنظر فروع متعلقہ غلامی جائز
جو اسی قاعدہ کی بنا پر بذریعہ خرید یا ہبہ یا وراثت یا خانہ زاد ہونے کی وجہ سے
پیدا ہوتے ہین یہ ضرور ہی کہ درصورت قبضۂ جائز غلام یا کنیز کے حاکم وقت تحقیقات کے
بعد حکم آزادی کا بلحاظ اصل استحقاق غلام یا کنیز کے صادر کرے اور جو شخص کسیکو
بطور ناجائز غلام بناے اُسکے قبضہ سے غلام یا جاریہ کو لیکر آزاد کرایا جاے —

مقدمہ ۳

س ۱ — دیندار خان مدعی کا باپ ہندو تھا اُسنے قحط مین اپنے

بیٹے کو بضرورت بدھن اور مسماۃ اصالت کے ہاتھ فروخت کیا اور غلام حسین خان مدعاعلیہ اُنکی جائداد کی بابت دعویدار ہی ایسی حالت مین بندار خان اسطرح کی فروخت کے ذریعہ سے شرعًا غلام تصور کیا جائیگا یا نہین۔

ج ۱ — چونکہ انسان کو دراصل آزادی حاصل ہی لہذا مجبوری فروخت ہونا کسی شخص کا ایام قحط مین عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان مستلزم اسکے غلام جائز ہونے کا نہین ہوسکتا اور جن عالمون کی راے خلاف اس مسئلہ کے ہی وہ بہت ضعیف ہی اور قول صحیح یہ ہی کہ ایسی فروخت سے غلامی لازم نہین آتی۔[۱]

آزاد شخص کا بیع ہونا شرعًا جائز نہین ہی

س ۲ — رسم آزادی سکے واسطے شرع کے بموجب کیا مراتب ضروری درکار ہین

ج ۲ — جن الفاظ سے اظہار آزادی ہوسکے وے واسطے وقوع آزادی کے کافی ہین گو کسی زبان مین تحریر کیے جائین یا کسی دستاویز کا لکھا جانا یا کسی اور رسم کا ایسے موقع پر ادا ہونا واجب نہین ہی۔

آزادی کس طور پر عمل مین آتی ہی

مقدمہ ۴

س — شرع کا قاعدہ معروف یہ ہی کہ اشخاص آزاد کسی حالت مین فروخت نہین ہوسکتے لیکن باوجود اسکے راے مسئلہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ بیع و شرے انسان کا مصیبت و قحط کے وقت جائز ہی پس سوال یہ ہی کہ پچھلا مسئلہ شرعًا درست ہی یا نہین۔

[۱] اصول رقیت دفعہ ۱۔

ج — ہر چند یہ مسئلہ نہایت صحیح و معروف ہی کہ خریداری کے ذریعہ سے
انسان کی ذات پر بالعموم ملکیت حاصل نہین ہوتی لیکن بعض کتب معتبرہ
مثلاً عنایہ و ذخیرہ و محیط مین بطور حدیث امام محمد رح کے لکھا ہی کہ
انسان کو قحط اور مصیبت کے وقت یا قرضخواہ کی طرف سے تقاضا کے
شدید ہونے کی حالت مین اپنی ذات کے فروخت کرنے کا اختیار ہی —
عنایہ سے یہ منقول ہی کہ ایک شخص نے امام محمد سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص
قحط مین گرسنگی سے مرتا ہو تو وہ اپنی ذات کے فروخت کرنے کا مجاز ہی
یا نہین بجواب اُسکے اُنھون نے کہا ایسی صورت مین بیع جائز ہی نہ کسی
اور صورت مین دوسرا سوال اُنسے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایام قحط مین ایک
عورت خرید کی پس اُس عورت کے ساتھ شخص مذکور کو مصاحبت کا اختیار حاصل
ہی یا نہین بجواب اسکے اُنھون نے کہا کہ مصاحبت جائز ہی اور جو اولاد ایسی
عورت سے ہو وہ شخص مذکور کی صلب سے تصور کیجائیگی اور اگر شخص مذکور
نے اُسکو کسی اور کے ہاتھ فروخت کیا ہوتا تو بھی یہی صورت ہوتی —
نسخہ ذخیرہ مین مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص مقروض ہو اور قرضخواہ اُسپر جبر
و تشدد متقاضی ہو تو ایسی حالت مین شخص مذکور اپنی ذات کو فروخت
کرسکتا ہی علیٰ ہذا القیاس محیط مین بھی لکھا ہی کہ کوئی شخص اپنی آزادی
کے فروخت کرنے کا مجاز نہین ہی الا اُس صورت مین کہ اُس سے
کوئی سبیل ادائے قرضہ کی ممکن نہو یا وہ افلاس مین اس مرتبہ مبتلا ہو
کہ بقائے حیات دشوار ہو یا ایام قحط مین شدت گرسنگی سے

غلام ہونا شخص آزاد کا شدت افلاس مین جائز ہی —

مردار گوشت یا گوشت انسان کھانے کا اندیشہ ہو نظر انسداد ان امور کے بہتر ہی کہ وہ کسی کا غلام ہو جاوے یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف ع کے وقت مین لوگون نے غلامی اختیار کی — اقوال مذکورہ الصدر سے جو محیط و ذخیرہ مین درج ہین ہین اور بھی حدیث امام محمد منقولہ عنایہ سے واضح ہر کر یہ بالعموم تسلیم کیا گیا ہی کہ شدت افلاس مین غلام ہونا جائز ہی — [۱]

مقدمہ ۵

س — واصل بیگ کو عنایت اللہ متوفی نے پرورش کیا تھا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ واصل بیگ کی زوجہ کو پہونچیگا یا نہین —

ج — واضح ہوتا ہی کہ واصل بیگ مالک متوفی کا بیٹا نہ تھا اور نہ اُس سے کچھ قرابت تھی بلکہ بعوض کسی قدر روپیہ کے خرید کیا گیا تھا اور پرورش اُسکی غلامانہ ہوئی پس مالک متوفی کا ترکہ شرع کی روسے واصل بیگ کی زوجہ کو نہین مل سکتا — مجمع البرکات کے باب موانع الارث مین لکھا ہی کہ رقیت بھی مانع وراثت ہی اور اس باب مین اسیر لحاظ نہین ہوتا کہ دعویدار غلام بحت ہی یا اُسکو کسی قدر آزادی رعایۃً حاصل ہی اور اگر جاریہ صاحب اولاد ہو تو وہ بھی مستثنی نہین ہی جسکو منجملہ دو مالکون کے ایک مالک نے آزاد

کسی قسم کا غلام وراثۃً ترکہ پانے کا مستحق نہین ہی —

[۱] اصول رقیت دفعہ ۱۷

کردیا ہو ۔[1]

مقدمہ ۶

س ۔ ایک فاحشہ نے کسی عورت کی لڑکی بعوض ۲۰ روپیہ کے بعید عرصہ کے واسطے مول لی اور اُس سے اپنا پیشہ اختیار کرایا ایسا معاملہ جائز ہی یا نہین

ج ۔ شرع کے رو سے ایسا معاملہ ہرگز جائز نہین ہی کیونکہ والدین اطفال کی ذات پر طفولیت تک اختیار ہی اور بعد انکے بلوغ کے والدین کا اختیار انکی ذات یا مال پر باقی نہین رہتا لیکن اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہی کہ مان نے اپنی لڑکی کو جب وہ صرف چھہ برس کی تھی ۹۵ برس کے لیے غلامی مین سپرد کیا بعد سن بلوغ کے کہ انتہاے غایت اُسکی پندرھوان سال ہی والدین کو اطفال پر اختیار نہین رہتا پس غلامی مین دیا جانا لڑکی کا ۹۵ برس کے لیے جائز نہین ۔

کتب معتبرہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص حالت طفولیت مین والدین کی طرف سے کسی کا غلام قرار دیا جائے تو اُسکو بعد بلوغ کے غلامی مین رہنے یا بعد فسخ کرے معاہدہ والدین کے آزادی حاصل کرنے کا اختیار ہی علاوہ اسکے فاحشہ کا پیشہ نہایت مذموم ہی

اگر کسی طفل کے والدین کچھ لیکر اسکو کسی کے حوالہ کردین تو طفل مذکور بعد بلوغ کے آزادی حاصل کرنے کا مجاز ہی ۔

---

[1] اس مقدمہ کے سوال مین ہونا غلام کا مطابق تعریف مرقومہ شرع کے قرار دیا گیا ہی اور بابت مواقع متعلقہ غلامی کے اصول رقبت کی دفعہ ۱۱ ۔ معاینہ کیجائے

اور یہ کبھی روا نہین ہو سکتا کہ فاحشہ دوسری عورت کو ملازم رکھکر اس سے اپنا پیشہ کرائے اور اس مسئلہ کی تائید اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہی یعنے فتاوی ابراہیم شاہی مین نسخہ تہذیب سے منقول ہی کہ اگر باپ یا دادا یا مان اپنے طفل صغیر کو ملازمی مین سپرد کرے تو جائز ہی لیکن طفل کو بعد بلوغ کے ایسے معاہدہ کے قائم یا باطل کرنے کا اختیار ہی۔ علی ہذا القیاس نسخہ ینبوع کے باب ۳۲ سے جو طحاوی کی شرح ہی نسخہ ابراہیم شاہی کی کتاب الولایت کے اخیر مین منقول ہی کہ جب کسی طفل کو میعاد مستاجری کے سمجھنے کی تمیز حاصل ہو تو اسکو پٹہ کے بحال رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار ہی مگر شرط یہ ہی کہ اسطرح کا معاملہ اسکی ذات کی نسبت موثر ہو اور اگر صرف اسکے مال سے متعلق ہو تو وہ اسکی منسوخی کا مجاز نہین ہی اور نہ وہ مجاز منسوخی ایسے بیع کا ہی جو اسکی طفولیت مین منعقد ہوا ہو۔

مقدمہ ۷

س۔ ایک شخص کی زوجہ منکوحہ اور ایک یا دو عورات غیر منکوحہ سے اولاد ہی اور یہ عورات غیر منکوحہ اُس شخص کی کنیز ہین لیکن یہ بخوبی معلوم نہین ہوتا کہ یہ عورتین شخص مذکور یا کسی

۱ اس مقام سے بلا شک یہ مفہوم ہی کہ نابالغ کی جانب سے معاہدہ ولایۃً عمل مین آیا

اور کی ملک سے تھین پس سوال یہ ہی کہ ان عورات کی اولاد کو متوفی کی جائداد وراثۃً پہونچتی ہی یا نہین —

ج — اگر عورت ایک شخص کی جاریہ ہو اور کسی دوسرے شخص سے بعد ہونے نکاح کے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد اپنے باپ کے ورثہ پانے کی مستحق نہین ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ بسبب زنا کے اُنکا نسب پدر مذکور کی نسبت تسلیم نہین ہو سکتا اور دوسری وجہ یہ ہی کہ قطع نظر زنا کے ایسی عورت کی اولاد جو کسی شخص غیر کی جاریہ ہو اصل آقا کی ملک متصور ہوتی ہی اور ایسی وجہ سے اسکو جائداد کے پانے کا استحقاق نہین ہو سکیگا کیونکہ رقیت بھی موانع ارث مین داخل ہی اگر زن غیر منکوحہ شخص مذکور کی ملک سے ہوتی اور وہ یا اسکی ماں دار الحرب مین اسیر ہو کر کنیز قرار دیگئی ہوتی تو ایسی صورمین مقاربت بغیر نکاح کے بھی جائز اور نسب اُسکی اولاد کا درصورت دعویدار ہونے شخص مذکور کے اسی شخص کی نسبت ثابت متصور کیا جاتا اور بعد اُسکی وفات کے اولاد مذکور کو اسکے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانے کا استحقاق ہو سکتا لیکن اگر زن مذکورہ دار الحرب مین اسیر نہو کر حسب قاعدہ جاریہ قرار دیگئی ہو تو ایسی عورت کی نسبت باعتبار اصطلاح شرعی رو سے جاریہ کا اطلاق نہین ہو سکتا اور ہونا مقاربت کا اُسکے ساتھ بغیر نکاح ناجائز ہو اور ایسی اولاد شخص مذکور کی صلب سے تصور نہین کیجا سکتی کیونکہ اثبات نسب کے واسطے یہ ضرور ہی کہ جس عورت کے بطن سے اولاد ہو وہ فراش ہو اور فراش کی دو قسمین مین یعنی

جو اولاد دوسرے شخص کی جاریہ غیر منکوحہ سے پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب اور جاریہ کے آقا کی متصور ہوگی —

قوی وضعیف چنانچہ زوجہ منکوحہ فراش قویہ کی قسم مین داخل ہی اور جو
اولاد اُسکے بطن سے ہو وہ بغیر دعویدار ہونے شوہر کے بھی شوہر کی صلب سے
متصور ہوگی اور اسکے نسب سے شوہر منکر نہین ہو سکتا اور جاریہ فراش ضعیفہ
کی قسم سے ہی اور جبتک باپ دعویدار نہو ایسی اولاد کا نسب باپ کی نسبت
ثابت نہین ہو سکتا۔ وراثت کا استحقاق نسب کے ثبوت پر موقوف ہی
اور اسی وجہ سے زن غیر منکوحہ کی اولاد داخل ورثہ نہین ہی

مقدمہ ۸

س۔ ایک شخص کو ایک جاریہ وراثتہً حاصل ہوئی تھی اُسنے
اُس عورت کا کسی اور شخص کے غلام کے ساتھ نکاح کرایا اور جاریہ
نے مع شوہر اپنے آقا کے گھر سکونت اختیار کی اور وہاں اُنسے اولاد
پیدا ہوئی اور غلام کے آقا کے اہتمام اور صرف سے نکاح ہوا تھا
اور اُسی نے جاریہ منکوحہ کی مان کو نذرانہ دیا پس جو اولاد جاریہ اور
غلام سے ہوئی اُسکا استحقاق ملکیت غلام کے آقا کو پہونچتا ہی یا جاریہ
آقا کو اور جاریہ کی مان کو نذرانہ نقد لیکر اپنی بیٹی کے نکاح کرنے کا اختیار
ہی یا نہین اور جاریہ کی مان بھی شخص مذکور کی کنیز ہی

ج۔ حسب حالات مظہرۂ سوال کے جاریہ کی مان کو نذرانہ لیکر
اُسکے نکاح کرنے کا استحقاق نہ تھا اور واسطے تکمیل ور واجب التعمیل
ہونے عقد نکاح کے جاریہ کے مالک کی منظوری لازم ہی

چنانچہ اُسکی رضامندی اسوجہ سے مستنبط ہی کہ وہ بعد دریافت ہونے تجویز نکاح کے کسی طرح حارج اور معترض نہین ہوا اور جو اولاد جاریہ کے بطن سے بعد نکاح کے ہوئی اُسکی ملکیت جاریہ کے مالک کو پہونچتی ہی اور غلام کے آقا کا دعوی اس باب مین شرعًا درست نہین ہی۔

جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہو وہ مالک جاریہ کے ملک مین شمار کیجاتی ہے

مقدمہ ۹

س ۱- اگر عورت زر خرید کے بطن سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد شرع کے بموجب جاریہ کے مالک کی ہوگی یا جاریہ کی۔

ج ۱- شرع کے بموجب رق سے وہ شخص مراد ہی جسکو کسی شخص مسلم نے دار الحرب مین اسیر کیا ہو یا ایسے اسیر کی اولاد سے ہو اور اس طرح کی اولاد آقا کی شمار کیجاتی ہی۔

اولاد جاریہ۔

اور شرح وقایہ مین اور ہدایہ اور کتابون مین لکھا ہی کہ بچہ بحالت جاریہ یا آزاد ہونے مان کے اُسی کے ساتھ رہتا ہی۔

س ۲- انسان کا بیع کرنا یا گروی رکھنا جائز ہی یا نہین۔

انسان آزاد کا

ج ۲- بیع کرنا یا گروی رکھنا کسی انسان کا جو بحالت آزادی ہو درست نہین ہی چنانچہ شرح وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ شخص آزاد کا بیع باطل ہی اور گروی رکھنا اُسکا فعل ناجائز ہی۔

بیع یا رہن۔

۱ اصول رقیت دفعہ ۱۶

مقدمہ ۱۰

س ۔ ایک عورت حرہ نے بعد بلوغ یعنی پندرھوین سال مین رضا و رغبت سے ایک غلام کے ساتھ نکاح کیا اور ڈیڑھ برس تک اپنے شوہر کے ساتھ ایک مکان مین رہی ایسی صورت مین زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ صحیح اور جائز تصور کیا جا سکتا ہی یا نہین ۔

نکاح زن حرہ کا غلام کے ساتھ ۔

ج ۔ زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ جائز اور صحیح ہی اور میرا رائے مطابق مسئلہ مندرجہ نسخہ قدوری کے اور وہ یہ ہی کہ اگر غلام اپنے آقا کی رضامندی سے زن حرہ کے ساتھ نکاح کرے تو اسپر دعوی مہر کا پہونچتا ہی اور ایفار دعوی مذکور کے لئے بیع اُسکا ہو سکتا ہی ۔

مقدمہ ۱۱

س ۔ ایک ہندو عورت ایک مسلمان کے ساتھ ہمخانہ تھی اور مسلمان ہو گئی اور بعد ازان وہ ایک راجپوت کے پاس بطور اُسکی مدخلہ کے رہی اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ مسبندہ ہین ایسی صورت مین لڑکی کسکی ملکیت سے ہی اور اگر راجپوت کی ملکیت سے ہی تو اُسکو اُسکے بیع کرنے کا اختیار ہی یا نہین اور اگر اختیار ہی

ا اصول رقیت دفعہ ۱۴ ۔ معائنہ کیجائے لیکن اولاد جو ایسے نکاح سے ہو شوہر کے آقا کی ملک سے تصور کیجاتی ہی ۔

تو خریدار اُسکو فروخت کر سکتا ہی یا نہین اور اگر وہ بحالت نابالغی خریدار کے پاس رہی تو اُسکو بعد بلوغ کے اپنی آزادی کا اختیار ہی یا نہین اور شرع کے بموجب کس قسم کی رق بیع و شرے کے قابل ہی۔

ج۔ چونکہ بیٹی آزادی کی حالت مین پیدا ہوئی لہذا والدین کو اسپر استحقاق ملکیت نہین ہو سکتا لیکن بالغ ہونے تک وہ مان کے پاس رہیگی اور والدین سے کسیکو ایسی اولاد کے فروخت کرنے کا اختیار نہین ہی جو شخص ایسے طفل کو خرید کرے اُسکی خریداری باطل ہی کیونکہ انسان درحقیقت آزاد پیدا کیا گیا ہی اور غلام ہونا اسکا درست نہین ہی الا بذریعہ استیلا کے اور استیلا سے یہ مراد ہی کہ حاکم اہل اسلام کوئی ملک کفار سے بفتح حاصل کرکے اُسکے باشندگان زن و مرد سے جو اسیر کئے گئے ہون غلام بنائے اور اگر وے دین اسلام اختیار کرین تو اُنکی جان بخشی ہونا چاہیے لیکن بلحاظ اُنکے بیشتر سے کافر ہونے کے وے بدستور غلام شمار کیے جائین اور ایسی صورت مین اُنکی بیع یا ہبہ کرنے کا حاکم عصر کو اختیار ہی پس شرع کے بموجب رقیت صرف ایک صورت مین پیدا ہوتی ہی یعنی بذریعہ استیلا کے۔ اور غلام تین قسم کے ہین یعنی مملوک و موروث و موہوب اور ان تینون قسمون کی اولاد کو خانہ زاد کہتے ہین اعتاق اُنکی بغیر اجازت آقا کے نہین ہو سکتی۔

اولاد غیر مملوکہ النسب کے والدین کو ایسی اولاد کے غلامی مین بیچنے کا اختیار نہین ہی۔

نواں باب

نظائر وقف

مقدمہ ۱

س۔ اگر اراضی وقف دین مہر کی بابت زوجہ کو دیجائے تو یہ جائز ہی یا نہین اور جو شخص جائداد مذکور مین شریک ہون اُنکی اُنکی نسبت دعویدار ہونے کا استحقاق ہوسکتا ہی یا نہین اور اگر ہوسکتا ہی تو دیا جانا اُسکا بعوض دین مہر کے باطل و کالعدم متصور ہی اور اگر منجملہ شرکا رجائداد مذکور کے ایک شریک دلایا جانا اُسکا بعوض دین مہر کے قبول و تسلیم کرے تو یہ فعل اسکا بمقابلہ زوجہ کے وارث کے جائز ہوگا یا نہین۔

ج - شرع کے بموجب جائداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین ہوسکتا اور نہ وہ بیع ہوسکتی ہی اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے[1] عمل مین آسکتی ہی کیونکہ از روے مسئلہ مسلمہ کے جائداد وقف کسی شخص کی ملک نہین بلکہ خدا کے نام سے منسوب کی گئی ہی اگر جائداد وقف کا متولی اسکو حسب کیفیت مظہرہ مندرجہ سوال کے منتقل کرے تو وہ بسبب وقوع خلاف ورزی شرائط تولیت کے عہدہ سے معزول ہوگا اور اگر مالک وقف کنندہ یا اسکا وصی موجود ہو تو حاکم عصر کو متولی کے تقرر کا اختیار ہی زوجہ کا دین مہر مثل قرضہ کے ہی اور جب تک زوجہ دست بردار ہو یا وہ ادا نکیا جائے استحقاق اُسکا زائل نہین ہوسکتا اور چونکہ جائداد وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہی لہذا جو دعوی شرکت کی بناپر بذریعہ استحقاق وراثت کے پیش ہوا ہی ناقابل سماعت ہی

جائداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین ہوسکتی ہی اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے عمل مین آسکتا ہی -

اگر کوئی شخص جائداد وقف زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل کردے اور متولی ایسے انتقال کو تسلیم کرے تو اُسکو بسبب وقوع خلاف ورزی شرائط تولیت کے عہدہ سے برطرف کرنا چاہیے اور بعد اسکی معزولی کے حاکم عصر اُسکی جگہ دوسرا متولی مقرر کرے اور یہ متولی بابت پیش کرنے دعوی بازرفت اراضی وقف کے جو دین مہر کی بابت دی گئی ہو مجاز ہوگا

جائداد وقف کا انتقال مستر اور متولی عہدہ سے معزول کیا جاے

[1] اصول وقف دفعہ ۲

مقدمہ ۲

س ۱- مکانات وقف کی مرمت مین جو روپیہ صرف ہوا ہو اُسکے ادا کرنے کے لئے متوفی ار اضی وقف کے بیع کرنے کا مجاز ہی یا نہین۔

ج ۱- اراضی وقف کا بیع یا ہبہ عموماً ناجائز ہی متولی پر فرض ہی کہ ایسی اراضی کے محاصل کو اول مکانات وقف کی مرمت مین صرف کرے اور بعد ازان جو بچے اُسکو دوسرے اخراجات متعلقہ وقف مین خرچ کرے گو وقف کنندہ کی جانب سے کوئی شرط بابت مرمت کے عمل مین نہ آئی ہو۔ اگر محاصل اراضی مرمت ضروری کے لئے کافی نہو تو متولی کو اختیار ہی کہ اُسقدر اراضی جو اس امر کے لئے مکتفی ہو بیع کرے اسواسطے کہ جملہ صورتون مین محفوظ رکھنا ایسی عمارات کا ایک امر لابد اور واجب ہی ۱۔

س ۲- اگر مکانات وقف کی مرمت کے حیلہ سے اراضی وقف کو متولی بیع کرے اور زر ما حاصل کو فی الواقع وہ ایسے امر مین صرف نکرے تو ایسا بیع صحیح متصور ہوگا۔

ج ۲- اول سوال کے جواب سے واضح ہوگا کہ اراضی وقف کا

اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے کس صورت مین جائز ہی۔

قاعدہ اس صورت مین جب زر ماحصل بیجا طور پر صرف کیا جائے۔

۱- جہان تک کوئی اور سبیل حاصل ہونے اخراجات ضروری کی ممکن ہو وہان تک عمل مین لانا بیع کا نہ چاہیے یہ رائے بموجب اُس قول حاکم الدین التجار ہی کے ہی جو فتاوا مسئے حاویہ اور اور کتب مین منقول ہی۔

بیع متولی کی جانب سے مرمت کے اخراجات ضروری کے لئے عمل مین نہ آئے تو
ایسا بیع ناجائز ہی اسیواسطے وہ بیع جسکا ماحصل اور امور کے لئے کام مین لایا گیا منسوخ کیا
جائیگا اور متولی اپنے عہدہ سے بسبب خلاف ورزی شرائط تولیت کے معزول کیا جائے۔[1]

مقدمہ ۴۳

س ا۔ ایک سجادہ نشین کو اُسکی ذات خاص اور جائداد وقف کے
صرف کے ملئے سند شاہی کے ذریعہ سے اراضی خاص نسلاً بعد نسل حاصل ہوئی
اور معطی الیہ لاولد مرگیا اس صورت مین اُسکی مان یا اُسکی بہنون کو
اراضی عطیہ کی نسبت استحقاق مالکیت پہونچتا ہی یا نہین اور اگر
پہونچتا ہی تو کس حساب سے۔

التمغہ۔

ج ا۔ عطیہ شاہی کی دو قسمین ہین اول التمغہ جو بعوض خدمات
شخص خاص کے عمل مین آتا ہی اور معطی الیہ کی وفات کے بعد
فرائض کے روسے جائداد مذکور سے حصہ دار اور واسطہ دار
عصبی اسہام معینہ پانے کے مستحق ہوتے ہین۔ عطیہ دوم امور
دینی اور کار ثواب کے لئے عمل مین آتا ہی اور اُسکو وقف کہتے ہین

وقف۔

وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہی اور سجادہ نشین کی
وفات کے بعد اُسکی مان اور بہن کا دعوی مثل دعوی اشخاص اجنبی کے

جائداد وقف کی تقسیم نہین ہو سکتی ہے

ہی۔ جائداد وقف کے محاصل سے جو شخص حصہ پانے کے

[1] اصول وقف دفعات ۲ و ۳ و ۵ و ۶

مستحق ہین انکے حصون کی نسبت شرع کے بموجب ذکور و اناث مین کچھ تمیز نہین کی گئی ہی۔ جائداد وقف کی تقسیم ناجائز ہی لیکن اسکے محاصل کے تقسیم کرنے کی اجازت ہی۔

مگر محاصل کی تقسیم ہو سکتی ہی۔

س ۲۔ جائداد وقف کے سجادہ نشین کو سند شاہی کے ذریعہ سے کچھ اراضی اپنی پرورش اور جائداد وقف کے صرف کے لئے حاصل ہوئی بعد ازان وہ لاولد مر گیا اُسکی وفات کے بعد اُسکے علاتی بھائی نے اُسکی زوجہ کے نام علاقہ مذکور کے حصول کے لئے نالش اور حاکم عصر نے فیصلہ کیا کہ اراضی مذکور تنخواہ ہین کے قبضہ مین بالاشتراک اور بحصص رہے بشرطیکہ وے اور انکے ورثا آیندہ کبھی جھگڑا نہ کرین۔

حاکم عصر سے اس جگہ بادشاہ مراد نہین ہی۔ اس صورت مین ایسی تقسیم جائز ہی یا نہین اور اگر ہی تو صرف حین حیات سرکار مذکور کے قائم رہیگی یا تعمیل اسکی انکے ورثا پر بھی واجب ہوگی۔

ج ۲۔ حاکم عصر کو شرعاً اختیار ہی کہ متولی متوفی کے علاتی بھائی کو اراضی مذکور پر قابض کرائے اور اُسکو محاصل سے متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کو بھی حصہ بطور خیرات دلوائے کیونکہ حاکم وقت محاصل کے تقسیم کرانے کا مجاز ہی اور جائداد وقف کی تقسیم کرانے کا اُسکو اختیار حاصل نہین ہی۔

تقسیم حاکم عصر کیجانب سے۔

س ۳۔ بعد تقسیم مذکورہ بالا اگر زوجہ اپنے حصہ کو اپنی بیٹیون کے نام ہبہ کرے تو یہ امر جائز اور صحیح ہی یا نہین۔

محاصل کا ہبہ سطلی الیہ بجانب سے ناجائز ہے

ج ۱۳ – چونکہ زوجہ کو اس جائداد کی نسبت جو اُسکو تقسیم حصص کے بعد حاصل ہوئی شرعاً کوئی استحقاق حاصل نہیں ہی اور اسکا قائم مقام ہونا جائداد مذکور بر صرف بطور خیرات عمل مین آسکتا تھا للذا وہ مجاز نہین ہی کہ ایسی جائداد کو بیٹیون کے نام ہبہ کرے علاوہ ازین اگر وہ ایسا کرے تو اس سے محاصل کا ہبہ لازم آتا ہی اور ایسا ہبہ باطل و نادرست ہی

س ۱۴ – اگر اس تقسیم کے بعد ایک اور سند شاہی بمضمون سابق کے صدور پائے اور اُسکے ذریعہ سے سجادہ نشین کے علاتی بھائی کے بیٹے کو قبضہ حاصل ہو تو اُسکے اس حاکم عصر کا جس بادشاہ مرلو نہین ہی اور جو حکم بحق متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کے انکی تقسیم حصص اور استحقاق وراثت کی نسبت نافذ ہو چکا ہی معطل و منسوخ سمجھا جائیگا

دوسرے متولی تقرر سے پہلی تقسیم منسوخ ہوجاتی ہے

ج ۱۴ – اگر دوسری سند شاہی کا مضمون مثل سابق کے اور اُسکی روسے صرف تقرر متولی کا پایا جاتا ہی اور تقسیم کا ذکر نہین ہی تو اس سے حاکم مذکور کے حکم کی منسوخی عمل مین نہین آسکتی کیونکہ پہلے سجادہ نشین کی زوجہ اور بیٹیون کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہی اور جو منافع مال وقف سے حاصل ہو اُسکے پانے کا استحقاق انکی نسبت بغیر کسی وجہ قوی کے زائل نہین ہو سکتا –

مقدمہ ۴

س ۱ – محمد رفیق نامی ایک شخص کسی جائداد وقف کا سجادہ نشین

مقرر کیا گیا اور سند تقرر مین یہ تحریر ہوا کہ اسکے بعد یہ خدمت اسکے فرزندون کو ملے اور بالفعل اسکے پوتے کی دختر اور اسکے پرپوتے کا نواسہ اس خدمت پر متسلط ہین اور پرپوتا اس بیان سے عہدہ کا دعوی دار ہی کہ پوتے کی دختر اناث سے ہی اور اسی وجہ سے وہ مجاز انصرام خدمات وقف کی نہین ہی اور پرپوتے کا نواسہ شرعًا محمد رفیق کی اولاد مین شمار نہین کیا جا سکتا پس سوال یہ ہی پوتے کی نواسی فرزندان مین داخل ہی یا نہین اور اناث واسطے انصرام خدمات مجاز ہین یا نہین۔

ج ا حسب حالات مرقومہ سوال کے پوتے کی نواسی محمد رفیق کے فرزندان یعنی اولاد نسبی مین شمار نہین کیجا سکتی کیونکہ جب لفظ فرزندان کا استعمال کسی شخص کی نسبت کیا جاتا ہی تو اس سے تین پشت کی اولاد نسبی مراد ہوتی ہی اور کبھی اس سے بھی زیادہ اور نواسہ اپنے باپ کے ذہن داخل ہی نہ محمد رفیق کے۔

چنانچہ عالمگیری سے واضح ہوتا ہی کہ اگر کوئی یہ ظاہر کرے کہ مین نے فلان اراضی بنظر فائدہ اپنی اولاد کے نامزد کی تو آیندہ اسکی کل اولاد کو بلا لحاظ ذکور واناث کے استحقاق وراثت پہونچیگا کیونکہ لفظ اولاد بصورت عام مستعمل ہوا ہی علی ہذا القیاس خزانۃ المفتیین مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد اولاد کے نام دوام کے لئے نامزد کردے تو تا بقائے نسل اسکے اور موجود ہونے اولاد ذکور اور اسکی اولاد کے جائداد مذکور اولاد مین مساوی تقسیم ہوگی اور ذکور

اولاد اناث کسی شخص کے فرزندان متصور نہین کیجاتی۔

کو اناث کی نسبت کچھ تنقیح نہوگی کیونکہ جس بیان کی روسے جائداد نامزد کی گئی
اسمین ذکور و اناث برابر مستحق قرار دیے گئے ہین لیکن اناث کے اطفال
بموجب مسئلہ مسلمہ کے اولاد نسبی مین داخل نہین ہین اور اگر یہ جائداد بجاے
وقف کیے جانے کے وصیتہً دی گئی ہوتی تو بھی یہی صورت ہولی
اور بموجب اس مسئلہ کے یہ قرار پایا ہی کہ دختر کی اولاد فرزندان مین شمار نہین
کیجاتی کیونکہ نسب باپ کی جانب سے حاصل ہوتا ہی نہ ماں کی طرف سے
عورات کو جائداد وقف کی سجادہ نشینی کا استحقاق نہین ہی اور یہ امر دستور
ملک کے خلاف ہی کیونکہ سجادہ نشین پر تعلیم و تلقین اپنے مریدون
اور شاگردون کی واجب ہی اور اسکو عام و خاص مجمع مین ہمیشہ انکے
ساتھ رہنا چاہیے حالانکہ انصرام اس امر کا عورت سے بخوبی نہین
ہوسکتا کیونکہ وہ پردہ نشین ہوتی ہی —

عورت جائداد وقف کی سجادہ نشین نہین ہوسکتی —

س ۲ — محمد رفیق کے پوتے فیض الاسلام کے نام جو سند ہی اسمین
درج ہی کہ عہدہ منصرم متولی اور سجادہ نشین جائداد وقف کا اسکی ذات
اور اولاد کی نسبت قائم و بحال رکھا جاتا ہی ایسی صورت مین اسکی دختر
اور نواسہ پر اولاد کا اطلاق ہوسکتا ہی یا نہین —

ج ۲ — جو سند فیض الاسلام کو ملی ہی اُسمین عہدہ متولی و منصرم
و سجادہ نشین جائداد وقف کا خاص اسکی ذات اور اُسکی اولاد تک
قائم رکھا گیا ہی اور اُسکی دختر بھی اولاد مین داخل ہی کیونکہ اولاد
لفظ عام ہی یعنے اطلاق اسکا پسران و دختران کی نسبت بدرجہ

مساوی ہی لیکن باوجود اسکے سند کا نفاذ دختر کی نسبت نہین ہوسکتا کیونکہ اسمین خدمات سجادہ نشینی کے انصرام کا بھی ذکر ہی اور وہ مجاز سجادہ نشینی نہین ہی اور نواسہ بھی ازروے مسئلہ مسلمہ کے خارج ہی کیونکہ اولاد کا اطلاق باعتبار نسب کے ہوتا ہی حالانکہ نواسہ نانا کے نسب سے نہین ہوتا بلکہ اپنے باپ کے نسب سے چنانچہ عالمگیری مین یہ لکھا ہی کہ مین نے یہ آراضی بنظر مفاد اپنے بیٹے اور پوتے کے نامزد کردی اور میرا پسر صلبی اور اسکا بیٹا عام اس سے کہ وہ جائداد کے نامزد کرنے کے وقت موجود ہو یا بعد ازان پیدا ہو قابض ہوگا کیون کہ بیٹے اور پوتے کا استحقاق مساوی ہی لیکن ازروے مسئلہ مسلمہ کے دو پشت سے بعد کی اولاد یا نواسے قبضہ مین شریک نہین ہوسکتے اور اسی مسئلہ کے مطابق مقدمات کی تجویز ہوتی ہی اور یہ قول محیط السرخی مین لکھا ہی —

س ۳۳ — واضح ہوتا ہی کہ شاکر علی خان نے محمد رفیق کو اختیار تلقین وہدایات واہتمام طلبہ مدرسہ اور محتاجین اور جائداد ومکانات وقف کا دیا اور وعظ اور مدرسہ کی خدمت بھی اسی کے سپرد ہوئی اور اسکو کل اختیارات دے کر جانشین مطلق قرار دیا اور شاکر علی خان مذکور نے اس زر کو بھی جو اسکی اور اسکی اولاد اور اہل خاندان کی وجہ معاش کے لیے مقرر تھا تقسیم کر کے اپنے بیٹے محمد رفیق وغیرہ کو تفویض کیا اور محمد رفیق نے اپنی درخواست سے عہدہ متولی وجانشینی مال وقف کی سند خاص اپنی اولاد کے لیے

چونکہ متولی اور سجادہ نشین کا عہدہ فرزندان تک قائم رکھا گیا لہذا دختر کو استحقاق وراثت نہین پہونچا کیون کہ وہ اناث سے ہی اور اسکا بیٹا بھی مجاز نہین ہی کیلیے کہ وہ فرزندان مین شمار نہین ہوسکتا —

حاصل کی اور جائداد جو محمد رفیق کی وجہ معاش کے لیے نامزد کی گئی تھی منجملہ اُسکے نصف سے زیادہ اُسنے مدرسہ اور واسطے مصارف سجادہ نشین اور متولی کے وقف کر کے وفات پائی بنظر ان حالات کے جو متولی و سجادہ نشین کا عہدہ شرعاً صرف محمد رفیق کی اولاد ذکور تک پہونچتا ہی یا نواسہ بھی اُسکی اولاد نسبی مین شمار کیا جائیگا۔

عورت جائداد وقف کی متولیہ ہونے کی مجاز ہی۔

ج ۴۲ — ہر چند جائداد وقف کی تولیت اناث کو مثل ذکور کے حاصل ہو سکتی ہی لیکن یہ بخوبی متحقق ہوا ہی کہ محمد رفیق نے سجادہ نشین و متولی کا عہدہ بغیر امتیاز ذکور و اناث کے صرف اپنی اولاد کے لیے مخصوص کر دیا پس جملہ خدمات کا انصرام ایک شخص سے متعلق ہونا چاہیے لیکن یہ بھی ضروری ہی کہ جس شخص کو ایسا انصرام تفویض کیا وہ محمد رفیق کی اولاد ذکور سے ہو کیونکہ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہی عورات کو جائداد وقف کا سجادہ نشین قرار دینا رواج نہین ہی اور محمد رفیق کا نواسہ حسب تصریح بالا اُسکی اولاد نسبی سے شمار نہین کیا جاتا ہی پس دستور مسلمہ کے بموجب جو شخص اولاد ذکور سے نہایت لیئق ہو وہی مستحق پانے خدمات مذکورہ کا ہوگا۔

مقدمہ ۵

س — ایک موضع کے باشندون نے باہم روپیہ جمع کر کے مسجد مع چند اور عبادت خانون کے ایمہ یعنے معافی زمین پر جو ایک فقیر کی تھی تعمیر کرائی۔ ان عمارات کی تعمیر کرانے والے کسی اور

فقیر کو نذر و نیاز جمع کرنے کے واسطے مقرر کرنے کے مجاز ہین یا اُس فقیر کو جسکی زمین پر یہ عمارتین بنوائی گئی ہین نذر دنیا جمع کرنے اور تولیت کے نفاذ کا استحقاق پہونچتا ہی۔ اگر تقرر کا اختیار تعمیر کرانے والونکو حاصل ہی تو جو شخص انھون نے مقرر کیا ہی اُسکی وفات کے بعد لڑکا بیٹا استحقاق وراثت کی رو سے اپنے باپ کی جگہ متولی ہو سکتا ہی یا اُس صورت مین تعمیر کرنے والون کو قائم مقام کرنے کا اختیار حاصل ہی۔ اگر فقیر مذکورۂ بالا کو متولی ہونے کا استحقاق حاصل ہو تو اُسکی وفات کے بعد عہدہ اُسکے بیٹے کو ملیگا یا کسی اور شخص کو۔

ج۔ مسجد کے لفظ مین زمین اور عمارت دونون داخل ہین مسجد نہ صرف زمین سے مراد ہی نہ عمارت سے بلکہ دونون سے مشتمل ہی۔ جزو اعظم اسکا زمین ہی کیونکہ اُسپر مسجد کی بنیاد قائم کیجاتی ہی اور عمارت کا انحصار زمین پر ہوتا ہی اس صورت مین بلا اجازت فقیر کے جو زمین کا مالک ہی مکان بنایا گیا اُسکو شرعاً مسجد نہین کہہ سکتے کیونکہ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زمین پر بلا اُسکی اجازت کے مسجد بنوا دینے کا اختیار نہین ہی اور اگر وہ ایسا کرے تو مسجد مذکور اُس زمین پر سے شرعاً مسمار کر دی جا سکتی ہی اگر فقیر نے جو مالک زمین ہی یہ منظور کیا ہو کہ چندہ کرنے والے مسجد بنوائین اور اس امر کے واسطے اُسنے اپنی زمین وقف کر دی ہو تو اس صورت مین چندہ کرنے والے اور فقیر مسجد کے وقف کرنے مین شامل ہین کیونکہ چندہ کرنے والون نے

ذکر اس صورت کا جب مسجد بلا اجازت مالک زمین بنوائی جائے۔

وہ صورت جسمین مالک اپنی زمین کو وقف کرے۔

مکان تعمیر کرایا اور فقیر نے زمین دی جو شخص وقف کرتا ہی وہی شخص متولی مقرر کرنے کا مجاز ہی اس صورت مین چونکہ کل شخصون کی جانب وقف عمل مین آیا ہی لہذا سب کو بالاجمال یہ اختیار حاصل ہی نہ بالانفراد کسی شخص خاص کو فقیر اور چندہ کرنے والون کو مال وقف اور نذر و نیاز اور محاصل جمع کرنے اور اُسکو وقف کے لئے صرف کرنے کے واسطے متولی مقرر کرنا چاہیے اگر فقیر نے چندہ کرنے والون سے درخواست کی ہو کہ مین محتاج ہون اور اپنے صرف سے مسجد تعمیر نہین کرا سکتا تم سب ملکر میرے فائدہ کے لئے میری زمین پر مسجد بنوا دو تاکہ مین اُسے وقف کر دون اور چندہ کرنے والون نے اس امر کو قبول کیا ہو تو اس صورت مین فقیر ایسے مکان کا مالک ہوگا اور مکان مذکور کا وقف کرنا صرف اُسی کی جانب سے تصور کیا جائیگا اور متولی کے مقرر کرنے کا اختیار اُسکو ہوگا اور بعد اُسکی وفات کے یہ استحقاق اُسکے ورثا کو پہونچیگا - اس صورت مین اگر چندہ کرنے والون نے بلا رضامندی فقیر کے اُسکی زمین پر مکان بنوایا ہی تو اُنکو یا تو مکان مذکور فقیر کے نذر کرنا چاہیے تاکہ وہ اُسکو بطور مسجد کے وقف کرے یا وہ اُسکو مسمار کرا دین کیونکہ حسب بیان سابق کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرانے کا مجاز نہین ہی - جو شخص جائداد وقف کرے اُسکو متولی کے تقرر کا اختیار ہی وہ جسے چاہے جسکو مقرر کرے اور اُسکے بعد یہ استحقاق اُسکے وارثون کو پہونچتا ہی -

مالک کی زمین پر دوسرے شخصون کا تعمیر کرانا اُسکے فائدہ کے واسطے -

قاعدہ پہلی صورت کی نسبت -

مواخذ

قاضی خان نے لکھا ہی کہ صرف مکان کا وقف کرنا بغیر اُس زمین کے جسپر اُسکی بنیاد قائم ہی ناجائز ہی - عمارت بغیر اُسکی بنیاد کے مسجد نہین ہی - شرح وقایہ مین مندرج ہی اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرائے یا درخت لگائے تو ایسی عمارت کو مسمار یا درختون کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہیے - خزانۃ المفتیین مین مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص وقف کرے تو مال وقف کی غور و پرداخت اُسکے ذمہ ہی اور اُسکے بعد وصی کے بشرطیکہ وے بدرویہ نہون یا نہ ہو گئے ہون - بدرویہ ہونے کی صورت مین یہ امر اُنکے اختیار سے چھین کر دوسرے شخص کے سپرد ہوتا ہی اور وصیون کے پھر نیک رویہ ہو جانے کی حالت مین اُنکو بدستور یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہی - اگر جائداد وقف کا بانی کسی شخص کو متولی مقرر کرکے پھر اُسے معزول کرنا چاہے تو اُسے اختیار ہی کہ ایسا کرے اور خود متولی ہو جائے - ہدایہ مین مندرج ہی کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی زمین پر غصباً مکان بنوائے یا درخت لگائے تو اُس سے مکان منہدم اور درختون کو اُکھڑوا دا لینے کے واسطے کہا جائیگا - مال وقف کی غور و پرداخت کا اختیار واقف کو حاصل ہی اور بعد اُسکی وفات کے اُسکے وارثون کو -

مال وقف کی غور و پرداخت کسکے ذمہ ہوتی ہی - استثناۃ

مقدمہ ۷

س — روشن شاہ جسکے قبضہ مین ایک قبرستان اور امام باڑہ تھا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑکر مرگیا اس مقدمہ مین بیٹا مدعا علیہ اور بیٹی مدعیہ ہی — مدعلیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے باپ کی وفات کے بعد وہ جائداد مذکورہ بالا پر قابض ہوا اور قبرستان مین رسوم تدفین کی اجازت دینے سے اُسنے ڈیڑھ سو روپیہ حاصل کیا منجملہ اُس محاصل کے اُسنے ایک جزو عمارات متعلقہ قبرستان کی ترمیم اور اور کار ثواب مین خرچ کیا اور باقی اپنے صرف مین لایا —

سائلنا جو اس باب مین مفتیون سے استفسار ہوا تو اُنھون نے جواب دیا تھا کہ اگر جائداد مذکور وقف نہین ہی تو منجملہ اُسکے ایک ثلث مدعیہ کا حق ہی لیکن یہ امر بتصریح نہین لکھا کہ وہ جزو جائداد یا محاصل کے جزو کے پانے کی مستحق ہی اور اسکا حصہ کل زر محاصل سے ملنا چاہیے یا اُس منافع سے جو بعد اخراجات کے بچی — مدعیہ کا بیان ہی کہ اخراجات مین اُسکی منظوری نہین کی گئی

قبرستان اور عمارات اور اموروینیہ کے لئے ہون اگر مال وقف مین داخل نہون تو قابل ارث ہین

ج — معلوم ہوتا ہی کہ قبرستان اور امام باڑہ کے مالک سنے قبرستان مین اپنے ذاتی نفع کے لئے بعوض کسی قدر زر مثل ثمن یا کرایہ کے اشخاص غیر کا دفن ہونا جائز رکھا لہذا ایسے مکانات شرعاً قابل انتقال و وراثت ہین اور مالک سابق کے کل وارثون کو وراثۃً پہونچ سکتے ہین علاوہ اسکے مدعیہ کو استحقاق پانے اپنے حصہ شرعی کا منجملہ منافع کے جو بعد اخراجات کے بچے — مدعیہ کا بیان ہی کہ اخراجات مین اُسکی

کے بعد مہنائی اُس قدر زر کے جو حسب بیان مدعا علیہ فی الواقع صرف ہوا ہو پہونچتا ہے۔[1]

مقدمہ ۲

س ا۔ اراضی متعلقہ درگاہ یا اُسکے محاصل کا تقسیم کرنا شرعًا جائز ہے یا نہین یا رہنا انکا صرف جائداد وقف کے سجادہ نشین کے قبضہ مین چاہیے۔

ج ا۔ اگر وہ محاصل جو اراضی یا اور جائداد وقف سے وصول ہوتا ہو بغیر نقصان اصل جائداد کے قابل حصول منافع کے ہو تو متعلق ہونا صرف ایسی آمدنی کا مصارف جائداد وقف سے تصور کرنا چاہیے خلاف اسکے اگر محاصل مذکور مثل زر نقد یا طعام کے ہو تو ایسا محاصل داخل خیرات وحسنات ہے اور پہلی قسم کی جائداد کی نسبت صرف محاصل کا استحقاق پہونچتا ہے اور پچھلی صورت مین جائداد وقف کی نسبت استحقاق قطعی حاصل ہوتا ہے جو کچھ بطور خیرات مقرر ہوا ہو

---

[1] ظاہر ہوگا یہ راے کہ جو جائداد امور مذہب سے متعلق کیجائے وہ خواہ مخواہ داخل وقف ہوتی ہے غلط قائم کی گئی لیکن در اصل کسی جائداد کو وقف نہین تصور کرنا چاہیے الا اُس صورت مین کہ مالک وقف ہونا بالتخصیص قرار دیا ہو۔ اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ بلحاظ اُسی غلطی راے کے سوال مذکورہ بالا پوچھا گیا۔

اُسکو پیر کے اُن وارثون مین جنسے جائداد وقف کا اہتمام متعلق ہو تقسیم کرنا چاہیے اور اگر وارث نہون تو جائداد مذکور کے خادمون سے علی ہذا القیاس جائداد وقف کا منافع بھی وارثون کا حق ہی اور انمین تقسیم ہونا چاہیے لیکن اصول فرائض اسطرح کی تقسیم سے متعلق نہین ہین بلکہ خلاف اسکے منافع جملہ وارثون کو بالرؤس ملنا پہونچتا ہی یعنے منافع کی تقسیم حصص بلحاظ تعداد حصہ دارون کے ہونی چاہیے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ سب حصہ دار باعتبار علم و دینداری کے مساوی الرتبہ ہین تو ایک کا حصہ دوسرے سے زیادہ نہو گا یہ مسئلہ مطابق ہدایہ کے ہی چنانچہ اسمین لکھا ہی کہ جو نذرانہ پیر کی درگاہ پر چڑھایا جائے وہ اُسکے وارثون کا حق ہی اور یہ ضرور ہی کہ جو منافع اسطور پر حاصل ہو صرف اُنھین مین تقسیم کرنا چاہیے اور در صورت نہونے فضیلت باعتبار علم اور دینداری کے حصہ ایک کا دوسرے سے زائد نہوگا اور اگر وارث موجود نہون تو درگاہ کے مجاور نذرانہ کے مستحق ہونگے اور خادم بھی نہون تو محتاجین جو اہل اسلام سے ہون تقسیم کیا جائے ایسی صورتون مین شرع کی رو سے مقرر ہونا متولی یا منصرم اور انسداد تغلب محاصل اور وقوع تنازع کا اشخاص مستحق مین ضرور ہی اور اگر کل وارثون نے تقرر متولی یا منصرم کا تسلیم کیا ہو تو اختیار اُسکا جائز ہی اور واضح ہو کہ دربا جواز تقرر اس شخص کے جو بمنظوری حاکم وقت یا مفتی کے

نذرانہ جو پیر کے مزار پر چڑھایا جاوے وہ اُسکے وارثون کا حق ہی در صورت نہونے وارثون کے درگاہ کا خادم مستحق نذرانہ ہونگے۔

نام زد ہوا ہو نہایت اختلاف واقع ہی چنانچہ مصنف نسخہ مضمرات کتاب الوقف مین لکھا ہی کہ جو شخص استحقاق پانے منافع کا جائداد وقف مین رکھتے ہون انکو چاہیے کہ بلا استصواب حاکم عصر یا مفتی کے اپنی تجویز سے متولی یا منصرم مقرر کرین لیکن مصنفان متقدین ایسی تولیت کا جواز تسلیم نہین کرتے۔ علمائے متاخرین کو قول مذکورہ بالا سے اتفاق ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ حاکمان زمانہ حال کی طرف سے زیادتی و سختی اکثر وقوع مین آئی ہی پس مناسب ہی کہ کل شرکا بالاتفاق متولی مقرر کرین۔

متولی مقرر کرنے کا کسکو اختیار ہی۔

مقدمہ ۸

س ا۔ لفظ متولی کے کیا معنی ہین اور تولیت در اصل خدمت ہی یا نہین اور اگر ہی تو مقصود اسکا کیا ہی اور قبضہ متولی کا از روے استحقاق مالکیت ہوتا ہی یا اور کسی ذریعہ سے

ج ا۔ قبل تعریف معنے تولیت کے لفظ وقف کے معنے کا بیان کرنا ضرور ہی اور وہ یہ ہی کہ کوئی شخص اپنی جائداد کسی نیک کام کے لیے نام زد کردے اور مقصود اسکا یہ ہو کہ جن شخصون کے نام وہ دیجاے اُسکے منافع سے متمتع ہون اور جب جائداد اس طور پر دیدیجاوے تو ابتداءً شخص وقف کنندہ اور بمرتبہ ثانی حاکم عصر مقرر کرنا کسی شخص کا بنظر اہتمام جائداد وقف اور واسطے انسداد انتقال ناجائز یا صرف مین لانے اُسکے خلاف منشا وقف کنندہ کے

لازم ہی اور جو شخص حاکم عصر یا وقف کنندہ کی طرف سے مقرر کیا جائے
وہ ناظر اور متولی کہا جاتا ہی اور اس بیان سے واضح ہی کہ متولی اس
عہدہ دار کو کہتے ہین کہ جسے محاصل وقف کی تقسیم واجب کا اختیار
ہوتا ہی اور اس خدمت کو تو کہتے ہین اور چونکہ عزل و نصب ایسے
عہدہ کا جائز ہی لہذا اسی امر واسطے داخل خدمت ہونے اس
عہدہ کے ثبوت کامل ہی۔ ہدایہ کی کتاب الوقف کے خاتمہ مین لکھا ہی
کہ اگر وقف کنندہ اہتمام جائداد کا اپنے تصرف مین رکھے اور وہ
بدوضع اور غیر معتبر ہو یا وہ کسی شخص بدرویہ کو متولی مقرر کرے
تو حاکم عصر کو ایسے شخص سے اہتمام واپس کر لینے کا اختیار ہی پس
تحریر مذکورہ بالا سے واضح ہی کہ متولی کا قبضہ بذریعہ استحقاق ملکیت
کے نہین ہوتا بلکہ صرف بنظر حفظ مقصود شخص وقف کنندہ کے لیکن
اگر متولی منجملہ اُن شخصون کے ہو جو جائداد وقف کے منافع پانے کا
استحقاق رکھتے ہین تو وہ اپنے حصہ سے محروم نہ رہیگا۔

س ۱۴ - چند مواضع و بازار واسطے مصارف ایک پیر ولی
کی درگاہ اور اسکی اولاد کے وقف کیے گئے چنانچہ اس خاندان مین
بیس شخص ہین اور انمین سے اکثر ذی اولاد اور پوتے نواسے والے ہین
اور بعض لاولد ہین ایسی حالت مین مواضع وغیرہ کا منافع اور نذر و نیاز بیسون
شخصون مین تقسیم ہونا چاہیے یا کسی قدر انکے عیال و اطفال کو بھی ملنا چاہیے
اور اگر ملنا چاہیے تو کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ذکر عہدہ متولی۔

ج ۲ ۔ جائداد وقف کا منافع اُن بیس شخصون مین بطور مساوی تقسیم ہونا چاہیے جنکا سوال مین ذکر ہی اور اگر انمین سے کوئی لاولد مر جاوے تو اشخاص باقی ماندہ کے حصص مین اُسی قدر افزائش ہو گی اور جبتک یہ بیسون شخص زندہ ہین اُنکے اطفال کچھ منافع نہین پا سکتے لیکن اگر اُن بیسون شخصون سے کوئی مر جاوے تو اُسکی اولاد کو اسقدر حصہ ملیگا جو اُنکے مورث کو حین حیات ملتا تھا اور اُنکو حصہ بالاصول ملیگا اور تقسیم فی مابین اُنکے بالروس عمل مین آئیگی یہ مسئلہ فقہ کے مختلف کتابون کے مطابق ہی خزانۃ المفتیین مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایک موضع اس شرط سے وقف کیا کہ پاینده وقف اور اُسکی اولاد منافع جائداد سے نسلاً بعد نسل متمتع ہو ایسی صورت مین اولاد نسبی کی ہر شاخ عام اس سے کہ اُسمین ایک شخص ہو یا چند اشخاص برابر حصہ پاوینگے اور تا بقاے نسل منافع اولاد مذکور مین اس طور پر تقسیم ہوتا رہیگا اور بمقابلہ واسطہ داران قریب کے واسطہ داران بعید جنکے مورث زندہ ہون کچھ نہ پاوینگے اور اگر ایک مورث چند وارث چھوڑ کر وفات پائے تو وارثان مذکور کو اُسقدر حصہ پہونچیگا جس سے مورث مذکور متمتع ہوتا رہا ہو اگر حصہ دارون مین سے کوئی حصہ دار لاولد مر جاے تو حصہ اُسکا جائداد اجمالی مین داخل ہو جاتا ہی اور جب نسل باقی نہ رہے تو جائداد وقف بنظر فائدہ محتاجون کے صرف مین آوے علی ہذا القیاس عالمگیری کے دوسرے باب مین جو متضمن وقف ہی نسخہ مبسوط سے ایک فقرہ منقول ہی

اور وہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص کچھ جائداد دس شخصون مین جو اُسکی اولاد نسبی مین
داخل ہون وقف کرے تو جبتک یہ دس شخص زندہ رہینگے ہر واحد
اُنمین سے حصہ مساوی پانے کا مستحق ہی لیکن اُنمین سے چار شخص لاولد
اور دو شخص اولاد چھوڑکر مر جائین اور فقط مین چار اشخاص حی القائم اور اولاد
چار حصہ داران متوفی کے ہو تو منافعہ جائداد وقف کا چھ حصون پر تقسیم ہوکر
چار حصہ اشخاص حی القائم کو اور دو حصہ شرکا متوفی کی اولاد کو دئے جائینگے۔

قواعد در باب تقسیم محاصل جائداد وقف مابین اُن شخصون کے جنکے نام جائداد وقف ہوئی ہو اور اُنکے اہل خاندان کے۔

س ۱۱۔ جس خاندان مین جائداد وقف کیجائے منجملہ اُسکے
ذکور کو بہ نسبت اناث کے مساوی حصہ ملتا ہی یا زیادہ۔

ذکور اور اناث کا حصہ جائداد وقف مین مساوی ہوتا ہی۔

ج ۱۱۔ جائداد وقف مین بیٹے اور بیٹیون کا حصہ مساوی ہی الا
شرط یہ ہی کہ منافع مذکور صرف اولاد ذکور سے متعلق نہ کر دیا گیا ہو۔ عالمگیری کے
باب دوم مین ایک فقرہ سراج الدین وہاج سے اسطور پر منقول ہی کہ اگر کوئی
شخص یہ لکھے کہ مین نے اپنی جائداد اولاد نسبی ذکور و اناث کے نام وقف کی تو اولاد
اُسکی بلا لحاظ دختر و پسر ہونے کے حصہ مساوی پانے کی مستحق ہوگی

مقدمہ ۹

س۔ جائداد وقف کا سجادہ نشین مر گیا اور اُسکا ایک مرید جانشین
ہوا ایسی صورت مین صرف یہی مرید کل ترکہ متوفی کے پانے کا مستحق ہوگا یا
اور بھی مرید جائداد مذکور کے اہتمام مین مداخلت کر سکتے ہین۔

وراثت سجادہ نشینیا

ج۔ جائداد وقف کا اہتمام شرعاً حاکم وقت سے متعلق

ہوتا ہی اسپر دعوی وراثت کا نہین ہوچکتا اور نہ وہ بذریعہ ہبہ وغیرہ کے
منتقل ہو سکتا ہی اور متوفی اتنے جو ایک مرید کو اپنا سجادہ نشین نامزد
کیا اُس سے صرف امور دینی کا متعلق کیا جانا بلالحاظ امور دینی کے
تصور کرنا چاہیے اور اُس صورت خاص مین شخص متوفی کا قائم مقام
وارث جائداد متصور نہین ہو سکتا کیونکہ کوئی ایسی وجہ موجود نہین
ہی جسکی رو سے سجادہ نشین مذکور کو وراثت کا استحقاق حاصل
ہو — اور اگر حاکم عصر حق وراثت جائداد وقف کی لنسبت جائز
رکھے تو بیندہ جدید جاری ہونی چاہیے تاکہ جملہ ورثا بقدر
اپنے حصص کے متمتع ہو سکین —

مقدمہ ۱۰

س — ایک شخص جو جائداد وقف پر بحیثیت ورثہ کے قابض تھا
بغیر مقرر کرنے اپنے جانشین کے مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے
بیٹے جائداد مذکورہ کی بابت بذریعہ حق وراثت کے دعویدار ہوئے
ایسی حالت مین یہ جائداد اُسکے وارثون مین تقسیم ہو سکتی ہی
یا نہین اور اگر نہین ہو سکتی تو منافع کا اہتمام کس سے متعلق
ہونا چاہیے اور متولی متوفی کے بیٹون کو استحقاق تولیت
مساوی پہونچتا ہی یا صرف ایک کو —

وراثت متولی — ج — جائداد وقف سے وراثت کا استحقاق متعلق نہین ہو سکتا
لہٰذا متوفی کے بیٹے بیٹون نے جو وراثت کا دعوی پیش

کیا ہی وہ محض نا قابل منظوری اور چونکہ متوسلے بغیر نامزد کرنے
تولیت کے اپنے کسی بیٹے کے نام مر گیا لہٰذا عالم عصر یا قاضی کو
منجملہ پسران متوفی کے ایک یا دو کو بشرط ضرورت متوفی مقرر
کرنے کا اختیار ہی لیکن آئین سے جو شخص متولی مقرر کیا جاوے
اُسکا لیئق رہنا ملحوظ رہے اور اگر اس باب مین سب بیٹے مساوی
تو جو عمر مین بڑا ہو وہ مستحق متصور ہو گا۔

دسوان باب

نظائر متعلقہ مطالبات و کفالت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص جو مقروض تھا مرگیا اور اُسکے وارثون نے بوجہ زائد ہونے مطالبہ قرضہ بہ نسبت ترکہ کے ایک دستاویز مشعر لادعوی وراثت لکھدی اور بداخلت جائداد سے دست بردار ہوگئے چنانچہ یہ امر ثابت ہی ہیں ایسی حالت مین جن شخصون سے قرضہ پہلے لیا گیا اُنکو بمقابلہ قرضخواہان مابعد کے ترجیح ہونی چاہیے یا نہین اور درباب اداکرنے زرقرضہ دستاویزی اور غیر دستاویزی کے کچھ فرق ہی یا نہین اور قرضہ دستاویزی کے قرضخواہ کو مطالبہ غیر

دستاویزی کے دائن پر کسی صورت مین ترجیح ہے یا متوفی کی جایداد کل قرضخواہون کو بلا لحاظ نقدیم و تاخیر کے ملیگی -

قواعد درباب تقسیم ترکہ شخص مقروض بنظر ادا کرنے مطالبہ قرضخواہان مختلف القسم

ج - اگر متوفی ترکہ واسطے ادائے جملہ مطالبات جائز کے مکتفی نہو اور چند قرضخواہ ہون تو کل قرضخواہ بقدر اپنے اپنے مطالبہ کے ترکہ سے حصہ پائینگے مستحق ہین یعنی جس شخص کے مطالبہ کی مقدار کثیر ہو وہ زیادہ پائیگا اور جسکی قلیل ہو وہ کم - جب مطالبات کی مقدار مین تفاوت ہو تو پھر مساوات پر لحاظ نہوگا بلکہ دستاویزی یا غیر دستاویزی مطالبہ یا قبل یا بالعد لیا جانا اسکا کسی قرضخواہ کے استحقاق کی لسنبت موثر نہوگا اور فرق صرف یہ ہے کہ جو قرضہ بحالت بیماری یا قریب مرگ ہونے کے لیا جانا تسلیم کیا جائے اُسکا ادا کرنا تا ایفائے اُس قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے جو متوفی نے حالت صحت مین لیا ہو[1]

مقدمہ ۲

س - ایک شخص کو اکتالیس روپیہ اپنے بھتیجے کے دینے تھے اور اسکی کل جایداد بقدر دس بیگھہ اراضی کے تھے اپنے قریب مرگ ہونے کے وقت بحالت صحت حواس یہ وصیت کی کہ ڈھائی بیگھہ اراضی واسطے ادائے قرضہ مذکور کے علیحدہ کردی جائے اور ساڑھے سات بیگھہ اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے ہبہ بالعوض کے ذریعہ

[1] اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۲ -

سے منتقل کردی اور دستاویز انتقال حسب ضابطہ دستخط سے مصدق
ہوئی لیکن قرضخواہ مذکو اُس دستاویز کی تحریر مین شریک نہین ہی
اور شخص مذکور چند گھنٹہ بعد تحریر دستاویز کے مرگیا چنانکہ مضمون ایسی
دستاویز کا قرضخواہ کی نسبت منصر ہی لہذا وہ شرعًا قابل بحالی ہی نہ منسوخ ہوناچاہیے

ج۔ ایک شخص نے بحالت صحت اپنے بھتیجے سے روپیہ قرض لیا
اور اُسکے ذمہ زوجگان کا دین بھی ہی اور شخص مذکور نے قریب مرگ
ہونیکے وقت ساڑھے سات بیگھہ منجملہ دس بیگھہ اراضی کے کہ جائداد
اسکی صرف اسی قدر ہی ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے اپنی زوجگان
کے نام بابت دین مہر کے منتقل کیے اور بقیہ ڈھائی بیگھہ واسطے
ادائے مطالبہ قرضخواہ کے علحدہ کرلیے اور بعد تحریر کرنے اس مضمون کی
دستاویز کے اُسنے وفات پائی ایسی صورت مین اگروہ جائداد جو واسطے
قرضہ کے واسطے علحدہ کی گئی ہی کافی ہو تو دستاویز ہبہ بالعوض نوشتہ
متوفی شرعًا جائز ہوگی بلکہ اراضی کا بیع ہوکر زرثمن اُسکا قرضخواہان
اور زوجگان متوفی کے باہم بقدر اُنکے مطالبات کے تقسیم ہوناچاہیے

زندہ اپنے قریب مرگ ہونے کے وقت اپنی جائداد بضرورت قرضخواہ کے نہ وصیت کی رو سے منتقل کرسکتا ہی نہ کسی اور طور پر۔

ما شرع کا ایک مسئلہ یہ ہی کہ اداکرنا قرض کا وصیت پر مقدم ہی اور
تسلیم کرنا قرضہ یا فقتی کسی وارث کا بمنزلہ وصیت کرنے جائداد
کے ہی چنانچہ اُس صورت خاص مین متوفی نے واجب ہونا قرضہ
زوجگان کا کہ وے اُسکی وارث ہین اپنے ذمہ قبول کیا پس اقرار
خاص جو متوفی کی جانب سے اُنکی نسبت ہوا مفید نہین ہے بلکہ

مقدمہ ۳

س ۔ ایک شخص کے ذمہ کچھ قرضہ تھا اور اسکے ادا کرنے کے
واسطے جائداد مکتفی نہ تھی نامبردہ نے ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی اور زوجہ
اسکی وفات کے بعد منجملہ ترکہ کے اسی ترکہ سے دعویدار ہین ایسی صورت
مین شرعاً کسطور پر عمل ہونا چاہیے ۔

ج ۔ اگر متوفی کا ترکہ واسطے ادائے مطالبات کل دعویداران
یا قرضخواہون کے مکتفی نہو تو انکو ترکہ حصہ رسدی تقسیم ہونا چاہیے
اور شرع دین مہر یا نفقی زوجہ اور قرضہ دیگر قرضخواہون کے کچھ
امتیاز نہین ہی بلکہ ہر قسم کا قرضہ جو بحالت صحت لیا گیا ہو
جائز ہی الا مرتہن یا اس شخص کا مطالبہ جسکے پاس
متوفی کی جائداد مرہون ہو مرجح ہی اور انکو اختیار ہی
کہ اپنے مطالبہ کو منجملہ اس جائداد کے جو انکے قبضہ مین ہی
وصول اور قرضخواہون کے حصہ رسدی متوفی کے ترکہ سے پاسکتی
مستحق ہین اگر اسطرح کا قرار بنسبت اشخاص اجنبی کے عمل مین آیا ہوتا تو بھی
اسطرح کا انتقال بالوصیت مفید نہ ہوتا اور نہ انکو ادائے قرضہ کی
نسبت کچھ ترجیح ہوتی کیونکہ جو انتقال جائداد کا بحالت قریب مرگ ہونے
کے عمل مین آتا ہی وہ داخل وصیت ہی اور وصیت کا نفاذ ترکہ کے ایک
ثلث سے زائد کی نسبت نہین ہو سکتا اور اجرائے وصیت تا ادا
ہونے قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے ۔ اصول وصیت دفعہ ۷۵۶

مرتہن کو اختیار ہی کہ جائداد [illegible] بعد وفات راہن کے اپنا مطالبہ وصول کرے ۔

وصول کرین بعد ازان جو کچھ زر فاضل باقی رہے وہ اور دعویداروں
مین تقسیم ہونا چاہیے یہ اسکے مطابق کافی اور دیگر کتب
فقہ کے ہے۔ لے

مقدمہ ۴

س۔ ایک مسلمان نے قریب بمرگ ہونے کے وقت ایک شخص کو
اطفال نابالغ کا ولی اور مکانات اور اراضیات وغیرہ جائداد کا مہتمم نامزد کیا
شخص مذکور نے کچھ روپیہ اطفال کی نابالغی مین واسطے بقایائے مالگزاری
سرکار کے جو جائداد کے ذمہ تھی قرض لیا اور بحالت نابالغی اطفال کے قرضہ
دائن کو ادا نہین کیا گیا پس سوال یہ ہے کہ اگر بعد بلوغ نابالغان کے دائن
اپنا مطالبہ اُنپر اور اُنکے ولی پر پیش کرے تو وہ اپنا قرضہ ولی سے
پاویگا یا نابالغان سے۔

ج۔ اگر حسب حالات مندرجہ سوال کے اپنے قرضہ کا مطالبہ
نابالغون سے کرے اور یہ ثابت ہو کہ قرضہ مذکور ولی نے بلا کسی فریب یا
بغیر کسی طرح کی بدعہدی کے لیا تھا تو وہ نابالغون سے وصول کیا جائیگا
کتب اہل فقہ مین کہ جو قرضہ واسطے خورد ونوش اور بنظر ادائے
مالگزاری سرکار زدگی کسی علاقہ کے منجانب نابالغون کے لے
وہ جائز اور صحیح ہے کیونکہ ولی بنظر مفاد نابالغ اور حفظ جائداد کے

قرضہ جو ولی امور ضروری کے واسطے لے۔

لے اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۴۔

قرضہ لیتا ہی اور وہ نابالغ کی ضروریات مین صرف کیا جاتا ہی چونکہ زر یافتنی قرضخواہ لڑکونکی نابالغی مین ادا نہین ہوا اور وے اب بالغ ہوگئے ہین لہذا قرضہ مذکور جائداد سپرانِ مذکور سے کہ وہ بالفعل انکے قبضہ مین ہی ادا ہونا چاہیے ۱؎

مقدمہ ۵

س — ایک شخص نے ایک جائداد اور اراضی کے مالک کی زوجہ اور بیٹے کے نام بابت جزو جائداد متروکہ متوفی بغرض ایصال مطالبہ کے نالش دائر کی اور زوجہ نے عذر کیا کہ میرے شوہر نے مجھکو اپنی حیات مین بعوض دین مہر کے اپنی کل جائداد پر قابض کر دیا ایسی صورت مین کل جائداد کو دین مہر کے لیے نامزد کیا جائے یا دین مہر کا مطالبہ مثل اور قرضہ کے متصور ہونا چاہیے —

ج — دین مہر کا دعویٰ مثل دیگر مطالبات کے متصور کیا جاتا ہی اور ادا کرنا اسکا ترکہ متوفی سے حسب ترتیب چاہیے الا جس قرضہ کی نسبت متوفی نے قریب مرگ ہونے کے وقت اقبال کیا ہو اور واقعی ہونا اسکا تحقیق ہو وہ قبل ادائے دیگر مطالبات کے ادا کیا جائیگا لیکن اگر حسب حالات مثبتہ اس مقدمہ کے جائداد زوجہ کو دیگئی اور وہ شوہر کی حیات مین اُسپر قابض ہوگئی تو ایسی جائداد پر ترکہ متوفی کا اطلاق درست نہین ہی اور نہ اُس سے بطور ترکہ استفادہ ہو سکتا ہی —

قرضہ جسکی نسبت قریب مرگ ہونے کی حالت مین اقبال کیا جاوے —

۱؎ اصول مطالبات و کفالت دفعہ ۲ —

مقدمہ ۶

س — دو شخصون نے قرضہ کی بابت ایک دستاویز بالاجمال تحریر کی اور انمین سے
بعد ازان ایک مر گیا پس کل قرضہ شخص حی القائم سے واجب الادا ہو یا نہین
ج — اگر منجملہ نویسندگان دستاویز اجمالی کے ہر شخص قرضہ سے مستفید
ہوا ہو تو کل قرضہ کا دعوے وارث شخص حی القائم کے ذمہ نہین پہونچ سکتا
بلکہ وہ صرف بقدر نصف حصہ کے ذمہ دار ہوگا جیسا کہ درر الجواہر کے
باب قرضہ مین اس مسئلہ کی تائید مین ایک حوالہ مرقوم ہے —

مقدمہ ۷

س — زید و بکر نے ایک دستاویز برو عمرو و خالد نے تحریر کی
بحیثیت ضامنان اس اقرار سے بخط ادا کیا کہ زید و بکر نے جو روپیہ
قرض لیا ہے وہ حسب اقساط مندرجہ دستاویز ادا کیا جائیگا بسبب خلاف ورزی
معاہدہ کے قرضخواہ نے زید و بکر و عمرو و خالد پر نالش دائر کرکے ڈگری
بالاجمال حاصل کی اور بکر و عمرو و خالد پر ولوبش ہو گئے لیکن زید نے اجرای
ڈگری مین گرفتار ہو کر کل زر قرضہ دائن کو ادا کر دیا اور اس روپیہ کے
وصول کے واسطے اب نامبردہ نے وارثان بکر پر کہ وہ ضمانت مین
انکا شریک تھا اور بالفعل مر گیا اور عمرو اور خالد پر نالش بالاجمال دائر کی
ایسی صورت مین نالش ضامن کی جسنے قرضہ ادا کر دیا ہے

دوسرے ضامن اور اصل مدیونان پر بالاجمال قابل سماعت ہی یا نہین اور نیز ہوسکے انکا بمقابلہ دوسرے ضامن کے وارثون کے شرعاً جائز ہوگا یا نہین اور اگر دوسرے ضامن یا اُسکے قائم مقامان کی نسبت باوصف موجود ہونے اصل مدیونان کے عاید تصور کیا جاے اور ضمانت نامہ مین تصریح اس امر کی نہو کہ ہر ضامن کسقدر مطالبہ کا ذمہ دار ہوگا تو ضامن ثانی یعنی بکر سے کسقدر قرضہ لیا جایگا اور اصل مدیونان عمرو خالد سے کسقدر

ج۔ یہ نالش اجمال زید یعنے اس ضامن کی جسنے زر قرضہ ادا کیا ہی بمقابلہ خالد و عمرو کے قابل سماعت ہی مگر شرط یہ ہی کہ وارثون نے مورث کے ترکہ سے کچھ روپیہ وصول کیا ہو پہلے اصل دائنان فرار ہو نگے اور در صورت انکے عدم استطاعت کے نصف قرضہ زید کو ادا کرنا چاہیے اور نصف بکر کے قائم مقامون کو بشرطیکہ قائم مقامان مذکور نے کچھ ورثہ پایا ہو۔ حکم شرع یہ ہی کہ جب دو شخص کسیکی طرف سے بالاجمال ضامن ہون تو جسقدر روپیہ ایک ضامن ادا کرے اُسکا نصف دوسرے ضامن سے وصول ہونا چاہیے اور کل قرضہ اصل دائن سے واجب الوصول ہوتا ہی کیونکہ جو کچھ روپیہ ایک ضامن ادا کرتا ہی وہ بلا تعین مقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہی اگر منجملہ دو ضامنون کے ایک کل قرضہ ادا کرکے دوسرے ضامن پر نصف قرضہ کے وصول کا دعوی کرے اور بعد ازان دونون ضامن اصل دائن پر بالاشتراک نالش کرین تو یہ بمنزلہ اُس امر کے تصور کیا جایگا کہ گویا دونون ضامنون نے ابتداءً متفق ہوکر اصل دائن کا قرضہ ادا کیا

ذکر اُس صورت کا کہ بحالت موجود ہونے دو ضامنون کے ایک سے کل قرضہ وصول کرلیا جاے۔

ذکر اس صورت کا کہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن قرضہ ادا کرکے نصف اُسکا دوسرے ضامن سے وصول کرے۔

یعنے ایک نے اصالۃً اور دوسرے نے مختارۃً - چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر
کچھ روپیہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن ادا کرے وہ بلا تعین
مقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہی اور جو شخص ادا کرے دوسرے
ضامن نصف پانے کا مستحق ہوتا ہی اور چونکہ یہ روپیہ دائن کی جانب سے
ادا ہوتا ہی تو دونون ضامن دائن سے اُس کل روپیہ پانے کے مستحق
ہوتے ہین جو اُنھون نے بالاشتراک یعنے ایک نے خود اور دوسرے
ضامن نے اپنے قائم مقام کے ذریعہ سے ادا کیا ہو لیکن اگر ضامن کو قبل
دائر کرنے دعوے دوسرے ضامن کے نام دائن سے قرضہ وصول
ہو سکتا ہو تو اسکو چاہیے کہ کُل قرضہ اُنھین سے وصول کرے چنانچہ فتاوے
عالمگیری مین مرقوم ہی کہ اگر ایک ضامن بغیر پیش کرنے مطالبہ بنسبت دوسرے
ضامن کے اصل دائن سے زر قرضہ وصول کرسکتا ہو تو وہ مجاز ہی کہ تمام و
کمال ہزار روپیہ اصل دائن سے وصول کرے۔

مقدمہ ۸

س۔ صورت مقدمہ یہ ہی کہ قاضی کے محکمہ مین چند دستاویزات
کی نقلین پیش ہوئین یعنے ایک نقل اقرار نامہ نوشتہ

قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ اگر واسطے ادائے کسی قرضہ کے دو شخص ضامن
ہون ایک اونمین سے مرجائے تو ضامن جو زندہ ہی کل قرضہ کا ضامن تصور نہین کیا
جائیگا۔ اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۴۔

مدعاعلیہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری اور نقل اقرار نامہ نوشتہ انوپ سنگھ مورخہ ماہ وسنہ الیہ اور نقل اس اقرار نامہ کی جو مدعی وغیرہ نے مدعاعلیہ کے نام اس مضمون سے تحریر کیا کہ اگر زر قرضہ محاصل سے ادا نہوگا تو پٹہ دوبارہ لکھا جائیگا اور از روے اُن دستاویزات کے قاضی سے استفسار کیا گیا کہ یہ معاملہ بغرض لینے سود ناجائز کے بصورت رہن مقصود ہوسکتا ہے یا نہیں —

ج — تینوں دستاویزات کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نویسندگان پٹہ نے جنکا ذکر سوال میں ہے بابت منافع ایک جائداد خاص کے پٹہ میں ابتدا سنہ ۱۲۲۱ ہجری لغایت سنہ ۱۲۴۶ ہجری بابت مبلغ ۳ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ زر پیشگی کے مدعاعلیہ کے نام لکھدیا اور واضح ہو کہ روپیہ از روے تصفیہ حساب پٹہ سابقہ کے برآمد ہوکر یہ معاملہ بصورت رہن واقع ہوا اور یہ قرار پایا تھا کہ منافع زر قرضہ میں محسوب ہو لیکن مدعاعلیہ نے جو بذریعہ پٹہ کے قبضہ کیا اجارہ جائداد کا انوپ سنگھ کے نام بابت مبلغ ۱ ہزار ۳ سو رہن کردیا ایسی صورت میں مبلغ ۱ ہزار ۵ روپیہ جو علاوہ ۲ ہزار ۳ سو ۵ روپیہ کے بابت منافع جائداد مستاجری جاری رہنے کے فاضل برآمد ہوتے ہیں انکو داخل سود ناجائز تصور کرنا چاہیئے اور مسلمانکے لیے سود کا صرف یا حقیقتًا لینا ناجائز و ممنوع ہے —

ذکر اس صورت کا کہ جائداد نظر ادائے مقدار حصا قرضہ کے رہن کیجاتا ہے

۱ یہ نالش واسطے زر فاضل اس قرضہ کے دائر ہوئی جسکو مدعاعلیہ نے اراضی مدعی سے وصول کرلیا تھا اور اس مقدمہ کی نسبت سود کا اطلاق ہونا ظاہر اجائز معلوم ہوتا ہے خصوص اس وجہ سے

مقدمہ ۹

س- ایک شخص نے اپنی جائداد آراضی بابت قرضہ تعدادی ۱۲ ہزار
روپیہ کو رہن رکھی بعدہ راہن و مرتہن نے حساب کا تصفیہ کیا اور اُسکے
رو سے ۲ ہزار روپیہ راہن کے ذمہ باقی نکلا چنانچہ راہن نے بنسبت ادائے
زر باقی کے ایک اقرارنامہ اپنے ضامن کے نام تحریر کرکے قابض کرانا ضامن کا
آراضی پر اس شرط سے قرار دیا کہ ضامن زر باقی ادا کردے لیکن مرتہن نے
رہن نامہ راہن کو واپس نہین کیا اور باوجود تحریر ہونے اقرارنامہ کے
راہن جائداد پر قابض نہ رہا اور نہ مرتہن اور راہن نے قبل ادا کرنے قرضہ ہزار
روپیہ کے اپنا حق و مرافق جو جائداد مرہونہ مین واقع تھا بذریعہ ہبہ اپنے

کہ مدعا علیہ کو کسی طرح کا خطرہ نہ تھا کیونکہ مدعی کی جانب سے پٹہ دار
ہوا تھا کہ اگر اندر میعاد مشروطہ دستاویز کے قرضہ منافع سے ادا نہو تو
پٹہ کی تجدید عمل مین آئیگی اور یہ مسئلہ شرع کا معروف ہے کہ لینا سود کا قطعی
ممنوع ہے اور جو شخص علاوہ زر اصل قرضہ کے کسی طرح کا منافع لے
یا دے وہ گنہگار تصور کیا جاتا ہے لیکن رواج مین اس مسئلہ پر چنداں عمل نہین
کیا جاتا اور یہاں کے اہل فقہ نے تو یہان تک لکھا ہے کہ لینا سود کا اُس
شخص سے جو مسلمان نہو ناجائز نہین ہے مگر بنظر استعمال یہ امر خفیف ہے کیونکہ اگر سود کی
بابت بالتخصیص شرط ہوئی ہو یا مطالبہ سود کا واجب ہو تو میری راے مین باوجود
امتناع شرع کے حاکمان عدالت سرکاری کو بسیل لش معین فیما بین مسلمانون کے دائرہ سود کا مین لانا نہو نگا

بیٹیون کے نام منتقل کر دیا اور اسکے نام ایک ہبہ نامہ لکھدیا ایسی صورت مین باوجود ادا نہونے زر باقی یا قسطی کے ہبہ شرعاً صحیح ہی یا نہین ہے ج — راہن کو بغیر عمل مین آنے انفکاک رہن اور رضامندی مرتہن کے جائداد کے ہبہ کرنے کا اختیار نہ تھا حالانکہ اقرارنامہ سے یہ نہین پایا جاتا کہ انفکاک رہن عمل مین آیا مرتہن نے ہبہ کی نسبت رضامندی ظاہر کی پس اقرار نامہ سے صرف یہی استنباط ہو سکتا ہی کہ مرتہن کو یہ منظور تھا کہ اگر ضامن آراضی مرہونہ پر قابض ہکر اسکے محاصل سے ۲ ہزار روپیہ یا قسطی اپنا بذریعہ قسط بندی کے وصول کرتا تو مرتہن کو انفکاک رہن منظور ہوتا اس سے کالعدم ہونا رہن کا لازم نہین آتا بلکہ وہ نافذ ہی فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر راہن و مرتہن عمل مین آنا انفکاک رہن کا باخود ہا قرار دین تو بھی رہن بدستور قائم رہتا ہی الا اُس صورت مین کہ مرتہن بوجہ انفکاک رہن کے قبضہ شئے مرہونہ سے دست بردار ہو اور ایسی صورت مین معاہدہ فسخ ہو جاتا ہی اب یہ امر قابل لحاظ ہی کہ زمانۂ تحریر اقرار نامہ محولۂ بالا سے تو مرتہن کو جائداد مرہونہ پر قبضہ حاصل ہوا اور ضامن کو اور اس بخوبی ظاہر ہی کہ جائداد راہن کہ جائداد راہن کے قبضہ مین رہی اور اُسنے ضامن کو اسپر قابض کرا یا اور نہ مرتہن کا قبضہ بدستور رہنے دیا اگر یہ ثابت ہو کہ انفکاک رہن فی الواقع ہو گیا اور مرتہن نے جائداد مرہونہ راہن کو واپس کر دی تو ایسی حالت مین تاہن

رہن کسی صورت مین منسوخ نہین ہو سکتا الا بذریعہ تصفیہ جائز اور ادائیگی زر رہن کے —

باطل و ہبہ کامل ہی اور اگر راہن بغیر مرضی مرتہن کے قابض ہو گیا تو یہ اسکی مداخلت بیجا ہی اور اس فعل سے رہن ناجائز اور ہبہ جائز متصور نہین ہو سکتا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد غیر منقسمہ کو بہ تخصیص و تصریح رہن کرے اور ایجاب عمل مین لائے تو معاملہ کامل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہی اور جبتک مداخلت واقعی وقوع مین نہ آئے راہن کو اپنے معاہدہ پر قائم یا اُس سے دست کش ہونے کا اختیار ہی پس چونکہ معاہدہ کی تکمیل اس صورت پر ہو جاتی ہی لہذا راہن کا استحقاق ثابت ہی اور اگر راہن جائداد مرہونہ کو کسی اور شخص کے نام ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرے تو ایسا فعل ناجائز ہی کیونکہ وہ بغیر زائل کرنے استحقاق مرتہن کے نافذ نہین ہو سکتا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ اگر راہن بذریعہ مداخلت بیجا کے مرتہن کو بے دخل کرے تو رہن بدستور نافذ رہتا ہی کیونکہ اس وجہ سے معاہدے کی تنسیخ لازم نہین آتی اور نسخہ مذکورۃ الصدر مین لکھا ہی کہ اگر راہن شی مرہونہ کو بیع کرے اور بعد اُسکے اسی شی کا بیع ثانی بغیر رضامندی مرتہن کے کسی اور شخص کے نام وقوع مین آئے تو منجملہ ان دونون معاہدون کے صرف وہی معاہدہ جائز ہوگا جسکو مرتہن تسلیم کرے کیونکہ جب بیع اول مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہی تو بیع ثانی کی نسبت بھی یہی صورت ہوگی پس اگر مرتہن کو منظور ہو تو دوسری بیع کو

نافذ رہتا ہی مسئلہ کفالت در رہن —

تسلیم کرے اگر راہن پہلے شی مرہونہ کو حسب تصدیق بالا بیع کرکے
اُسکا اجارہ دوسرے شخص کو دے یا اسکو دوبارہ بیع کرے
اور مرتہن اسطرح کے اجارہ یا ہبہ یا رہن کو تسلیم کرے تو بیع جو قبل
اجارہ یا ہبہ یا رہن کے ہو جائز ہی فرق دونون صورتون مین یہ ہی
کہ جب ایک بیع کے بعد دوسرا بیع عمل مین آتا ہی تو مرتہن کہ
اُسکا استحقاق زر ثمن سے متعلق ہوتا ہی دونون بیع سے
ایک کو مستحکم قرار دیکر فائدہ اُٹھا سکتا ہی اور جس بیع کو
نامبردہ کہ تسلیم کرے وہی جائز ہی خلاف اُسکے پٹہ یا ہبہ کی صورت
مین مرتہن کو کچھ فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت مین اُسکا
استحقاق بابت معاوضہ شی مرہونہ کے ہوتا ہی نہ بابت اُسکے
ماحصل کے پس اگر مرتہن اُن دونون معاملات سے کسی معاملہ کو
تسلیم کرے تو اُس سے رضامند ہونا نامبردہ کا نسبت زائل ہونے
اپنے استحقاق کے مفہوم ہوتا ہی اور بیع سابق جسکا جواز بلحاظ استحقاق
نامبردہ کے اُسکی رضامندی پر موقوف تھا جائز تصور کیا جاتا ہی اس
مسئلہ سے ظاہر ہی کہ اگر مرتہن ہبہ کیا جانا شی مرہونہ کا کسی شخص ثالث
کے نام تسلیم کرے تو ایسی تسلیم سے زائل ہو جانا اُسکے استحقاق کا مفہوم
ہوتا ہی پس اگر اس مقدمہ خاص مین مرتہن رضامندی اپنی نسبت ہبہ
ہی مرہونہ کے ظاہر کی تو ہبہ جائز اور رہن باطل ہی چنانچہ ہدایہ مین
لکھا ہی کہ اگر راہن قرضہ کا ایک جز ادا کرے تو بھی مرتہن کو

تا وصول ہونے زر باقی کے شئ مرہونہ پر قابض رہنے کا اختیار ہی علی ہذا القیاس اگر راہن و مرتہن برضا مندی طرفین معاملہ رہن کو فسخ کرین تاہم باوجود اس امر کے بھی مرتہن کو تا وصول ہونے زر قرضہ یا بری الذمہ قرار دینے راہن کے شئ مرہونہ پر قابض رہنے کا اختیار ہی ¹

س ۱- ایک شخص جسکے ذمہ زوجہ کا دین مہر تھا مر گیا ایسی صورت مین زوجہ کو بترجیح متوفی کے اور وارثون کے اُسکے ترکہ منقولہ بر بابت مہر کے مطالبہ پہونچتا ہی یا نہین -

ج ۱- اگر متوفی کے اور وارث زوجہ کا دین مہر ادا کردین تو زوجہ کو بجز اپنے حصہ شرعی کے شوہر کے ترکہ پر کچھ دعوی نہین پہونچتا لیکن اگر وارثان مذکور دین مہر ادا کرین تو زوجہ کا دعوی مہر کی بابت شوہر کے ترکہ پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ مقدم ہوتا ہی اور جسقدر جائداد بعد ادا ے دین مہر زوجہ کے باقی رہے وہ باہم اُسکے اور وارثان کے حسب حصص وراثت تقسیم ہونی چاہیے

زوجہ کا مطالبہ بابت دین مہر کے شوہر متوفی کے ترکہ پر پہونچتا ہی -

س ۲- ایک وثیقہ مقرری یعنی پٹہ استمراری مفتی کے روبرو پیش ہوا اور اُن سے دریافت کیا گیا کہ دستاویز مذکور جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہی تو معافیدار نویسندہ دستاویز کی جائداد پر بذریعہ اُسکے قابض ہونیکا مجاز ہی یا نہین -

ج ۲- یہ سند مقرری ناجائز ہی کیونکہ اُسکے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہی کہ وہ مثل پٹہ کے ہی اور بابت معاوضہ اس پٹہ کے ہے

اگر واسطے ادا کرنے قبضہ زندگی نویسندہ پٹہ کے پٹہ تحریر ہو تو وہ ناجائز ہی

¹ انتظر توضیح مسائل رہن کے اصول قرضہ کی دفعہ ۴ النہایہ دفعہ ۴ اصفہانیہ کہیا

شرط ہوئی ہی کہ متعافیدا یعنی مستاجر نویسندۂ پٹہ کا قرضہ ادا کرے شرع کی روسے اسطرح کا پٹہ ناقص متصور ہوتا ہی اور اگر شرط پٹہ جائز تصور کیجاسے توبھی پٹہ صرف نویسندہ کی حیات تک قائم رہیگا۔

س ۳ اگر بنظر اتمام حجت یہ فرض کیا جاسے کہ درصورت ادا ہوجانے دین مہر کے اس جائداد سے جو بالفعل مستاجر کے قبضہ میں ہی یا ازروے شرائط معاہدہ کے پٹہ بسبب وفات احد المتعاقدین کے غیر ناقد ہوگا تو ایسی صورت مین مستاجر کو اختیار ہی یا نہین کہ جائداد مندرجہ پٹہ پر قابض رہکر جسطور پر مناسب سمجھے قرضہ ادا کرے یا جائداد مذکور زوجہ کے سپرد ہونی چاہیے۔

اگر دستاویز پٹہ کا نویسندہ قرضدار مرجاسے تو اسکی جائداد بغرض ادا قرضہ فروخت ہونی چاہیے۔ زرفروخت بحصہ رسدی تقسیم ہوگا۔

ج ۳۔ اگر نافذ رہنا پٹہ کا تسلیم کیا جاسے اور دین مہر بغیر فروخت کرنے ترکہ متوفی کے ادا نہوسکے توبھی پٹہ بسبب فروخت ہونے جائداد بغرض ادا سے مہر کے قائم رہیگا اور زرثمن سے دین مہر زر اور قرضہ ادا کیا جائیگا اور اگر زرمذکور سے کل قرضداران کا مطالبہ ادا نہو تو وہ فیمابین زوجہ اور قرضداروں کے بحصہ رسدی تقسیم ہوجائیگا مثلاً اگر مہر بقدر ۳ سو روپیہ کے اور دیگر قرضخواہان کا دین ۲ سو روپیہ ہو اور جائداد کے فروخت کرنے سے صرف ۵ روپیہ حاصل ہون تو زوجہ کو دین مہر کی بابت ۳ سو روپیہ اور دیگر قرضخواہون کو ۲ روپیہ ملینگے یہ صورت بلحاظ قرض کرلینے اس امر کے ہی کہ جائداد رہن نہین ہی

اور اگر جائداد رہن ہی تو پہلے قرضہ رہن ادا ہوجانا چاہیے اور جو کچھ باقی رہے وہ باہم زوجہ اور دیگر قرض خواہون کے بحصہ رسدی تقسیم ہوگا۔ ملہ

ملہ یہ فتوی پٹنہ کے پرونشل کورٹ کے مفتی نے دیا تھا یہی سوالات عدالت مذکور کے قاضی سے پوچھے گئے تو اُسکا جواب بھی اسی مضمون سے تفصیل کے ساتھ ہو چکا وہ یہ ہی۔

اول مقدار دین کی تصریح بذریعہ تحریر کے ضرور نہین ہی کیونکہ کابین اور دیگر وثائق شرعی صرف بنظر یادداشت کسی معاملہ کی تحریر کیے جاتے ہین جو شرط زبانی متعاقدین کے باہم قرار پائے وہ کافی ہی اور اگر مقدار دین مہر کی نسبت تنازع ہو تو جسقدر دین مہر کا شوہر کی جانب سے تعین ہونا از روے دو گواہون مجاز کے ثابت ہو اُسی کے مطابق مہر دینا چاہیے اور صورت مین شرع کا دعوی ثابت ہوگا۔

دوم چونکہ یہ دعوی مہر کا ہی لہذا ایفاد اسکا دعوی وراثت پر مقدم ہی انکار وارثون کا مفید نہین ہی اور شوہر کی کل جائداد منقولہ یا غیر منقولہ سے پہلے ادا کرنا دین مہر کا لازم ہی۔

سوم اس سند مقرری سے فی الواقع معاہدہ پٹہ مراد ہی اور جس پٹہ مین میعاد کثیر یا قلیل قرار نہ پائے وہ صحیح وجائز نہین ہی اور چونکہ پٹہ استمراری مین کوئی شرط خاص مندرج ہی نہین ہی لہذا بسبب نہونے ایسی شرط کے پٹہ شرع کی روسے جائز وواجب التعمیل نہین ہوسکتا اور اگرچہ دستاویز مین لکھا ہی پٹہ مین ابتدا سنہ ۱۲۶۰

سو برس تک جاری رہیگا اور سو برس کی میعاد کثیر قرار دیجا سکتی ہی لیکن اسمین یہ
بھی لکھا ہو کہ وہ تا بقائے نسل بدستور موروثی متصور ہوگا اس سے واضح ہی کہ استمراری
ہونا اُسکا صریح مقصود ہی اور اس طرح کی شرط خلاف تعین میعاد کے ہی اور
بالفعل کچھ میعاد باقی نہین ہی اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کو سو برس کی میعاد جو
دستاویز مین درج ہو ہنوز نافذ ہی تو بھی وہ صرف حین حیات متعاقدین کے
قائم رہ سکتی ہی چونکہ یہ معاملہ پٹہ کا ہی لہٰذا اختتام اُسکا بسبب وفات احد المتعاقدین
کے وقوع مین آتا ہی کیونکہ اس امر کی نسبت شرع مین صاف لکھا ہی کہ اگر احد المتعاقدین
یعنی نویسندہ پٹہ یا مستاجر وفات پائے تو پٹہ ختم ہو جاتا ہی ایسی صورت
مین اُس جائداد کو جسکا اجارہ دیا گیا داخل ترکہ متوفی تصور کرنا چاہیے اور
اس سے ادا ہونا دین مہر کا لازم ہی۔

چہارم چونکہ شرع کے رو سے پٹہ کا معاہدہ بسبب وفات نویسندہ کے
ختم ہو جاتا ہی لہٰذا مستاجر پر ادا کرنا دین مہر کا واجب نہین ہی اور نہ وہ
اس امر کا مجاز ہی پس اراضی مندرجہ پٹہ نویسندہ پٹہ کی زوجہ کو جو اُسکی
وارثہ اور قرضخواہ ہی ملنی چاہیے۔

گیارھوان باب

نظائر دعاوی و امور متعلقہ عدالت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص سے اُسکے چند غلام جاتے رہے اور اُسنے بارہ برس سے زیادہ اُنکی بابت دعوی پیش نہین کیا پس جیسے استحقاق اور قسم کی جائداد کا ایسی صورت مین جاتا رہتا ہی ویسے ہی قابض ہونا شخص مذکور کا نسبت غلامون کے مزیل اُسکے استحقاق کا ہو سکتا ہی یا نہین -

ج - اگر استحقاق کسی شخص کا غلامون یا کسی قسم کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی نسبت ثابت ہو تو استحقاق اُسکا بوجہ حاصل نہ رہنے قبضہ

امتداد زمانہ سے دعوی نسائل مین ہو سکتا

اندر اس قدر مدت کے جو بارہ برس سے زائد یا کم ہو زائل نہین ہو سکتا۔ [1]

مقدمہ ۲

مسٔلہ مفتیون کے روبرو ایک مختار نامہ ملاحظہ کے واسطے پیش ہوکر استفسار کیا گیا کہ اُسکے ذریعہ سے مختار کو شرعًا استحقاق بیع کا پہونچتا ہی اور اگر پہونچتا ہی تو بیعنامجات کی تحریر مین کیا بے ضابطگی واقع ہوئی اور اگر شرعًا جائز ہونا اُن دستاویزات کا بلحاظ مجاز ہونے مختار کے تسلیم کیا جاوے تو سوال یہ ہی کہ بیعنامہ اور رسید مختار نے حسب طریقہ معینہ شرع کے تحریر کیا یا نہین اور جائداد کا

---

[1] یہ سوال ظاہرًا مطابق قوانین سرکاری کے پوچھا گیا ہی نہ بلحاظ اصول شرع محمدی کے کیونکہ حسب منشاء قانون کے دعوی جائداد منقولہ کا درصورت پیدا ہونے بناء مخاصمت قبل بارہ برس تاریخ ارجاع نالش کے مسموع نہین ہو سکتا اور نہ بابت اراضی یا اور جائداد غیر منقولہ کے الا اُس صورت مین کہ ناانصافی یا بے ایمانی کا اظہار ہو لیکن اس پچھلی صورت مین بعد گذرنے ساٹھ سال کے دعوی مسموع نہین ہو سکتا مگر شرع محمدی کے مطابق کسی استحقاق کا دعوی بلحاظ تمادی ایام باطل نہین ہو سکتا اور ہر دعوی کا تصفیہ بلحاظ اُسکی روئداد کے ہونا چاہیے۔ اصول دعاوی فقرہ ۲ نمبر متعلقہ

انتقال بعد دستاویزات مذکور کے شرعًا درست ہی یا نہین اور کیا اعتراض وارد ہوتا ہی۔

ج۔ مختارنامہ مطابق عبارت و مصطلحات شرع کے مرتب نہین ہوا لیکن اُسکے مضمون سے مستنبط ہوسکتا ہی چترسال نرائن نے اپنے کل کاروبار کا انصرام بیجناتھ نرائن اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور مختارنامہ عام بابت بیع و رہن اور اہتمام اپنے علاقہ کے اُسکے نام لکھدیا پس اگر گواہان مجاز سے ثابت ہو کہ چترسال نرائن نے اپنے بیٹے بیجناتھ نرائن کو فی الواقع اہتمام اپنے کل کاروبار داد و ستد کا سپرد کرکے اُسکو اجازت کلی بیع یا رہن یا اور طور پر منتقل کرنے جائداد کی دی تو بیجناتھ مذکور کو جائداد کے بیع کا اختیار کلی بصورت جائز حاصل ہوگا اور بیعنامہ اور رسید غیر صحیح ہین کیونکہ تینوں دستاویزات کے مضمون سے مستنبط ہوسکتا ہی کہ خود چترسال نرائن اصل بائع اور نویسندہ دستاویزات تھا اور عبارت مندرجہ ذیل دستاویز اور قاضی کی تصدیق سے واضح ہوتا ہی کہ بیع بذریعہ بیجناتھ اُسکے مختار کے عمل مین آیا پس ایسی دستاویز کی نسبت فی الواقع وثیقہ شرعی کا اطلاق نہین ہوسکتا لیکن اگر گواہون کی شہادت کسی اور ثبوت کے ذریعہ سے ظاہر ہو کہ بیع مختار یا اصل مالک کی جانب سے براست معاملگی ہوتا تو وہ شرع کے بموجب صحیح و جائز ہوگا اور دستاویزات مین جو ضابطہ کی غلطیان واقع ہوئی ہین اُنکا وقوع بسبب ناواقفیت نویسندہ دستاویزات مذکور کے تصور کیا جاسکتا ہی اور ایسی غلطیان واسطے عدم

واقع ہونا بیع یا بیعنامگی دستاویز مین اُس معاہدہ کو جو دستاویز مذکور پر مبنی ہو ناقص نہین کرتا۔

جواز دستاویز کے کافی نہیں ہی۔ [1]

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص نے کنیز خرید کی اور وہ ہنوز بحالت رقیت مین ہی اور اُس سے ایک بیٹا اور دختر پیدا ہوئی اور کنیز نے دختر کو آقا کی بہن کے سپرد کر دیا چنانچہ دختر مذکور وہان خدمات کنیزک بجالاتی ہی اب شخص مذکو اپنی بہن سے بابت دلا جانے دختر کنیز زرخرید کے دعویدار ہی اور اپنے دعوی کی تائید مین دختر کی ماں کو بطور گواہ پیش کرتا ہی ایسی صورت مین کنیز زرخرید کی شہادت شرعًا قابل منظوری ہی۔

رق کی شہادت ناقابل منظوری ہی۔

ج۔ حالات مظہرہ سوال سے واضح ہی کہ جو عورت گواہ قرار دیگئی ہی وہ کنیز ہی حالانکہ مسئلہ شرع کے رو سے رق کی شہادت شرعًا منظور نہین ہوسکتی ہیں ان کی شہادت نسبت دختر کے کہ وہ کنیز ہی مقبول نہین ہو سکتی۔ [2]

مقدمہ ۴

س۔ عورت لاولد کے شوہر یا باپ کی شہادت ایسے معاملہ

---

[1] اصول شہادت وغیرہ دفعہ ۱۰۔

[2] ایضًا۔

کی نسبت جس سے منافع اور فائدہ عورت مذکورہ کا متعلق ہو قابل منظوری ہی یا نہین —

ج — جس معاملہ مین عورت کا نفع مقصود اسکی اُسکے شوہر یا باپ کی شہادت شرعًا منظور نہ ہونا چاہیے — [1]

اگر شوہر یا باپ کی شہادت مفید ہو تو ناقابل منظوری ہوگی —

مقدمہ ۵

س — ایک شخص نے اُس وقت جب اُسکا سن سو برس سے بھی زیادہ متجاوز تھا کچھ اراضی بیع کی پس یہ معاملہ جو ایسی زیادہ عمر مین عمل مین آیا جائز اور اُسکے وارثون پر واجب التعمیل ہی یا نہین اور مشتری کے ملازمون کی شہادت بنظر ثبوت بیع منظور ہو سکتی ہی یا نہین

ج — اگر بائع بیع کے وقت صحیح الحواس تھا تو معاہدہ بیع بلالحاظ اُسکے وارثون پر واجب التعمیل ہوگا لیکن ملازم کی شہادت جو آقا کے مفید ہو ہرگز مقبول نہین ہو سکتی — [2]

ملازم کی شہادت ناقابل منظوری ہی —

مقدمہ ۶

س — بیان یہ ہی کہ جب عمدہ بی بی قائم بی بی کا نکاح غلام حسین کے ساتھ ہوا اُسوقت پنچھتر ہزار روپیہ

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۱ —

[2] ایضًا

بطور دین مہر قرار پایا اور غلام حسین خان کی زوجہ نے قائم بی بی ایک دختر اور ایک بھائی اور تین بہنیں بطور وارث چھوڑ کر وفات پائی بعد ازان غلام حسین بھی اپنی مان اور قائم بی بی دختر اور دو زوجہ اور دو بیٹے اور تین دختر چھوڑ کر مر گیا اور عمدہ بی بی نے اپنے حین حیات دین مہر کا نہ کبھی دعوی پیش کیا اور اُس سے کبھی منکر ہوئی اگر ایسی صورت مین غلام حسین خان کے ترکہ پر اُسکے وارث دین مہر کا دعوی کر سکتے ہین یا نہین اور اگر فی الواقع یہ امر ہو تو قائم بی یعنی دختر عمدہ بی بی کو کس قدر ترکہ پہونچیگا۔

ج۔ ایک عورت گواہ کا اظہار کہ وہ نکاح کے وقت مجلس عقد مین جب ایجاب و قبول عمل مین آیا موجود تھی اور نکاح اُسکے روبرو ہوا اور غلام نے ۵ ۷ ہزار روپیہ کا مہر عمدہ بی کے واسطے معین کیا۔

اس بیان سے بادی النظر مین واضح ہوتا ہی کہ اُس گواہ نے فی الواقع غلام حسین کا اس باب مین لیکن جب اُس سے سوال تو وہ مظہر ہوئی کہ عروس کی مان وغیرہ اُسکے پاس موجود تھی اور عروس کی مان نے نوشہ کو پیام اِس مضمون کا بھیجا کہ ہماری بیٹی کا مہر بقدر ۷۵ ہزار روپیہ کے معین ہونا چاہیے اور غلام حسین نے ذمہ داری اُس قدر روپیہ کی قبول کی اور ایجاب و قبول مردون کی مجلس مین عمل مین آیا اور مظہرہ کبھی ایسی مجلس مین جتی کہ وقت نکاح دختران غلام حسین کے بھی موجود نہ تھی پس ایسے گواہ کی شہادت سے جو بھیجا جانا پیام اور موجود نہ ہونا

مردون کی مجلس مین ظاہر کرتی ہی کہ عروس معاہدہ کے عمل مین
آنے کے واسطے مجلس مذکورہ مین نہین آئی علاوہ اسکے ایسا دستور
بھی نہین ہی مگر یہ قیاس ہو سکتا ہی کہ عورت مذکورہ مکان مجلس عقد کے
دروازہ پر گئی اور وہان اُسنے گفتگو سنی ہو چنانچہ دوسری گواہ کی شہادت
سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی لیکن چونکہ خود عورت نے یہ امر بیان نہین
کیا ہی لہذا مجرد فرض کر لینا اُسکا شہادت کے لیے کافی نہین ہی علاوہ
اسکے یہ عورت عمدہ بیگم کے وارثون سے ہی اور یہ بیان اُسکا کہ اسکو
جائداد مین حصہ پانیکا استحقاق نہین ہی درصورت اُسکے دعویدار ہونے کے
زمانہ آیندہ مین حق وراثت زائل نہین کرتا کیونکہ ایسے بیان سے استحقاق
دوسرے شخص کا اُسکے حصہ کی نسبت قائم نہین ہوتا اور اُسپر شرعاً دست برداری
کا اطلاق نہین ہو سکتا اور اگر ہوتا تو بھی درباب تاثیر دست برداری کے
نہایت اختلاف رائے واقع ہی اور شہادت ایک اور عورت کی کہ وہ بھی
گواہ ہی متناقض ہی علاوہ اسکے یہ اقرار اسکا کہ وہ عمدہ بی بی کی کنیز ہی اُسکی شہادت کو غیر موثر
کرتا ہی[1] اور اگرچہ ایک اور مرد و عورت مجلس عقد مین موجود نہ تھے لیکن
شہادت اُنکی اس امر مین کہ اُنھون نے مقرر ہونا مقدار دین مہر کا مجلس
عقد کے ایک مقام متصل سے سنا صحیح ہی مگر تعداد منظورہ
اُنکی تعداد معینہ شرع سے کم ہی اور واضح ہو کہ دستاویز مہر
جو دعویدار نے یہ بیان تحریر ہونے اُسکے منجانب غلام حسین کے

شہادت ایک وارث کی نسبت دوسرے وارث کے۔

شہادت رق۔

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعات ۹ و ۱۰

پیش کی ہی گواہون سے بخوبی ثابت ہی اور طرف ثانی کو بھی اُس سے انکار نہین ہی اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاے کہ مہر مشروطہ مہر مثل سے زاید ہی تو بھی معاہدہ واجب التعمیل اور فی الحقیقت بعض گواہون کے بیان سے ثابت ہوا ہی کہ اُس خاندان کی اور دخترون کو ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ مہر ملتا رہا ہی اور شہادت دربارۂ اقرار غلام حسین کے گو بذاتہ قطعی نہین ہی مگر اس سے ثبوت حاصل ہی اور جعل کا ثبوت نہو سکا پس نتیجہ یہ ہی کہ دین مہر کی مقدار گواہان موجودہ مجلس عقد سے حسب مراد شرع ثابت نہین ہی لیکن دستاویز مہر صحیح وجائز پائی گئی اور اُسکی نسبت جو گواہ گذرے ہین اُنکی شہادت قابل اعتراض نہین ہی اس دستاویز کے ذریعہ سے عمدہ بی بی کے وارث مستحق پانے اُسکے دین مہر کے منجملہ ترکہ اُسکے شوہر متوفی کے ہین اور منجملہ کل دین مہر یعنی ۸۵ ہزار روپیہ کے ۱۰ ہزار ۷ سو ۵۰ روپیہ بابت حصہ اُسکے شوہر کے وضع ہوگا اور قایم بی بی نصف یعنی ۳۷ ہزار ۵ سو روپیہ پائیگی اور بیوہ کے بھائی کو ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور اُسکی تین بہنون سے ہر واحد کو ۳ ہزار ۷ سو ۵۰ روپیہ ملینگے۔

استحقاق دختر کا بمقابلہ شوہر اور بھائی اور تینون بہنون کے۔

مقدمہ ۷

س۔ ایک شخص نے تین زوجہ چھوڑکر وفات پائی بڑی زوجہ سے ایک دختر تھی کہ وہ روبرو اپنے والدین کے دو بیٹے اور چار دختر چھوڑکر

مر گئی اور بڑی زوجہ ۶ برس سے زیادہ عرصہ تک اپنے شوہر کے
ساتھ رہی اور چند سال بعد وفات شوہر بلا وصول کرلے اپنے دین مہر کے
فوت ہوئی۔ دوسری زوجہ سے بھی ایک دختر تھی چنانچہ وہ ہنوز زندہ ہی اور
اس مقدمہ مین جو واسطے حصول جائداد موروثی کے دائر ہوا ہی مدعیہ ہی
تیسری زوجہ لاولد مرگئی مالک متوفی کی بڑی زوجہ کی اولاد مین چھ دختر و
پسر موجود ہین اور بڑا بیٹا جو مقدمہ مین مدعا علیہ ہی اپنے جواب مین دعوی کی
نسبت اول یہ عذر کرتا ہی کہ جائداد کی کل آمدنی واسطے اداے دین مہر مالیتی
بڑی زوجہ کے کہ وہ بقدر ۵۰ ہزار کے ہی کافی نہین ہی اور عذر ثانی مدعا علیہ
کا یہ ہی کہ اگر زائد ہونا مالیت جائداد کا مقدار مذکور سے تسلیم کیا جائے
تو مدعا علیہ اور اسکے بھائی کہ وہ بڑی زوجہ کی دختر کی اولاد سے مین
بسبب موجود نہونے دیگر ذوی الفروض یا عصبات کے علاوہ دین
مہر مشروطہ کے ترکہ سے آٹھوان حصہ پانے کے مستحق ہین اور تیسرا عذر
مدعا علیہ کا یہ ہی کہ مدعیہ جو اپنے تئین مالک متوفی کی دوسری زوجہ کی
دختر بیان کرتی ہی وہ فی الواقع اسکی نانی کی کنیز کی دختر ہی اور اسکا نکاح
کبھی مدعا علیہ کے نانا کے ساتھ نہین ہوا اور اس وجہ سے اسکو
جائداد سے کچھ حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا لیکن مدعیہ کو اس
اخیر بیان کی صداقت سے انکار ہی اور مدعا علیہ نے کچھ ثبوت امر
مذکور کا پیش نہین کیا ہی اور نہ اسنے کوئی دستاویز واسطے ثبوت
اس قدر روپیہ کے جسکا وہ معین کیا جانا بابت دین مہر اپنی نانی

کے بیان کرتا ہی پیش کی ہی ایسی صورت مین سوال ہی کہ اگر زن منکوحہ
شوہر کے پاس ۶ برس سے زیادہ عرصہ تک رہی ہی اور اس عرصہ مین
یا اُسکی وفات کے بعد اُسکے ترکہ سے اُسکو دین مہر وصول نہوا
ہو اور وہ بعد ازان مرجائے اور اُسکے ایک لڑکی ہوئی ہو جسنے اپنے والدین
کی حیات مین وفات پائی ہو تو ایسی دختر کی اولاد کو منصب نانی کے دین
مہر کے دعوی کرنے کا شرعاً پہونچتا ہی یا نہین۔

ج۔ مہر معاہدۂ نکاح کا ایک جزو ہی اور یہ مسئلہ مسلمہ شرع ہی کہ جب
تک دین مہر ادا نہو یا بخشا نہ جائے وہ بطور قرضہ شوہر کے ذمہ تصور کیا
جاتا ہی اور دختر جو والدین کی حیات مین مرگئی اُسکی اولاد نانی کے ذوی الارحام
مین داخل ہی اور اگر دعویداران فائق مثل ذوی الفروض یا عصبات
کے موجود نہون تو اولاد مذکور اُسکی وارث ہی اور اسی وجہ سے اُنکو دین
مہر پانے کا استحقاق پہونچتا ہی اور تمادی ایام شرعاً مانع دعوی مہر
نہین ہی زمانہ حال کے بعض اہل فقہ بلحاظ اس امر کے کہ ان دنون
مین اکثر جھوٹے دعوی پیش ہوتے یہ اصرار کرتے ہین کہ جو دعوی دین مہر کا
بہت عرصہ کا ہو اُسکا منظور کرنا نامناسب ہی چنانچہ بموجب رائے بعض عالمون
کے میعاد سماعت ۳۳ سال ہی اور بعضون کے مطابق وہ بقدر ایک قرن
کے اور بعض عالمون نے قرن سے مراد ۳۰ برس اور بعض نے ۱۰ برس
لی ہی۔ پس اگر مقدار مہر مدعوہ ثابت ہو تو تمادی ایام کا قاعدہ حسب
تصریح بالا ہوگا اور اگر مقدار اُسکی ثابت نہو تو حسب رائے

دختر کی اولاد اپنی نانی متوفیہ کے دین مہر کی بابت وصف تمادی ایام کے بھی دعویدار ہوسکتی ہی

قواعد تمادی ایام بموجب بعض علماء حال کے جنکی رائے تسلیم بیجا ہی۔

دو خلفاء کے تعین اُسکا بلحاظ مہر مثل مدعا علیہ کی نانی اور بھی مدعیہ کی ماں کے ہونا چاہیے ۔[1]

مقدمہ ۸

س ۔ ایک شخص کسی قدر جائداد کی نسبت بذریعہ ہبہ مطہرہ اور بعد ازان ازروی وراثت کے دعویدار ہوا پس بلحاظ ایسے تناقض کے بطلان دعوی بوجہ مختلف ہونے بیان استحقاق کے لازم آتا ہی یا نہین ۔

دعوی شخص واحد کی جانب سے باظہار خریداری اور بھی ازروے وراثت کے

ج ۔ شرع مین کوئی حکم صریح ایسا نہین ہی جسکی روسے منظور کرنا دعوی وراثت کا ایسی صورت مین کہ اول بذریعۂ ہبہ دیرنامہ بعدہ وراثت کی بنا پر پیش کیا جاے جائز ہو بلکہ اگر دعوی وراثت کا بابت نامۂ ناقبل کے ہو تو شرع کی روسے تناقض لازم آتا ہی چنانچہ ابراہیم شاہی مین فصول سے نقل ہی کہ اگر کوئی شخص کسی مکان کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ اُسنے اپنے باپ سے خرید کیا تھا اور بعد ازان اُسی مکان کی بابت بذریعۂ وراثت کے دعویدار ہو تو اُسکا دعوی منظور ہونا چاہیے لیکن اگر اُسنے پہلے دعوی اپنا مکان کی نسبت بذریعۂ وراثت کے پیش کیا ہو اور بعدہ ازروے استحقاق خریداری کے تو ایسا دعوی منظور نہین ہو سکتا کیونکہ بیان دعوی سے تناقض لازم آتا ہی ۔ وجہ اُسکی یہ معلوم ہوتی ہی کہ استحقاق وراثت

---

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ا ۔ مع تنبیہ ۔

نسبت اُس شئے کے جو متوفی کی ملکیت سے اُسکی وفات کیوقت نہتھی قائم
نہین ہوسکتا پس دعوی وراثت کے لیئے حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا وقت
وفات کے لازم ہی لیکن چونکہ دعوی خریداری کی بنا پر پیش ہوا ہی لہذا حاصل
ہونا حق ملکیت کا قبل وفات مالک سابق کے لازم آتا ہی حالانکہ اس صورت
مین تناقض صریح واقع ہی اور یہ صورت بجلنسہ ایسی ہی کہ دعویدار نے اول متعلق
ہونا جائداد کا دوسرے شخص سے اور بعدازان لینا اُسکا تسلیم پس جو
دعوی خریداری کی بنا پر بعد پیش ہونے دعوی دراثت منجملہ اسی شخص کے
مسموع نہین ہو سکتا لیکن جب دعوی خریداری کا قبل دعوی راثت کے کیا
جاتا ہی تو اُسکی نسبت یہ صورت صادق نہین آسکتی کیونکہ جب کسی شئی کی نسبت
استحقاق بذریعہ خریداری کے پیش کیا جاتا ہی تو حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا
دعویدار کے نسبت قبل وفات مالک سابق کے تسلیم کیا جاتا ہی اور استحقاق
دراثت جو اُسکی جانب سے پیش ہوا ہی وہ بابت جائداد متوفی کے ہی
اور اس صورت مین ایسا تناقض جس سے دعوی نا مقبول ہو سکے
لازم نہین آتا چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکھا ہی کہ تناقض کی وجہ سے
دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہی جب اس سے
استحقاق مسلمہ کسی اور شخص کا رد و باطل ہوتا ہی علی ہذا القیاس فصول
عمادیہ مین مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص بیان کرے کہ فلان جائداد فلان
شخص کی ملک سے ہی اور بعدازان خود اُسکا دعویدار باظہار مالکیت
ہو تو دعوی اُسکا ناقابل منظوری ہی کسواسطے کہ استحقاق مسلمہ دوسرے

سخص کا باطل ہوتا ہی — اور یہی صورت لا محالہ اس دعوی کی نسبت صادق
آتی ہی جو پہلے وراثت اور بعدہ خریداری کی بنا پر پیش ہو اُسی نسخہ
مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص جسکے قبضہ مین کچھ جایداد ہو ایسے الفاظ کہے
کہ یہ جایداد میری نہین ہی یا مجکو اُسکی نسبت کچھ حق و استحقاق نہین پہونچتا
اور یہ الفاظ ایسے وقت مین کہے جاوین جب جایداد مذکور کی نسبت
بظاہر کوئی اور شخص دعویدار نہو — اور سبب دعوی اُسکی بابت پیش ہو تو شخص
دخیل اصل مالک اور مستحق ہونا اپنا ظاہر کرے تو بھی باوجود کہے جانے ایسے الفاظ
کے دعوی اسکا واجب جائز ہی کیونکہ ایسے الفاظ کے استعمال سے تسلیم
کرنا استحقاق مالکیت نسبت کسی شخص خاص کے لازم نہین آتا اور تناقض
کی وجہ سے دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہی کہ جب دعوی
مابعد سے استحقاق مسلمہ کسی شخص کا رد و باطل ہوتا ہی اسی قاعدہ کی رو سے دعوی
وراثت کا جو زمانہ مابعد کیا گیا ہی دوسرے شخص کے استحقاق کا سبب کالعدم
نہین کرسکتا کسواسطے کہ خریداری کے دعوی سے اقرار حاصل ہونے استحقاق
کسی شخص کے لازم نہین آتا علاوہ اُسکے مابین اُس دعوی وراثت کے جو
خریداری کے پیش ہو اور اس دعوی وراثت کے جو ہبہ کے بعد رجوع ہو
اور مابین اس دعوی کے جو خریداری کے ذریعہ سے بعد دعوی وراثت اور
دعوی ہبہ یا دعوی خریداری سے کچھ فرق نہین ہی اور دعوی
ہبہ یا دعوی خریداری سے استحقاق مالکیت نسبت کسی اور شخص
کے قائم نہین ہوتا کیونکہ اگر استحقاق مذکور تسلیم کیا جاوے تو بھی بذریعہ

دعوی وراثت کے جو بزمانہ مابعد پیش کیا گیا ہو باطل ہو جائیگا لیکن اگر صورت معکوس ہو تو تسلیم استحقاق لازم آتا ہی کیونکر وراثت کے دعوی کی روسے یہ تسلیم کیا جاتا ہی کہ مالک سابق کو تاریخ وفات تک حق مالکیت حاصل تھا اور بعد تسلیم ہو جانے اس استحقاق کے جو دعوی یا ہبہ یا خریداری بنظر ابطال وراثت کے پیش کیا جائے تو اُس سے تناقض واقع ہوتا ہی اور بے اختیاری لازم آتی ہی پس اس مقدمہ مین تسلیم ہونا چاہیے اور بلا لحاظ تناقض کے تصفیہ اسکا بموجب روئداد کے حسب ضابطہ معینہ یعنی از روے وجہ ثبوت یا انکار یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے چنانچہ اشباہ ونظائر مین لکھا ہی کہ حاکم کا فیصلہ از روے وجہ ثبوت یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے —[1]

دعوی جو بذریعہ ہبہ اور وراثت کے پیش ہو —

فیصلہ کس امر پر مبنی ہوگا —

مقدمہ ۹

س — مدعی اور مدعا علیہم کے باہم تنازع واقع ہے یعنے مدعی چھ مکانون کی بابت جو مدعا علیہم کے قبضہ مین ہین باظہار ہونے اپنی بابرادو معروثی کے دعویدار ہی چنانچہ مدعا علیہم کو اس امر سے اقرار ہی مگر عذر اُنکا یہ ہی کہ مدعی کے مورث نے ہمارے

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ و ۲۳ —

مورث کے ہاتھ یہ مکانات بعوض ۵۷۷ روپیہ کے رہن کئے تھے اور نامبردگان
مظہر ہین اگرچہ ہمارے پاس موجود نہین ہی لیکن یہ امر ہمارے مورث کے
بہی کہاتہ ہین لکھا ہی مدعی کا جواب یہ ہی کہ مین نے اپنی مان یعنی راہنہ مکانات
اور بھی اپنے رشتہ دارون سے یہ سنا تھا کہ زر رہن صرف بقدر ۴۶ ۲۴
روپیہ کے تھا فریقین اپنے اپنے بیانات کی صداقت نسبت مقدار زر
رہن کے وجہ ثبوت سے ثابت نہین کر سکتے ایسی صورت مین کس فریق کا اظہار
قابل اعتبار ہی مدعاعلیہم کا بہی کہاتہ بغیر تائید کسی اور ثبوت کے بطور شہادت قابل
منظوری ہی یا الفکاک رہن درصورت ادا ہونے اصل زر قرضہ بمقدار مظہرہ مدعی کے
عمل مین آسکتا ہی اور منجملہ فریقین کے کسی فریق سے حلف لیا جاوے۔

ج۔ مدعاعلیہم تسلیم کرتے ہین کہ جو مکانات اُنکے پاس رہن ہین
مدعی کی ملک موروثی ہین اور صرف درباب بیان مقدار زر رہن کے اختلاف واقع
ہی یعنی مدعی ہونا قرضہ کا بقدر ۴۶ ۲۴ روپیہ کے تسلیم کرکے اُسقدر زر زائد سے
منکر ہی جسکا مدعاعلیہم کو دعویٰ ہی اور مدعاعلیہم کی جانب سے مقدار زائد مدعوعہ
کی نسبت کچھ ثبوت نہین گذرا ہی پس مدعی کا بیان حلفی معتبر متصور ہونا چاہیے کیونکہ
اُنکو مقدار زائد مظہرہ مدعاعلیہم کے انکار ہی اور مدعی کو اس امر کا حلف
دیا چاہیے اُسنے اپنی مان اور واسطہ دارون سے یہ سنا تھا کہ مکانات
بابت قرضہ تعدادی ۴۶ ۲۴ روپیہ کے کفالۃً رہن ہوئے
تھے اور زائد ہونا زر رہن کا مقدار مظہرہ سے اُسنے کبھی نہین سُنا
بہی کہاتہ مدعاعلیہم جسکی تائید مین کوئی ثبوت نہین ہی شہادت مقبول

تنازع مابین راہن ومدیون درباب زر قرضہ رہن کے۔

مدعا علیہم جسکی تائید مین کوئی ثبوت نہین ہی بطور شہادت مقبول نہین ہو سکتا۔ [1]

حساب بہی کہاتہ خانگی بلاقید شرسلوت کے مقبول نہین ہو سکتا۔

مقدمہ ۱۰

س۔ اگر بعد وفات شوہر کے یہ ثابت نہو کہ اُسنے عین حیات کس نیت سے زر نقد و اسباب اپنی زوجہ کو دیا تو دربات نیت شوہر کے زوجہ کا بیان شرعًا قابل اعتبار ہی یا شوہر کے وارثون کا اظہار قابل ترجیح ہوگا۔

ج۔ اگر ما بین بیان زوجہ اور وارثون کے اس باب مین اختلاف پایا جاے یعنے وارثون کا یہ اظہار ہو کہ شوہر نے زوجہ کو کچھ اسباب دیا تھا اور زوجہ اسباب مذکور پانے سے منکر ہو تو ایسی صورت مین وارثون پر گواہون کا پیش کرنا واجب ہی اور اگر وہ کچھ ثبوت نہ رکھتے ہون تو زوجہ کا انکار حلفی معتبر تصور کیا جائیگا علی ہذا القیاس اگر اُنکے بیانات مین دربات مالیت اسباب موصولہ کے اختلاف ہو یعنے وارثان مذکور اسباب کی ایک مقدار خاص اور زوجہ کم ہونا اُسکا مقدار مذکور سے ظاہر کرے تو بھی اسی قاعدہ کے مطابق عمل ہونا چاہیے۔ اگر بیانات اُنکے کسی اور امر کی نسبت مختلف

تنازع مابین زوجہ اور دیگر وارثان متوفی دربارہ اُس جائداد کے جو اسکو شوہر سے حاصل ہوئی اور اختلاف دربارہ مقدار مالیت اسباب کے جائداد حاصل ہونے کی کیفیت۔

---

[1] اصول ادعاوی وغیرہ دفعہ ۲۸۔ اس مقدمہ کے مدعی کو بلحاظ ایک صورت کے مدعا علیہ تصور کرنا چاہیے کیونکہ جسقدر روپیہ کا واجب ہونا اُسنے تسلیم کیا اُس سے زیادہ کی بابت اُسپر دعوی کیا گیا۔

استحقاق بنسبت اثاث البیت کے ۔

ہون یعنے وارث بیان کرین کہ شوہر نے زوجہ کو جائداد بعوض دین مہر کے دی تھی اور زوجہ بیان کرے کہ اسکو بطور ہبہ بغیر دینے معاوضہ کے حاصل ہوئی تو زوجہ پر پیش کرنا گواہانکا واجب ہی اور اگر وہ شہادت نہ گذران سکے تو وارثون کا اظہار حلفی قابل اعتبار ہوگا اگر فریقین کا بیان اثاث البیت کی نسبت مختلف ہو یعنے بیوہ اپنی ملک سے ہونا اُس مال کا بیان کرے اور وارثون کا یہ اظہار ہو کہ وہ مال آنجہانی شوہر کا تھا اور فریقین واسطے ثبوت اپنے بیان کے گواہ نہ گذران سکین تو اسقدر مال جو خاص عورات کے استعمال کے لیے ہوتا ہی بیوہ کو درصورتیکہ وہ اپنے دعوی کی تائید بحلف کرے سپرد کرنا چاہیے اور جسقدر مال بالعموم قابل استعمال ذکور کے ہی وہ اسی شرط کے ساتھ وارثون کا حق ہوگا اور مال مشترکہ کی نسبت علما کی راے مین کسقدر اختلاف واقع ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ کا قول ہی کہ جو شخص منجملہ اُن اشخاص کے جنکی ملک سے ہونا مال کا بیان کیا گیا ہو موجود ہی وہ بعد لینے حلف کے اُسکو پائیگا ۔ اور اس مقدمہ مین شخص حی القائم بیوہ ہی اور بموجب راے محمد کے مال مذکور شوہر کے وارثون کو پہونچنا چاہیے اور ابو یوسف رح کی راے ہی کہ اسقدر مال جو بلحاظ حیثیت زوجہ کے اسکے خاص استعمال مین رہا ہو اسکو ملنا چاہیے اور باقی شوہر کے وارثونکو اور حی القائم رہنا ایک شخص کا منجملہ طرفین کے کچھ فرق پیدا نہین کرتا کیون کہ شوہر متوفی کے قائم مقام اُسکے وارث ہین ۔[1]

---

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۸ لغایت ۳۰ ۔

مقدمہ ۱۱

س — مدعیہ ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان نامے ایک شخص کے جو اُسکا باپ تھا دعویدار ہی مدعا علیہ بجواب مظہر ہی کہ مسماۃ راے بیل مدعیہ کی مان اُسکے باپ کی حرم اور اُسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تھی اور راے بیل کا نکاح کا ہونا بیان کرتا ہی ایسی صورت مین دعوے وراثت جو مدعیہ نے پیش کیا ہی ثابت ہی یا نہین اور کس فریق پر تردید نکاح کا بار ثبوت شرعًا واجب آتا ہی یعنے مدعیہ پر جو باوصف اظہار حرم ہونے منجانب مدعا علیہ کے دعویدار ہی شرع کی روسے نکاح ہونا راے بیل کا جبتک تردید اُسکی مدعا علیہ کی جانب سے نہو محتمل ہوگا۔

ج — واضح ہو کہ مدعیہ نے ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان کے مدعا علیہ پر اُسکے ترکے کے واسطے باظہار حق وراثت کے نالش کی ہی مدعا علیہ جواب مین مظہر ہی کہ مسماۃ راے بیل مدعیہ کی مان بازید خانکی حرم اور اُسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تھی اور راے بیل کا نکاح بازید خان کے ساتھ کبھی نہین ہوا — اس جواب سے انکار استحقاق وراثت مدعیہ کا جو متوفی کی دختر ہی لازم آتا ہی اور وجہ اسکی یہ ظاہر کی گئی ہی کہ اسکی مان کا نکاح بازید خان کے ساتھ نہین ہوا تھا علاوہ اسکے یہ اصرار کیا گیا ہی کہ مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اُسکی زوجہ کی کنیز تھی مگر شرع

قاعدہ در صورت نکاح کے —

کی روسے ان جملہ دعاوی مین جنمین مدعا علیہ دعوے سے منکر ہو
مدعی پر دعوے کا اثبات واجب ہی اور فی الحقیقت مدعا علیہ پر
ثابت کرنا عدم جواز و نقص دعوئے مدعی کا جو مدعا علیہ کے انکار
سے بخوبی واضح ہو لازم نہین ہی الا اُس صورت مین کہ مدعا علیہ کا

قاعدۂ عذرات خاص کی نسبت

عذر بنظر تردید دعوے مدعی کے پیش ہو اور در صورت ثابت
ہونے عذر مذکور کے مدعی کا اصل دعوئے ساقط ہو جاتا ہی
مگر ملحوظ رہے کہ ایسے عذر سے کسی قدر تسلیم کرنا دعوے
مدعی کا پایا جاتا ہی ایسی صورت مین مدعی علیہ پر ثابت کرنا اپنے

تمثیل

عذر کا ضرور ہی مثلاً اگر زید عمرو پر بابت قرضۂ ایک ہزار روپیہ کے
نالش کرے اور عمرو بنظر تردید دعوے کے ادا کیا جانا زر قرضہ کا ظاہر

استثنا بہ نسبت عذرات خاص کے

کرے ایسی حالت مین عمرو پر ثابت کرنا واجب ہی کہ روپیہ ادا ہو گیا اور
اگر وہ یہ امر ثابت نہ کر سکے تو زید کا دعواے بابت زر مدعوہ کے ثابت
ہوگا کیونکہ عمرو کے عذر سے اصل قرضہ کا اقرار پیدا ہوتا ہی اگر مدعا علیہ کے عذر سے
کسیقدر تسلیم کرنا دعوے مدعی کا لازم نہ آتا اور مدعا علیہ نے انکار کیا ہو تو اور

تمثیل

صورت ہوتی مثلاً زید خالد کے بیٹے عمرو پر جو ہندہ کے بطن سے ہی بابت نصف
ترکے خالد کے اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ عمرو کا برادر علاتی اور خالد کا بیٹا
ایک اور زوجہ یعنی زینب کے بطن سے ہی اور عمرو جواب مین مظہر ہو کہ زینب زید کی
مان اور بکر کی زوجہ تھی اور اسی وجہ سے وہ خالد کی زوجہ نہین ہو سکتی تھی
اور نہ زید خالد کا بیٹا ہو سکتا تھا تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہی

کہ ہونا نکاح کا مابین زینب و بکر کے ثابت کرے اور اگر وہ ثابت کرے
تو دعوے ساقط ہو جائیگا اور اگر ثابت نہ کر سکے تو بھی زید پر ثابت کرنا
اس امر کا لابد ہوگا کہ اسکی ماں کا نکاح خالد کے ساتھ ہوا یا وہ ہونا
اپنا خالد کی اولاد سے کسی اور طور پر ثابت کرے ورنہ مستحق نصف
ترکے کا نہوگا اس مقدمہ خاص مین مدعا علیہ مظہر ہی کہ مدعیہ
کی ماں کا نکاح بازید خان کے ساتھ نہین ہوا اور بیان کرتا ہی
کہ اسکی ماں بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ کی کنیز تھی پس
اس جواب سے دعوے مدعیہ کی نسبت انکار قطعی لازم آتا ہی اگر
مدعا علیہ کو منظور ہو تو اسے اختیار ہی کہ واسطے ثبوت اس امر کے کہ
مدعیہ کی ماں زوجہ بازید خان کی کنیز حسب منشاء شرع کے تھی شہادت
پیش کرے اور اگر وہ اس امر کو ثابت کر سکے تو مدعیہ کا دعوی ساقط ہوگا لیکن
اگر وہ ثابت نہ کر سکے یا وہ پیش کرنا ثبوت کا قطعی منظور نہ کرے تو بھی مدعی پر ثابت
کرنا اس امر کا واجب ہی کہ اسکی ماں کا نکاح ہوا تھا یا مدعیہ ہونا اپنا اولاد بازید خان سے
کسی اور نہج سے ثابت کرے ورنہ وہ مستحق وراثت نہوگی جو گواہ کہ نکاح ہونا
مادر مدعیہ کا قیاساً بیان کرتا ہی اسکو اقرار ہی کہ رسم نکاح اسکے سامنے ادا نہین ہوئی
اور اُسنے تسلیم کرنا نکاح کا بازید خان سے کبھی نہین سنا علاوہ اسکے گواہ مذکور
بیان کرتا ہی کہ میرا قیاس اس امر پر مبنی ہی کہ حافظ رحمت روہیلہ کے عہد حکومت
مین زنا قطعی ممنوع تھا اور اس سے وہ یہ نتیجہ پیدا کرتا ہی کہ تعلق بازید خان کا
مادر مدعیہ کے ساتھ بذریعہ نکاح کے ہوا ہوگا لیکن ایسی شہادت قیاسی

شہادت قیاسی

شرعاً قابل منظوری نہین ہی کیونکہ یہ ضرور ہی کہ گواہ کو یقین واثق ہو
مدعا علیہ نے تسلیم کیا ہی کہ مدعی کی مان بازید خان کی حرم تھی مگر جب
اس بیان پر از روے متن کے لحاظ کیا جاتا ہی تو لفظ حرم کے
استعمال سے ثبوت مؤید نکاح حاصل نہین ہوتا اگرچہ بموجب قول بعض
علما کے لفظ حرم سے زن منکوحہ مراد ہی لیکن روزمرہ مین اس سے کنیز یا وہ
عورت سمجھی جاتی ہی جو شخص کسیکے ساتھ بحالت ہونے یا نہونے نکاح کے سکونت
پذیر یا در پردہ نشین ہوتی ہی پس چونکہ مدعا علیہ نے صاف بیان کیا ہی کہ مدعیہ کی
مان غیر منکوحہ تھی لہذا لفظ حرم مستعملہ مدعا علیہ سے صرف زن مدخولہ
مراد لینی چاہیے پس جب اسطرح کا لفظ استعمال کیا جاے اور ایک
گواہ کی شہادت قیاسی گذرے تو اس سے احتمال موید اس امر کا نہین
ہوتا کہ مادر مدعیہ کا نکاح بازید خان کے ساتھ ہوا — [1]

[1] یہ فتوی محمد رشید اور حمید اللہ عدالت کے مفتیون نے دیا اور اسی کے
مطابق فیصلہ صادر ہوا لیکن مولوی امان اللہ نے جو اُس وقت سراج الدین کی
جگہ قاضی القضات تھا اس مضمون سے فتوی دیا کہ چونکہ ہونا نکاح کا ثابت ہی
لہذا مدعیہ وراثت اہی ہر چند اس راے سے فطانت اور ذہن علمی ظاہر ہی
لیکن وہ کماحقہ مطابق اس مقدمہ کے نہ ہوئی پس تحریر کرنا اسکے
صحیح ترجمہ کا ضرور نہین ہی — مولوی امان اللہ نے تحریر کیا
کہ اثبات نکاح کے واسطے پیش ہونا ثبوت مؤیدہ یا شوہر کا ایجاب
ضرور ہی اور گواہ کی شہادت قیاسی سے ثبوت اسکا نہین ہو سکتا لیکن ساتھ ہی

مقدمہ ۱۲

س۔ ایک شخص عورت پر واسطے کسی قدر جائداد کے
اس بیان سے نالش کی کہ جس شخص کو عورت مذکور اپنا باپ

اسکے اُنھون نے اس امر پر اصرار کیا کہ جب مدعا علیہ نے یہ تسلیم کیا کہ ہان بازید خان
کی حرم تھی تو اس سے دعوی مدعیہ کا ثابت ہوگیا اور مولوی موصوف نے چند
نہایت معتبر نسخون کا حوالہ واسطے ثابت کرنے اس امر کے دیا ہی کہ لفظ حرم سے
زن منکوحہ پردہ نشین مراد ہی لیکن واضح ہو کہ اس مقدمہ مین لفظ حرم کے
اصل مقصود معنی کی تنقیح برعکس معنی منظرہ مدعا علیہ کے منظور نہ تھی علاوہ اسکے
مولوی موصوف نے یہ حجت تحریر کی کہ عرصہ تک ہمخانہ رہنا زن و مرد کا بادی النظر
مین ثبوت نکاح ہی اور بغیر ثبوت کے قائم کرنا اشتباہ زنا کا نسبت مسلمان کے لیئے قریباً
سے نہایت بعید ہی داخل گناہ ہی اور جب دو صورتین فرض کیجائین تو منتخب کرنا اس صورت کا
چاہیے جو زیادہ تر قابل یقین ہو لیکن واضح ہو کہ اس مقدمہ مین یہ بحث نہ تھی کہ ثبوت
نکاح کے واسطے کس درجہ کی شہادت درکار ہی بلکہ بحث یہ تھی کہ مدعیہ کو واسطے ثابت کرنے
اپنے دعوی کے کس درجہ کی شہادت کا پیش کرنا ضرور تھا کیونکہ قاعدہ کلیہ شرع کا یہ ہی
کہ بعد انکار مدعا علیہ کے مدعی اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرے اگر یہ نالش بنظر منسوخی
نکاح منظرہ کے دائر ہوئی ہوتی تو فی الواقع نکاح ہونے کا احتمال ہوتا اور استحکام اسکا
شہادت سمعی و قرائن ثبوتیہ مثلاً مصاحبت و شہوت وغیرہ سے ہوتا ہی۔ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ام۔

بیان کرتی ہی فی الحقیقت وہ اسکی بیٹی نہین ہی بلکہ جائداد کی نسبت مجھکو وراثۃً استحقاق پہونچتا ہی چنانچہ مدعاعلیہا کے حق مین ڈگری صادر ہوئی لہذا مدعی نے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل دائر کیا ہی اور چونکہ مدعاعلیہا دوران نالش مین فوت ہوئی لہذا مدعی اپنے عذر سابقہ سے منحرف ہوکر مظہر ہی کہ وہ فی الحقیقت اسی شخص کی بیٹی تھی جسکو اُسنے اپنا باپ ظاہر کیا اور مجھکو بذریعہ رشتہ دار ہونے شخص مذکور کے متوفیہ کی جائداد پر بطور وراثت جائز قابض ہونے کا استحقاق پہونچتا ہی اگر پچھلا بیان مدعی کا واقعی تصور کیا جائے تو بھی بوجہ اسکے کہ وہ پہلے مرتبہ منکر ہوچکا ہی اسکو اس بیان سے مستفید ہونے کا منصب ہی یا نہین

ج — واضح ہوتا ہی کہ مدعی نے حین حیات اس عورت کے جسکی جائداد کی بابت وہ دعویدار ہی یہ بیان کیا تھا کہ وہ اس شخص کی بیٹی نہین ہی جسکو اپنا باپ ظاہر کیا تھا اور اب بعد وفات عورت مذکور کے مدعی اُسکے ترکہ کی بابت بلحاظ واسطہ داری اُسی شخص کے باہم جسکے اور عورت مذکورہ کے اُسنے ہونا کسی واسطہ کا بیان کیا تھا دعویدار ہی لیکن دعوی جائداد کا فی الحقیقت بحیلہ تسلیم واسطہ دار کے ہی اور بوجہ تناقص کے شرعاً قابل منظوری نہین فصول استروشنی مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر وجہ معاش کا دعوے باظہار بھائی ہونے کے پیش کیا لیکن جس شخص پر دعوے تھا وہ واسطہ داری سے منکر ہوا بعدازان مدعی نے وفات پائی اور مدعاعلیہ اُسکے ترکہ کی بابت باظہار اس امر کے کہ متوفی اُسکا بھائی تھا

دعوی وراثت کا جاسے واسطہ پر ہیٹی ہو جسکے وجہ سے دعویدار و پیشتر منکر ہوچکا ہو

دعویدار ہوا پس اُسکا دعوے تسلیم نہین ہوسکتا کیونکہ یہ امر شرعاً بمنزلہ تسلیم واسطہ داری کے نہین ہی کیونکہ تسلیم واسطہ داری کے لیے مبرا ہونا تناقض سے ضرور ہی اور یہ دعوے فی الحقیقت بابت جائداد کے ہی علاوہ اسکے مدعی نے اس صورت خاص مین سوائے انکار اس واسطہ داری کے جسکی بنا پر متوفیہ دعوادار تھی یہ بھی بیان کیا کہ وہی اور شخص کی بیٹی تھی اور بہ ثبوت اس بیان کے اُسنے شہادت بھی پیش کی اگر ایسا اقرار شخص مقر پر واجب التعمیل ہی کیونکہ اگر عورت متوفیہ کے باپ نے یہ بیان کیا ہوتا کہ وہ کسی اور شخص کے صلب سے تھی تو ایسا اقرار شخص مذکور کی نسبت واجب التعمیل ہوتا اور شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی نسبت باظہار اسکی دختر ہونے کے دعوے کرنے کا اختیار باقی رہتا اور چونکہ مدعی نے عدالت ماتحت مین یہ بیان کیا تھا کہ جس شخص کی عورت مذکورہ اپنے تئین بیٹی ظاہر کرتی ہی وہ لاولد تھا اور یہ جائداد عورت مذکورہ کو غصباً حاصل ہوئی لہذا مدعی کو بطور وارث جائز متوفیہ کے اب دعویدار ہونے کا منصب نہین پہونچتا [1]

مقدمہ ۱۳

س — یہ بیان کیا گیا ہی کہ ایک شخص کا نکاح ایک عورت

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲

کے ساتھ ہوا اور اس امر کی تائید میں ثبوت بھی پیش ہوا ہی یعنے ایک مرد اور ایک عورت کا یہ اظہار ہی کہ ہم مجلس عقد میں نکاح کے وقت موجود تھے ایک اور مرد اور عورت کا بیان یہ ہی کہ ہمنے اُس شخص کو جسکا شوہر ہونا اظہار کیا گیا ہی نکاح کی نسبت اقرار کرتے ہوے سنا اور ایک اور شخص ادائے شہادت کرتا ہی کہ زن و مرد جنکا نکاح ہونا بیان کیا گیا ہی مثل زوجہ و شوہر ہمخانہ تھے پس یہ شہادت واسطے اثبات نکاح کے شرعًا کافی ہی یا نہیں۔

ج ـ یہ شہادت واسطے ثبوت ادائے رسم نکاح کے شرعًا کافی نہیں ہی کیونکہ مختلف گواہ مختلف امور بیان کرتے ہین اور کوئی امر خاص یہ ثبوت ادا ہونے رسم مذکور کے گواہان تعداد معینہ سے بالاتفاق ثابت نہیں ہی۔

مقدمہ ۱۴۱

س ـ ایک مقدمہ اپیلانٹ بحالت دائر رہنے اور قریب الانفصال

۱ـ یہ امر صرف مسئلہ شہادت سے متعلق ہی گواہوں کا اظہار واسطے ثبوت ظن قوی نکاح کے بلاشک ثبوت کافی تصور کیا جاتا اور اُسکے ذریعہ سے جملہ حقوق متعلقہ نکاح حاصل ہوتے لیکن گو نکاح کا ظن قوی کہ اس قدر شرعًا کافی ہی شہادت سے باعتبار کل حاصل ہوا لیکن باوجود اسکے بھی وہ شہادت واسطے ثبوت صرف ایک امر خاص وقوع نکاح کے کافی تصور نہ کی گئی اور اصول و نظائر متعلقہ نکاح سے واضح ہوگا کہ جو تعبیر اس جگہ قائم کی گئی ہی تائید اُسکی جمیع مسائل نکاح سے ہوتی ہی۔

ہونے مقدمہ کے مرگیا پس مقدمہ کا فیصلہ بمقابلہ اُسکے وارثون کے ہونا چاہیے یا نہین اور رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت ہوا تو اپیلانٹ کے وارث بابت ایفاے دعوے کے ذمہ دار ہین یا نہین یا رسپانڈنٹ پر دائر کرنا نالش جدید کا اپیلانٹ کے وارثون پر لازم ہوگا

ج۔ مقدمہ بمقابلہ اپیلانٹ کے وارثون کے کہ وے اُسکے قائم مقامات جائز ہین تجویز ہونا چاہیے اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت اور نالش بابت کسی خاص شی کے ہو تو وہ رسپانڈنٹ کو دلادیجاوے یا اگر دعوے زرنقد کا ہو تو وہ اپیلانٹ کے ترکہ سے وصول کرادیا جاوے اور اپیلانٹ کے وارثون پر دائر کرنا نالش جدید کا ضرور نہین ہے

اگر اپیلانٹ نے قبل فیصلہ مقدمہ کے وفات پائی ہو تو اپیلانٹ کا کاروائی جدید کے مقدمہ بمقابلہ اسکے وارثون کے تجویز ہوسکتا ہے

مقدمہ ۱۵

س ۱۔ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے بیٹھکر اپنا ہاتھ پردہ سے باہر نکالا اور بسماعت گواہون کے ایک دستاویز پر دستخط کر کے یہ کہا کہ مین نے یہ دستاویز اپنے شوہر کے نام تحریر کی اور گواہ وقت طلب ہونے واسطے ثبوت دستاویز کے مظہر ہوے کہ ہمنے دستاویز پر مسماۃ کے کہنے سے تصدیق ثبت کی تھی اور ہم مسماۃ کو بوجہ اُسکے پردہ نشین ہونے کے صورت سے نہین پہچانتے بلکہ اُسکی آواز سے بھی آگاہ نہین ہین ایسی صورت مین ایسے گواہون کی شہادت بنظر ثبوت اس امر کے کہ جس عورت نے دستاویز پر دستخط کیے وہ فی الواقع شخص مذکور کی زوجہ تھی شرعاً کافی ہے یا نہین

ج ۱ — اگر منجملہ گواہون کے کسی گواہ نے عورت کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو اور بقیہ گواہون کو گواہ مذکور کی اس تصدیق پر بالاتفاق اطمینان ہو کہ عورت مذکورہ فی الحقیقت اُس شخص کی زوجہ ہی جسکے نام دستاویز تحریر ہوئی تو اُنکی شہادت واسطے ثبوت شناخت عورت کے کافی ہوگی لیکن اگر ایک گواہ نے بھی اُسے نہ دیکھا ہو تو صرف آواز کے سننے سے شہادت کافی نہ سمجھی جائیگی

منظر شناخت عورت پردہ نشین کے یہ ضرور ہی کہ منجملہ اون گواہون کے جنکے روبرو اُسنے دستخط ثبت کیے ہون ایک گواہ نے اُسے دیکھا ہو —

س ۲ — اگر یہ فرض کیا جائے کہ اُس عورت پردہ نشین کو جسنے اپنے دستخط دستاویز پر ثبت کیے صرف ایک عورت نے دیکھا تھا اور بقیہ گواہون کو اُسکے بیان پر اعتبار ہو تو شہادت اُنکی ایسی صورت مین کافی ہوگی یا نہین —

ج ۲ — امر مذکورہ بالا اُن شخصون کی گواہی سے ثابت نہین ہو سکتا جنھون نے زن پردہ نشین کو اپنی آنکھ سے نہین دیکھا بلکہ اُس عورت کے بیان پر اعتبار کیا جسنے اُسکو دیکھا تھا لیکن اگر گواہون مین سے بجاے عورت کے کسی مرد نے زن پردہ نشین کو دیکھا ہو تو شہادت مؤیدہ بقیہ گواہون کی کافی ہوتی — ۱

یہ ضرور ہی کہ گواہ ذکور سے ہو —

۱ اصول دعاوی و مجریہ دفعہ ۹ —

ضمیمہ

وراثت

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	شاہ الحق مفلس بنام منیب الحق	عدالت اپیل پٹنہ	۲۳ - اگست ۱۸۱۸ء
۲	مسماۃ بی بی کانو بنام علی شاہ ...	ضلع علی گڈہ	۲۰ - جولائی ۱۸۱۶ء
۳	مسماۃ ناسو بنام خادم علی ...	ضلع بہار	۲۱ - جولائی ۱۸۱۴ء
۴	جیجو وغیرہ بنام مسماۃ الہی بیگم ...	ضلع بریلی	۵ - ستمبر ۱۸۲۱ء
۵	وجیہ النسا خانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ - دسمبر ۱۸۰۸ء
۶	بستی خان مفلس بنام مینا بی بی ...	ضلع ہوگلی	۷ - مارچ ۱۸۱۵ء
۷	شاہ آبادی بنام شاہ علی نقی ...	صدر دیوانی عدالت	۱۴ - جولائی ۱۸۰۳ء
۸	....	عدالت اپیل کلکتہ	۱۳ - اگست ۱۸۲۱ء
۹	مسماۃ بدلی بنام روشن	شہر بنارس	۵ - جنوری ۱۸۱۵ء
۱۰	سدا بنام فقیرا وغیرہ ...	ضلع بریلی	۲۱ - ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۱	بی بی جان و بی بی منیفہ بنام فیض خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۱ - مئی ۱۸۲۱ء
۱۲	منور النسا وغیرہ بنام زمان خان وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳ - نومبر ۱۸۲۰ء
۱۳	مسماۃ شرف النسا وغیرہ بنام امامی خانم	شہر مرشد آباد	۱۶ - اپریل ۱۸۱۳ء
۱۴	مسماۃ نصیبن مفلس بنام میر جعفر وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۱ - جولائی ۱۸۱۴ء
۱۵	مسماۃ منی بنام طاہر وغیرہ ...	ضلع بریلی	۱۹ - مئی ۱۸۱۹ء
۱۶	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶ - اپریل ۱۸۱۰ء
۱۷	واجد شاہ وغیرہ بنام امام خان وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۲۰ - جولائی ۱۸۱۸ء
۱۸	مسماۃ جوہو بنام مہر علی ...	عدالت اپیل پٹنہ	۱۷ - ستمبر ۱۸۱۹ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱۹	مسماۃ منی بنام ظاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹- مئی سنہ ۱۸۱۹ء
۲۰	فرزند علی بنام مرزا سلامت حسین	ضلع سارن	۲۱- ستمبر سنہ ۱۸۱۹ء
۲۱	....	ضلع چوبیس پرگنہ	۹- فروری سنہ ۱۸۱۹ء
۲۲	ظہور النساء وغیرہ بنام مہدی علیخان ..	عدالت اپیل پٹنہ	۱۵- اپریل سنہ ۱۸۱۴ء
۲۳	محمد امین الدین خان بنام محمد حسین الدین خان	عدالت اپیل ڈھاکہ	۶- نومبر سنہ ۱۸۲۱ء
۲۴	شیخ فصیح اللہ بنام میر منور علی وغیرہ ..	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰- جولائی سنہ ۱۸۱۴ء
۲۵	چجو وغیرہ بنام پانچو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۶- جولائی سنہ ۱۸۰۷ء
۲۶	مرزا شمس الدین وغیرہ بنام مسماۃ رنجو وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹- مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۲۷	سنو بی بی وغیرہ بنام برکت اللہ وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶- دسمبر سنہ ۱۸۲۱ء
۲۸	شیخ احمد بنام مناجان وغیرہ ...	ضلع چٹگانون	۳۰- جولائی سنہ ۱۸۳۱ء
۲۹	مرزا صدر الدین بنام میر شاہ علی ...	ضلع شاہ آباد	۲۷- نومبر سنہ ۱۸۰۷ء
۳۰	وجہ النساء خانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵- دسمبر سنہ ۱۸۰۸ء
۳۱	سطیع اللہ بنام محمد قائل وغیرہ	ضلع ندیا	۱۲- مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۳۲	شیخ جیتو بنام شیخ جملہ	شہر ڈھاکہ	۱۳- جولائی سنہ ۱۸۱۵ء
۳۳	....	شہر چٹگانون	۳- جنوری سنہ ۱۸۱۶ء
۳۴	مسماۃ رحیمن بنام مسماۃ پورن وغیرہ	شہر مرشد آباد	۲۰- اپریل سنہ ۱۸۱۹ء
۳۵	حسرت اللہ خان بنام سید مرتضی خان	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۸- جولائی سنہ ۱۸۰۷ء
۳۶	نظام الدین بنام مسماۃ عزت وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۶- نومبر سنہ ۱۸۲۰ء
۳۷	....	ضلع چٹگانون	۲۷- جون سنہ ۱۸۱۷ء
۳۸	مسماۃ چاند بی بی بنام محمد تقی ...	صدر دیوانی عدالت	۲۷- اگست سنہ ۱۸۱۲ء
۳۹	محمد حافظ بنام محمد نواز	ضلع میمن سنگھ	۲۴- جون سنہ ۱۸۱۷ء
۴۰	زمان بی بی وغیرہ بنام رمضان علی وغیرہ	ضلع باقر گنج	۲۴- دسمبر سنہ ۱۸۲۱ء
۴۱	مسماۃ عقیدہ خانم بنام مرزا جھبو	شہر ڈھاکہ	۱۳- مئی سنہ ۱۸۰۳ء
۴۲	احمد اللہ بنام بہادر علی وغیرہ ...	ضلع ہوگلی	۱۹- جولائی سنہ ۱۸ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۴۳	.............+	ضلع ہوگلی	۱۵- مارچ سنہ ۱۸۱۹ء
۴۴	محمد زمان بنام درباری سپاہی...	ضلع میمن سنگھ	۲- اکتوبر سنہ ۱۸۲۰ء
۴۵	چیتر داس بنام روشن......	شہر بنارس	۲۴- جون سنہ ۱۸۱۵ء
۴۶	امیر علی بنام بہادر حسین وغیرہ..	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷- مارچ سنہ ۱۸۱۸ء
۴۷	مانک چند بنام تلوک سنگھ وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۷- فروری سنہ ۱۸۲۲ء
۴۸	مسماۃ نجیرہ بی بی بنام شیخ شجاع الدین	عدالت اپیل کلکتہ	۳۱- ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۴۹	...........+	ضلع میمن سنگھ	۱۷- مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۰	امداد علی بنام محمد کاظم وغیرہ...	ضلع بردوان	۲۶- نومبر سنہ ۱۸۲۱ء
۵۱	کنور رتن سنگھ بنام فیض اللہ وغیرہ...	ضلع بریلی	۲- جولائی سنہ ۱۸۱۴ء
۵۲	...........+	ضلع میمن سنگھ	۳۱- مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۳	فیض الدین وغیرہ بنام رفیق وغیرہ...	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۰- دسمبر سنہ ۱۸۱۹ء
۵۴	مسماۃ بہلو بنام بقیم وغیرہ...	ضلع چٹگانون	۱۵- جنوری سنہ ۱۸۲۱ء
۵۵	مانک جہان بنام شہامت علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۳۰- جولائی سنہ ۱۸۱۵ء
۵۶	امام بخش وغیرہ بنام منو بی بی...	ضلع بردوان	۲۳- اگست سنہ ۱۸۲۱ء
۵۷	سید عبد العلی بنام سید غلام احمد..	ضلع علی گڈھ	۱۰- مئی سنہ ۱۸۶۳ء
۵۸	نصرت اللہ خان بنام محافظ الدین وغیرہ..	ضلع ہوگلی	۲۶- مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۹	سدہ بنام فقیرا وغیرہ......	ضلع بریلی	۲۱- ستمبر سنہ ۱۸۱۸ء
۶۰	غلام امام عین اللہ بنام مسماۃ سیتا...	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸- مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۶۱	...............+	ضلع بردوان	۲۴- اگست سنہ ۱۸۰۶ء
۶۲	غلام حسین بنام مسماۃ زینب بی بی...	صدر دیوانی عدالت	۸- جون سنہ ۱۸۱۰ء
۶۳	غلام محی الدین وغیرہ بنام امید علی وغیرہ..	عدالت اپیل ڈھاکہ	۳- ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۶۴	قمر علی وغیرہ بنام بصیر محمد......	ضلع چٹگانون	۱۷- فروری سنہ ۱۸۱۹ء
۶۵	شمس الدین وغیرہ بنام سلیم الدین وغیرہ	ضلع باقرگنج	یکم- ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء
۶۶	............+	ایضاً	+

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۶۷	سید کلیم بنام بی بی ننھیا	ضلع باقرگنج	+
۶۸	محبت جنگ بنام مسماۃ رسن غلام حسین	ضلع بریلی	۳-فروری سنہ ۱۸۰۷ع
۶۹	مسماۃ حیاتی خانم کلثوم خانم بنام مرزا مہدی	صدر دیوانی عدالت	۳۱-جولائی سنہ ۱۸۰۷ع
۷۰	شریف النسا بنام جعفر النسا وغیرہ . . .	ایضاً	۱۶ نومبر سنہ ۱۸۲۳ع
۷۱	کالیخان بنام مسماۃ ڈلکو بی بی	عدالت اپیل ڈھاکہ	۱۹-مارچ سنہ ۱۸۰۰ع
۷۲	گلزاری وغیرہ بنام لالچی مل	ضلع مرادآباد	+
۷۳	کرامت خان وغیرہ بنام خیراتی وغیرہ . .	ضلع فرخ آباد	۱۲-اپریل سنہ ۱۸۲۰ع
۷۴	مسماۃ رحیمن بنام مسماۃ نورن وغیرہ . .	شہر مرشد آباد	۲-اپریل سنہ ۱۸۱۹ع
۷۵	مسماۃ نجتا بی بی بنام مسماۃ عوض وغیرہ . .	ضلع جسور	۲۶-اگست سنہ ۱۸۱۹ع
۷۶	مان بی بی بنام مسماۃ کبیرن	شہر پٹنہ	۳-نومبر سنہ ۱۸۰۷ع
۷۷	مصری خانم وعصمت النسا بنام مرزا احسن اللہ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹-جون سنہ ۱۸۱۹ع
۷۸	مسماۃ امینا بی بی بنام مسماۃ گلبدن	شہر ڈھاکہ	۲۵-اپریل سنہ ۱۸۱۲ع
۷۹	مسماۃ بھیکن مفلس بنام للو دت رام	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲-مارچ سنہ ۱۸۱۴ع
۸۰	عمر دراز بنام فرمان بی بی	ضلع باقرگنج	+
۸۱	رمضان علی بنام محمد زمان وغیرہ . .	ضلع چٹگانون	۲۳-مئی سنہ ۱۸۲۲ع
۸۲	مسماۃ دھنیان بنام مسماۃ ملکی . .	شہر بنارس	۴-جون سنہ ۱۸۲۱ع
۸۳	کمیا بی بی بنام صتاب الدین وغیرہ	ضلع چٹگانون	۶-فروری سنہ ۱۸۱۷ع
۸۴	جمیل النسا بنام محفوظ علی وغیرہ . .	ضلع علی گڑھ	۱۹-اگست سنہ ۱۸۱۳ع
۸۵	محمد واثق وغیرہ بنام محمد امیر وغیرہ . .	ضلع باقرگنج	۱۳-فروری سنہ ۱۸۲۱ع
۸۶	مسماۃ نسو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱-جولائی سنہ ۱۸۱۴ع
۸۷	ثناءاللہ بنام پھول بی بی وغیرہ . .	ضلع چٹگانون	۱۲-جولائی سنہ ۱۸۲۱ع
۸۸	ایضاً	عدالت اپیل بریلی	۱۸-اپریل سنہ ۱۸۲۱ع
۸۹	ایضاً	ضلع علی گڈھ	۱۷-اپریل سنہ ۱۸۱۳ع
۹۰	مرادخان بنام کریم خان	شہر مرشد آباد	۱۷-اپریل سنہ ۱۸۰۹ع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۹۱	مسماۃ زلیخا وغیرہ بنام مسماۃ محرم بی بی	ضلع چٹگانوں	۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۲۴ع

بیع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	مسماۃ فہمیدہ وغیرہ بنام بیچولاسے۔۔	ضلع سارن	۱۶۔ جولائی سنہ ۱۸۲۱ع
۲	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶۔ مارچ سنہ ۱۸۱۷ع
۳	جہان النسا بنام شیخ الدین۔۔۔	صدر دیوانی عدالت	۳۰۔ مئی سنہ ۱۸۱۲ع
۴	منگو وسلیا بنام پران کشن۔۔۔۔۔	ضلع باقرگنج	+
۵	مسماۃ منکو بنام بیر فرزند علی۔۔۔۔	شہر پٹنہ	۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۲۰ع
۶	مہادیو اگندہ بنام مسماۃ عشورن۔۔۔	شہر ڈھاکہ	۲۔ جولائی سنہ ۱۸۲۰ع
۷	شیخ برکت اللہ بنام خوبی وغیرہ	شہر پٹنہ	۳۱۔ جون سنہ ۱۸۱۸ع
۸	کشن سنگھ بنام منگلا۔۔۔۔۔	ضلع فرخ آباد	۳۔ فروری سنہ ۱۸۱۷ع
۹	مسماۃ بی بن بنام فیضن وغیرہ۔۔۔	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷۔ جولائی سنہ ۱۸۱۷ع
۱۰	مسماۃ ظہور النسا وغیرہ بنام مہدی علی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۵۔ اپریل سنہ ۱۸۱۴ع
۱۱	رحم علی بنام شاہ شمس الدین۔۔۔	ضلع شاہ آباد	۲۶۔ اپریل سنہ ۱۸۱۰ع
۱۲	مسماۃ خود بدولت وغیرہ بنام مسماۃ حفظ النسا وغیرہ	+	+
۱۳	عبد الغنی بنام سالگرام۔۔۔۔۔	ضلع فرخ آباد	۱۰۔ مارچ سنہ ۱۸۱۳ع
۱۴	محمد تقی بنام محمد سجدہ وغیرہ۔۔۔۔	ضلع بیربھوم	۲۷۔ نومبر سنہ ۱۸۱۵ع
۱۵	شیخ معین الدین بنام لعل بی بی۔۔۔	ضلع ہوگلی	۳۱۔ جولائی سنہ ۱۸۲۳ع

شفعہ

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	راو امراد سنگھ بنام دیوان اجیت سنگھ	ضلع شاہ آباد	۲۳۔ مارچ سنہ ۱۸۲۱ع
۲	شیر خوان وغیرہ بنام شہامت علی۔۔۔	ضلع چٹگانوں	۸۔ جون سنہ ۱۸۱۷ع
۳	رادھا کشن تیواری بنام دھگنہ وبناہک	شہر پٹنہ	۱۸۔ مارچ سنہ ۱۸۲۰ع
۴	بھوانی پرساد بنام شیخ کریم	ضلع پیرٹرہ	۹۔ جنوری سنہ ۱۸۱۶ع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۵	محمد بہار وغیرہ بنام مسماۃ نورن بی بی وغیرہ	ضلع چٹگانون	۱۹- مئی ۱۸۲۲ء
٦	شہامت اللہ بنام محمد سمیع وغیرہ	عدالت اپیل ڈھاکہ	۲۹- دسمبر ۱۸۲۰ء
۷	محمد زمان بنام محمد ہاشم وغیرہ	ضلع چٹگانون	۲۳- مارچ ۱۸۱۴ء
۸	گسائیں چند اسٹنٹ وارث گیولی بنام مجبو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۴- اپریل ۱۸۱۴ء
۹	حسنو بنام منو خان وہلاس	ضلع شاہ آباد	۹- اپریل ۱۸۱۲ء
	ہبہ		
۱	.......+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۲	فرخ النسا بیگم بنام میر عبد الکریم	عدالت اپیل پٹنہ	۲۳- جنوری ۱۸۱۷ء
۳	چھجو وغیرہ بنام مسماۃ الٰہی بیگم	ضلع بریلی	۵- ستمبر ۱۸۱۷ء
۴	مسماۃ بھیکن مفلس بنام للو ودت رام	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲- مارچ ۱۸۱۴ء
۵	مسماۃ منیفہ وغیرہ بنام فیض اللہ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸- جنوری ۱۸۱۹ء
٦	سید بخت بنام خواجہ اراتون	ضلع باقر گنج	۱۶- ستمبر ۱۸۲۰ء
۷	مسماۃ خوبن بنام اصغر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۹- جنوری ۱۸۱۷ء
۸	شیخ محمد علی بنام مسماۃ جلیبہ وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۸- مارچ ۱۸۱۴ء
۹	مسماۃ مہر النسا بیگم وغیرہ بنام مسماۃ صاحبان وغیرہ	ضلع بیر بھوم	۲۷- دسمبر ۱۸۲۲ء
۱۰	غلام نجف خان بنام شہامت علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰- جولائی ۱۸۱۵ء
۱۱	دیندار خان بنام غلام حسین خان ...	ضلع فرخ آباد	۱۹- ستمبر ۱۸۱۷ء
۱۲	مسماۃ صغیرہ وغیرہ بنام غلام نبی خان وغیرہ	ضلع بیر بھوم	۷- مئی ۱۸۱۸ء
۱۳	مسماۃ حمیدہ بنام امام بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۲۸- ستمبر ۱۸۱۹ء
۱۴	بخشو خلیفہ وغیرہ بنام پچو	ضلع چٹگانون	۳- اپریل ۱۸۱۵ء
۱۵	مسماۃ بی بی فہمیدہ بنام مسماۃ بی بی حفیظہ	ضلع شاہ آباد	۱۵- جولائی ۱۸۰۵ء
۱٦	صورت جنگ خان بنام نعمت اللہ خان	عدالت اپیل بریلی	۱۱- مئی ۱۸۲۰ء
۱۷	تارا بی بی بنام عینو بی بی	ضلع ہوگلی	۲- ستمبر ۱۸۲۲ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۴	مسماۃ حیات النسا وعبداللہ بنام مفخر الاسلام ..	صدر دیوانی عدالت	۱۰-جون سنہ ۱۸۰۷ء
۵	حسین بخش وغیرہ بنام خیر اللہ	ضلع شاہ آباد	۱۴-مارچ سنہ ۱۸۱۹ء
۶	مسماۃ کلو بنام اسد علی شاہ	شہر مرشد آباد	۱۳-جولائی سنہ ۱۸۱۹ء
۷	شیخ مرتضیٰ وغیرہ بنام شیخ محمد باقر وغیرہ	ضلع آگرہ	۹- جنوری سنہ ۱۸۱۵ء
۸	ایضاً ... ایضاً	عدالت اپیل بریلی	۲۱-مئی سنہ ۱۸۱۷ء
۹	.... +	ضلع بندیلکھنڈ	۱۲- نومبر سنہ ۱۸۱۲ء
۱۰	شیخ بھیکن بنام شیخ بہادر	ضلع بیر بھوم	۱۸-مئی سنہ ۱۸۱۹ء

دیون وکفالت

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	قرضخواہان کلب علیخان متوفی بنام ورثہ کلب علیخان متوفی	ضلع آگرہ	۲۷- جون سنہ ۱۸۰۸ء
۲	بستی خان مفلس بنام بینابی بی ...	ضلع ہوگلی	۷- مارچ سنہ ۱۸۱۵ء
۳	.... +	ضلع بندیلکھنڈ	+
۴	جیون لال بنام آبادی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۴- فروری سنہ ۱۸۱۴ء
۵	قاضی عزیز الدین بنام علی رضا وعزت النسا	ضلع بریلی	۱۰- جنوری سنہ ۱۸۱۷ء
۶	موتی رام بنام ناہر وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۲۸- ستمبر سنہ ۱۸۰۶ء
۷	رام شنکر رائے بنام بجر بی بی وغیرہ ...	ضلع باقر گنج	+
۸	مسماۃ جگن بنام مرزا یوسف بیگ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۲-فروری سنہ ۱۸۱۴ء
۹	علی اسمعیل خان بنام بھولا ناتھ	شہر پٹنہ	۲- ستمبر سنہ ۱۸۰۷ء
۱۰	مسماۃ فاطمہ بنام الٰہی بخش ورحیم بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۴-فروری سنہ ۱۸۱۴ء

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان میں

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	اہنجار وغیرہ بنام جانو بی بی وغیرہ ..	ڈھالہ	۱۵- فروری سنہ ۱۸۱۹ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	چتر سال نرائن بنام بجیانتھ نرائن وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۴ - نومبر سنہ ۱۸۱۲ء
۳	محمد سمیع اللہ چودھری بنام سماۃ منیرہ بی بی وغیرہ	ضلع ترہٹ	۷ - فروری سنہ ۱۸۱۷ء
۴	سماۃ دنیا بی بی بنام سماۃ مصری بی بی	شہر ڈھاکہ	۴ - مئی سنہ ۱۸۱۰ء
۵	کیول نرائن بنام محمد طاہر وغیرہ . . .	ضلع سلہٹ	۲۰ - جون سنہ ۱۸۱۶ء
۶	راجہ علی بخش خان بنام قائم بی بی . .	صدر دیوانی عدالت	۳۰ - جولائی سنہ ۱۸۱۶ء
۷	سماۃ جان بی بی بنام حکیم واحد علی . . .	عدالت اپیل بریلی	۱۹ - جولائی سنہ ۱۸۱۹ء
۸	×	ضلع سارن	× سنہ ۱۸۱۳ء
۹	نظام الدین بنام گوبند رائے وغیرہ . .	ضلع سہارن پور	۹ مارچ سنہ ۱۸۲۱ء
۱۰	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون .	عدالت اپیل پٹنہ	+ سنہ ۱۸۰۳ء
۱۱	حکیم واحد علیخان مفلس بنام سماۃ جان بی بی	صدر دیوانی عدالت	۲۲ - مئی سنہ ۱۸۱۸ء
۱۲	شہاب الدین بنام سماۃ نقی . . .	ایضاً	۱۴ - جولائی سنہ ۱۸۱۴ء
۱۳	سراج الدین وغیرہ بنام غوثی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵ - جون سنہ ء
۱۴	سیوک رام بنام جگ نندن سنگ . . .	ایضاً	۱۶ - اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۱۵	کالیجان بنام دکھو بی بی	عدالت اپیل ڈھاکہ	۱۹ - مارچ سنہ ۱۸۱۶ء

THE PRINCIPLES & PRECEDENTS OF MAHOMEDAN LAW,

BEING

A COMPILATION OF PRIMARY RULES, RELATIVE TO THE DOCTRINE OF INHERITANCE (INCLUDING THE TENETS OF THE *SCHIA SECTARIES*) CONTRACTS AND MISCELLANEOUS SUBJECTS;

AND

A SELECTION OF LEDGER OPINIONS INVOLVING THOSE POINTS DELIVERED IN THE SEVERAL COURTS OF JUDICATURE SUBORDINATE TO THE PRESIDENCY OF FORT WILLIAM:

Together with Notes illustrative and explanatory,

BY

W. D. Macnaghten, Esq.,

Of the Bengal Civil Service.

TRANSLATED INTO THE URDOO LANGUAGE

BY

LALLA MOOKUND LALL. G. C. B.,

SUB-ASSISTANT SURGEON.

FOR THE USE AND BENEFIT OF THE PUBLIC,

CAWNPORE:

RE-PRINTED AT THE NEWUL KISHORE PRESS.

1892.